کتب قصہ جات نثر

بہارستان سخن - اس مین تین استادونکا کلام ہے - ہمطرح وہمقافیہ غزلین - ۱- شیخ امام بخش ناسخ - ۲- خواجہ حیدر علی آتش - ۳- مہدی حسین خان آباد بڑے معرکہ کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہے بہم دیگر ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہے -

دیوان امیر - خرد طبعزاد سید امیر الدین امیر -

دیوان رند مسمی بہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -

دیوان فدا - از موج دیوانی طبع وقار مولوی فدا حسین وکیل عدالت دیوانی -

دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایۂ آتش و ناسخ منور خان غافل -

منتخب کلیات ظفر انتخاب ہے چارون جلدونکا کلام حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ غازی کا -

دیوان بہار عرب - در محامد خاتم الرسالت مؤلفۂ حاجی محمد نذیر مصطفیٰ آبادی -

دیوان لطف - پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراجنامہ محامد سرور کائنات مصنفۂ حافظ محمد لطف علیخان صاحب بریلوی -

ایضاً - نعت سرری غزلیات تمام ردیفونکی محامد خاتم المرسلین مین از بہار گلزار طبع بلندی مفتی غلام سرور لاہوری -

دیوان ہنجار سالک عمدہ کلام از مرزا قربان علی بیگ تخلص سالک -

دیوان نیاز - از روشنی صافی طبع نازک پسندہ شاہ نیاز احمد بریلوی نیاز -

دیوان شہیدی مصنفۂ کرامت علیخان شہیدی تخلص

دیوان امیر مسمی بمراۃ الغیب از امیر احمد امیر تخلص -

دیوان غالب دہلوی کئی مرتبہ دیوان مختلف مقامات مین چھپا اور شہرت خواہش سے بکا اور ہنوز خواہش خریداران اسی طرح سے ہے کیون نہ ہو بڑے عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے جنکا مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہے یہ مطبوعہ مطبع نظامی سے نقل ہو کر چھپا -

دیوان نشاط الاحباب مصنفہ بابو ہرگوبند سہائے

دیوان جرار مصنفۂ مرزا حسین بیگ تخلص جرار

دیوان قلق مسمی بہ مظہر عشق کلام استاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -

دیوان واسطی نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ -

دیوان عاشق کلام لطیف از پنڈت کنہیا لال تخلص عاشق

دیوان خواجہ میر درد شاعر صاحب باطن -

دیوان بحر اسرار حقیقت در نعت سید مجتبیٰ مصنفہ قاضی علی احمد تخلص صلّ علیٰ

دیوان ہشیار مصنفۂ کنول رام -

دیوان صبا مسمی بہ غنچۂ آرزو از میر وزیر علی صبا

دیوان ضامن - از سید ضامن علی شاہ -

دیوان نواب عمادالدولہ سید محی الدین خان بہادر تخلص فقیر عرف نواب مجھن صاحب -

غرض ناامیدانہ کر اک نگاہ ۔ وہ نقش توہم گیا سوے ماہ
نہ آیا کبھو پھر نظر اس طرح ۔ ندیکھا اُسے جلوہ گر اس طرح
مگر گاہ سایہ سا مہتاب مین ۔ کبھی وہم سا عالمِ خواب مین
دلِ خو پذیر وصالِ دوام ۔ رہی خواب مین روز و شب صبح و شام
اگر وصل خواب فراموش تھا ۔ ولیکن وہی خواب کا جوش تھا
پلک سے پلک آشنا ہے وہی ۔ زخود رفتگی کی ادا ہے وہی
کھڑا ہون تو سوتا ہون اک وقت مین ۔ رگِ خوابِ دل ہے کفِ شوق مین
جو بیٹھا ہون خواب گران ہے مجھے ۔ وہ غفلت جہان در جہان ہے مجھے
خیال اسکا آوے کہ سُن ہو رہون ۔ تلے سر کے پتھر رکھون سو رہون
مجھے آپکو یونہین کھوتے گئی ۔ جوانی تمام اپنی سوتے گئی
دکھایا نہ اُس مہ نے رو خواب مین ۔ ندیکھا پھر اُسکو کبھو خواب مین
بہت بیخود و بیخبر ہو چکا ۔ ہم آغوش طالع بہت سو چکا

ندیکھا کبھو میر پھر وہ جمال
وہ صحبت تھی گویا کہ خواب و خیال

تمام شد

تاریخ طبع
از فدا لسان مولانا
محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی
مصحح مطبع
[illegible]

خاتمۃ الطبع
[illegible]

جفا ضعف سے مجکو کیا کیا نہ تھی
افاقت گئی یون کہ گویا نہ تھی

پس از چند آنکھین ٹھہرنے لگین
نگاہین بھی کچھہ کام کرنے لگین

بندھا ناتوانی کا رخت سفر
گیا طاقت رفتہ لینے منہہ ادھر

کسے تھا مری زندگانی کا دھیان
ولیکن نہایت تھا مین سخت جان

لگی جان سی آنے اعضا کے بیچ
کوئی روز رہنا تھا دنیا کے بیچ

پھرا ناتوان مین بہت درد سے
کہ نزدیک تھا عالم گرد سے

غلط کاری وہم کچھہ کم ہوئی
وہ صحبت جو رہتی تھی برہم ہوئی

وہ صورت کا وہم آکے دیوانگی
لگی کرنے در پردہ بیگانگی

پس از دیر آنکھون مین آنے لگے
نہ دو دو پہر منہہ لگانے لگے

ندیکھے مری اور اس پیار سے
غریبانہ سر مارے دیوار سے

کہین ٹک تسلی کہین بیقرار
کہین شوق سے میرے بے اختیار

کہین واسطے میرے روتی ہی خون
کہین دست زیر زنخ ہے زبون

کہین دلکو اپنے دکھا دے مجھے
مری بیوفائی جتا دے مجھے

کہین دست بر دل وہ رشک قمر
کہین حسرت آلودہ مجھپر نظر

کہین بیدماغانہ سرگرم ناز
کہین آتش شوق سے جانگداز

کہین چاک گریبان سے دامان پاک
کہین سو جگہ سے گریبان چاک

کہین کام دل کی شکایت سے کام
کہین نقش دیوار حیرت سے کام

کہین مجھ سے کہتی ہی رخصت مجھے
کہ مطلق نہین غم کی طاقت مجھے

کہین لب پہ وہ شکوۂ خون چکان
کہ جس سے ہے آزار جان

کہین وہ نگہ جس سے ...
کہ یہ درد دل ہے تو مر جائیے

کہین وہ روش جس سے نکلے عتاب
کہین وہ طرح جس سے ہے دل خراب

کہین حرف زن اسطرح ناز سے
کہ دیکھا گئی دل کس انداز سے

کہین وہ ادا جس سے معلوم ہو
کہ جیسے وہ عاشق کہ مر دم ہو

کہین وہ سخن جو جگر خون کرے
کہین طرز ایسی کہ مجنون کرے

کہ جہوما کرون بید مجنون کیطرح
رہے یاد اس سرو موزون کیطرح

رہون زرد مین گاہ بیمار سا
پریشان سخن گاہ بیدار سا

پری خوان کو لا کوئی افسون کہے
کسو سے کوئی جا کے تعویذ لائے

طبیبون کو آخر دکہایا مجہے
نہ پہنچا جو کچہہ تہا پلایا مجہے

دوا جو لکہی سو خلاف مزاج
کہچا اس خرابی سے کار علاج

کہ سر رشتہ تدبیر کا گم ہوا
دل اوپر ہجوم توہم ہوا

درون خود بخود بیجو اسی ہی
پریشان دلی ادرا و داہی ہی

کرون بیکلی جاد تا ہر کہین
نہ گہر مین لگے جی نہ باہر کہین

قیامت جنون کا رہے سر مین شور
کہچا جائے دل کو وہ صحرا کی اور

رہے شوق سر در گریبان دل
ہوا کہینچے صحرا کو دامان دل

سر آشفتہ زلف گرہ گیر کا
قدم حلقہ در گوش زنجیر کا

جنون آہ درپے ہوا جان کی
مجوز ہوئے یار زندان کے

کیا بند اک کوٹہری مین مجہے
کہ آتش جنون کی مگر دان بجہے

لب نان اک بار دینے لگے
دم آب دشوار دینے لگے

کہان علم کا کسب فرصت نہ آہ
ہوا کا بہی دان گشت روزنکی راہ

پڑی فکر جان میرے احباب کو
کوئی پاس کوئی تفاوت سی مہلک
کوئی فرط اندوہ سے گریہ ناک
جو دیکھون تو آنکھون سے لوہو بہے
کہے چشم بندی کو ہر بار غیر
وہی جلوہ ہر آن کے ساتھ تھا
اگر ہوش مین ہون دلے بیخبر
اسی دیکھون جیدہر کرون مین نگہ
نگہ گردش چشم سے فتنہ ساز
عجب رنگ پر سطح رخسار کا
جو آنکھہ اُسکی بیجی سی جا کر اڑی
مکان گنج لب خواہش جان کا
دہن دیکھکر کہیہ نہ کہتی کہ آہ
بنا ہے جگر اس کو کے لئے
گل تازہ شرمندہ اُس سے ہو

اڑا دیوین سب گھر کے اسباب کو
سراسیمہ کوئی محبت سے ہو
گریبان کسو کا میرے غم سے چاک
نہ دیکھون تو جی پر قیامت رہے
دلے منزل دل مین اس مہ کی سیر
تصور مری جان کے ساتھ تھا
وہ صورت رہی میری پیش نظر
وہی ایک صورت ہزارون جگہ
مژہ آفت روزگار دراز
مگر وہ تھا آئینہ گلزار کا
دم تیغ پر راہ چلنی پڑی
تبسم سبب کاہش جان کا
سخن کی نکلنی تھی مشکل سے راہ
جو سیب ذقن اسکا او کر جیسے
خجل اُسکے مشک ناب گیسو سے ہو

کوئی نالہ بلبل سے ہے یادگار — خزان اس چمن مین ہو گل کی بہار
کہین ساقی دے آب گلرنگ کو — کشادہ ہی کر اس دل تنگ کو
گلے لگ کے مینا کے ٹک رویئے — فسانہ ہی آخر ہے اب سویئے

مثنوی مسمی بخواب وخیال

خوشا حال اسکا جو معدوم ہی — کہ احوال اپنا تو معلوم ہے
رہین جان غمناک کو کاہشین — گئین دل سے نومید سو خواہشین
زمانے نے رکھا مجھے متصل — پراگندہ روزی پراگندہ دل
گئی کب پریشانئ روزگار — رہا مین تو ہم طالع زلف یار
وطن مین نہ اک صبح مین شام کی — نہ پہونچی خبر مجکو آرام کی
اٹھاتے ہی سر یہ پڑا اتفاق — کہ دشمن ہوے سارے اہل وفاق
جلاتے تھے مجہپر جو اپنا دماغ — دکھانے لگے داغ بالاے داغ
زمانے نے آوارہ چاہا مجھے — مری بیکسی نے نباہا مجھے
رفیقون سے دیکھی بہت کونہی — غریبی نے ایک عمر کی ہمسری
مجھے یہ زمانہ جدہر لے گیا — غریبانہ چندے بسر لے گیا
بندھا اس طرح بار سفر — کہ نہ زاد رہ کچھ نہ یار سفر

کوئی رہ گیا تھا پیام جوان　　جو تو پھر شتابی سے آیا یہان

بیان کر جو کہنا ہو تجھکو شتاب　　کہ ہے منتظر غیرت آفتاب

کہا مین نے اے پیرزن کیا کہون　　۶۰ اوار اس نوجوان کا مین مرہون

پیام اُس کا لایا تھا مین اسلیے　　کہ وہ بے اجل مرتا ہے تک جیے

سو یان سے گیا ایسا لیکر جواب　　کہ جس سے نکلتا تھا ناز و عتاب

نہ تھی تاب حرف درشت اُسکے تئین　　کیا غم نے تھا نیم کشت اُسکے تئین

نہ مشغول یونہین وہ زاری سے تھا　　وہ بیتاب بے اختیاری سے تھا

نہ سمجھی یہ رشک پری اسکے تئین　　دکھائی دی عشوہ گری اسکے تئین

چڑھا ان نے تیوری اک انداز سے　　کہا بیزہ ہوکے یون ناز سے

کہ جس کو نہ ہو تاب لانیکی تاب　　شتابی سے مرنا ہے اسکا صواب

ہوا سامنے اس کے مین حرف زن　　یہ اُس کی زبان سے کہا مین سخن

جوان سنتے ہی کرکے ادھر نگاہ　　سفر کر گیا جان سے بھر کر آہ

یہی ماجرا کہنے آیا ہون یان　　خبر اُسکے مرنیکی لایا ہون یان

کہا اس سے کہ اے کشتۂ غم کی جان　　گیا آخرالامر جی سے جوان

یہ کہہ دس قدم وان سے مین تھا چلا　　کہ اک شور کانون مین میرے پڑا

صبا گر اوڑا دے تنک وانکی خاک | تو نکلی زمین سے دل چاک چاک
کئی نوحہ کش وان کئے نوحہ زن | گئے خون گرفتہ گئے بے کفن
کئی بیوطن وان سفر کر گئے | سسکتے مین کتنے کئی مر گئے
ہر اک جان بہر شخص ناکام کی | ہوا دار اس کے لب بام کی
پھرون گرد ساقی نشے مین ترے | گلابی ہی منھ کو لگا دے مرے
مجھے مست آب سیہ دیکے کر | چلون جون قلم پھر بھی مطلب اوپر
سُنا وہ جگر سوز پیغام جب | کئی آشنا حرف سے لعل لب
پڑھی اک رباعی نہ کر اعتبار | کہ مضمون جس کا یہ موزون ہوا یار
کہ ہجران مین جو بیقراری کرے | سر راہ فریاد وزاری کرے
نہ سونے دے نالونسے ہمسایہ کو | بھلی مرگ ایسے فرومایہ کو
محبت کی رہ مین یہ پھیلائے گام | کہ سر سے گذر جائیے شادکام
نہین شرط الفت اُسکی جبین | اگر پیش آوے دم واپسین
جو پھوٹا ہی پڑتا ہون جون آبلہ | وہ ہے دم مین داماندہ قافلہ
نہ جو ہو سکے ہجر کا پائمال | تو بہتر ہی ہوتا ہے اُسکا وصال
گیا مین جواب اُس سے لیکر ادہر | سر رہ تھا پامال غم وہ جدہر

نگہدار تھی سر خیے چشم کی | طرفدار تھی اپنے ہی خشم کی
شہید اسکی چشمک کے دل خستگان | نشانے نگاہون کے دل بستگان
مژہ موجب قتل جمع کثیر | غرض سب تھے یہ ایک ترکش کے تیر
چھپین اسکے غمزے مین کتنی سنان | نمایان ہوئے سب یہ مرگ جہان
جبین کھولدی اس پریزاد نے | کہ چین مانی خوبان نوشاد نے
روان اس شب افروز سا اشک شمع | نہین ہے یہ روشن کہ تھی اشک شمع
وہ مُردون کو زندہ دوبارا کرے | مسیحا جہان سے کنارا کرے
پری منفعل رنگ رخسار سے | خجل کبک انداز رفتار سے
خضر تشنہ اسکے ہے دیدار کا | مسیحا شہید اس کے بیمار کا
سوا اسکی باتونکی سب باتین ہین | جسے سنکے مردے بھی جی جاتے ہین
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین | مسیحا کے لب یونہیں کہنے کو ہین
لب سرخ اسکے وہ گلبرگ تر | چھپین جن مین دندانکے سلک گہر
تبسم مین انکے وہ برق بہار | دم حرف ہوتے گہر آبدار
دہن غنچہ ناشگفتہ سے کم | سخن رہرو راہ تنگ عدم
تبسم تنگ گر دہ دلکش کرے | تو گلشن ہین گل صد چمن غش کرے

ترا ورد پنہان ہے گو آشکار
یہ مجھسے بیان کر کہ ہو راز دار

کہین دل لگا ہو تو یہ مجھسے کہہ
کہون اس سے جا کر غمین تو نہ رہ

جہان کو تو بھیجے وہان جاؤن مین
کہے کام جو تو بجا لاؤن مین

جو حور بہشتی بھی ہو تیری یار
کرون مین ملک کی طرح وا نگذار

خدا جانے کیا جی مین بات آگئی
کہ میری ہی دلجوئی ہے بھا گئی

یہ سنکر جوان خود رفتہ نے
جگر سوختہ اور دل تفتہ نے

کیا سوز دل کو لبون پر نمود
زبان تاب کھانے لگی جیسے دود

سخن ہونے لاگے نمودار کچھ
لگا کرنے پیچیدہ گفتار کچھ

کہ جس سے یہ معنی ہوئے مستفاد
کہ اے غمگسار دل نامراد

جو دلجوئی میری ہے مد نظر
تو یان اک محلہ ہے ٹک قصد کر

نہین اسکو درکار کچھ جستجو
سرا ایک ترسا کی ہے قبلہ رو

زبانی مری در پہ یہ جا کے کہہ
کہ احوال سے میرے غافل نہ رہ

ترے واسطے خوب رسوا ہوا
مرے سر پہ ہنگامہ برپا ہوا

تسلی شکیبائی مطلق نہین
پر اب یہ تنہائی مطلق نہین

رہی جب تلک تن مین تاب و توان
اوٹھایا تحمل کا بار گران

۶۳۷

زن و مرد کی ہون زبانسے تنگ
ہوا ہون مین سارے قبیلے سی تنگ

سدا خون دلمین طپیدہ ہو نہین
کہ آہ بلب نارسیدہ ہو نہین

تری دوری مین پہوچی ہے اے حبیب
وداع دم واپسین بھی قریب

جگر تو ہو پانی بہا غم کے بیچ
یہ دم بھی ہوا ہے کوئی دم کے بیچ

سمجھنا یہ بھی اے مرے سر خاک
کس امید پر مین ہوا ہون ہلاک

تو جب سے درا و پر نظر آ گئی
رہین آفتین تا پہ میرے سر پڑی

نہ نامہ نہ پیغام نے رسم و راہ
یونہین ہوتی جاتی ہی حالت تباہ

دل و دیدہ سب مدعی ہو گئے
تماشائی مجھسے بہت رہ گئے

کئی بار جان لب پر آ پھر گئی
کہان ہی تو اے گل ہوا پھر گئی

یہ حیران ہون صبر آتا نہین
تصور ترا جی سے جاتا نہین

خراش جگر سے ہے چھاتی مین درد
کہ جیسے ہولجائے ہے رنگ زرد

رہا کرتی ہے داد بیدادیان
دل شب سے گذری ہی فریادیان

سر رہ تک آ دیکھ یہ خستہ حال
کہ ہے نقش پاکی طرح پایمال

ترے دور غم مین تو جون کیمیا
سنا ہی کیا نام مہر و وفا

نہ آیا نظر سے ادا ہے ولیک
نہ اتنا کہ جاتا رہا جی سے ایک

اسی کی سی مقدور رنگ سب کہین — سدا اسکا منہ دیکھتے ہی رہین
وہ اک دودمان کا تھا روشن چراغ — جلاتے تھے سارے اسی پر دماغ
وے اس کے دلمین اک آتش نہان — کہ دیجے جلا اس سے سارا جہان
سب آرام چاہین اسے اضطراب — سراپا تلک ایک دل بیقرار
نہ کچھ ہوش گھر جانے کا اسکو تھا — نہ کچھ خوف مرجانے کا اسکو تھا
نہ طاقت تھی تن مین نہ کچھ جی مین تاب — نہ دل پاس نے صبر آرام و خواب
سراراہ دل قیمہ قیمہ سے لیے — یہ کہتا تھا مرجایئے بس جیے
سن اس نوگل عشق کی بیکلی — رہا کرتی ماتم سرا وہ گلی
دل و صبر و ہوش و توان و حواس — رہین اس کی وحشت سے سارے اداس
نہ ناموس کا ننگ نے نام کا — مرا دوست دشمن تھا آرام کا
شب و روز فریاد کرنا اسے — کئی بار اک دم مین مرنا اسے
تماشے کا دیوانہ پیدا ہوا — زمانے کو چندے تماشہ ہوا
جو دم لے طپش تو شتابی کرے — تسلی دل کی خرابی کرے
کرے طرح داغون سے وہ باغ کو — روانی اسی سے زر داغ کو
دل غمزدہ سے محبت اسے — قیامت خوشی سے عداوت اسے

در تعریف عشق خانمان آباد آزادگان برنانهاد

زہے عشق نیرنگ سازی تری
کہ ہے کھیلنا جی پہ بازی تری

تجھی سے ہے آب رخ زرد زرد
تجھی سے مرے دل مین اٹھتا ہے درد

تجھے ربط کفار و دیندار سے
تجھے رشتہ تسبیح و زنار سے

تجھی سے ہے بلبل کو نوحہ گری
تجھی پر ہے قمری بھی خاکستری

ترا جذب دریا کو بہنے نہ دے
ترا شور صحرا کو رہنے نہ دے

تجھی سے دل شاد غمناک ہے
تجھی سے مرا سینہ صد چاک ہے

تمنا کو تو نے کیا ہے شہید
تجھی سے نہ بر آئی میری امید

تجھی سے ہے مجنون صحرا نورد
تجھی سے ہے فرہاد کوہون پہ مرد

تجھی سے گلو بند ہے خستگی
تجھی سے ہے وابستہ دل بستگی

تجھی سے دل عاشقان ہر کباب
تجھی سے ہے پروانہ آتش آب

ترا کام دیتا ہے بدنامیان
تری ریجھ دیکھے ہین ناکامیان

تجھی سے سراسیمہ ہین یار لوگ
تری تیغ سے قیمہ ہین یار لوگ

تجھی مین ہین یہ کار پردازیان
تجھی پر ہین موقوف جانبازیان

کرون اُسکی قوت کا کیا مین بیان | کہ تھا قاب دو قوسین اور نا مکان
مرا زیر پا اُسکے فرق نیاز | کیا جس کی خلقت پہ صانع نے ناز
بصورت اگر عبد مشہود ہے | حقیقت کو پوچھو تو معبود ہے

نہین پاشکستون کا اب دستگیر
محمدؐ بن اور آل بن اُسکے امیر

گنہگار ہون چشم ایک اس سے ہے | توقع شفاعت کی ایک اس سے ہے
درود آل پر اُسکے ہر صبح و شام | وہ ہے شافع حشر و خیر الانام
پلا ساقیا بادۂ لعل گون | کہ ہو جائیں سرخ آنکھین مانند خون
ہے اب حرف مستانہ کا دلمین جوش | کر آویزۂ گوش گر کچھ ہے ہوش

مناجات بطور عاشقان زار
و در بلای جدائی گرفتار

مرا زخم یارب نمایان رہے | پس از مرگ صد سال خندان رہے
رہو دشمنی جیب سے چاک کو | صبا دوست رکھے مری خاک کو
مژہ اشک خونین سے سازش کرے | غم دل بھی مجھپر نوازش کرے

مثنوی باعجاز عشق

ثنائے جہان آفرین ہے محال
زبان اسمین جنبش کرے کیا مجال

کمالات اسکے ہین سب پر عیان
کرے کوئی حمد اُسکی سو کیا بیان

کہون کیا ہین اسکی صفات کمال
کہ ہو عقل کل یان پریشان خیال

خرد کنہ میں اُس کی حیران ہے
کہان یان پریشان پشیمان ہے

زمین و فلک سب ہین اسکے حضور
مہ و خور ہین اس سے ہی لبریز نور

یہ صنعت گری اس ہی صانع سے آئے
کف خاک کو آدمی کر دکھائے

نہ آوے کبھی کی جو ادراک مین
سو دکھلائے وہ اس کف خاکمین

کرے ہیگا تمثیل و تشبیہ سے
منزہ ہے وہ بلکہ تنزیہ سے

وہی حاصل مزرع آسمان
کئے اُنے دانے مین خرمن نہان

سفید و سیہ کو نہین اُس کی بار
وری ہے زمانے کی لیل و نہار

در توحید انشا طراز حزینی که فقره یکتائے او بعالم و دیده

در نعت سید المرسلین

رخصت کو اس پاس بھی آیا	جلنے کے تئین اور جلایا
وقت وداع قیامت گذرا	سر سے آب حسرت گذرا
ایک دم بیخود ہو کے رہا وہ	اس سے آگے آپ گیا وہ
آنکھیں لگیں ناسور ہو بہنے	دکھ اس گل کو لگا یہ کہنے
ظلم ہے لوہو پیتے رہیے	جان گئے پر جیتے رہیے
عمر عزیز چلی یوں جاوے	اور فلک آنکھوں سے رکھاوے
آخر کر کے خدا کے حوالا	آئینے پر پانی ڈالا
تاکہ وہ دکھا دے شتابی	راہ دور سے آوے شتابی

بار گئے پر میر جواب ہے
جان سے خالی اک قالب ہے

راقم غم ہے وہ دل تفتہ	نام پر اس کا رنگ رفتہ
غم سے فرصت اسکو کہاں ہے	قاصد اشک ہمیشہ رواں ہے
خط لکھتا ہے اس مضمون سے	تر ہو بال کبوتر خون سے
خط سے اک آتش پر ہووے	جس سے کباب کبوتر ہووے
جب وے دل اس نے لکھا ہے	شعلہ خط مین لپیٹ دیا ہے

۶۳۱

مثنوی

چشم کرشمہ جان تغافل — شایان اس کی شان تغافل

کیا جانے وہ حال کسو کا — پتھر دل اُس آئینہ رو کا

پاتے ہی ابرو کا اشارہ — غمزے نے ایک خنجر مارا

جب وہ خرام ناز کرے ہے — جیکو جور نیاز کرے ہے

رخصت دی گر عشوہ گری کو — ایک ہی جلوہ بس ہے پری کو

ہنسنے مین وہ صفائی دندان — برق خرمن عالم امکان

رشک سحر کو صافی تن — خون صحرا کی اُسکی گردن پر

آہ صفائی اُس سینے کی — غیرت افزا آئینے کی

شکل چین مین یہ ناز کہان ہے — صورت ہے انداز کہان ہے

ایسا خوب جہان مین کہین ہے — رحم ہے اسپر اب جو نہین ہے

جب وہ شکل نظر آتی تھی — کلفت دل کی نکل جاتی تھی

رنگین انگلی اُس کف پا سے — جائین نکویان اپنی جا سے

چشم کرو انصاف کی گروا — یوسف و شیرین لیلےٰ عذرا

کون ہوا اس محبوبی سے — خوبی تھی پر اس خوبی سے

بار نزاکت کیون کے اٹھاوے — شاخ گل سا لچکا جاوے

نے کعبے نے دیر کے قابل	مذہب اس کا سیر کے قابل
کیا کہئے کیسا کچھ تھا	القصہ وہ ایسا کچھ تھا

در صفت دلبری کہ باو علاقۂ دل بود

وہ کیا تھا جس پر عاشق	جی سے تھا یہ عاشق صادق
دیدۂ گل میں جاگہ اس کی	نکہت گل گرد رہ اس کی
چشم براہ سارا چمن اسکا	نقش قدم تھا یاسمن اسکا
آگے اس کے کبھو نہ خوش آیا	یہ رد گل نے کہاں سے پایا
گل آشفتہ اس کے رو کا	سنبل اک زنجیری مو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو	ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو
زلف اس چہرے پر تابندہ	کاکل صبح سے خوش آیندہ
دیکھ اس گل کی نور افشانی	شمع مجلس پانی پانی
ہو ہر چند یہ بدر کامل	اس چہرے کے نہ ہو مقابل
حوصلہ کتنا اس بے تہ کا	منھ دیکھو آئینہ مہ کا
رکھتی تھی دعوی چشمی پر	لیکن اسکی چشم نظر کر

جدول جاری چاک گریبان	گوشۂ دامن واقف مژگان
دیدۂ تر کے دریا قابل	ساحل خشک لبی کے سائل
ہر دم ہو ہر سمت کو جاری	خون باری سے سیل بہاری
تشنہ لبی اک منہ پر پیدا	لب جس جس کا ہووے نہ دریا
خاک بسر آشفتہ سری سے	شور قیامت نوحہ گری سے
سر تا پا آشفتہ دماغی	داغ جنون دے جس کو چراغی
غم سے گرچہ دم بھی کہین تھا	جامے مین اک تار نہین تھا
دادے پر جب اپنے آوے	صحرا صحرا خاک اڑاوے
کلفت دل جب خاک فشان ہو	اشک کی جاگہ ریگ روان ہو
گل ان نے از بسکہ کھلائے	پھولونکی چھڑیان ہاتھ بنائے
دل کے غبار نے راہ جو پائی	شہر مین گویا آندھی آئی
سر پر اسکے سنگ ہمیشہ	جی پر جوں صہ تنگ ہمیشہ
آہ سرد کرے وہ عریان	بید سا کانپے موی پریشان
گرد کے نہ اس کا پیراہن	دامن صحرا جس کا دامن
بار دامن تار گریبان	دامن قرب جوار گریبان

مثنوی مسمی بجوش عشق

ضبط کروں میں کب تک آہ اب | چل اے خامے بسم اللہ اب
کرتنگ دل کا راز نہانی | ثبت جریدہ میری زبانی
یعنی میر ایک خستہ غم تھا | سرتاپا اندوہ والم تھا
آنکھ لڑی اوس کی اک جاگہ | بیخود ہو گئی جان آگہ
صبر نے چاہی دل سے رخصت | تاب نے ڈھونڈھی ایکدم فرصت
تاب وتوان شکیب وتحمل | رخصت اس سے ہو گئی بالکل
سینہ فگاری سامنے آئی | بیتابی نے طاقت پائی
گھرتے آئے داغ سیاہی | کام جگر کا کرنے تباہی
خون جگر ہو بہنے لاگا | پلکوں ہی پر رہنے لاگا
خواب وخورش کا نام نہ آیا | ایک گھڑی آرام نہ پایا
چاک جگر سے محبت ٹپکی | آنسو کی جگہ حسرت ٹپکی
سوز سے چھاتی تا یا گویا | اور پلک خون نابہ گویا
آہ سے اوس کی مشکل جینا | درد فقط تھا سارا سینہ

٦٢٧

وہ کام دل سبو بدوشان — یعنی کہ وہ ہے شراب جوشان
وہ موجب دل خوشی کہان ہے — وہ وارث بہشتی کہان ہے
وہ جس کی طرف کو ہے تہ دل — یعنی وہ بے شیشہ ماہ منزل
وہ آتش تیز آب آمیز — وہ عربدہ جو وہ فتنہ انگیز
وہ مقصد جان ناامیدان — وہ روشنئے روسفیدان
وہ رونق کارگاہ شیشہ — وہ شوکت بارگاہ شیشہ
وہ جس سے ہے توبہ موپریشان — وہ جس سے ہو گفتگو پریشان
وہ دامن خشک جس سے جلجائے — ثابت قدمون کا پاتو جل جائے
وہ سرخی چشم خوب رویان — اسباب خرابی نکویان
وہ دلبر خود سرد شرائین — وہ رہزن راہ و دین و آئین
وہ جس سے غبار دلسے دہوؤن — مینا کے گلے سے لگ کے روؤن
مستی کی مجھے بھی خواہشیں ہین — اس عقل سے دلکو کاہشیں ہین
لا اسکو جو آستین جھاڑون — پھر ہاتھ چلے تو جیب پھاڑون
بیہوش شراب ناب رہیے — یون تا بجگر کباب رہیے
ہے مستی بیخودی ضروری — کھل جائے مقام بے شعوری

شیخ آنے کو تو میکدے میں آیا
یک جرعہ شراب ہی میں واعظ

پر ہو کے بہت خراب نکلا
ہر فرسنگی کا باب نکلا

تھا غیرت بادہ عکس گل سے میر
جس جوئے چمن سے آب نکلا

ہو صرف شراب کاش ساقی
بے ساغرے خنک ہے جینا

یہ شیشۂ عمر ہے جو باقی
رکھتا ہے شگون شراب پینا

لا بادۂ کہنہ سال تو ہے
دروازۂ میکدہ کھلا ہے

سجدہ بھی بابت گرو ہے
ہر پیر و جوان کو الصلا ہے

اینڈے ہے ہر ایک مست جوں تاک
ہر مغبچہ جام زیر سر ہے

لیتے نہیں نام دامن پاک
ہر گوشے میں عالم دگر ہے

مستی نگاہ عقل دشمن
کہتے گئے صاحب کرامات

خوبی خرام مرد افگن
ہم بھی نہیں قابل خرابات

جو لوگ کہ اس جگہ سے اُٹھے
یاں پیتے ہیں جام بیخودی کا

کب حلقہ و خانقہ سے اٹھے
ہے دور تمام بیخودی کا

مستی سے ہر ایک صبح صد بار
خورشید کا سر ہے اور دیوار

خوگر اسے ناز مستیگی ہے ۔۔۔ وہ ہے کہ جسے ہمیشگی ہے
جو عکس پڑا ہے جام مے مین ۔۔۔ آتی ہے صدا اُسیکی نے مین
ہے جلوہ گر مین یان نصیب ناز ۔۔۔ وہ مست گذارہ سرانداز
سو رنگ ہین اسکے یاد رکھ تو ۔۔۔ ہر جلوہ سے دلکو شاد رکھ تو
لم مین جو کچھ نمود مین ہی ۔۔۔ ہر لحظہ اُسی سجود مین ہے
کر یاد اسی کو اور مے پی ۔۔۔ جتیا رہے کوئی دن تو خوش جی
اب روی صحن چمن کو کرنے ۔۔۔ مینای دل اور مے سے بھرنے
آئی ہے بہار مے گساران ۔۔۔ پھولے ہین چمن مین گل ہزاران
آئی ہے بہار وہر خیابان ۔۔۔ ہے لطف ہوا سے گل بدامان
آئی ہے بہار دیدہ گیشان ۔۔۔ ہی توبۂ بادہ دل پریشان
آئی ہے بہار مرغ گلزار ۔۔۔ کرتا ہے نوائے سینہ افگار
لایا ہے بزور اسکا نالہ ۔۔۔ مجکو بھی برائے سیر لایا
ساقی جو کرو نہین بُرا دائی ۔۔۔ معذور رکھ اب بہار آئی
گل باد صبا کی تاکمر ہے ۔۔۔ داماں بلند ابر تر ہے
غنچہ کی گلا بیان بھری ہین ۔۔۔ تکلیف کے منتظر دھری ہین

در تعریف آغا رشید که خطاط بود بفرمایش میان اعزالدین که فقیر و خوشنویس بودند

میر خطاط یک قلم دیکھے — لیکن آغا سے لوگ کم دیکھے

یعنی عبدالرشید تھا استاد — خوشنویسی کی جستجو دی داد

خط کی خوبی کا اسکی اب تک ڈھنگ — صفحۂ روزگار پر ہے رنگ

وہ تصرف کہین جو کرتا ہے — شکل نقاش رنگ بھرتا ہے

حیرت افزا ہے محسن تحریر — مشقی اسکی ہے قطعۂ تصویر

خط شیرین جو اسکا پاتا ہین — ہم حلاوت بہت اٹھاتے ہین

لگ گئی ہے قلم تو جادو ہی — مد جہان ہے کسو کی ابرو ہے

سطر لکھت نہین خفی کی وہ — خط ہے خوبان کی پشت کا وہ

ایسا لکھنا کسو کی طاقت ہے — ہے جلی بھی تو ایک بات ہے

خط مین کیسا ہی کوئی کامل ہے — اسکا کب نقطۂ مقابل ہو

حرف کس کس ادا سے لکھتا ہے — کون ایسی صفا سے لکھتا ہے

ہے الف قامت نکویان — لام ہے زلف سلسلہ مویان

(۶۲۳)

[illegible]

تھے ابھی روٹی ہو گئی جیبی جب	مین رہا کہتا کھا گیا وہ سمیٹ
کھانا کوئی ادر کیا کیسے اسکا	سارے منھ دیکھتے رہے اسکا
جب مرگیا وہ بھوکھ کا رڑگی	روح توشے کی روٹی مین گئی
کھانے کی بو جو ناک مین بیٹھے	مرگیا ہووے تو بھی اٹھ بیٹھے
عقل باور اگرچہ کرتی نہین	وہ مری بھوک اسکی مرتی نہیں
بھوکھ اسکا جو جی نکل جاوے	گور مین بھی کفن نکل جاوے

مرثیہ خروس کہ در خانہ فقیر بود

کئی برس سے ہمارے کنے تھا ایک خروس	نہ دیس عرش کی اولاد دو وا افسوس
پھر جو اس نے کیا یک نا تر کج باز	قضا نے اسکو کیا ایکبار مرغ انداز
دیا کرے وہ اذان دونون وقت صبح و شام	بجا ہے مرغ مصلے رکھین گر اسکا نام
نہین مرغ چمن مین جہاں کا ایسا آج	برنگ کلہ تاج خروس سر پر تاج
جو بیٹھے جہاز مین سو دراز بیری مرغ خیال	کھڑا ہو دھوپ مین تو رشک مرغ زرین بال
کبھو جو صحن مین گھر کے وہ اشرف الطیار	پھر ہی کیس کو ڈالے تو مرغ آتش خوار
نہ جیبین مین ثنا گستر مین اسکی مدام	ہنر گذشت گزین مرغ سبزوار تمام

[illegible]

گھنچے باورچیون سے کیا کیا ناز
کھانا نکلے پر آوے ہے کیسے
وقت کھانے کے ہاتھ سے اسکا
کیا وہ دو پیازہ کھا کے ہو تاز
گوشت ہانڈی بھرا ہے نمک مرچ
خام طمعی سے اک کرے ہے آہ
نہ ٹلے دیکھ کر وہ قاب پلاؤ
کھانے پر جب وہ جی چلاتا ہے
نہین پہونچی جو کھانا کھاؤ لگ
بھوکھ کا باؤلا جو آتا ہے
دھونین دشمنون سے بھی وہ لئیم
آتش بغرا یہ مار بھی کھاوے
اسکی غلس کے گھر جو جاتا ہے
بھوکھ سے جبکہ غصے مین آوے
ہڈیون کو نکھہ کے کھا جاوے

کتری گئی اسکے جو زردہ پیازہ
چیل ٹوٹے ہے گوشت پر جیسے
قاب پر نان نخچہ کش گویا
اک نوالا ملا ہے دو پیازہ
ہنڈیان گویا تھین اسکی خشت تیز
دیکھ کر شکر نان نالہ آہ
منھہ سے منھہ بٹھا کر یہ کھاؤ کھا
اٹھی پاٹھی بھی کھاؤ جاتا ہے
ہڈیون پر لڑے ہے جیسے سگ
لوگون کو کاٹ کھاتا ہے
جلے گھل مل اگر سنے ہے حلیم
اسمین گو بو غذا نکل جاوے
کچھ نہین خفتین ہی کھاتا ہے
بز کو ہما کی طرح جھنجھلاوے
چنے لوہے کے بھی چبا جاوے

مثنوی در ہجو اکول

ٹرے بوندنکی چوٹ سے ڈرڑی ۔ سنگباران جہان ہوان سے
ٹرھتے ہین یار درس حیرانی ۔ آرسی کے بھی گھر مین ہی پانی
آدمی ہین سو کب نکلتے ہین ۔ مردم آبی پھرتے چلتے ہین
کتنے ڈوبے گئے کہان ہین اب ۔ سگ آبی ہی ہین جہان ہین اب
وسعتِ آب پوچھہ مت کچھہ یار ۔ کوچے موجون کے ہوگئے بازار
معبد اب سارے گرتے آتے ہین ۔ زاہد خشک ڈوبے جاتے ہین
تھا ٹھہرنا برا برا سکے شاق ۔ مسجد و نمین کیا ہے استغراق
مینھہ تو یان اب لگے ہی تہی ہین ۔ ساری عالم کے کان بہتے ہین
غرق ہی چڑیا اور گلہری ہے ۔ خشکی کا جانور بھی بحری ہے
مینھہ از بسکہ بہیبہا ہے گا ۔ اک جہان کو ڈبورہا ہے گا
شعر کی بحر مین بھی ہی پانی ۔ بہتی پھرتی ہے اب غزل خوانی
لائی یا زندگی کی چالاکی ۔ آب خشک گھر پہ نمناکی
ہے زراعت جو پانی ذماری ۔ ہو گئی آنجست ترکاری
آب ہے گا جہان کے سرتا سر ۔ خوف سے سوکھتا ہے میوہ تر
ست ہو ہو گئے ہین مست شراب ۔ غوطہ کھاتے پھری ہین عالم آب

دے ہرن کو بھی جلدی مین بتا | ہیگا یان سگ لوند کیا کتا
اُڑتی چڑیا انھین نے ماری ہے | استخوان سگ شکاری ہے
یہ جو غصّے مین آوے تو ہی غضب | اسکے مارے ہوے ہین یارے سب
منہ مین دیتے ہین اسکو جب مشعل | طرفہ دم لا کے کرتی ہی اچپل
منہ مین اپنے لیئے فیتا سے | سگ لیلے کے ہے قبیلے سے
باہم اس کتے بلی کا یہ ربط | کوئی دیکھے ہووے اُس ہی ضبط
کبھو جاتا جو ہے یہ کوٹھے پر | لگی رہتی ہے اسکی چھت ہی نظر
اور دے دشمنی جانی ہے | اسکی یہ باؤلی دیوانی ہے
دونون شوخی سے مار تہہ ہین | سگ وگربہ کی چال رہتی ہین

مثنوی در مذمت برشگال کہ باران دران سال بسیار شدہ بود

کیا کہون اُنکی کیسی ہی برسات | جوش باران سی بہہ گئی ہی بات
بوند تھمتی نہین ہے اُنکی سال | چرخ گویا ہے آب در غربال
وہی یکسان اندھیر برسے ہے | آسمان چشم واکو ترسے ہے

گھونس جب فکر ہی مین مرتی ہو ہوش دشمنی پہ کیا گذرتی ہو

کوئی چھچھوندر جو بستی مین ہے سو وہ چوہونکی مرثیہ خوان ہے

ایکدن گھر مین ایک گھونس آئی اپنے پانون اجل اُسے لائی

گھونس کیسی بتاؤن غیرت سونس طاق ہی جسکے آگے طاقت نس

یا کوئی مادہ خوک آبستن یا کسی کھوے کی برادر زن

پھرتی پھرتی جو صحن مین جو نکال بلے دیوار بیٹھی سر کو نکال

کہین ادھر یہ شیر جاتا تھا پھیرتا منھ پہ پنجے آتا تھا

پڑ گئی اسکی اسپہ چشم کبود نیلا پیلا ہوتا دُکھا جون دود

پنجہ جھنجھلا کے اُن نے گذرانا بارے کچہ گھونس نے اُسے جانا

بڑے سے خوف جان نہ آیا کچہ غالب آیا نہ اسکا سایہ کچہ

ٹھک ٹھکا یا پھر اُن نہ جاتا تو کیونکہ تھا یہ تو شیر کا خالو

پھر تو بگڑی ہی دونون مین آگر چوٹ ہوتی ہے داہ ٹایا کر

غصہ خر موش کو بھی آن چڑھا اتفاق اس جگہ تھا ایک گڑھا

دونون لڑتے ہوئے گرے آ مین کیچ کا گاہتے پھرے اسمین

ناخن اس شیر کا کچہ ایک گڑا شور محشر گڑھا ہی کیے بیچ پڑا

قطعہ

موج خشتی ستونمین پیٹھی — جان غمناک خون مین بیٹھی
لے گیا پیچ و تاب پانی کا — کوٹھری تھی حباب پانی کا
یون دھسا گھر کہ بار خاطر تھا — آہ کس کا غبار خاطر تھا
اکھڑی وہلیز سب منڈیر گری — لہر پانی کی جھاڑ دیتی پھری
ساری بنیاد پانی نے کاٹی — اینٹ کے گھر کو کر دیا ماٹی
جھک گئے سب ستون در بیٹھا — ڈہی چھپر کھڑا ہے گھر بیٹھا
جب اجارے پہ آ گئے چھٹ ٹھہری — ہم سبھون مین یہ مصلحت ٹھہری
آداب چھوڑ کر یہ گھر نکلین — کسو ٹیٹی پہ بیٹھ کر نکلین
دبکے مرنے سے ڈوب مرنا خوب — ہے کنارا یہان سے مرنا خوب
سنکے ہر اک جی مین ڈر آیا — خاطرون مین یہ حرف ٹھہرایا
گٹھری کپڑون کی مین اٹھائی تھی — سر پہ بھائی کے چارپائی تھی
بوجھ کپڑون کا جسنے باندھا تھا — اسکا سارا نگار کا ندھا تھا
ساتھ کوئی چراغ لی نکلا — کوئی سر پر اجاغ لے نکلا
چھاج کی کرکے کوئی اوٹ چلا — مینھ کے مارے کوئی لوٹ چلا
منھ پہ چھلنے کو ایک نے رکھا — ایک نے سرکی کا کیا گھویا

جسکو خدا خراب کرے پھر وہ کیا کرے | کیونکر زبان نکالے نہ جون سگ پھرا کرے
آواز دے دے کتونکو توڑے ہے اپنی جان | مرجائیگا یہ بھونکتے ہی بھونکتے ندان
ہے سبکہ سگ پرست مریگا جو | توشے مین اسکے ہوگا نہ کچھ غیر سگ کنی
کتونکے پیچھے پھرتا ہے گلیونمین ڈھونڈہتو | یہ سب ہے اسلیئے کہ ہر اک ناے شور ہو
اس وضع ساختہ کے ہون احمق فریفتہ | بہرہ ہے جنکو عقل سے وے کیون نہ ہون شیفتہ
ہے اسطرح کے معرکہ گیرون سے یہ جہان | بہتیرے ایسے کتے نچاتے پھرے ہین یان

مثنوی در ہجو خانہ خود کہ سبب شدت باران خراب شدہ بود

جسم خاکی مین جسطرح جان ہے | اس طرح خانہ ہم پہ زندان ہے
ظلمتین اسکی سب پہ روشن ہین | زندہ درگور ہم کے تن ہین
ہے جو سرکوب اک بڑی دیوار | وانسے جھانکو تو ہے اندھیرا غار
بخت بد دیکھ ساری پرنالے | اسکے معمار نے ادھر ڈھالے
اب جو آیا ہے موسم برسات | دن کو ہے اپنے ہان اندھیری رات
صحن مین آب نیزہ بالا ہے | کوچہ موج ہے کہ نالا ہے
مینہ مین گھر کے پانچ چھہ چھپر | ہم غریبون کے ہوتے ہین سرپر

ہجو عاقل نام ناکسے کہ بسگان انسی تمام داشت

اک جو لچر کو زرق کی عادت سی ہو گئی — ننگی کی ہو چلنے تو رغبت سی ہو گئی

کتونکی ساتھ کھانے لگا کتونسی معاش — پھرتا ہی کیطرح شام و سحر کتونکی تلاش

پاکیزگی طبع و لطافت وہ بر طرف — کتا بغل مین مار کے لگا پھرنے ہر طرف

و بکار و کتے کو تو نہوا نیا دہ ہی — ہی اسکی استخوان شکنی کتونکے لئے

یا جھوڈی ہاتھ کو مارا نہ تھا کبھی — یا کتون سے چٹایا ہی اپنے منہ کو کبھی

کہتے ہین پاس کتے ہین جیب و کنار مین — کہتی ہین آستینون مین کتے ازار مین

آیا جو ایک روز وہ گھر سے چلا ہوا — کتا ازار اسکے سے نکلا بندھا ہوا

یک سگ گزیدہ کی سی طرح جھونکنے لگا — پھر کھول اسکے منہ کے تئین چومنے لگا

ایسی بھی ہمنے دیکھی نہین کتونکی ہوس — گردن مین اپنی ڈالے پھرے روز و شب مرس

ٹکڑا ہو جسکے ہاتھ مین اسکا رہے سگ — جیسے سگ سرای سگ ہر سرای ہے

کتونکی جستجو مین ہو اور ڈرا باٹ کا — دھوبی کا کتا ہی کہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

بھٹکتا ہی پھر جو کرتے ہیں دوڑ دوڑ دھیان — لیتا ہی بید ماغ ہو لوگونکی کیڑ دھیلا

جو ڈھونڈیون یہ لڑتا رہا ہو سیان سگ — ہو آدمی تو اسکو بھلا کس مقام لگ

۶۱۵

ان کمینون کا گلہ کیا کیجیے / ایسے دس پیدا ہون گر نہ لیجیے

کہتے ہین سہر گرم بیبا کی ہی یہ / ہون تو ہون ناپاک کیا پاکی تمیز

لکھیے اس فرقہ کی اب تا چند ذم / خط بنا دین ایسا کہلے کف قلم

گرچہ انکو کہتے ہین آئینہ دار / لیک انکا منہ نہ دیکھین کاش یار

صاف قینچی پر انھین چڑھوا لے / گر نہ موا اس مین پھر ہو جاے

چاہو ہو اس قوم کی شرح حال / آگے ہی آ دینگے جتنے ہونگے بال

ایک سفید انکو نہین خنجر تک / ہوتی ہین دشمن یہ کالی بال تک

کیا کہون کیسے ہین یہ فندھو یہ لچر / کیجیے اصلاح عابد ہو وہی شر

گھر مین ایسا ہر کہ کردین پائمال / سید ھیان جب سنلین تب لین اٹھی بال

معتبر انکے جو حجامی ہین اب / ہند مین وہ تیرہ روشامی ہین سب

کوئی لیجائے جو حاجت غسل کی / چلو چلو پانی پر دیتی ہین جی

نعتین کرتی ہی گذری اسکو دان / غسل مین فرصت تشہد کی کہان

بیٹھے حمامی خانہ مین کیا غسل کر / جیب شاگردون نے دان رکھی کتر

لیک پھرا جرت کی او پر جنگ ہی / لات ہی گالی ہے پھر سر جنگ ہی

اس سقادہ مین گیا تھا اک حریف / اسکی فی الجملہ طبیعت تھی ظریف

بھڑ گیا ہووے دماغ اسکا تمام — پڑھتے پڑھتے شور سی ہر صبح و شام

وہ حرف جو روسی جا بک جا ہو — ایسا الو ماخرا پیدا ہوا

دیکھ کر اونکی خرابی پائی [illegible] — ایک کوتے نے کی تقلید تدرو

کود کر چلنے لگا آخر کو راہ — اپنی بھی رفتار بھولا رو سیاہ

کاشگے ہووین مخدر شیخ و شاب — چھوٹی سا منھ جو بکار ہیگا ہی باب

بد نمائی اسکی ہی بیساختہ — کیلہے یان میش تنجہ انداختہ

دیکھ اسے یاد آوے قدرت کاملہ — کیا بلا ہے مادہ خوک حاملہ

گرگ گردن خوک چشم غوک سر — غول صحرائی کا بچہ ہے مگر

چار سکھیان کہنکو شاعر ہو گیا — اس فن مشکل کا ماہر ہو گیا

باپ کو اُن نے نبار کھا ہو اقت — ہین کہان ایسے سعادتمند پوت

گم ہوا ہے گا جو اسکا نور پا — جانتا ہے اسکو پیر کیا عصا

کچھ نہین معلوم اسکو سرکار — تپ کو ٹھہرایا ہے اسکو راہ [illegible]

اس زنا زادے نے جو لب واکیا — پہلے ماکا راز ہی رسوا کیا

ایک ہی شب کے تئین جلوا دی — یار مان کے باپ کو دکھلا دے

پھر حقیقی باپ سے جا کر ملا — اس مجازی کا کیا اس سی گلا

چل قلم اب ہی ارادہ جنگ کا — پاس کبتک کہیچنی نام و ننگ کا

یاں زبر دستوں کو دعوی کھا گیا — یہ چھپا رستم کہان سے آگیا

تا قیامت فہم کو دعوی بڑا — ہو گئے تنکا سا پہاڑ ونسی اوڑا

ہاتھی کی ٹکر کو ہاتھی ہی اٹھائے — چیونٹی کا کیا جگر جو منہہ یہ آئے

جنگ ہاتھی کی ہی گو اسکو ہوس — پر اسے ہی موت کا ریلا ہی بس

ایک دھکے مین کہان وہ کاہنی — بودنی کی سی ہی اسکی ضانئی

مین نے پاس اسکا کیا حد سے زیادہ — پر کمی کرتا ہے یہ ابن زیاد

قبلہ کہتے کہتے حاجی ہو گیا — پاس ظاہر چھوڑ باجی ہو گیا

رشک شہرت سے مری مرنے لگا — میری عزت کا حسد کرنے لگا

لگ گئی چپ اسکو میرے شور سے — یہ نہ سمجھا ہے خدا کی اور سے

یہ قبول خاطر لطف سخن — وہ ہے کب سکو خدائی ذوالمنن

ایک دو ہی ہوتے ہین خوش طرز و طور — اب چنانچہ میر و مرزا کا ہی دور

خصمی وہ کرے کہ ہو معقول خلق — نے انھون ہی جو کہ ہو مقبول خلق

دشمنی بھی اسکو مجھسی کیا ضرور — حیف ایسی عقل لعنت یہ شعور

ہون جو مین پر تو فگن تو ہی پتہ گیا — خور کے آگے ذرہ کب ٹھہرا رہا

کسب جو کرتے تھے یہ فن لطیف	انمین سے کوئی نہ تھا میرا حریف
کتنے اک نومشق تھے گرم سخن	سو بچارے آپ ہی ناآگاہ فن
مدعی میرا ہوا یہ بے ہنر	مردۂ صد سالہ سا بے نور تر
کاسہ لیس مایۂ خبث و حسود	قلیۂ دہ روزہ سے بھی بدنمود
آتے اچھا ہی جو اسکو روک دو	ورنہ منھ دیکھو تو وہ ہین اوکدو
باپ اسکا سخت نادان نادرست	لوری کی سی گندی بلی فاق درست
ایک جا آیا شتر قد گھر گیا	وان شتر غمزہ سا مجھسی کر گیا
رہ گیا مین پی کے لوہو کا سا گھونٹ	یعنی دیکھون بیٹھے ہے کس کل اونٹ
اس تحمل پر نہ تھی مطلق نظر	خار پہلو کا ہوا ہر جا بچر
جب لگے ہے ناچنے مستی سے خوب	تب لیا مین نے قلم کے زیر چوب
مستی اسکی ساری اب جھڑ جائیگی	دھوم ساری گلیونمین پڑ جائیگی
جب بڑون سے مارنا ہمو رکھا مین	کج خرامی سے تب اپنی باز آئین
راہ سیدھا ہو کے چلتا ہی بلے	اونٹ جب آیا پہاڑون کے تلے
اونٹ کی خلقت پہ ہے قدرت کو ناز	اسکی خلقت کم ہے کیا اے بے نیاز
ہیئت اسکی مضحکہ ہے سوانگ ہے	جیسے عوج بن عنق کی ٹانگ ہے

جو کہ نے خود سری سے باز آئے | تربیت ہو نیکو استاد و نکی جائے
ورنہ کرتا پوچ گوئی ہر زنیگ | رفتہ رفتہ شاعری ہو جاتی ننگ
تب جو مین شلاق کی یہ خام تھا | اب جو آیا لائق انعام تھا
قصہ کوتاہ تھی ممیّز درمیان | ننگ ہے کرم مزابل پر بھی یان
بے تمیزی سے ہے رائج ابتری | جسکو دیکھو خود نمائی خود سری
نے بیان کا ہے سلیقہ نے زبان | اسپہ ہے ہر ایک سحبان بیان
بس قلم وقت زبان بازی نہین | چپ کہ دوران سخن سازی نہین
کون حرف خوب کو کرتا ہے گوش | بات کی فہمید کا ہے کسکو ہوش
بے تمیز و نسے بھرا ہے سب جہان | ہے دماغ حرف ہمکو بھی کہان

تمام شد

مثنوی در ہجو نااہل مسمّی بزبان زد عالم

سنو اے اہل سخن بعد از سلام | چھیڑتا ہے مجکو اک تخم حرام
پر نہین مرغی کا گرم طرہ ہے | وہم مین فہمباز کا ہمسیر ہے
کام مجکو کچھ نہین ہے اور سے | بلکہ اس بھی طرز سے اسطور سے

چونکہ خود رکھتے استاد وسی عار | انکے تئین ہرگز نہ ہوتا اعتبار
زندگی بسکہ انھون پر شاق تھی | ہاتھ گر لگ جاتی تھی سلاق تھی

حکایت

شائق فن تھا وزیر اصفہان | ایک دن آیا ہلالی اُسکے ہان
حاجبان در سے ہوا آگاہ کار | کی اشارت تا اسے فی الفور بار
عزت و تعظیم کی حد سے زیاد | پاس لے مسند پہ بیٹھا شاد شاد
اُن نے کھینچی اسکی مدارانی بہت | بیٹھے بیٹھے رات جب آئی بہت
شعر کی تقریب لا کر درمیان | کرنے لاگا شاعری کا امتحان
شعر خوانی کی پڑھا سو تھا غلط | سنتے ہی بھڑکا وہ شعلہ کی نمط
غصہ ہو بولا کہ ہان فراش و چوب | کھینچ لا میدان مین کی شلاق خوب
اسقدر مارا کہ بے دم ہو گیا | سوچ دست و پا ہر اک تھم ہو گیا
کھینچ کر ڈلوا دیا دربار مین | یہ خبر پہونچی جو ہر بازار مین
وارث اسکے لیگئے آرات کو | جب بخود آیا تو پایا بات کو
یعنی دستور زمان دشمن نہ تھا | یا وہ کچھ نا آشنائی فن نہ تھا
غالباً پایا غلط اشعار کو | خوش نہ آیا اُس کرم گستار کو

مثنوی مسمی بہ تنبیہ الجہال

صحبتین جب تھین تو یہ فن تھا شریف	کسب کرتے جنکی طبعین تھین لطیف
تھے ممیز درمیان انصاف تھا	خار و خس سے کیا یہ عرصہ صاف تھا
دخل اس فن مین نتھا اجلاف کو	کیا بتاتے تھے یہ سو اشراف کو
تھے جو اس ایام مین استاد فن	ناکسون سے وہ نکرتے تھے سخن
پھر حصول اس سے نہ دنیا ہے نہ دین	کوئی حاجت اُس سے وابستہ نہین
گر چمار اس کارخانہ مین نہو	ٹوٹے جوتے کو کہان لیکر پھرو
چار و ناچار اُس کنے جانا پڑے	کوڑیان دے جوتی گٹھوانا پڑے
حاجت اس فرقے سے مطلق نا ہنر	جو نہو شاعر تو کچھ نقصان نہین
یہ تو دنیا مین ہے اس فن کا کمال	دین کا اس فرقے کے پوچھو یہ حال
کذب ہو جس بات کا رونق بخش سمع	وانکی دینداری رکھو اور دلکو جمع
جھوٹ آدی اسقدر جب ہو میان	گو یقین ایمان کیا دین کہان
ہم نا ملک تھی بھی وہی رسم قدیم	یعنی جنکے ہوتے تھے ذہن سلیم
پیار کرتے تھے انھین استاد فن	انکے ہوتے راہبر راہ سخن

پہونچیا تھا گردون تلک شور و شر ۔ ہوا صاف ہوتی نہ روز دوپہر
رہا کرتی کوسون تلک اسکی دھوم ۔ نہ اُس راہ آتا کوئی جز سموم
ہوئی ساکنان بیابان تنگ ۔ اُٹھے کوہ و وادی سے شیر و پلنگ
گئے جان لیکے وحوش و طیور ۔ کوئی رہگیا موش و مینڈھک سا دور
گئی لومڑی ایک سوکھی ہوئی ۔ کسو در جنگل مین بھوکھی ہوئی
لگی مین جو یان کی کھلے اسکے لب ۔ ہوئی وان کی عیان گرم غضب
خراطین و خرموش و موش و شغال ۔ اس اژدر کو کہہ جنس اپنی خیال
روان ساتھ اسکے شبانہ ہوئے ۔ گئی گرگٹ آگے روانہ ہوئے
رعونت سے مینڈھک اچھلتے چلے ۔ بلون مین سے چوہے نکلتے چلے
قریب اُس بیابان کے جسدم گئے ۔ اُنھون مین سے آگے بہت کم گئے
قضارا وہ آفت تھی سرگرم سیر ۔ چلے آتے تھے بھاگتے وحش و طیر
اُس آشوب سے دست و پا گم گئے ۔ فراموش سب نے سر و دم کیے
لڑا ڈر کے خرموش سا پہلوان ۔ ہوا مضطرب کیچوا سا جوان
وہ گرگٹ کہ جسکو تھی گردن کشی ۔ ہوئی خوف سے اُسپہ طاری غشی
قدم غوک سے گرد کا جل گیا ۔ بھروسا گیدڑ یہ سوٹک گیا

لطف سنبل و ال نال پر ہر آن
لب سی جان بخش حرف سی دیکھو
یاد کر روون انکی کونسی بات
ملنا انسے بھی ہو گھٹے غم بھی
مدت ہجر اگر تمام ہوئی

تازہ ہر دم مروت احسان
لطف سے پوچھنا کہ خوش ہی تو
کسطرح کاٹون ہجر کے اوقات
آئے جیتیون مین جائیے ہم بھی
ورنہ اپنی تو صبح شام ہوئی

تمام شد مسمی بہ معاملات
مثنویات اژدر نامہ

یہ موذی کئی تا خبر دار من
نہین جانتی ہون مین مار سیاہ
نفس ہے مرا افعی پیچدار
جدھر بھر نظر دیکھون لگجائی آگ
جہان مین ہون وہ جا ہی پرشر و شور
مری آنکھ سے زہر ٹپکا کیا
سُن اس ماجرے کو سبھون نے کہا
یہ خصمی مری اژدہون سی ہوئی

نئی ناگنین جنکے ٹیکو نیہ پھن
زمانہ ہے آتش کا میری نگاہ
گیا جس سے خصم قوی من کو مار
دم دم کشی لب پہ کھیلین ہین ناگ
عصا سے چلے راہ وان مار و مور
جلا آگے میرے کبھو کب دیا
کہان کیچوے یہ کہان اژدہا
طرف مجھسے ہو جو نک کیا اوہوئی

جو پڑھے گا جنگ نامہ یان   ہوگی ساری حقیقت اسپہ عیان
یان نہ تفصیل کرنے کا تھا مقام   کہ محبت سے یان ہی حرف کلام

معاملہ ہفتم

بارے کچھ بڑھ گیا ہمارا ربط   ہو سکا پھر نہ دو طرف سے ضبط
تب ہوا بیچ سے یہ رفع حجاب   جب بدگمین رہی نہ مطلق تاب
ایک دن ہم وے متصل بیٹھے   اپنے دل خواہ دونون مل بیٹھے
شوق کا سب کہا قبول ہوا   یعنی مقصود دل حصول ہوا
واسطے جسکے تھا مین آوارہ   ہاتھ آئی مرے وہ مہ پارہ
گاہ گاہے دست وے ہم آغوشی   ہمسری ہمکناری ہمدوشی
چند روز اس طرح رہی صحبت   پیار اخلاص رابطہ الفت
کچھ کہون جو انھو نکی ہو تقصیر   نارسائی تھی طالعونکی میر
ہو گئے بخت اپنے برگشتہ   پھر کیا آسمان نے سرگشتہ
بات ایسی ہے اتفاق پڑی   کہ ہوئی سر پہ فرقت آن کڑی
لگی کہنے کہ مصلحت ہی یہ   کتنے روز ون جدا تو مجھسے رہ

رشتہ ربط انھون نے توڑ دیا
ملنا جلنا سبھون سے چھوڑ دیا
نظر آتے نہین ہین مدت سے
آشنا یار سارے بیگانے
کہ نقط جان سے جہان سے گیا
زن و فرزند خانمان سے گیا

صورت انکی خیال مین ہر دم
خواب مین جو ہو وہ فرہ باہم
مین تو بستر پہ دل شکستہ اداس
چاند سا منہ انھون کا تکیے پاس
مین بچھونے پہ بیخود و بیخواب
ایک پیکر پری کا سا ہمخواب
فرش پر پانون یہ غبار آلود
انمین وہ دونون پا نگار آلود
مین تو افتادہ محو عجز و نیاز
باز و سر کسو کی بالش ناز
حلبتی آنکھون کبھی گل رخسار
جسپہ کچھ بکھرے موی عنبر بار
پاس منہ کے وہ لال تر نازک
دست گستاخ بر کمر نازک
فرش اس گلبدن سے سب بویا
پھول مین نے بچھائے تھے گویا
شب کٹے صورت خیالی سے
دن کو ہون مین شکستہ حالی سے
اگرچہ روزانہ بھی تصور تھا
لیکن اندوہ سے مکدر تھا
کہین تصویر سی نظر آئی
کہین منہ پھیر جیسے شرمائی
کبھی دل انکے رو برو مین رہے
کبھی ملنے کی آرزو مین رہے
صورت حال اور کچھ ہر دم
گاہ لب خشک گاہ مژگان نم
مین بھی مقدور تک وفا کی ہے
خان غمناک پر جفا کی ہے
برسون تک مین پھرا ہون سرگردان
روز و شب دونون بھی تجھ بیچ نہان

ایک دن فرش پر تھا میرا ہاتھ | باتین کرتے تھے دو بھی میرے ساتھ
پانون سے ایک انگلی ملڈالی | لطف سے دو دو وہ نہ تھا خالی
درد سے کی جو مین نے بیتابی | دست نازک سے دیر تک دابی
یاد آتے ہین ایسے لطف جواب | گذرے ہین جان غم زدہ پہ غضب
تن بدن دیکھ جی نہ رہتا تھا | مین جو گستاخ ہوکے کہتا تھا
کہ یہ جاگہ تم اس فقیر کو دو | تبسم ہوکے کہتے وے یہ لو
یہ بھی کیا کیا خیال رکھتے ہین | آرزوے محال رکھتے ہین
پھر گھڑی بھر مین کہتی ہو ملول | مار کھانے کی باتین سب ہین قبول
جب سلوک انکا یاد آتا ہے | کیا کہون جی سے بھول جاتا ہے

معاملہ چہارم

ایک دن پان وہ چباتے تھے | سرخ لب وہ نکے مجکو بھاتے تھے
کہ اٹھائین اگر اوگال مجھے | منھ سے دو تو کرو نہال مجھے
بولے یو نہین ہی مین کہا ہا سچ | جھوٹا کھاتے ہین میٹھے کی للچ
ہنسکے اسوقت مجکو ٹال دیا | پھر اسی رنگ سے اگال دیا
ایسی صدرنگ مہربانی تھی | تب سیہ رو کی زندگانی تھی

معاملہ پنجم

معاملہ ششم

وعدہ بن ہی ہلاک ہوتا ہون
یاد کرتا ہون اور روتا ہون
گیسوؤن بن ہی کی کو پیچ و تاب
صورت

اسکے تو پہلو سے مین ہو کی جدا — درد پہلو سے تنگ دل ہی ہا

ہائے اُس سے خدا خدا نہ کرے — دور اس سے جیون خدا نکرے

یون تو ہین سُرخ اسکی ہر انگشت — دو بی ہین میرے خونمین ہر انگشت

وہ کفِ دست راحت جان ہے — کاش سینے پہ رکھدے غم یان ہے

کیا بیان خوبی شکم کو کرے — دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے

صدر کے ناحیے سے لے تا ناف — چپکی جاگہ ہی کیونکہ کہئے صاف

اس سے پھر آگے غنچۂ گل ہے — یان سخن بابت تامل ہے

پیرہمین بھی جو کچھ کہا جاوے — آپ تو نہ ٹک رہا جاوے

گئی نظر ویسے وہ کمر باریک — ہو نہ آنکھونمین کیون جہان تاریک

اور کیا دل زدیکو بات آوے — کہین یارب شتاب ہاتھ آوے

نازکی اُس میان کی کیا کہئے — بنے تو ہاتھونمین لئے رہئے

ٹک اگر لچکے تو قیامت ہے — پھر قیامت تلک ندامت ہے

کیون پڑی ران نظر تا ساق — اُس بن اب زندگی ہوئی ہے شاق

ہائے جانان سی گفتگو ہے اب — خاک مین ملنے کا یہی ہے ڈھب

وہ قدم کاش فرق سر پر ہو — ساق سیمین مری کمر پر ہو

معاملہ سوم

اسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے | رہے سنبل کے پیچ پاچ دھرے
اُس جبین سے ہو لگی کب جاذب | صبح صادق کی دعوی ہی کاذب
ویسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین | یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
پھری پلکون کی اور سب کی نگاہ | چشم پر میری تیری چشم سیاہ
کہون چتون کے دیکھنے کا طور | اس قیامت پہ وہ قیامت اور
سطح رخسار آئینہ سے صاف | جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھے معاف
لطف بینی کا فہم ہے دشوار | ایک باریک بینی ہی درکار
کیا جھمکتا ہے بالے رنگ قبول | جیسے کھڑا گلاب کا سا پھول
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ | کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
اس سے گل کیا چنے کوئی ہمدم | غنچۂ ناشگفتہ سی بھی کم
برگ گل سے زبان ہی نازک تر | پھول جھڑتے ہین بات بات اوپر
کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو | وہ زبان کاش میرے منھ مین ہو
دمبدم سے گوش اشارہ صبح | گوہر گوش باستارہ صبح
جب بنا گوش اُن نے دکھلایا | صبح کا سا سمان نظر آیا
ان لبون کا مزا لیا سو بھانت | تسکے اوپر ہمارا بھی ہی دانت

قصہ میرا بھی سانحہ ہے عجب	کس پہ گذرا ہے یہ ستم یہ غضب

معاملہ اول

ایک صاحب سے جی لگا میرا — اُنکے عشوونے دل ٹھگا میرا
ابتدا مین تو یہ رہی صحبت — نام سے اُنکے تھی مجھے الفت
خوبی اُنکی جو سب کہا کرتے — گوش میرے اُدھر رہا کرتے
بخت برگشتہ پھر جو یار ہوے — اک طرح مجھسے وی دوچار ہوے
کیا کہون طرز دیکھنے کے آہ — دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
جسکے منہ انکا دیکھ رہتا ہون — جی مین کیا کیا نہ کہہ نہ کہتا ہون
دیر تو ہر چند اپنے طور کے تھی — پر تصرف مین ایک اور کے تھی
کرتے ظاہر مین احتیاط بہت — مجھ سے بھی رکھتے اختلاط بہت
بات کی طرز میری ہی بھاتی — میری آزردگی نہ خوش آتی
پیار چتون سے پھر نکلنے لگا — دیکھنا میرے دل کو ملنے لگا
کہین دیکھون تو بات دیر کہین — بیدماغ اور بدگمان رہین
کچھ آزار مجکو دینے لگے — قسم اقسام مجھسے لینے لگے
مین جو کھاتا قسم تو ہو برہم — کہنے لگتے کہ کیا گدا کی قسم

معاملہ دوم

ایک مدت تلک یہ صحبت تھی — کبھو الفت کبھو نہ الفت تھی
رفتہ رفتہ سلوک بیچ آیا — ... پانون کو پشت لگوایا
گاہ گاہ بیگاہ پانون پھیلاتے — میری آنکھون سے تلوے ملواتے
رحم کرتے آتے ... جب کبھو ادھر — پانون رکھتے تھے میری آنکھون پر
دیکھنے مین تو یا تماشا ہی تھی

ایک دو دن مین بعد رفع ملال — لطف سے پوچھتے کبھو کچھ حال
جو گذرتی تھی مجھ پہ مین کہتا — یا کوئی اشک آنکھ سے بہتا
دیکھ کر روتے آپ بھی روتے — دل دہی کرتے جبتلک سوتے

۶۰۰

[illegible]

قیس کیا رنج کھینچ کھینچ موا | سر پہ فرہاد کے سنا جو ہوا
عشق نے چھاتیاں جلائی ہیں | آگین کس کس جگہ لگائی ہین
عشق مین ایک جی کو کھو بیٹھی | ایک آنکھون کو رو کے رو بیٹھی
ایکون کا جیب تا بدامن چاک | ایک ڈالے ہے سر گرا و پہ خاک
شان ارفع ہی جنکی خوار ہین ہائ | عقل والے جنون شعار ہین ہائ

خستہ عشق کچہ نہ میر ہوے
بادشاہ عشق مین فقیر ہوے

کوئی دلتنگ ہو کوئین مین گرا | کوئی ڈوبا کوئی گیا نہ پھرا
جب ٹینگا ہوا تھا اس سی داغ | جب ٹیا جیکوان زپیش چراغ
عشق کی فاختہ ستمکش ہے | عشق سے عندلیب دلکش ہے
عشق باعث ہوا وطن چھوٹے | مرغ پکڑے گئے چمن چھوٹے
مایہ درد و رنج سب ہی عشق | متصل رونے کا سبب ہی عشق
پڑ گئے دل جگر مین آخر چھید | کچھ نیا پا کنھون نے عشق کا بھید
تیزی تیغ ستم جو ایسے عشق | جامے بہتون کے خون مین کھینچے عشق
عشق سے قمری ہے حریف سرو | مہ سے آنکھین لڑا رہا ہی تدرو

مثنوی معاملات عشق

مین تو حیران کار تھا اپنا | کوئی اسدم نہ یار تھا اپنا
اینٹ پتھر تھے مٹی تھی یکسر | خاک مین ملگیا تھا گھر کا گھر
چرخ کی کجروی نے پیسا تھا | پر خدا میرا مجھہ سے سیدھا تھا
کتنے اک لوگ اسطرف دھائے | یا ملک آسمان سے آئے
ہنسی لے گئے دو ہاتھون مین | کام نے شکل پکڑی باتون مین
صورت اس لڑکے کی نظر آئی | ہم جو مردے تھے جان سی پائی
آنکھ کھولی ادھر ادھر دیکھا | اس خرابی کو بھر نظر دیکھا
قدرت حق دکھائی دی آکر | یعنے نکلا درست وہ گوہر
دہشت کی کوٹھری مین لا رکھا | گھر کا غم طاق پر اٹھا رکھا
مومیائی کھلائی کچھہ ہلدی | فرصت اسکو خدا نے دی جلدی
غم ہوا سبکے دوستدارونکو | پھر بندھا یہ خیال یارونکو
کہ مری بود و باش یان نہ ہے | گو تصرف مین یہ مکان نہ ہے
شہر مین جا بہم نہ پہونچو کہین | چار ناچار پھر رہا مین وہین
اب وہی گھر ہے بے سر سایہ | اور مین ہون وہی فرومایہ
دن کو ہے دھوپ رات کو ہے اوس | خواب راحت ہی پاے سو سو کوس

تنکے جاندار ہین جو بیٹھ وکم — تنپہ چیڑیوں کے جنگ ہے باہم
ایک کھینچے ہی چونچ سے کر زور — ایک لکڑی پہ کر رہی ہے شور
پوچھ مت زندگانی کیسی ہے — ایسے چھپر کی ایسی تیسی ہے
کیا کہون جو جفا چکش سی سہی — چارپائی ہمیشہ سہرے رہی
بوریا پھیل کر بچھا نہ کبھو — کونے ہی مین کھڑا رہا کیسو
ڈیوڑھی کی ہے یہ خوبی گھر ایسا — چھپرا اس جو نچلے کا گھر ایسا
جنس اعلیٰ کوئی کھٹولا کھاٹ — پائے پٹی رہے ہین جنکے کھاٹ
کھٹملون سے سیاہ ہے سو بھی — چین پڑتا نہین ہے شبکو بھی
شب بچھونا جو مین بچھاتا ہون — سر پہ روز سیاہ لاتا ہون
کیڑا ایک ایک پھر مکوڑا ہی — سانپ سے کھانے ہی کو دوڑا ہے
ایک چٹکی مین ایک جھنگے پر — ایک انگوٹھا دکھا دے انگلی پر
گرچہ بہتون کو مین مسل مارا — پر مجھے کھٹملون نے مل مارا
ملتے راتون گھس گئین پورین — ناخنون کی ہین لال سب پورین
ہاتھ تھکنے پہ گہ بچھونے پر — کبھو چادر کے کونے کونے پر
سلسلایا جو پائینتی کے اور — وہین مسلا کرا پڑیون کا زور

ایک چھپر ہے روضہ ہو شیخ چلی کا
بانس کی جانب ... مرکز ... کا
سو وہ ... ہوئی [illegible]
ہماری بستی مین ہے یہی تو خراب
جس سے پوچھو ہے بے شمار ... مشہور
بہت خرابی سے ... یہ شہر مین
گھر بھی ایسا ہے جس سے ... ذکور
قدر کیا گھر کی جگہ مین ہی نہ ہون
بند رکھتا ہون در جو گھر مین ہون
(۵۹۶)

کنگنی دیوار کی نیٹ بڑحال	پڈر ہی کا بوجھ بھی سکے نہ سنبھال
طوطا مینا تو ایک بات ہے	ہو دنا پھُد کی تو قیامت ہے
کیونکہ ساون کٹیگا ایکی بار	تھر تھرا دے بھنبیری سی دیوار
ہو گیا ہے جو اتفاق ایسا	شاق گذری ہے کیا کہون کیسا
ہو کے مضطر لگے ہین کہنے سب	اوڑ بھنبھیری کہ ساون آیا اب
تیری یان جو کوئی آتی ہے	جان مخزون نکل ہی جاتی ہے
نہین دیوار کا یہ اچھا ڈھنگ	کہین کھسکے تو ہے قیامت جنگ
ایک دن ایک کوا آ بیٹھا	بیگمان جیسے بوا آ بیٹھا
جس سے لوگ ڈری کرتی شور	کہ نہ حایط مین کچھ رہا تھا زور
ہو نہ ایسا کہ اپنی چال چلے	دوڑے اچھلے کہ ہال ہال چلے
نہین وہ زاغ چار پانو بھرا	ایک کالا پہاڑ آن گرا
مٹی اسکی کہین کہین ہبکی	جی ڈبا اور چھاتی بھی دھکی
سان کر خاک لگ گئی دو جا	بارے جلدی درست کی دیوار
اچھے ہونگے کھنڈر بھی اس گھر سی	برسے ہے یک خرابی گھر در سے
اکھڑے پکھڑی کواڑ ٹوٹی وصید	زلف زنجیرا یک کہنہ جدید

[illegible]

چار دیواری سو جگہ سے خم
لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے ہر دم
کیا تھمے مینھ سقف چھلنی تمام
اس چکش کا علاج کیا کریے
جا نہین بیٹھنے کو گھر کے بیچ
آنکھین بھر لاکے یہ کہین ہین سب
جھاڑ باندھا ہے مینھ نے ورنہ
بازمین کانپتے ہین جو تھر تھر
کیچ لے لیکے مارے چھوپا ہے
اسکو پھر پر چھتی بھی ملتی نہین
ڈھانکو دیوار یا اٹھا رکھو
ایک حجرہ جو گھر مین ہے واقع
کہین سوراخ ہے کہین ہے چاک
کہین گوشون نے کھود ڈالا ہے
کہین گھر ہے کسو چھچھوندر کا

تر ننک ہو تو سو کھتے ہین ہم
آہ کیا عمر بے مزہ کاٹی
چھت سی آنکھین لگی رہی ہین مدام
راکھ ہے کب تلک گھڑی بھر ہے
ہے چکش سے تمام ایوان کیچ
کیونکہ پردا رہے گا یا رب اب
گھر کی دیوارین ہین گی جیسے بات
اپنے رو وار کھے کوئی کیونکر
چھونپا کا ہے کو بلکہ تھوپا ہے
ٹوٹا اک بوریا سا ڈالو کہین
یا ہمارے لیئے بچھا رکھو
سو شکستہ تر از دل عاشق
کہین جھڑ جھڑ کر ڈھیر سی ہے خاک
کہین چوہے نے سر نکالا ہے
شور ہر کونے مین ہے چھچھوندر کا

سب سے آگے آن پہونچے در تلک — دیکھے میری بانوں سے لے سر تلک
آنکھ سے معلوم ہو مشتاق ہے — بلی یا اعجوبۂ آفاق ہے
بلیاں ہوتی ہین اچھی بہتر کہین — یہ تماشا سا ہے بلی تو نہین
گرد رد باندھو تو چہرہ حور کا — چاندنی مین ہو تو بکا نور کا
گرم شوخی ہو اگر یہ مثل برق — بجلی مین اسمین کچھ کر سکئے فرق
یا پری اس پر زمین ہے جلوہ گر — اٹھتی اودھر سے نہین ہرگز نظر
کیسی ہے بلی ولایت کی ہے زور — خوب دیکھو تو ہے اسکے صدقے حور
ربط سے اپنے بھی جن کو انکے ساتھ — بیٹھے ہی تو بیٹھ پر میرا ہی ہاتھ
ایک دن جا کر کہین ہمک سو گئی — مانی مانی ساری گھر مین ہو گئی
بلی کا ہونا نہین اسلوب یہ — ہے کبودی چشم یک محبوب یہ
دیکھے جسدم یک ذرا کوئی اسکو غور — چشم شور آفتاب اسدم ہو کور
حسن کیا کیا مانی کے کرے بیان — ہو جہان جبتک یہ ہووے کو بیان
خوبی منی کی نہ کوئی کہہ سکے — دیکھے اسکو تو نہ اس بن رہ سکے
داغ گلزاری ہے اسکی تازہ باغ — اس زمان تیرہ کی چشم و چراغ
کیا دماغ اعلی طبیعت کیا نفیس — کیا مصاحب لیے بدل کیسے جلیس

متصل ایسا ہوا جو اتفاق — مرگ ان بچونکی گذری عب شاق
حفظ اسکی کو کہ کا لازم ہوا — جھاڑے پھونکے کا ہر اک عازم ہوا
نذرین مانین نقش لائی ڈھونڈھ کر — نیل کے ڈورے نین باندھی پٹ کر
چیچھڑون پر بعضون نے افسون پھونکے — بعضون نے تعویذ لیکر خون لکھو
بے بلائے سے بہت کی التجا — گریۂ محراب سے چاہی دعا
گوشت کی چیلونکو پھینکی بوٹیان — ماش کی موٹی پکائین روٹیان
لڑکیان ٹھلائیان کھاٹون ڈھلے — اس طرح جون دبلی بلی کہہ ہلے
دیکے ٹکڑا منہ کو ہر ایک کھولتے — اور بولی بلبلون کے بولتے
صدقے اترے چیچھڑے جو دم بدم — گربۂ لادہ نے کھائے ہو کے سیر
کین مناجاتین دل شب لاتعد — گربۂ زاہد سے بھی چاہی مدد
بو ہریرہ کے تئین مانا بہت — بلبلون کو بھی دیا کھانا بہت
مدح جس بلی کی کرتا تھا عبید — تھی دعاگوئی مین وہ بی کمرو شید
خواجہ عصمت کہتے تھے طاعت جہان — ایک بلی بیٹھی تھی آکر وہان
صبحدم ہوتے وہی گرم سجود — گہ قیام اسکے تئین تھا گہ قعود
چاہی ہمت اُس سے اٹھکر ہر سحر — کچھ تو باطن نے کیا اسکے اثر

مثنوی دیگر

[illegible]

جب چھوٹے شور منہ گائی رہین / اتبو چھوٹا اتبو چھوٹا سب کہین
چھوٹتا ہے گر پڑے کوئی بجوگ / بندرون سے ناچتے پھرتے ہین لوگ
ہوتی ہین اس جنس مین بھی فی خرد / آدم و حیوان مین یہ رخ ہین بر
طنز ہے یہ بات اگر چہ ہے کہی / جو کرے انسان تو بوزنہ بھی
لیکن اس جاگہ تو صادق ہے یہ قول / ساری اسکے آدمی کی ہین نقل
ہے تماشا آئینہ کے روبرو / عکس سے اپنے اسے ہے گفتگو
دیکھنا جھک جھک کر اسکا ہو نہ ضبط / آرسی بندر کا ہے مشہور ربط
گاہ بوسہ گاہ غوغو بولنا / گاہ آنکھین موندنا گہ کھولنا
آگے تھا اک بوزنہ شطرنج باز / چال سے اسکے نکلتا امتیاز
کہنہ قزاقون سے ہمکو یاد ہے / یہ اسی قزاق کا داماد ہے
جان دین بندر اگر دیکھین چنے / رہتے ہین چانول پڑے اسکے سنے
آنکھ کب دوڑی ہے اسکی ہر طرف / ہے یہ اپنے نوع کا فخر و شرف
الغرض منوا عبارت جانیے ہے / نام اس دلکش کا منوا نسبی ہے
خوش رہے منوا تو خوش خوا دل رہے / ورنہ آدم ہے جوانی مین بھی پیر
دہر مین یارب نہ یہ محزون رہے / جسکا منوا ہے اسے میمون رہے

۵۹۲

[illegible]

[illegible]

دونون کا اک جدا ہی مطلب ہے
یہ کہے روز وہ کہے شب ہے

آس پاس اُس گھڑی کہ آئی جھیل
گم تھے برسات مین طریق سبیل

ایدھر اودھر اُتر کے پانی جاؤ
تھر ہے پھر جو کہ تک بھی ہو وے چڑھاؤ

اوس وانکی ہوا بہت پر رطوب
ہو وے نزلہ زکام بے اسلوب

کتنے روز ونمین ہوتی ہی کھانسی
ایسی جیسے گلے مین دین پھانسی

پھر وہ درجہ ہی جسمین ہو وے دق
یہ کوئی نکلی ایک ثالث شق

بڑی آفت خطر تھا سکھون کا
کیون کہ وہ ملک گھر تھا سکھون کا

اسمین آجاتے تو قیامت تھی
مال و جان غرض سبکی رخصت تھی

نہ کوئی دادرس نہ وقت داد
مفت ہی ہم گئے تھے سب برباد

کیا کڈھب چرخ کج نے پھانسا تھا
پر خدا کچہ ہمارا سید ہا تھا

جسنے قدرت نمائی کی اپنی
اس بلا سے رہائی کی اپنی

بس قلم ہے صریر تیزی تند
شور سے تو پڑا جہا نمین ڈنڈ

بدزبانی کا مجکو کب ہی دماغ
ایسی باتون سے مین کیا ہی فراغ

ہو چکی صاحبون کی فرمایش
چپ رہ اب ہی زمان آسایش

مثنوی دیگر

[illegible]

اسکیم سید امام دان کی قوم
نہ تھی قید صلوٰۃ و رسم صوم
یہی خانہ خطیب کا تھا وان
طونی مسجد خطیب تھا نہ اذان
اور دو چار فاقہ مارون کے
اور وہیں بھی گو گنوار و لنگے
اٹھ جاتا نہیں کیا کچھ پاس
اور اشیا یہین سے کہاسا تھا ہی

چار داتون کے واسطے جی ہنا
اس سے آگے بڑھے تو دھنیور تھے
اور آگے گئے تو تھا بازار
ایک کے پاس دال کچھ آٹا
آیا کچھ سانوان اور تھوڑے چنے
جو تھا باقی رہا سو تھا کنگال
اسکا عامل کے یان اٹھا مال
ایک کنجڑے کے چار گٹھی پیاز
گیا کھون مرچ تھی نہ ادرک تھی
ایک دوکان کی پساری کی
اُس سے جاکر جو مانگئے ہلدی
دیکھ کر کچھ کہو تو وہ یہ کہے
یان جو کچھ ہے جلن سو دیتا ہون
مانگو اُس سے جو مرچ یا دھنیا
اُن مین دو دانے اور سب کنکر

جان کھا جائین کچھ نہ جنتک ہین
اُجڑے بجڑے انھونکی کچھ گھر تھے
اسمین بنیونکی تھین دکانین چار
تسکو بھی کھیون نے تھا چاٹا
جنٹر و نمین خاک دھول ایک کنجڑ
نام کو کہتے تھے اسے بقال
اُن نے جیسا کیا تھا سو پایا
تسپر اسکو ہزار فخر و ناز
اُس فنجنبدر مین کچھ بھی بعد گر تھی
اُن نے ہملوگون سے بھی یاری کی
زرد مٹی کو باندھ دی جلدی
بس تم اس بستی مین میانجی رہے
مین بھی پیسے لگا کے لیتا ہون
دیوے بجا وہی جو تھا دھنیا
ویسے کاغذ مین ہاتھ لنبا کر

کوئی گھورا کرے کوئی بھونکے | خفتہ خفتہ بھی شور ہی جو نکے

ساتھ ہو کے قیامت آئی ایک | شور عف عف ہو آفت آئی ایک

گلہ گلہ گھر و نین بھرنے لگے | روٹی ٹکڑے کی بو پہ کرنے لگے

ایک نے آکے دیکھا چاٹا | ایک آیا سو کھا گیا آٹا

ایک نے دوڑ کر دیا پھوڑا | پھر بیا آکے تیں اگر چھوڑا

گھور نے ایک لگا اندھیرا کر | ایک نے اور ایک پھیرا کر

گھر مین چھینکے اگر تھے توڑ دئے | ہانڈی باسن گرا کے پھوڑ دئے

لوگ سوتے ہین کتے پھرتے ہین | لڑتے ہین دوڑتے ہین گرتے ہین

جبکہ ہڈی پہ چار چار اڑتے ہین | گوشت پر بھیڑے سے بھڑتے ہین

ایک کے پیچھے ایک روز و شب | لنڈسے وان نہ نیند ہے نہ ہی تب

کتے ہی وان دو چار رہتے ہین | دو گھڑی بھی تو چار رہتے ہین

جاگتے ہو تو دو بدو کتے | سو کر اٹھو تو رو برو کتے

سر پہ دربان کی بلا ہی رہے | کتا ایک آدھ گھر مین ہی رہے

منھ مین کف دور دور کرنے سے | حال بیحال شور کرنے سے

تو کہی سنکے وہ گلا پھاٹا | باؤلے کتے نے اسے کاٹا

کار پردازون کو تقید ہے — شور ہے گالی ہے تشدد ہے
وے بچارے بہا ذکر تی ہین — رات دن لوگ چو کی بھرتے ہین
کہتے اُن سے تو یہ ملے ہر جوا — کسکے گھر سے بنا دین لا کے تنا
ہمکو کھانے ہی کا تردد ہے — صبح بقال کا تشدد ہے
بنیا منہہ کو چھپائے جاتا ہے — روٹی کا فکر کھائے جاتا ہے
حال کب پوچھنے کے ہین قابل — ہم فقیرونکے رنگ ہین سائل
سوچین ہین جب تو جھولتے ہین — بات کہتے ہین بھول جاتے ہین
تمکو دیوار پا لکھے ہینگے یاد — ہمکو کرنا نہین خدا آزاد
کسکو موسین کہان سو کچھ لا دین — دال آٹا جو تمکو پہونچا دین
تم کہو دال ماش کی ہے بون — یان بہم پہونچی ہے فکر ہر جو
تم کہو آٹا کھس کھسا کھایا — یان کلیجہ لپا تو ہاتھ آیا
اور دو چار روز یہ بھی ہی — ایک غم سینہ سوز یہ بھی ہے
فضل ہونے ابھی نہین پائی — پیٹ گی سب سے قرض لے کھائی
جس سے چھوٹے ہوئے ہین ہم بسبال — چوہا وہ کہے ہے سا ہو کا
ماش کی دال کا نگر یے گلا — گوشت یان ہی کبھو کسو کو ملا

جنسے مالوف تھی وہین رہتے — اُنسے کچھ کچھ لگا ہوں مین کہتے
کیا نفاست مزاج کی کہیے — ستھرے اتنے کہ دیکھ ہی رہیے
خال جون پھول گل کترتی ہین — یا کہ نقشون مین رنگ بھرتی ہین
چوہے چڑیا یا اُن ذکب کی نظر — جح کا کرنا نہ فرض تھا اسپر
موہنی بھی تو تھی بہن اسکی — نسبت اسکی تھی وہ بہت گھسکی
پاوے جو کچھ سو مار کھاوے ہی — ایک کیا چار چار کھاوے ہے
جانور مارنا تو ہے پاپ سو — تیز پنجہ کیا نہ اُن نے کبھو
یہ نزاکت اسی کو بن آوے — موش دشتی کو دیکھ ڈر جاوے
ان نے ماری ہین کتنے ڈھونس — گھونس دیکھی تو ہووے کوئی گھونس
یہ چھچھوندر کے بو لیتے بھاگی — وہ بڑی سوتی بھی ہو تو جاگی
چھپکلی سے یہ پھیر منھ کو لے — وہ جفا کار جیفہ پر جی دے
یہ پری سی تھی جو خرام کرے — وہ جو اُچھلے تو دھوم دھام کرے
کبک اسکی خرام کے عاشق — جانور اسکے نام کے عاشق
عوض افسوس کی جگہ بلی — اب کہان گو کہ چھانیے دلی
ایسی بیگم مزاج بلی کہو — بیگم آباد ہم گئے یارو

کھانے پینے کی کچھ نہین ہے بات
دیر کچھ کی طرح سے گذری رات
صدقے مین انکے بھی اتارے گئے
ہو گئے بخت گھر ہمارے کے
مین کیا تم ان کی جی کہیو
مجھ سے آزردہ دل نہ اتنی ہو
نعمتے کھانے مین کچھ کھلاتے ہین
نعمتے مجھ سے بھی آرہے جاتے ہین
بارے جون تون ہوئی وہ رات تمام
صبح کو صاحبون نے کو ٹھہرا مقام
یہ بھی دن شب ہوا سحر ہوا کوچ
غازی آباد کو گئے سب پوچھ
راہ طے کر سرا مین جا اترے
پھر سکم دین پاس آ اترے
صاحب اُترے حویلی مین آکر
باغ مین انکے سب نفر جاکر
بار ور تھے درخت سب
پھل ولیکن کسھون نے پایا بھی

تگ و دو ہر طرف لگے کرنے
تسپہ پڑتی تھی منہہ کے بھرتے

کوئی میدان مین کوئی چھپر مین
کوئی در مین کوئی کسو گھر مین

گھر ملا صاحبون کو ایسا تنگ
جس سے بیت الخلا کو آوے ننگ

بیٹھنے دین نہ جب کہ صاحب کو
کون پوچھے نفر مصاحب کو

ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے سرا پائی
ویسے گھر جھوٹے ویسی جا پائی

رہنا بھٹیاری کے غنیمت جان
جو کہا اُن نے ہم گئے سب مان

کچھ پکانے کا کچھ سوال کیا
مین نے اظہار اپنا حال کیا

یان جو لائے ہین مجکو اپنے ساتھ
زندگانی مری ہی انکے ہاتھ

پھونچے ہے انکے رو برو سو طعام
صبح کا صبح مجکو شام کا شام

اور پکوائے تو زاید ہو
خامے سے اپنے اور عاید ہو

جو کچھ آیا سو کھا لیا مین نے
کچھ رہا سو اٹھا دیا مین نے

سنکے اک دل سی کھینچی ان نے آہ
اور بولے کہ واہ صاحب واہ

ہم تو جانا تھا آدمی ہو بڑے
چار پانچ آدمی ہین پاس کھڑے

کچھ یہ کھا دینگے کچھ کھلا دینگے
ہم کچھ انکے سبب سے پا دینگے

سو تو نکلے ہو کورے بالم تم
ہو گدا جیسے شاہ عالم تم

مثنوی (۵۸۶)

[illegible]

بیچ مین ہوتے کچھ اگر اسباب
تھہ اٹھانے کی جی مین ہوتی تاب

سو تو کمل نہ پٹو نہ ٹوپی
سایہ گستر نہ ابر بن کوئی

ابر ہی بیکسی پہ روتا تھا
ابر ہی سر کا سایہ ہوتا تھا

کیچ پانی مین کپڑے خوار ہوے
وہین گاڑی مین جا سوار ہوے

زہر دی کا کیا جو ہمنے میل
بھنیس جہلیے کی تھی ہمن کی بیل

آسمان آب سب زمین سب کیچ
خاک ہے ایسی زندگی کے بیچ

شب کے دریا پہ ہو کے راہ پڑتی تھی
پانی کی سطح پر نگاہ پڑی

لجی لطمی کا کہون مین اوج
باتین کرتی ہے آسمان سے موج

دامن ابر پاٹ دریا کا
دی گرہ تو کہے کہ باندھا تھا

ہوش جاتا تھا دیکھ جوش آب
گوش کرتا تھا گر خروش آب

آب تہ دار اور تیرہ بہت
لہر اٹھتی جو تھی سو خیرہ بہت

پانی پانی تھا شور سے طوفان
دیکھ دریا کو سوکھتی تھی جان

ہمرہ موج سیکڑون گرداب
ساتھ تھے صد تری کرشمہ حباب

ناؤ مین پاؤن ہمنے بار رکھا
خوف کو جان کے کنارے رکھا

جزر و مد سب حواس کھوتا تھا
خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا

مشکل حصول کام ہے یان حاصل کلام | باتون ہی باتون کام ہوا خلق کا تمام
اے جھبھ دل مرا بھی بہت دردناک ہے | ان کا زبون سی صبح نمط جیب چاک ہے
اک فرد دستخطی تھی مری ایک شخص پاس | دیکھا جو خوب اسکو تو مطلق نہین ہے پاس
تھا مین فقیر پر نہ گیا شاہ کے حضور | اتنے لیے کہ رتبہ عزت مرا ہے دور
آداب سلطنت سے نہین مجکو رابطہ | حرکت نہوتی مجھسے کوئی غیر ضابطہ
مزرائی مجھسے کھنچتی نہین ہر عزیز کی | پھر شعر و شاعری بھی نہین ہے تمیز کی
صحبت خدا ہی جانے پڑے کیسے اتفاق | کیا بات آدمی بیچ مین بدرنگی ہے شاق
مین مضطرب گھر سے گیا اٹھ کے پانچ بار | کہنے لگا زبان سے یہ ہوتی ہے دو چار
تقصیر میری اسمین نکریگا کچھ خیال | صاحب کہین خموشی کرو نہین یہ کیا مجال
لیکن یہ حرف اس بھی سیہ کار رکھے یاد | انداز سے یہ لوگ سخن کرتے ہین نہ یاد
بہتیری ایسی فردین یہ رکھتے ہین جیب مین | رکھتے ہین یو ہین لوگونکو برسون فریب مین
دکھلاؤنگا چلا ہون سوال آپ کا لیے | مین نے کہا فقیر کہو کس طرح جیے
بولا نہوگا سعی مین ادھر سے کچھ قصور | پھر دیکھیے کہ پردے سے ہوتا ہے کیا ظہور
اک آدھ ایسی بات بنا کر کھسک گیا | دل اس خبر کے سننے سی بیدردھڑک گیا
یہ عرضیان حضور کو پہونچین ہین صبح شام | دستخط جو ہو کے آئے کوئی سوا اسی کے نام

۵۸۴۰

...ے گل رہے نہ یکدم بلبل آہ و نالے	محبوب ہی کسو کو یارب نہو جدائی
...ل تک ہمنسانہ مجھسی بلبل نہ ہوئی ہرگز	کس کس کی بیدماغی بزم یار مین اٹھائی
...ہم بھی رہی ہوا وہ جبتک جو ان جان	کی عمر رفتنی نے بار ہی نہ بیوفائی
...احوال زمانہ کی تو کیا جانین لگی کہ	لگتی ہی جسکے دلکو وہ جانتا ہی بھائی
...ہے دامگاہ دنیا ہر جا فریب آمیز	دیتی نہین دکھائی اپنی مجھے رہائی

گذری جو کچھ سو گذری یاری مین لبرونکی
میر اب کسو سے تم تو کریو نہ آشنائی

تمام شد

مثنوی دیگر

...اے جھوٹھ آج شہر مین تیرا ہی دور ہے	شیوہ یہی جہان کا یہی سب کا طور ہے
...اے جھوٹھ تو شعار ہوا ساری خلق کا	کیا شہ کا کیا وزیر کا کیا اہل فقر کا
...اے جھوٹھ تجھ سے ایک خرابی ہے شہر مین	ای جھوٹ تو غضب ہے قیامت ہی شہر مین
...اے جھوٹھ رفتہ رفتہ ترا ہو گیا رواج	تیری متاع بابت ہی ہر چار سو مین آج
...اے جھوٹھ کیا کہون کہ بلا زیر سر ہی تو	ای جھوٹھ سچ یہ ہی کہ عجب فتنہ گر ہی تو

دو طرف سیم بندی کردی ہے / سونے روپے سے راہ بھردی ہے

شمعین لاکھون کنول مین ہین روشن / روز پھولا ہے کاغذی گلشن

واہ آتش زنان آتش دست / دارو پیکر بھرد ہو کیسے مست

تو بن کیا ڈھالین ہین یارو نکی / کھوئی رونق فلک کے تارون کی

تارے موقوف کچھ سما پہ نہین / تو مین چھوٹین مگر ہوا پہ نہین

ماہ بھی چشم روشنی کیلیے / ہے چراغان ستارگان لیے

گنج چھوٹے ہین یا کہ باڑ چھری / یا ہوائی ہے جگنیو ون کی جھری

گل نشان ہین ٹرین جو پھلجھڑیان / کھلتیان ہین دلونکی گلجھڑیان

چھوٹتے ہین انار مہتابی / رنگ ہین دلبرونکی مہتابی

باڑ سے دودے ہوئی گرما / دغین مہتابیان کہ نکلے چاند

آؤ اے مطربان سیر آہنگ / ساتھ اپنے لیے رباب و چنگ

ہو غزل خوان بزم عیش و طرب / پر نکر یون خیال ترک ادب

منعقد مجلس شہانہ ہے / آدب آصف زمانہ ہے

آؤ ساقی مجھے قرابہ دے / در بغل شیشہ ساتھ اپنے لے

بحر بخشش کی لہرین اب آئین / زرو گوہر کی کشتیان لائین

غزل

جشن نوروز ہند ہولی ہے ۔۔۔ راگ رنگ اور بولی ٹھولی ہے

عشق ہر اے گردہ آتش زن ۔۔۔ دو نو رستے چراغ ہین روشن

ٹھاٹھ کیا روشنی کے باندھے دے ۔۔۔ شہر مین نام روشن اپنے کیے

دور دوستے خیال الگ آئے ۔۔۔ گھوڑی دامن سوار کیا لائے

روشنی فوارسے ہے تا ز ملک ۔۔۔ گل کا کاغذ ہے فرق خاک زملک

در دولت سے لگیے تا سر آب ۔۔۔ ہے چراغ اور شمع ہیگی تاب

پھر سر پل سے تا عمارت نو ۔۔۔ جلتے ہین مجتمع دے سو سو

ہاتھی رنگے گئے پڑی ہر دھوم ۔۔۔ جیسے ابر سیاہ آئے جھوم

خیمہ استادہ کر چلے شب باز ۔۔۔ تیلیون نے کیا جشن م ناز

یان کی صحبت کا تھا نمونہ سب ۔۔۔ شاہ و دستور حکم و کار ادب

آئے شکلین بنا کے صورت باز ۔۔۔ ڈوم ڈھاڑی بنے بجا کر ساز

نقل معقول کی سو حاجی بنے ۔۔۔ سج کے عمامے سر پہ کتنے جنے

کوئی جوگی کوئی فقیر بنا ۔۔۔ کوئی ڈاڑھی لگا کے پیر بنا

کوئی بنیا بنا کوئی اوباش ۔۔۔ نقل کرتی تھی ان سبھونکی معاش

کوئی شاعر بنا نہ جس کی نظیر ۔۔۔ یعنے مستغرق خیال تھا میر

کہین دو دو جام مے سے ہون سرمست
جائینگے تھوڑی دور دست بدست

مچلے بن جائینگے کسو کو دیکھ
پھیر آگے کسو کے رو کو دیکھ

اب گلابے کھلین گے بھر بھر ہم
باقی ساقی پئین گے بھر کر ہم

کہین آرایش آکے دیکھین گے
کاغذین باغ جاکے دیکھین گے

کسو ہوش سے ہو وینگے گلباز
کھینچینگے اک ردوم کے اسکے ناز

آؤ ساقی مے دو آتشہ دے
اسی مے کا بغل مین شیشہ دے

گرم ہو جو دماغ انسان کا
لطف آوے نظر چراغان کا

جسطرف دیکھیے چراغان ہی
شیشہ و شمع ہی نمایان ہی

باغ سے روشنی ہوئی ہی یار
ہے یہ ہنگامہ تا جلال آباد

شمع و فانوس کا بہت ہی ہجوم
شمعے رنگون نے کر رکھی ہی دھوم

لوٹیے اُن گلون کی اب تو بہار
گو کسو کے گلے کا ہو جیسے یار

اتنوا او دہم ہی مچگیا ہر سو
دارو پی کر پھرین چلین ہم تو

تارسے ہین چراغ چار طرف
آسمان پر زمین رکھے ہی شرر

غنچہ غنچہ دیو نکو دیکھین ہجا
کسو گل سے رکھین صحبت و انس

کہین نوبت کو چلکے سنئے گا
نے کے بجنے پہ سر کو دھننے لگا

[illegible]

۵۸۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

آؤ ساقی شراب نوش کرین — شور سا ہی جہان مین جوش کرتیا

آؤ ساقی بہار پھر آئی — ہولی مین کتنی شادیان لائی

شادیان ہی شگون ہر نہر — کوچے سو شہر کے برابر ہین

ست دستور ہی جو زر افشان — پھر جہان کہن ہوا ہی جوان

دو نو رستے عمارت خوش ہی — تازہ کاری و شہر دلکش ہی

در بازاری رنگ لائی ہین — ساری رنگین ستون لگائی ہین

۵۷۹

گئے اسطرف لے جدھر تھی چتا
ولے مالنیت کا کس کو جگر
ہوئی جاتے جاتے نظر سے نہان
بہت سے ہوئے لوگ گرم سراغ

نظر کرتے تھے واقعی یہ سہی
کہ حیران سب رہ گئے دیکھ کر
گیا عشق کیا جانے لیکر کہان
انھون نے نہ پایا نشان غیر داغ

نہ کر میر اب عشق کی گفتگو
قلم اور کاغذ کو رکھدے بھی تو

فسانے ہین اسکے ہزارون ہزار
بہت خاک جل جل کے یان ہو گئے

یہی کشت و خون کا ہے یہ گرم کار
رہے عشق مین جی بہت کھو گئے

غرض ایک ہی عشق بے خوف و باک
کئے دونون معشوق عاشق ہلاک

تمام شد

ہوا تا کہاں شوہر زن مریض
نہایت ہوئی تپ طویل و عریض

نشست ہوا تپ کا دل کے تئین
کھینچے رفتہ رفتہ دق و سل کے تئین

نزاری سے دل ہو گیا زار تر
ہوا خشک ہو کر وہ بیمار تر

بدن کاہ سا رنگ کاہی ہوا
بہت حال اسکا تباہی ہوا

دموں پر بھی وہ زندگی کم رہا
ٹھہر کر گئے دم ہوا ہو گیا

فنا یعنی طاری ہوئی ہو چکا
اسے دار دوستہ بہت رو چکا

جلانے کی طیاری کرنے چلے
چلی زن بھی تا ساتھ اسکے جلے

کھلی دعوی سوختن مین زبان
کیا پاس ظاہر سے نقصان جان

لگی جلنے چھوڑا نہ اصرار کو
خبر پہونچی یہ اس گرفتار کو

اٹھا وان سے بیتاب آیا چلا
اسے دیکھ جلتے بہت جی جلا

جھکا آگ کی اور کر اضطراب
کہ جی مین نہ طاقت تھی مطلق نہ تاب

لکھا ہمکو کیا کہتے ہو اسگھڑی
نظر اُسکی جلتے جو اُسپر پڑی

کہا آئے ہو تو چلے آؤ تم
شتابی کرو جو ہمین پاؤ تم

یہ بیتاب تھا آگ پر پھر پڑا
تنگ سا اُس آگ پر گر پڑا

لگے آتے تھے کتنے انفار ساتھ
وہین کھینچ لائے اُسے ہاتھوں ہاتھ

(۵۷۷)

[illegible]

کوئی طور ملنے کا ایجاد کر | نہ جور رحم سے ہو تو بیداد کر
پیام ایک کا یہ کہ ای باد دم | کہہ اسکو محبت سے کچھ بھی ہے شرم
تن زار بیجان کیونکر جیے | جگر مین نہو خون تو کیا پیے
ملاقات کا رکھے کیونکر خیال | رہے کیونکہ جان نا امید وصال
اگر دیکھین آنکھین ہین دو اسطرف | وگر منھ ہمارا ہے سو اسطرف
اسے دیکھنا ہی ہو ارمان بھی | ادھر ہی چلی جاے ہی جان بھی
کہ اس سے کہ مرتے ہین تیرے لیئے | کیا عشق یا جرم ہمنے کیے
نہین صبر آتا ترے بن ملے | لبون سے جگر تک بھرین ہین گلے
کسو سے کسو کو نہو جائے لاگ | کہے تو لگائی ہے سینے مین آگ
کسو کا کسو کو نہ لگ جاے دل | کہ کہنا پڑے ہاے دل واے دل
کسو کی نہ اچھی لگے کوئی آن | کہ جا بنے الم ناک دیجیے جان
کسو کے مجعد نہ کھل جائین بال | کہ ہو دل کے عقد و نکی واشد محال
کسو لالہ رخ کا نہ اٹھے نقاب | کہ ہون داغ دونون مہ و آفتاب
قد آرا نہو فتنہ در سر کوئی | کہ سر پر قیامت رکھے ہر کوئی
کسو کی نہ جا ہے زنخ مین گرین | مبادا کہ وان سے نہ جیتے پھرین

(۵۷۶)

[illegible]

[illegible]

(۵۷۵)

تناسب بہت اسکے اعضا خوب — سراپا مین دیکھو تو ہر جا ہی خوب

زبان نرم طالع وری زصلاح — نہ طنز و کنایہ نہ رمز و مزاح

خوش اندام خوش رو و پاکیزہ خو — کسو وقت رہتا نہ تھا بے وضو

جوانی کا ہنگام طاعت کا صرف — لب سرخ پر دلبرن کا نہ حرف

حیا کو سیاہی سے پلکون کی راہ — نکلتی تھی باہر نہ گاہے نگاہ

بہت پاک دامن معیشت ہوئی — نظافت نزاہت مین مدت ہوئی

کہ ناگاہ اس راہ یک زن گئی — جیون پر خدا جانئے کیا بن گئی

جو انکی نظر شرمگین جا لڑی — وہ شرمائی آنکھ اسکے اوپر پڑی

یہ دل مستقل ناشکیبا ہوا — دل طرف ثانی بھی بیجا ہوا

حیادار تھی زن گئی اپنے گھر — وفادار تھا یہ رہا دیکھ کر

کیا چند شرط وفا ہی کا پاس — لگے رہنے دونون گھر دمین اوس

کبھی دن مین ہندو زن آنے لگی — لیے پانی اس راہ جانے لگی

نگاہین ہوئین ہمہ گر آشنا — محبت کا دونون نے پانی بھرا

یہی مدتون دیکھا دیکھی رہی — دلون کی کسو سے نہ ہرگز کہی

جیون مین شب روز مرتے رہے — ولے پاس ظاہر کا کرتے رہے

شب و روز رہتا ہا بیان اضطراب — کیا نون نے کام کو کیا خراب کوئی

قرار و سکون دل تک ہم آئے نہین — خیالات [illegible] جاتے نہین

[illegible]

محبت ہے نیرنگ ساز عجیب | فسانے ہین اسکے عجیب و غریب
کوئی عشق کرنا دھرا تھا درے | گئے میکدے سے بھی صوفی ترے
نہ وان مکر و نے شید و طامات سے | خرابات جانا کرامات سے
کہین عشق نے آ زر وکش کیے | گئے خوش جو عاشق سو ناخوش گئے
کہین سہل تر یار مرنے لگے | کہین لوگ دشوار مرنے لگے
کہین کام ان نے کیے ہین عجب | فسانہ ہوئی بزم عیش و طرب
کہین بادشہ اس سے درویش ہین | کہین اس سے درویش دلریش ہین
لیا کاہ کا کوہ سے کین کہین | لڑائی کہین آسمان و زمین
کہین پڑ گئے اس سے فتنے فساد | رہی زیر شمشیر حد سے زیاد
یہ عالم کا آشوب ہر دہر سے | مراد خطر گہ ہے اس شہر سے
ہوئے عشق مین زہد کیشان خراب | رہے دل شکستہ پریشان خراب
اٹھا عشق کا شور غزلت گزین | گئے دشت گردی کو کر ترک دین
ہوا عشق سے مجلس نال دہر | تو اجد لگے کرنے شیخان شہر
کیا عشق مین ترک صوم و صلوات | گئے اہل مسجد سوے سومنات
مسلمان ہوے عشق مین برہمن | گئے کعبے کو چھوڑ دین کہن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دیگر

چمن سے عنایت کئے بادام وار
الٰہی زبان دے مجھے مغز دار

صفت عشق کی تا کرون مین بیان
رہون عشق کہنے سے مین تر زبان

عجب عشق ہے مرد کار آمدہ
جہان دو نون اسکے ہین بر نمودہ

جہان جنگ صف کی یہ ظالم لڑا
صف الٹی جہان ایک مار اٹہا

اگر لوگ مارے گئے سر بسر
ہوئی فتح اسکی ہے یہ طرفہ تر

کوئی کشتنی جو طرف ہو گیا
تہ تیغ اسکے تلف ہو گیا

جہان جس کسو سے اسے چاہ ہے
وہین اسکے تا قتل ہمراہ ہے

[illegible]

مین پڑھوں مین اسکے آگے شعر گہ — اپنے ہان گویا بز اخفش ہے یہ
بکروں کی ڈاڑھی کٹین جاتی ہین سب — کہ ریشی بکری کی ہے بو العجب
رنگ سر سے پانون تک اسکے تھا — چکنے ایسے خستہ کم ٹھہرے نگاہ
چار لستان اسکے آئے دید مین — دو جہان ہوتی ہین ہین بید مین
ایک مین اتنین سی تھا مطلق نہ شیر — ایک کو کہتے ہین اندھی خرد و بیر
اسپہ کالے بکرے دو کھیلا جنے — ناز پرور تھے یہی پھر اسے تمنے
چارہ میٹھے کھاتے اک انداز سے — دے ٹہیہ تو ہو خوش اس ناز سے
دودھ ہو چھاتی مین تو بچا ہیئے — میٹھا دیکھے اسطرف منھ کو کئے
بھوک سے گرم تظلم وے ہوے — اپنی شایان ترحم وے ہوے
دودھ منگوایا کئے بازار سے — پھوہون سے دینا کیا انکار سے
گھاس دانہ پا کے کچھ کھانے لگے — گرتے پڑتے پاس بھی آنے لگے
پرورش سے حق کی بارے جی گئے — آب و دانہ دوڑ کر کھا پی گئے
اب جوانی پر جو ہین وہ شیر مست — کودنے مین ہر زمان ہے گرم جست
ہستی اپنی پلہ کرتی شاد ہین — عاقبت بکرے ہی کی اولاد ہین
زور و قوت حریفونکی ہین ڈینگ — آ ہوے جنگی کو دکھلاتی ہین سینگ

ـٗن دیو نکی عکس سی ڈوبیگا آب — آئینہ کے سطح کی رکھتا تھا تاب

شتیونمین جو دلیے بھر کر چلے — پانی مین شعلونکے ریلے ہی چلے

منعکس تھو جو چراغان تہ تلک — آب کی وسعت تھی برانجم فلکن

کیا ہوائی چھوٹنے کا ہی بیان — ذو ذنب جیسے ستارے ہون عیان

جای جو ہی چھوڑ نا ہی یا بو دو تو — روشنان ذو ذوانب تھی نمود

تیج چھوٹے ایکسے وشن تھے — دو طرف جسطرح سی جھڑتی ہی باڑ

س روش سی تھے ستارے چھوٹتے — ناگہان جو ہو وین ناری ٹوٹتی

دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین — شعلے تھے لہرون کی پیچ وتاب مین

ہر دو جانب چن گئے ناریان — گلفشانی سے اٹھونکی تھی بہار

ماہتابی اک طرف سی جو دغی — چاندسا نکلا ہوے حیران سبھی

آفرین صناع لوگون آفرین — کیا لگا یا باغ آکر کا غذین

گل کتر کر پھول گل ہی کر دیے — رنگ تازی کا غذونمین بھر دیے

متصل تو ہین ستارونکی دہنین — لوگونکی آنکھین فلک سے جالگین

دیکھیان کیا کیا نہ شعلہ خیزیان — تھین ہوا مین سی ستارہ ریزیان

اندر کو نواب کے اہل فرنگ — لکیے آتش بازی آئی رنگ رنگ

غزل

مثنوی دیگر

(۵۰۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی در بیان ہولی

ہولی کھیلا آصف الدولہ وزیر
رنگ صحبت سی عجب ہین خرد و پیر

جشن نوروزی اہل ہند سب
یہی ہی تب محو عشرت ہینگے اب

شیشہ شیشہ رنگ صرف دوستان
صحن دولت خانہ رشک بوستان

اس چمن سی باغ پر گل سرخ و زرد
نکہت گل چھا رہینگے وان آ کی گرد

پھول گل آدین نظر دیکھو جدھر
لالہ و صد برگ سب باغ نظر

دستہ دستہ رنگ مین بھیگے جوان
جیسے گلدستے تھے جو وُن پر روان

کھڑے ہون تو تھرائی ران او ساق — جبین بیٹھے کیونکر کہ جینا ہی شاق
جو یون پانون چلنے بچلتے رہے — تو دیکھو گے ہم پانسے چلتے رہے
اگر ضعف سے چپ ہی رہتے ہین ہم — یہ سوچو تو کیا کیا نہ کہتے ہین ہم
گئے ہین نہین اٹھ تک پا و دست — کیا خاک مین مجکو پیری نے سخت
جو بازو ہین اپنے وہ بازو نہین — اگر منہ کو دیکھو تو وہ رو نہین
بدن کی ہوئی میری صورت ہی اور — وہ آنکھین نہین وہ نہ چتون کے طور
جسد نا توان جاے جہان تنگ — سخن منہ پہ آدہی وداعی کے رنگ
لبون پر نہایت ضعیف ایک آہ — در و بام پر حسرتون سے نگاہ
تشکن جلد مین دل کو پژمردگی — غریزی حرارت مین افسردگی
برودت بہت جسم مین آگئی — مزاجی تھی گرمی سو بجھا گئی
چھڑکتا ہون منہ پہ مین آب کاس — کہ ہوتا رہے روح کا انتفاس
وگرنہ دیا سا بجھا جای ہی — پھر اوٹھ بیٹھون تو جی جلا جاے ہے
سیہ روی شب اک ستم کر گیا — لکھون کیا کہ مین جیتے جی مر گیا
تم رکھدے کر میر ختم کلام — تمام اپنی صحبت ہوئی والسلام

تمام شد

بجا ہی کیا کوس رحلت مدام — کنھون نے نہ کیتا سنا یان مقام
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان — جہان جملہ ہے ایک بزم روان
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش — یہ منزل نہین جائی بود و باش
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار — تہ خاک سب کا ہے دار القرار
نہ یک بوی خوش ہی ہوا ہو گئی — وہ رنگینئ باغ کیا ہو گئی
ملے خاک مین جھڑ کے گلہائی تر — پریشان ہوی مرغ گلشن کے پر
تپنگون نے گر خاک مسکن کیا — چراغون نے بھی خانہ روشن کیا
گئی خاک دامن فشانی کیساتھ — رہا آب سو بھی روانی کیساتھ
وہی راکھ ہو کر اگر آگ تھی — رکن ہے جہان باد کی لاگ تھی
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان — گلستان کہا دینگے ہو کا مکان
زمین کا رہیگا یہی کیا سبھاو — لپٹ جائینگے آسمان جیسے ناو
سکون یان کا دیکھا جو ہر شتاب — چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جہان ایک ماتم سرا ہے عجب — نہین جائی باش در جا ہی عجب
بھلا جی کے جانے کا کیا ہے بیان — عیان ہے کہ کہتے ہین جانکو روان
جوانی گئی موسم شیب ہے — شہود ایک دو روز کو غیب ہے

مرغ کا مرغ ہووے مرغ انداز | مرغ ایسا ہو تو بجا ہے ناز
یعنے اپنا حریف جب پاوے | پر ہلانے نہ دیوے کھا جاوے
سینہ کیا سینہ بال کیا پر بال | جیسے چشم خروس آنکھین لال
بازی بدبد کے جب لڑاتے ہین | کلنٹے لوہے کے باندھ لاتے ہین
آیا حلقوم کے کہ حلق کے پار | پھوٹا چھاتی مین ایک لگ کے دوسار
ہاتھ جس مرغ باز کے تھا وہ | پانی کرنے لگا ترا گردہ
کچھ تو ٹھہرا تو دم دیا اونچ | تعبیہ کر کے رکھ لیا اون نے
اور جو سست ہو ہوا تھیلا | دونون بازو کر پر دیے پھیلا
دم سے کیا ہو یہ بیدم و مجروح | قصد پرواز مین تھا مرغ روح
ہو چکا ہو چکا ہوا یہ شور | ڈھلکی گردن گیا وہ سارا زور
پھیلا پانی مین وہ غم جانسوز | دل زدہ پھر ہین مرغ دست آموز
جانور رنگ باختہ سب ہین | یعنی حیران باختہ سب ہین
مرغ قبلہ نما کو وحشت ہے | بال کھولے ہین پر نہ طاقت ہے
ورنہ اڑ کر کہین چلا جاتا | دیر اپنے مقام پر آتا
جیسے منگل کو پالی کی دھوم | گلیونمین روز حشر کا ہے ہجوم

[illegible]

مثنوی دریای عشق [illegible]

یعنی اس سرا مرغ رہتا کوئی [illegible]

۵۶۶

کبتک آئینے کا یہ حسن قبول — منہ ترا سا طرف کبھو بھی ہو

ہو تیرا سا رنگ گل کا ہے — رکھیں ہم تب جب ایسی بو بھی ہو

ہے غرض عشق صرف ہر لیکن — شرط یہ ہے کہ جستجو بھی ہو

سرکشی گل کی خوش نہیں آتی — ناز کرنے کو ویسا رو بھی ہو

کسکو بلبل ہر دم کشی کا دماغ — ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

دل تمناکدہ تو ہے پر میر
ہو تو اسکی ہے آرزو بھی ہو

تمام شد

مثنوی در بیان مرغ بازان

دلّی سے ہم جو لکھنؤ آئے — گرم پرخاش مرغ بان پائے

پر دپر زار و رست و یکساں ہے — مرغ تصویر کا بھی حیران ہے

مرغ ہے ایک ایک جیسی کلنگ — قانہ و سار میں ہی جنگ جبکا ننگ

حوصلہ کسقدر خواصیل کا — ذکر کیا گر کس تیتر ول کا

لات کی گھات کر جو مر جاوے — سر طائر کا رنگ اڑ جاوے

وجد میں لا تو مے پرستوں کو | یا ر دی تاک سر دستوں کو

آؤ ساقی کہ روشنی ہے خوب | محو آرائش آج ہیں محبوب

کاغذیں باغ کیا تماشا ہے | پھول کترا کہ گل ترا شا ہے

نگی سے شعلوں کا ہوں بند | نور کا ماہ نے کیا چندا

شیشہ شیشہ شراب ہے در کار | صحبت عیش کو چھکا یکبار

لالہ رنگِ رُخِ نکویان کو | مایۂ ناز خوب رویان کو

اس پری کو نکال شیشے سے | رنگ مجلس میں ڈال شیشے سے

ہولی سرمست ہو تماشائی | حکم کش ہے سپہر مینائی

چھوڑ آمین بردباری کا | سیر کرنے ترک سواری کا

چل گلابی کو ہاتھ میں ڈالے | ایکدم جام متصل ہوے

ہے سواری کی فیل کی وہ دھوم | جیسے ابر بہار آوے جھوم

آئے دولت سرے سے ہو کر سوار | لعل ناب دو گہر میں صرف نثار

اک مہابت کے ساتھ فیل نشان | آگے مانند کوہ زر کے روان

اور ہاتھی ہیں جھومتے جاتے | جیسے آویں جوان مدماتے

جل زربفت کی ہے ساری شب | رد کشِ انجمِ فلک ہیں سب

۵۶۵

غزل

شب شادی کی دھوم کی کیا بات
روز روشن تھی روشنی سے رات
آسمان کی طرف ہی تکتے ہیں
آؤ ساقی کہ جمع ہیں احباب
سب مہیا ہیں عیش کے اسباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی در بیان کدخدائی نواب آصف الدولہ

ہے جہانِ کہن تماشاگاہ
آصف الدولہ کا رچا ہی بیاہ

آؤ ساقی کہ کدخدائی ہی
طبع نواب دھر کو آئی ہی

دل خوش احباب شاد بھر ہر
بستہ آئین دو رستہ ہی شہر

نئے سر سے جوان ہوا ہی جہاں
عیش و عشرت کے محو خورد و کلاں

ہر طرف شہر مین ہی آرائش
رہروان کی نہیں ہی گنجائش

شیشہ باز فلک ہی آتش باز
کہکشان سی ہوا ہوائی ساز

۵۶۴

نرالے غزل ایک رباعی کہو
سخن آگے مو قوف جیکے رہو

بہت کچھ کہا ہے کرو میر بس
کہ اللہ بس اور باقی ہوس

جواہر تو کیا کیا دکھایا گیا
خریدار لیکن نہ پایا گیا

متاع ہنر پھیر لیکر چلو
بہت لکھنؤ مین رہے گھر چلو

غزل

کرو تامل کہ حال ہم مین کہا نہین ہے غمو نکی کے
جو کچھ ہے آہ جنونیہ تھا سو شکیب و تاب و توان سدہارے

لگے ہو ہے غارتِ قیامت ابھو گہو تک کبھی مین لٹک
جو ٹک بھی دیکھو وہ غور سے تو جراحت اُسکو دکھا ئین سارے

ہماری آنکھین بھین ہی اتنی کا ب ہے یا محیط عالم
کہین کہین جو ہین دم سو بیٹھے وہین ہے کچھ کنارے

کرین تحمل کہا ہے یہ ہم ملام جنجو ہمیشہ غش ہے
گئی ہے طاقت تو لیسے شاید نہین ہے آیا جگر ہمارے

کبھو سرنہ پہر ہے تب نالہ کبھو سنان فغان جگر ہے
کسو سے کہنے کا کچھ بھی حاصل گئی ہین بن جو ہو تو دو ستارے

بھری تھی آتش کہانکی ہا رینالی جگہ مین جو نصف شب کے
لگا جو رونے تو جانی آنسو مری مژہ سے گرے شرارے

قبول عشق و محبت اتنا ہوا ہے اے میر سیر قابل
ملام جانی دکھائی دون ہمین کبھو جانے کہا کہ آرے

رباعی

چلنے کو ہوئے بلائے سے ہم جو کہو
ملنے کے اتفاق بہتیرے پڑے

مجنون نے کہا مین بھی آتا ہون
آیا نہ رہِ راہ مین ہم دیر کھڑے

تمام شد مثنوی مسمی صید نامہ

ہمارا لطف غارت دل تلک بس
نہین اب تو بندے سے ہم جا سلامت
گریبان کو لگی چاک کی کرے گین سے
رکھا رکھ گلستان بے نیازت
اٹھا کر نہ ایک زخم شمشیر اس کا
غزل حسرت اٹھائی ملامت
بجا تھی تہمت صورت ملاقے سے دلی
کسی بیوفا سے دل اپنا اٹھا مت
کوئی فصل گل مین بھی توبہ کرے ہے
رہے گی ہمین دیر اس کی ندامت
کہین دل لگی لاگین لگین چھپیان ہین
کہ چہرے کی زردی بڑی ہے علامت
رہ عشق مین پیشتر تھی جوانی
لگی سو گئی میر آئندہ جانت
زمانے مین ہے نام رہنے کی جاگہ
امیر اس سے ہے نام رہنے کی جاگہ
کسی کے ہوئی شاہ نامے کی قاف
کہ مجنون کا ہو گا کرتے ہین یاد

نوارڑو نکلی سیر اسمین ہر شام گہ | وہی سیر گاہ وہی دام گہ
وہین صید ہو مرغ و ماہی تمام | مقام ایسے ہووین تو کریئی مقام
ہوا خیمہ آکر جو نواب کا | فلک ساری تھا فرق سی آب کا
ہوا ہوتا دان کا فرش و آبند | ہوے جیسے شالبۂ شیر تر
عجب ڈھب کی رونقینی چند عجب | کہ دین چھوڑ نادین و دھوپ سب
جدا ہو دین تو غنچہ غنچہ چراغ | لے جیسے عاشق کی چھاتی کی داغ
دری روشنی شعلہ انگیز ناز | پڑی سطح پانی کا آئینہ وار
ہوئین کشتیان کچھ دری سے پرے | چراغون سے موجون کو جو بھرے
حبابون کی تھی جو چراغون کی تاب | حبابی تھا آئینۂ سطح آب
نمودار چرخ پر انجم تھی شب | دلون سے وہ پھیلاؤ پانی کا سب
غرض روشنی کی عجب کچھ تھی لاگ | لگا دے ہے گویا کہ پانی مین آگ
غزل میر کوئی کہا چاہیے | کسو تو زمین پر رہا چاہیے

غزل

کب آویگا کیا جانئے وہ سرو قامت | ہمارے تو سر پر ابھی ہے قیامت
نماز سفر ہے اشارت اسی سی | کہ تھوڑا ہے یان ہر وقت اقامت

ختم (۵۶۲۰)

در ... جان نامہ ...
دل ناتوان ... عشق کی داستان
سنو ... کہانے سے ہے داستان
... آصف الدولہ ... [illegible]
[illegible]

مددگار تھی حضرت زندہ فیل | پکڑ لاتے تھے لوگ تب زندہ فیل
بحیرہ نہ دریای اعظم سے کم | اٹھا کرتے تھے موجے نقش بہم
ہر اک موج اسکی سمندر کی لہر | کنارے پہ گرداب غرقاب تھے
یہی جنگل اُس جھیل کے آس پاس | درختون کا انبوہ زکا اکاس
اسی بن مین شیر اور بوزہ پلنگ | اسی بن مین گور و گوزن ای رنگ
اسی بن مین نیلا تھی وہین گرگدن | وہین فوج سرزن ہمین ہرن
اسی بن مین لنگور سبندر رہی تھے | وہین ایک دو ہم قلندر رہی تھے
اسی بن مین پاڑھا وہین نیل گاو | اسی بن مین یہ صید بندی کا چاو
اسی بن مین تھی حضرت بو حمید | اسی بن مین تنسا سی انکو مرید
اسی بن مین تھی خوک جا ہو سے تنگ | کیا اس سور بن نی لوگون کو تنگ
اسی بن مین رہنما اسی بن مین راہ | وہین شام کا حسن لطف پگاہ
اسی بن مین وہ جھیل گہری بہت | ہوئی صید بری و بحری بہت
وہین مچھلی بکتی تھی دمڑی کی سیر | ولیکن نہ کھاتا تھا ہو کوئی سیر
کہ اُس آب کا ہضم دشوار تھا | کہ جون آب شمشیر دم دار تھا
شغال اور خرگون جیسے گگے | شکاری سگ انکو اچک لیگئے

غزل

۵۶۱

کنارہ کنارہ ہو اسکے ہر راہ | چلے جاتے ہین گو ہو وے بناہ
جہانتک ہے آب خراب جائینگے | سمین دیکھین گے جو نظر آئینگے
جبل سے ہوئے ظاہر آثار آب | برسنے لگا قطرہ قطرہ سحاب
ہمین پر نہین ہے کچھ ہو گیا ستم | کہین گرگ آدمی کو بھی ہے یہ غم
کہین ایسے شکرہ ہین حیوان دشت | کہ ٹکرے کرو تو ہو نگم گشت
یہ نکلے ہے ہاتھی تو بوٹے ہے شیر | کوئی یوز پکڑے ہے سو بعد دیر
اسد مکیط فہد یوز کیسو رہے | عجب یہ ہے باندھی گئی از دہے
نہ پوچھو کھچا دور کار شکار | نہ اب دشت دور مین ہے شہر خار
شکار افگنا راہ کرتے تھے | لیے جاتے تھے خاک مین دشت نے
نہ پیرون کو جنگل مین طاقت رہی | نہ گمرون کو پانی مین فرصت رہی
اسوار ہو جاتے تھے رنگ کی مثال | نہ جھوتے تھے یوز و گرگ و غزال
ملا ایک چقر اگر یا گدھا | تو کثرت سے تو نیزہ پانی چڑھا
بہت شکلون سے کیا ہے عبور | کہ یک یک قدم راہ سو سو فتور
غزل بحر کامل مین تہ دار کہ | کہ اڑ جاے تیر بحری کی تہ

غزل

(۵۶۰۴

روتا ہون کیونکہ ہے یہ سند میرے بیچ
جو نقش روزگار سے صفحے سے محو ہو
ہستی مری کہ ہیچ تھی مین منقول رہا

جون ابر میرے دل پہ غم عشق چھا گیا
صورت پذیر پھر نہین ہوتا ہے سا گیا
اس شرم سے ندان زمین مین سما گیا

داغ دلِ خراب شبونکو چلے ہے میر
عشق اس خرابے مین بھی چراغ اک جلا گیا

چلے صبح کو دامن کوہ کو
تماشا کنان فوج انبوہ کو

درختون مین چلنا تو دشوار تھا
دلے راستہ بھی قدم وار تھا

گذارا ہوا یون نہین اک آدھ کوس
پہ ٹیلے پہ ہنگامہ آرا تھی اوس

نیستان مین چھپتا تھا گھوڑ سوار
اگر ہو تو وان شیر کا ہو شکار

نہ رہتے تھے سو شیر خرزہ بھی وان
نہ ہاتھی کے پائون کا پایا نشان

یہ ٹیلے سے کیلے کا جنگل ملا
پھر آگے وہین یہ جو دنگل ملا

عجب کشمکش درمیان آگئی
بہیر اک بلا تھی جہان آگئی

نہ لینے کی جاگہ نہ چلنے کو راہ
سر بہیر کھڑے سب فیل سیاہ

خطر فیل دشتی کا ہر ہر قدم
گئے شہر کے ہر قدم پر قدم

کنار آب کے لوگ اترے تمام
ہوئی دامن کوہ مین کچھ مقام

کون وہ ایسا نام تھا استاد فن عیاری کا | آتے سن مین حضور تجکو ایسی سیکھاتے ہین

میر مقدس آدمی ہین تھے سبحہ بکف میخانے مین
صبح جو ہم بھی جا نکلے تو دیکھ گیا شرمائے ہین

کیا ایک نالے سے ہمنے گذر | ہوئی قائم اس جا یہ حشر دگر
اگر ہو گاڑی چھکڑ و پیادہ سوار | کہ مقصد تھا سب کا عبور ایک بار
گذارا جو فیلون کا پہلا ہوا | ملا خاک مین آب جہلا ہوا
کمر تک لگے دھنسنے دلدل بیچ | کہ نالہ کا پانی تھا یکدست کیچ
پھنسے گاؤ اشتر گری بار خر | ہوئے سب اشتر بھی زیر و زبر
اگر چند باندھے تھے وہ جبر نام | ہوگئے ایک ریلے مین دونون تمام
نہ دیکھی تھی آگے کبھو یہ ہمین | ولیکن خدا نے اتارا ہمین
سلامت لے ہا اپنا اسباب سب | رہے لوگ لشکر کو کرتے عجب
چلے وانسے آگے نہ ڈیلا ملا | کیا ان نے ایک ایک کو دو دو لا
عجب راہ پر خوف مشکل گذار | نہ ہوتے تھے معلوم ہاتھی سوار
خطر شیر کا شور ہنگام کا | عجب وان کے جانے کا غم راہ کا
کہ جاؤ زمین کچھ ہویدا نہ تھی | کہین اسمین کچھ ندی پیدا نہ تھی

لطف سخن بھی پیری مین رہتا نہین میر
اب شعر ہم پڑھے ہین تو وہ شد و مد نہین

کسو ایسے بن سے نکلنا ہوا | کہ کوسون تلک اس مین جلنا ہوا
کشیدہ قد اس بن کے سار و درخت | چمن کے ہر نو بادگان سبز بخت
برابر ہیر ابر کھڑے سر بسر | پھرے دیر اودھر کو جا کر نظر
پری چال کہ آیا تر ادم بہت | خبر اسمین جا کر ہوئی کم بہت
کہین راہ نکلے تو چلتے ٹری | رہے بال و پر تل بہ شان کھڑے
کہ تھا خون نے تھا جمک ملا تی تھی | بہت آگے جا جا کے آئے تھے پھر
نہی راہ در پیش کثرت ہوئی | قیامت کئے دیر قیامت ہوئی
سرون پر اودھر توپ آئی چلی | پڑی تھی اودھر گون مین کھلبلی
کہین اسپ اشتر کہین فیل مست | زمین ہر سر گام بالو ہبت
گذر جسطرح اس طرح سی کیا | روندون نے خون جگر ہی پیا
وہین بیچ آیا ہیانا مرا | کوئی دیکھتا رنج اٹھانا مرا
سواری سے مجکو ندامت ہوئی | کہ چارون طرف سی ملامت ہوئی
لگے کہنے آیا فرنگی کہان | کہ جو پانی کی رسم چھوڑی سی یان

میر

٥٥٦

چلے ہر طرف اب جو آگر تفنگ ۔ نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ
لگی آگ جنگل مین جارا گیا ۔ بن آئی نہ کچھ مفت مارا گیا
ہوا چہرہ کوئی تو جون شیر سنگ ۔ نہ شیری دلیری نہ پھر سیر نگ[…]
لگی گولی پڑنے نہ پھر چل سکا ۔ نہ جا گہہ سے اُگسا نہ ٹک ہل سکا
چلے ہم جو بہراج سے پیشتر ۔ ہوی صید دریا کے وان بیشتر
ٹھہرے فقط ہی سحر تو دیہات تھہر ۔ کہے تو کہ سوتے رہے دو دو پہر
گھسے گولیون سے مگر بیشمار ۔ رہے سو نس گھڑیال چندین […]
جو کچھ زخم پانی مین لیکر گئے ۔ وہین ہو گئے نا سور مر گئے
لگا کہنے باخا سرا اپنا جھکا ۔ کہ پانی تو جا بون سو سا بار[…]
اگر جائے تہ کو دھس جائی ۔ وگر گاڑ لے سر تو پھنس […]
عجب مخمصہ ہے بچے کیونکہ جان ۔ یہی موت ہی سوجھتی ہے ندان
جواب اسکا گھڑیال زبون دیا ۔ گھڑی ایک دو کا ہے قصہ ر[…]
پڑی سر پہ بجتی ہے فرصت نہین ۔ پھر اسکو کھینچتے ہین اب کیا کہین
تحمل ہو کچھ بھی تو تدبیر ہے ۔ کرین کیا اگر یو نہین تقدیر[…]
کوئی دشت قیمد شت نے زار تھا ۔ رکھو وان قدم پانون اکا[…]

[illegible]

غزل

[illegible]

۵۵۵

[illegible]

بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر
بہت آئے لشکر مین ہو کر اسیر

لدے ہاتھیون پر جو ہو کر شکار
مین ہون بوجھ سی پشت فیلان فگار

کئی گم ہو گینڈے نے اپنے حواس
کھڑا ہو رہا آ کے بھینسون کے پاس

کہ بھینس اسکو بھی جان کر لشکری
چلے جائین صرصر نمط سرسری

نہ چھوڑا ہے طیر ایک عصفور تک
نہ وحشی گئے اور لنگور تک

لگی جا کے شاہین دستور یون
پڑے کبریو مین کہین گرگ جیون

کلنگ ایسے بازو لئے آئے ستوہ
کہ کابل سے آگے گئے صد گروہ

نہین فوج سرزن نہ اہل فرنگ
ہوئے قید باصید کیا بیدرنگ

غضب کر گئے جرّے جواب کے
اڑا کھا گئے خیل سرخاب کے

نہ لگ لگ نہ تیتر رہا دشت مین
نہ غمخوار اک آیا نظر کشت مین

سبھون مین جو تھی قاز و سارس سرس
ہوئے صید یوں جن پہ آیا ترس

حواصل کو ہوتا اگر حوصلہ
تو گرتا نہ کھیتون مین ہو دہلہ

کہین سارے طاؤس مرتی گئے
ادھر لوگ افسوس کرتے رہے

کہین جی اٹھے تھو زمین العدم گر
نہان اسکے خوش قد بسیار برگ

نہ بستی سے صحرا تلک سبز تھے
نظر جائے جس جا تلک سبز تھے

[illegible]

تستر مرغ سیمرغ از بس ہراس	نہین آتے کوہِ شمالی کے پاس

غزل کہ کہ ہے میر لطف ہوا
بیابان خوش آیند و خوش فضا

سبزہ ہی آج جو ہے فصل بہار بھی ہے	سرگرم جلوہ دیکھو پہلو مین یار بھی ہی
یہ تو نہین کہ ہم پر ہر دم ہی بید ماغی	آنکھین کھاتی ہین تیرہ کو نمین پیالہ بھی ہی
گل ہمکنار ہوگا ہنس کر کبھو چمن مین	پر کم بغل ہی بلبل اسکو قرار بھی ہی
ہون عدہ گاہ مین تو مین ہی جانتا ہون	کچھ اضطراب بھی ہے کچھ انتظار بھی ہی
جون موج ہم بغل ہون نایاب اس گہر سے	دریا کی سیر بھی ہی بوس و کنار بھی ہی
ہم جبر یون ہی کیا ہو بیدست و پا و عاجز	کہنے کو کہتے ہین تو کچھ اختیار بھی ہی
کون اس بھبوکے سا ہی دیکھو ٹک بھی تو تم	شمع و چراغ و شعلہ برق و شرار بھی ہی
جانا مسلم آیا اس خاکدان ہی گو پھر	مشکل گذر ہے رستہ گرد و غبار بھی ہی

دل تنگ میر کیون ہی ہمرہ وزیر کی تو
دریا فضا ہوا ہے سیر و شکار بھی ہی

اٹھا فوج مین سے یہ گرد و غبار	کہ منہہ پر تھا خورشید آئینہ دار
فلک کہری سے تھا دہوان سا نمو	سمان شب کا رکھتا اٹھا ملک شو

ہمین سے کیا وہ جادو گر ہنو لگا — کہو دشمن نے اسکا منھ کیا بند
نہین تھمتا ہے اب پلکون سے رونا — بہت خاشاک سے دریا رہا بند
ہمین منظور ہر صورت مین ہے دید — کھلی ہو چشم جون آئینہ پابند
نہین کام آتی اتنی تیز گامی — سمندِ عمر ہوتا کاش جا بند
زبردستونکی کشتی ہوگئی پاک — نکالا عشق زور آور نے کیا بند

یہی انداز باندھے ہین یہی ناز
قیامت میر صاحب ہین ادا بند

شکار نامہ

کر ہے نواب کو قصد صید — بیابان پہنا ور اب ہونگے قید
روان بحر لشکر ہوا موج موج — گئی چشم خورشید تک گرد فوج
بحار و صحاری پہ ہے عرصہ تنگ — مگر یان سراسیمہ ہین وان پلنگ
ہین بیٹھے ہین شیر ببری لباس — کرین لوگ شاید فقیری لباس
چکارے ہرن دونون اندیشہ مند — دلون مین ہراس کمان و کمند
ہین گرگِ وادی کو فکر گریز — نظر ایدھر اودھر کرے تیز تیز
نو نہین ہے آشوب کو ہو نہین ڈر — بیابان وطن سارے گرم سفر

۵۵۳

غزل

نہین خون لستکلی کہ چشم تر بند
ہوا جستہ کے تیغ چشم تر بند
ہماے گرم مرا بر شانہ شانہ
ہماں مین سخن کہ مرا یاد گار
عداوہ ہے بہ یون ہی دشمن شکار
ہین عالم کش اسکے دزد آوران

ہوا خیمہ ایستادہ ایسی جگہہ	کہ آنے لگے دیر وانسے نگہہ
روان دو طرف اسکے ایک آب کم	کہ دل کالیے جائے سب ننگ غم
جہاں تک نظر کیجیے بد نظف	ہوا موج زن کوہ کے تا کمر
نظر والونکے جی بھی ڈھلنے لگے	گرفتہ دل اس جائے کھلنے لگے
وہ پانی چلا وانسے دریا ہوا	روان گرم تر سوے صحرا ہوا
بہا دامن کوہ مین سنگ پر	کیا سنگریزونکو بھی رنگ بر
کہ لوگ انکو ہاتھو نمین لیکر لگے	جواہر کے رنگون پر کہنے لگے
کہاں رون کا کیا عظم کیجیے بیان	بہا بر کھڑے تھے وہ کوہ گران
انہین مین سے تھی راہ اس آب کی	وہین بھیڑ رہتی تھی احباب کی
ہوئے دامن کوہ مین کچھہ مقام	سفر کی بھی مدت ہو شاید تمام
کوئی روز گہائی کی بھی سیر ہے	سبھون کے ہے معلوم پھر خیر ہے
جو ہمین کو سیر کا دین نشان	نظر آئے یا کوئی بیل و بان
تو اورا ایکدو دن کی ہوتی ہے	وہ ہاتھی بند ہی کہیے گا یا وہ شیر
شکار ایسا دیکھا ہی اس بار کا	کہ جھاڑا ہوا دشت کہسار کا
کئی دیکھیے کب تک بہاڑ اور جھاڑ	ملے چھاتی پر سے کہین یہ پہاڑ

۵۵۲

کہین بید کے برگ خنجر گذار
کہین پا نہ رکھنے دین سر تیرہ خار

تنک دو درختون کے اودھر ہو
نیستان پھرتے ہی پھرتے ہوے

اگر بید آئے تو بن بید بانت
نہ آئی نظر دور تک ساده صنت

اگر بانس تھو وان تو تھو دشت دشت
کہ دشوار تھا دو قدم کا بھی گشت

ہمین چار نالے اُترنے پڑے
کنارے پہ دو دو گھڑی تھو کھڑے

رہا ہر قدم گرنے ہی کا خطر
چلے دو قدم راہ پائے اگر

بہت لوگ دشت و قلم کو گئے
بہت اسپ و اشتر عدم کو گئے

لگے ہاتھ فیلان وحشی کی راہ
ولے ڈر نہ ہو فیل کوئی سیاہ

نہ ہاتھی ملا کوئی بارہ نہ شیر
ہوئی خیر گو ملے ہوئی راہ دیر

شجر سر کشیدہ بہت کیا کہون
جو دیکھون تو پگڑی سنبھالے رہون

چنار اُن درختون کے تھو پائمال
سفیدار رکھتے تھے حکم نہال

اگر کوئی دریاچہ آتا ہے بیچ
تو لوگون کی روندو نسی ہوتا کیچ

تل کوہ رفعت نمودار ہو
گیا آمد و شد مین ہموار ہو

کوئی گل زمین آئے ایسی نظر
کہ عالم نے اودھر لگائے نظر

کہین سبزہ تر سے جی جا لگے
کہین سرسون پھولون کی ٹھیکے لگے

دل اپنا ہے لطف سخن کا اسیر
غزل اس زمین پر بھی کہتی ہے میر

غزل

قریب یک منیا پہاڑی تھی وان — لگا اس سے کم کم تھا آب روان
پہاڑی کہ تودا کہون خاک کا — کہ انبار تھا خار و خاشاک کا
محاذی تھا اُس کوہ کے ایک دشت — کہ دشوار تھا اسمین آدم کا گشت
ہوا بد بہت اور پانی سے گے — قدم راہ چلتے ہوے ڈگمگے
چلے باؤ تو ایک ہو جش ہی شور — رکھے پانون دامن کو کھینچے بزور
فقط خار بن کیا کہ پہاڑ تھا — کہ بوٹا بھی وان جھاڑ جھنکار تھا
چلو ہے چلو ہے یہ جیتے نہین — کہ اشجار آگے سے ٹلتے نہین
نہ ٹوٹین نہ سرکین نہ کانٹے کٹین — مگر پچھلے پانون ہر رہرو ہٹین
کہین ہاتھی آیا ہے ٹھر کا ہی اونٹ — کھڑے لوگ پیتے ہین لوہو کے گھونٹ
کہین ہا گیے انفار سر گرم جنگ — گرے ٹٹو پرتل کا عرصہ ہی تنگ
قیامت نمودار ہر ہر قدم — چلے کوئی کیا رکھ کے سر پر قدم
کہین بچ کے نکلے کہین جھک چلے — کہین مضطرب تھے کہین رک چلے
اسی طور منزل کو کر قطع راہ — پہنچتے دہی ہم بحال تباہ
شجر جمع تھے کچھ تر کوہ بھی — فرود آیا اسجا پہ انبوہ بھی
زمین اونچی نیچی خشونت بہت — اسی سے تھی وان کم سکونت بہت

نکلتا ہوا کھینچ کر یہ عذاب
ملا بستر ایک تہ در آب

روان تھا کسو کیطرف تند و تیز
ہوا اسکے چلنے کی غمی پیش خیز

حباب اسکا چشمک زنان موج پر
کہ یون گرو جاتے ہین اہل نظر

طلبگار کرتے نہین سادگی
نہو جون گہر ایسے استادگی

کنارے پہ اسکے اترنا ہوا
دوبالا ہوئی ڈھنڈ مرنا ہوا

نہ رکھتے تھے جون رند مفلس لباس
نہ آنسے ہوا اپنے جامہ کا پاس

غزل کہنے کی یہ بھی جا خوب ہے
جو اچھی ہو موزون تو کیا خوب ہے

غزل

حیف اس شکار پیشہ کو ہمسے خبر نہین
ہم ہین شکار خستہ ہماری جگر نہین

ہم خاک منہ سے ملکے بھرے جیتے رہے
افسوس ہے کہ ہو دل پارہ ادھر نہین

آنکھین نکال اسکی قدم کے تلے رکھین
تو بھی ہماری حال پہ اسکو نظر نہین

کیا کیجیے جو نہ کیجیے اندازہ دام کا
گلزار کے تو قابل پرواز پر نہین

نکلے پڑی ہے میان سے کا ہیکو ہر گھڑی
لاگ اسکی تیغ تیز کو ہمسے اگر نہین

سر رکھ کے اسکے تیغ تلے مرگئے شتاب
یان پاؤن پٹ پٹکے آئے اگر نہین

آنکھین ہین اسکی راہ پہ جون نقش پا لگے
پر میر اسکو کچھ سر سیر و سفر نہین

شغال اور خرگوش ہم زور نہیان
شکاری سگون نے کیے نوش جان

ہوا پر جو تھے مرغ پرواز مین
گرے سیکڑون ایک آواز مین

بہت جانور کھا گئے کر کباب
ہوئے آشیانے ہزارون خراب

حواصل تھا کیا جو کہون تھا کہین
کہ تعداد کشتون کی پاتے نہین

بہت مضطرب جھکیتو نہین پھر ے
سلامت نہ آخر گئے بر سرے

انھون ہی مین سیمرغ بھی تھا مگر
کہ پر مارتا ہے نہین کو دپر

نہین فیل مرغ اور شتر مرغ اب
کہ بعضو نکی طعمون کے کام آئے سب

کسو نمین تھے نیستان اور کانس
چلے راہ وان لے نسکتے تھے سانس

برس مینھ دود نین کھل بھی گیا
ولیکن ہے کہرا لطیفہ نیا

کہ اندھیر تھا جیسے ظاہر ہو دود
ہوے ہو نٹھ سڑی سی سبکے کبود

بلا دھوم سے کوئی گھبرا پڑے
جنھین دیکھو وے کانپتے ہین کھڑے

ہوا سرد ہو کر گیئی جان مار
اٹھایا بڑا لطف سیر و شکار

دل اس دود تیرہ سے گھبرا گیا
کہین آگ دیکھے تو جی آگیا

یہی چال تھی ایک دو چار کوس
ہوا ٹھنڈ ٹھنڈی پڑی ایسی اوس

کسو کوہ کے پاس نکلی جو راہ
گئی کوہ کی تیغ تک کم نگاہ

۵۴۴

قنات اور تنبو سب سر گئے
کھڑے تھے جو گندے اتر سب گئے

بھرا پانی لشکر مین پھیلا ہوا
اگر فرش بستر تھا بھیلہ ہوا

ہوا سرد از بس ہوئی ایکبار
کلیجون کے ہوتی تھی برچھی سی پار

پھرے بادسے لوگ منھ ڈھانپتے
جگر چھاتیو نین رہے کانپتے

رہا ایسی سردی مین کیدھر شکار
ہوے لوگ خیمونکے اندر شکار

بہت پیر جب جی کو تجنے لگے
جوانون کے بھی دانت بجنے لگے

تہ تیغ خورشید پنہان ہوا
ندیکھا مگر روے جانان ہوا

بہت اسپ اشتر موے پانون پیٹ
نکالا انھین خیمہ گہہ سے گھسیٹ

غزل میرپان کوئی موزون کرو
تامل کرو دل جگر خون کرو

غزل

وہ دل شکار آن جو نکلا شکار کو
انداز یک نگاہ سے مارا ہزار کو

چلنا پڑے ہی رکھ کے قدم تیغ تیز پر
کس ڈھب سے کاٹین اس رہِ مشکل گذار کو

اڑنے لگے ہی باد مین تو جانگزا ہی پھر
خجلت ہے اسکے زلف مین ہی تیر مار کو

سو بار منھ چڑھاتے ہو کچھ بولتے نہین
یہ بات کیا چڑھو ہو کہے اپنے یار کو

آتا نہین نظر کہ حصولِ امید ہو
کیا تھام تھام رکھئے دلِ بیقرار کو

نہ پر تھا نہ پرزا نہ بازو نہ پا — کسھون نے بھی پوچھا نہ یون تھا کیا

نہ زردی کو دیکھا نہ پایا کبود — نکالا ہے لوگون زبانی سے دود

سپہ کی بلا ترک تازی رہے — نہ سارس کی وہ سرفرازی رہے

کماندار مردم سے چارہ گیا — کسو کھیت پر سخت مارا گیا

نہ جو فیل وحشی کی مستی گئی — وہین مٹ گیا اسکی ہستی گئی

سنا نو کی نوکو نیہ پھر بٹ گیا — وہ کوہ گران سنگ سب چھٹ گیا

بہت جانور چھوڑ آ کھر گئے — لگے دون بہت جل گئے مر گئے

اگر بن ہے گویا بنا ہے اُسے — کرے قصد وانکا تو کیونکر گھسے

مگر زور سے کم نکلتا ہے کام — بہت رنج کھینچے سے پڑتا ہے کام

خبردار دستار سر خار بن — زمین پر رکھو پانون کانٹو کو چن

کئی گام یون راہ چلنا پڑے — پھر اُس دامگہ سے نکلنا پڑے

تو آگے بیابان پر خار ہے — کہین جھاڑ بوٹا کہین خار ہے

اگر اس مین پانی نظر پڑ گیا — کنارہ پہ اسکے یہ چڑھکر گیا

ہوا حال اپنا پریشان بہت — پھرے مضطرب اور حیران بہت

نرائی جو دان سے گذرنا ہوا — کماروں کے سر چڑھ اترنا ہوا

کوئی شیر غران کہ جیل دمان
نہ سبزہ نہ کھیتی نہ آب روان
سو وہ شیر مارا گیا مثل سنگ
کوئی دشت ایسا کہ تھا سبزہ زار
اگر آ ہو گیری کا ہوتا نہ عیب
سطح زمین میل در میل تھی
نہ دریا یہ تھا کوئی نہ جھیل تھی

غزل

محیط آبگیرون کو تھے مردکار — ہوئے مالک مخزن چندین ہزار

بہت دام پانیکے جانب جھکے — کھڑے رہ گئے زرد کیا کیا رُکے

ٹھٹک سوس گھڑیال رہ رہ گئے — مگر مچھ بجانے کدھر بہ گئے

یہ قشقل غسلی نہ سرخاب ہے — تمام اُنکے لوہو سے سُرخ آب ہے

عجب روغن ناز ملتے تھے یار — کہ قاز و نکو لیتے ہوا مین سمار

منگاتے تھے بطخ کی چربی ظریف — سو وہ چربی اب پھینکدین ہین حریف

ہوئے کتنے اقسام ماہی شکار — نہ آوے قسم کھائی بن انتبار

مگر مرگ ماہی تھی جانونکی بیچ — کہ یون مچھلیان سب نکالین اُلیچ

نہ ارنب ہی جنگل مین نے سوسمار — کوئی بدری کیا کھاوے پروردگار

کلنگون کی اُلٹی گئی صف کی صف — ہوئی بیچ مین قرقری بھی تلف

نہ جیسے گئے سبزہ کھا کھا کے چیت — بٹڑ ویسے ہے آئے کھیتونمین گھیت

بٹیر اور تیتر کا ہے کیا شمار — کہ باز آگئے جرے کرتے شکار

ہوا لندو سنبرک بہت لمین ڈر — نمد مو ہوا گرد سے شانہ سر

خطرناک تھا دشت کیا کہیٔ مور — دبا یون بھرے جیسے بنا ہی چکور

نہ پاڑھا نہ نیلا نہ چیتل کوئی — نیونمین جو دون تھی گیا جل کوئی

۵۴۵

باز قدم رنجہ فرمودن آصف الدولہ بہادر روز دیگر برائے شکار

چلا پھر بھی نواب گردون شکار
اسد باد کے گھوڑے پر ہو سوار

روانہ ہوئی فوج دریا مثال
نہنگون کی اب کھینچی جاویگی کھال

گیا شور نا آسمان برین
ہوئی گرد افواج گردون قرین

زمین ہوگئی پای خوف و خطر
فلک کو لگے دیکھنے شیر نر

چڑھا بسکہ دریاے فوج گران
اُتر ہاتھیون کی گئین مستیان

دبے چپ لگا چینے بھیڑ دنگی چال
پریشان ہی گرگ بغل زن کا حال

پلنگون نے کہسار سے راہ لی
نہنگون نے دریا کی جا تھاہ لی

بچیرے جو تھے دام سے چھا گئے
کشف نیچے ڈھالون کر گھبرا گئے

درندے پرندے چرندے کھپے
گزندون کے منہ گرد نیچے ڈھپے

تلف جانور ہین جہان کے تہان
گوزن اور گور اور آہو کہان

رہے گو رہ یک شاخ و یکسو غزال
تزلزل مین ہین کیا شجر کیا نہال

شغال اور روباہ و خرگوش سے
نہین بحث کچھ یہ ہین بیہوش سے

ہوا حائل راہ بحر عمیق | کہ ہو وہم ساحل پہ جسکے غریق
قریب آکے اُتری یہ خائف تھی فوج | کہ بڈ دل اُٹھتی تھی ہر ایک موج
مہیب اور آلودۂ خاک آب | بعینہ بھنی آنکھ تھا ہر حباب
غضب لجہ خیز سے بلا جوش پر | تلاطم قیامت لئے دوش پر
چلے بس تو کچھ کوئی چارہ کرے | مگر دیکھ ہی کر کنارہ کرے
تردد مین ہر اک کے ہون کیونکہ پا | کنارے پہ سرگشتہ گرداب وا
روان آب ایسی روانی کو ساتھ | کہ جو رفتگی ہو جوانی کے ساتھ
لگے پانون جلنے جہان شور تھا | کہ کم آب مین بھی بڑا زور تھا
تامل سے اقبال نواب دیکھ | توقف کیا پہلے تو آب دیکھ
پھر اُس پار جاکر اشارہ کیا | کہ لشکر نے وہین گذارا کیا
شبا شب اترنے لگے لشکری | نہ جوش آب کا وہ نہ ویسی تری
وہ سوتا جگاتا تھا جس کا خطر | اٹھا شور سی فوج کے چونک کر
نشہ اسکے سر سے اتر سا گیا | چڑھائی سے لشکر کے ڈر سا گیا
کچھ اک نادین لے کچھ شجر کاٹ کر | شتابی سے دریا کتین پاٹ کر
اُترنے لگا لشکر بے بہا ان | گران ناگران تھا یہ محشر عیان

اگر ٹک بھی اٹکا تو مارا گیا ۔ پڑے سیکڑون پھاند چارا گیا
دگر سرکشی سے کی استادگی ۔ تو پیش آئی اک طرفہ افتادگی
پہاڑ ایک ہاتھی مقابل ہوا ۔ بزور آمد و شد کا حائل ہوا
جٹے دونون وہ دیو میدان مین ۔ اٹھا شور محشر بیابان مین
جہان دونون فیلونکی تھی سرزنی ۔ نتر مرغ سے وان نہ ہو پرزنی
جو اس مار کھانے پہ اکڑا رہا ۔ کئے روز رسون سے جکڑا رہا
رہے کسطرح پھٹ گیا تھا جگر ۔ ہوا ادھ موا پھر مین لہو موت کر
اگر سرکشی سے نہ اپنی ہٹا ۔ نہ میدان مین ٹک وہ اٹک گھٹا
اشارہ ہوا اسکے چو رنگ کا ۔ سبھون کو ارادہ ہوا جنگ کا
برسنے لگا مینھ تیرون کا زور ۔ ہوا فیل باران کا جنگل مین شور
لگی پڑنے بجلی سی تیغ سیاہ ۔ پریشان ہوا جیسے ابر سیاہ
نہایت وہ ہاتھی ہوا لخت لخت ۔ گرا یون کہ جیون پارۂ کوہ سخت
رکھا لا کے لشکر مین اُٹھا کر اُسے ۔ سر اسکا کٹا لا کے برج سیاہ
رہی کہتے اس دن عجب سب ہی یہ ۔ سر فیل ہے یا سر شب ہے یہ
اگر دیو ہین سرگرانی کے ساتھ ۔ نہ اس تیرگی و کلانی کے ساتھ

۵۴۲

بسم الله الرحمن الرحيم

مثنوی

جال داروں سے سب نے کام لیا	آخر ان کو اسیر دام کیا
نکلے باہر دلے موے نکلے	دونوں دست و بغل ہوئے نکلے
ربط چسپاں بہم ہویدا تھا	مر گئے پر بھی شوق پیدا تھا
ایک کا ہاتھ ایک کے باہیں	ایک کے لب سے ایک تو تسکین
جو نظر ان کو آن کرتے تھے	ایک قالب گمان کرتے تھے
کیا لکھوں مل رہی وہ وصلی وار	ہمدگر سے جدا ہوے دشوار
کیوں نہ دشوار ہو ہوا انکا فصل	جان دیدے ہوا ہو جنکا وصل
حیرتِ کار عشق سے مردم	شکل تصویر آپ میں تھو گم

مقولہ شاعر

میر اب شاعری کو کر موقوف	عشق ہے ایک فتنۂ معروف
قدرت اپنی جہاں دکھاتا ہی	اسے جو تو کہے سو آتا ہے
کتنی وسعت تری بیان نہیں ہی	کتنی طاقت تری زبان نہیں ہی

لب پہ اب مہر خامشی بہتر
یاں سخن کی فراموشی بہتر

تمام شد

٥٤١

جس کسو سے یہ پیار رکھتا ہی — عاقبت اسکو مار رکھتا ہی

جذب سے اپنے جب کری ہی کام — عاشق مردہ سے بھی لے ہی کام

صبح گاہان وہ غیرت خورشید — اس جگہ سے روان ہوئی نومید

پہونچے نصف النہار دریا پر — روئی بے اختیار دریا پر

حد سے افزون جو بیقرار ہوئی — دایہ کشتی مین لے سوار ہوئی

حرف زن یون ہوئی کہ اى دایہ — یان گرا تھا کہان وہ کم مایہ

موج سے تھا کدھر کو ہم آغوش — تھا تلاطم سے کسطرف ہمدوش

تجکو آیا نظر کہان آکر — پھر جو ڈوبا تو کس جگہ جاکر

مجکو دیجو نشان اُس جا کا — مین بھی دیکھون خروش دریا کا

ہون مین نا آشنای سیر آب — نا شناسای موجہ و گرداب

لجہ کیا لطمہ کسکو کہتے ہین — گھر مین ہم نام سنتے رہتے ہین

ہین میسر کہان یہ سیر عبور — اتفاقی مین اسطرح کے امور

مکر مین گرچہ دایہ تھی کامل — لیک تہ سے سخن کے تھی غافل

یہ نہ سمجھی کہ ہی فریب عشق — ہی یہ مہ پارہ ناشکیب عشق

بیچ دریا کے جا کہا یہ حرف — یان ہوا تھا وہ ماجرای شگرف

بے خبر کار عشق کی تہ سے | جست کی اُن نے اپنی جاگہ سے
تھا سفینے مین پا کر دریا مین | موج زنجیر ہو گئی پا مین
کھچ گیا قعر گو یہ گوہر ناب | تھی کشش عشق کی مگر تہ آب
کہتے ہین ڈوبے اُچھلتے ہین | ڈوبے ایسے کوئی نکلتے ہین
ڈوبے جویان کہین وہ جا نکلے | غرق دریاے عشق کیا نکلے
عشق نے آہ کھو دیا اُسکو | آخر آخر ڈبو دیا اُسکو
جبکہ دریا مین ڈوب کر وہ جوان | کھو گیا گوہر گرامی جان
دایہ حیلہ گر ہوئی دلشاد | وان سے کشتی چلی برنگ باد
خار خار دلی سے فارغ ہو | لیگئی پار اُس گل نو کو
یہ نہ سمجھی کہ عشق آفت ہی | فتنہ سازی مین اک قیامت ہی
خاک ہو کیون نہ عاشق بیدل | کام سے اپنے یہ نہین غافل
وصل جیتے نہو میسر اگر | لاوے معشوق کو یہ تربت پر
یان سے عاشق اگر گئے ناشاد | خاک خوبان بھی اُن نے کی برباد
قصہ کوتاہ بعد ایک ہفتہ | آئی وہ رشک مہ ز خود رفتہ
کہنے لاگی کہ اب تو اے دایہ | ہو گیا غرق وہ فرومایہ

ناز وخوبی نے دل دیا نہ تجھے
اب تغافل نہ کر تلطف کر
گوش زد دایہ کے ہوئے یہ سخن
پاس اسکو بلا تسلی کی
کاے ستم دیدۂ غم دودی
زار نالے نہ کر شکیبا ہو
دل قوی رکھ نہ جی کو کاہش دے
سخت دل تنگ تھی یہ غیرت ماہ
گرچہ یہ حسن اتفاق سے ہی
ترے آنے سے دل کشادہ ہوا
بزم عشرت کرینگے باہم ساز
دیکر اسکو فریب ساتھ لیا
لیک در پردہ اُن نے یہ ٹھانی
یہ تو دل تفتۂ محبت تھا
وقت نزدیک تھا جو آپہونچا

رحم سے آشنا کیا نہ مجھے
حال پر میرے ٹک تاسف کر
تھے وہ اُستاد کار حیلۂ و فن
وعدہ وصل سے تشفی دی
ہو چکا اب زمانہ مہجوری
عشق کا راز تا نہ رسوا ہو
چل کوئی دم کو دادخواہش لے
قطع تجھ بن نہو سکے بھی راہ
اُسکی بھی جذب اشتیاق سے ہی
تشنۂ دوستی زیادہ ہوا
ہو جیو تو اب اپنے دوست کا
دل عاشق کو اپنے ہاتھ لیا
کیجے اس سے خصمی جانی
سخت دارفتۂ محبت تھا
تا سر آب با بپا ہونچا

سب محافے مین اُسکو کرکے سوار	ساتھ دی ایک دایۂ غدار
یار دریا کے جلد رخصت کی	اس طرح فکر رفع تہمت کی
گھر تھا اک آشنا کا دنگاہ	وان ہو روپوش تا یہ غیرت ماہ
ہووے جب اس بلا سے خاطر جمع	نور افزاے خانہ ہوون جون شمع
گھر سے باہر محافہ جب نکلا	اس جوان پاس ہوکے تب نکلا
طپش دل سے ہوکے یہ آگاہ	ہو لیا ساتھ اُسکے بھر کر آہ
وان کے رہنے سے اُسکو کام نتھا	وہ گلے اُسکا کچھ مقام نتھا
جس سے جی کو کمال ہو اُلفت	جس سے دلکی درست ہو نسبت
جنبش اُسکی پلک کو گردان ہو	دل مین یان کاوش نمایان ہو
وان اگر ہو شکست کا سو باب	یان رگ جان کو ہووے پیچ و تاب
وان اگر پاؤن مین لگے ہی خار	دل سے یان سر نکالی ہی یکبار
یار کو درد چشم گر ہووے	چشم عاشق لہو مین تر ہووے
چاک دامن ہین وان نے زینت	یان گریبان ہی چاک گل کی صفت
وان دہن تنگ یان ہی دلتنگی	حسن اور عشق مین ہی یکرنگی
دست افشان وہ یا ہر کو یان یہ	تھا محافے کے ساتھ گرم رہ

ایکدم آه سرد بھرا وٹھنا ۔ نالهٔ گرم گاه کرا وٹھنا

جی مین کہتا که آه مشکل ہی ۔ اسطرف یک نگاه مشکل ہی

دوست کو میرے نام سے ہی ننگ ۔ دشمنون سے ہی جی په عرصه تنگ

چشم تر سے لہو بہا کرتا ۔ صبح کے باد سے کہا کرتا

کای نسیم سحر یه اُس سے کہ ۔ مست تغافل کرا ور غافل ره

اُن بلاؤن مین کوئی کیونکه جیے ۔ جان پر آبنی ہی تیرے لیے

جان دون تیرے واسطے سو تو ۔ آنکھ اُٹھا کر ادھر نه دیکھے کبھو

رفته رفته ہوا ہون سودائی ۔ دور پہونچی ہی میری رسوائی

نام کو بھی ترے نجانا آه ۔ تجھسے کیونکر سخن کی نکلی راه

نا امیدانه گر کرون ہون نگاه ۔ دیکھتا ہون ہزار روز سیاه

سخت مشکل ہی سخت ہی بیداد ۔ ایک مین خون گرفته سو جلاد

کوئی مشفق نہین که ہووے شفیق ۔ بیکسی بن نہین ہی کوئی رفیق

ناله ہوتا ہی گر گئے دل جو ۔ گریه آنسو سے پونچھتا ہی کبھو

آه جو ہمدمی سے کرتی ہی ۔ ابتو وه بھی کمی سی کرتی ہی

چشم رکھتا ہی وصل کی یه دل ۔ جی ہی اس سے اسیر آب و گل

وہ تو کبھی نہ تھی خیال اسکا　　کسطرح ہووے تو کر خیال اسکا

جھاڑ دامن کے تئین وہ مہ پارہ　　اٹھ گئی سامنے سے یکبارہ

وہ گئی اسکے سر بلا آئی　　خاک مین مل گئی وہ رعنائی

دلبہ کرنے لگا طپیدن ناز　　رنگ چہرے سے کر چلا پرواز

ہاتھ جانے لگا گریبان تک　　چاک کے پہنچے پانون دامان تک

طبع نے اک جنون کیا پیدا　　اشک نے رنگ خون کیا پیدا

سوزش دل نے جی مین جاگہ کی　　داغ نے آ جگر کو آتش دی

بستر خاک پر گرا وہ زار　　درد کا گھر ہوا دل بیمار

خاطر افگار خار خار ہوئی　　جان تمناکش نگار ہوئی

اسکے منہ پر پڑی جو اسکی نگاہ　　ناامیدی کے ساتھی سرکی آہ

خود ہوئی نالۂ حزین کے ساتھ　　رابطہ آہ آتشین کے ساتھ

منہ سوکھے تو خون ناب پلا　　خواب و خور دونون کو جواب ملا

خلق اسکی ہوئی تماشائی　　پر جو وہ دیکھنے کبھو آئی

کچھ کہا گر کسو نے شفقت سے　　رو دیا اُن نے ایک حسرت سے

جاکے اسکے قریب در بیٹھا　　قصد مرنے کا اپنے کر بیٹھا

آرزو تھا امیدواروں کی | دردمندی جگر فگاروں کی
نمک زخم سینہ ریشان ہے | تمہ یا زہر کیشان ہے
حسرت آلودہ آہ تھا یہ کہیں | شوق کی یک نگاہ تھا یہ کہیں
کشش اسکی ہے یک اعجوبہ | ڈوبا عاشق تو یار بھی ڈوبا
کون محروم وصل یاں سے گیا | کہ نہ یار اسکا پھر جہاں سے گیا
کام تن پے عشق یکا ہے | ہاں یہ نیرنگ ساز یکا ہے
جستجو ہو اسکی التفات نصیب | ہو وہ نہ زنہ چند روزہ غریب
ایسی تقریب ڈھونڈھوتا ہے | کہ وہ تا جارجی سے جاتا ہے

آغاز قصہ جانگداز

ایک جا اک جوان رعنا تھا | دلبر خسرو سرو بالا تھا
عشق رکھتا تھا اسکی جانی ارم | دل نہ رکھتا تھ سوے بھی نرم
شوق تھا اسکو صورت خوش سے | انس رکھتا تھا وضع دلکش سے
تھا طرحدار آپ بھی لیکن | رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن
کوئی ترکیب اگر نظر آتی | صورت حال اور ہو جاتی
دیکھتا گر وہ کوئی خوش رفتار | رہتا خمیازہ کش ہی لیل و نہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دریاے عشق

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال — ہر جگہ اُسکی اک نئی ہی چال
دل میں جاکر کہیں تو درد ہوا — کہیں سینے میں آہ سرد ہوا
کہیں آنکھوں سے خون ہوکے بہا — کہیں سر میں جنون ہوکے رہا
کہیں رونا ہوا ندامت کا — کہیں ہنسنا ہوا جراحت کا
گہ نمک اسکو داغ کا پایا — گہ پتنگا چراغ کا پایا
واں طپیدن ہوا جگر کے بیچ — یاں تبسم ہی زخم تر کے بیچ

خصوصاً وہ عاشق ہوا پر خجل ۔۔۔ ندامت ہوئی یہ جیسے متصل
نتھا اگلی خجلت ہی سے روے حرف ۔۔۔ ہوا دوسرا ماجراے شگرف
تفکر کے دریا مین ڈوبا ہوا ۔۔۔ کنارے پہ بیٹھا تھا روتا ہوا
کہ یو پوچھینگے جو اُسکے داماندگان ۔۔۔ تو یہ واقعہ کیا کرونگا بیان
کہون کیونکر یکبار وہ جل گیا ۔۔۔ کفِ خاک ہو خاک مین ملگیا
کھنچی جرم کو بیگناہی مری ۔۔۔ ہوئی شہر مین روسیاہی مری
وہ شعلہ جلاتا مجھے کاشکے ۔۔۔ لیے ساتھ جاتا مجھے کاشکے

مقولہ شاعر

اگر ہی یہ قصہ بھی حیرت فزا ۔۔۔ ولے میر یہ عشق ہی بد بلا
بہت جی جلائے ہین اس عشق نے ۔۔۔ بہت گھر لٹائے ہین اس عشق نے
فسانون سے اسکے لبالب ہی دہر ۔۔۔ جلائے ہین اس تند آتش نے شہر

محبت نہو کاشش مخلوق کو
نچھوڑے یہ عاشق نہ معشوق کو

تمام شد

کہ ہو کر فروغ اک سوے آسمان — تڑپنے لگا جیسے آتش بجان

کوئی دم مین دریا پہ آیا فرود — ہوا نیزہ بالا بھبھوکا نمود

لب آب وہ شعلۂ جان گداز — تڑپ کر بہت بازبان دراز

پکارا کہان ہی پرسرام تو — محبت کا ٹک دیکھ انجام تو

کرین جلد تن آتش تیز ہون — دل گرم سے شعلہ انگیز ہون

بھڑکتی ہی جب آگ دل کی مری — لب آب اترا ہون غم مین ترے

مگر سوزش دل ہو کم آب سے — بجھے جی مرا اس تب و تاب سے

سو یہ آب رکھتا ہی روغن کا کام — کیا عشق نے آہ دشمن کا کام

یہ بیتاب سنکر ہوا بیقرار — سفینے سے اوترا بصد اضطرار

ہوا ہمدم اس آتش انگیز سے — کہا اس بلاے دل آویز سے

کہ مین ہون پرسرام خانہ خراب — مرا دل بھی اس آگ سے ہی کباب

مرے بھی جگر مین یہی سوز ہی — یہی مجکو جلنا شب و روز ہی

محبت تری برق خرمن ہوئی — تری دشمنی جی کی دشمن ہوئی

سخن مختصر کچھ وہ شعلہ جلا — کچھ اک اپنی جا گہ سے یہ دل جلا

بہم گرمجوشی سے یک جا ہوئے — کہ گذری تھی مدت بھی تنہا ہوئے

گیا وہ یہ کہکر سوے آسمان — رہے ہی مجھے رات دن خوف جان
سنا حال شعلہ کا صیاد نے — وہوان ایک اٹھا جان ناشاد سے
ہوا شعلہ شوق دل سے بلند — رہا لوٹتا آگ مین جون سپند
گئی رات جون تون ہوئی صبح جب — زیادہ ہوئی عشق کی تاب تب
محبت نے کی اشتعالک کہ وہ — سراسیمہ آیا چلا اس جگہ
جہان سے اٹھی تھی یہ آتش سلگ — پھر اُسکے جگر کو لگی گھر کو لگ
تبسم کنان وان یہ اُن نے کہا — کہ کلفت مین غم کی بہت مین رہا
چلو سیل گشتی کو ہنگام شب — لب آب خالی کرین دلکو سب
ہوا سو ہوا یو نہین تقدیر تھی — جہان سوز اُلفت کی تاثیر تھی
نہوتے جو دلگیر یان متصل — نہوتی یہ آتش کبھو مشتعل
کیا عقل کی اُن نے باتین جو وان — وہ عاشق جو تھا در پئے امتحان
لگا کہنے یہ آرزو تھی مجھے — کہ اک روز ہشیار دیکھون مجھے
سو یہ دن خدانے دکھایا مجھے — سخن تیرے منہ کا سُنایا مجھے
ندامت سے ہو تنگ شاہد ہین سب — گرفتار ہون مین بحال عجب
نہ خجلت سے رو ہی جو کچھ مین کہون — نہ قدرت اجل پر کہ مر بھی رہون

اٹھا یہ جو ڈوبے خرد بے حواس
گرا آ کے اس پیکر مردہ پاس

لگا کہنے اے مایۂ زندگی
مجھے منھ سے تیرے ہے شرمندگی

کیا جلد رخت سفر تونے بار
نہ میرا کیا آہ ٹک انتظار

نہ میری سنی کچھ نہ اپنی کہی
مرے تیرے دونون کے جی مین رہی

زمین پر سے آخر اٹھایا اُسے
لب آب جا کر جلایا اُسے

جب آگ اُسکے پیکر پہ سب چھا گئی
محبّت عجب داغ دکھلا گئی

یہ سرگرم فریاد و زاری ہوا
لہو اُسکی آنکھونسے جاری ہوا

جگر غم مین یک لخت خون ہو گیا
رکا دل کہ آخر جنون ہو گیا

گئے ہوش و صبر اسکے ایکبارگی
طبیعت مین آئی اک آوارگی

سراسیمگی سے بگولا ہوا
پھرے اسطرح جیسے بھولا ہوا

نہ جی کو تسلی نہ دل کو قرار
گئی غم مین سر رشتہ اختیار

کبھو یاد کر اُسکو نالان رہے
کبھو ٹک جو بھولے تو حیران رہے

کبھو یان کبھو وان بحال خراب
وہی بیقراری وہی اضطراب

رہے گھر تو آشوبگہ وہ گلی
چمن مین جو لیجائین تو بیکلی

کبھو متصل ہونٹھ پر آہ سرد
کبھو دست بر دل کہ دلمین ہے درد

یہ سنکر کہا اُس دل افگار نے	ستم کشتۂ دوری یار نے
کہ مجھکو نہین تیری باتین قبول	یہ مکر زنان ہی تو اینر نہ بھول
دغا کیتنے ان ناقصون مین سے کی	موا شوے کسکا کہ وہ پھر نہ جی
بظاہر ہین ہر چند ہون رشک ماہ	ولیکن ہین باطن مین مار سیاہ
خدا مکر سے انکے دے ہی خبر	نہین اُنسے کوئی فریبندہ تر
جہان مین فریب اُنکا مشہور ہے	زبانون پہ مکر انکا مذکور ہے
پئے امتحان عاقبت یک نفر	مقرر ہوا تا کہ جا اُسکے گھر
کہے غرق دریا ہوا یہ سرادم	ہوئی زندگانی کی صبح اسکی شام
گیا تھا نہانے کو وقت سحر	سو ڈوبا وہ خورشید روشن گہر
کیا موج دریا نے سر سے گذار	اُٹھا طبع نازک سے اسکے غبار
وہ گیسو جو بکھرے تھے بالائے آب	سو وے موج دریا کو ہی پیچ و تاب
پھری تھین جو مے انکھڑیان آب مین	سو وے گردشین اب ہین گرداب مین
تمنا مین تھے جسکے سب دل فگار	سو دریا کو اب ہے وہ بوس و کنار
نہ سمجھا وہ نافہم اسرار عشق	نہ سوچا وہ ناتجربہ کار عشق
کہا غرق دریا ہوا یہ سرام	ہوا کام اُس رشک مہ کا تمام

۵۲۷

کوئی دل ستم کشتہ اک نگاہ
کوئی جان ہونٹھون پہ موقوف آہ

کسو پر فسون گردش چشم کا
کسو پر غضب غمزہ و خشم کا

کوئی دست بر دل کوئی بیقرار
کوئی بیخبر کوئی بے اختیار

انھون مین سے اک عاشق زار تھا
اُس آفت کو اُس سے سروکار تھا

محبت مین تھا جذب کامل اُسے
مراد دل اپنی تھی حاصل اُسے

شب و روز ہم بستر کام دل
ہمیشہ ہم آغوش آرام دل

دم اسکے مین یہان تک تو تاثیر تھی
کہ صحبت اس آتش در گیر تھی

بہم ربط چسپان بہم اختلاط
نہ کم ہوتی گرمی نہ کم اختلاط

مرے کوئی غم سے کوئی ہو ہلاک
وہ شعلہ اُسے خس سے رکھتا تپاک

کہان حسن مین تھا وفا کا یہ پاس
یہ سینے کہ ہیگا خلاف قیاس

بہت سے بہت اُسکا مالوف تھا
اُسی کی تسلی سے مصروف تھا

کہ ناگہ وہ دلبر ہوا کدخدا
رہا اپنے عاشق سے چندے جدا

زن و شو مین اخلاص باہم ہوا
اُس آشفتہ سے رابطہ کم ہوا

نگاہین ہم دلمین کاوش کرین
سخن سے وفا مین تراوش کرین

ہوا ربط چسپان بہم اسقدر
کہ دشوار اُٹھے ہمدگر یک نظر

ستم اس بلا کی ہی سہتے گئے
سب اُس کو عشق کہتے گئے

اس آتش سے گرمی ہو خورشید مین
یہی ذرے کی جان نومید مین

اسی سے دل ماہ ہی داغدار
کتان جگر ہو سراسر فگار

نسے اسکے چرچے حکایت سُنی
گئے شکر گا ہے شکایت سُنی

اسی سے قیامت ہو ہر جا راو
اسی فتنہ گر کا ہو عالم مین شور

کوئی شہر ایسا ندیکھا کہ وان
نہوا اُس سے آشوب محشر عیان

کب اس عشق نے تازہ کاری نکی
کہان خون سے غازہ کاری نکی

زمانے مین ایسا نہیں تازہ کارہ
غرض ہو یہ اعجوبہ روزگار

آغاز قصہ

عجب کام سُنیے مین اس سے ہوا
عجب اہل عالم کو جس سے ہوا

کہ وان اک جوان تھا پرسرام نام
خوش اندام وخوش قامت وخوش خرام

جوانی کے گلشن کا وہ آب ورنگ
گلستان پہ کام اسکی خوبی سے تنگ

جدھر نکلے رنگین ادائی کے ساتھ
چلے جائین جی خوشنمائی کے ساتھ

کھلے بال چلتا تھا وہ سرو ناز
قدمبوس کو آتی عمر دراز

جدھر کو وہ ٹک گرم رفتار ہو
قیامت اُدھر سے نمودار ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز مثنوی مسمےٰ بشعلۂ شوق

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہی نور
نہوتی محبت نہوتا ظہور

محبت مسبب محبت سبب
محبت سے آتے ہین کار عجب

محبت بن اس جا نہ آیا کوئی
محبت سے خالی نہ پایا کوئی

محبت ہی اس کارخانے مین ہی
محبت سے سب کچھ زمانے مین ہی

محبت سے گویا ہوا ہی فراغ
محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ

محبت اگر کارپرداز ہو
دلون کے تئین سوز سے ساز ہو

قطعہ

ختم ہوئے یان یہ مضامین جسبت　　میر کی تصنیف ہی نادر کلام
دیکھے ہین اُستادونکے دیوان بہت　　پر یہ ہی مقبول خواص و عوام
سب سے نرالی ہی یہ شیرین زبان　　کرتی ہی بس قند و شکر کا یہ کام
نسخہ ہی یہ جانسے زیادہ عزیز　　پیش نظر رکھتے ہین سب صبح و شام

حق سے دعا ہی یہی اسکے لیے
ہووے یہ مقبول خواطر مدام

تمام شد

۵۲۴

۵۲۳

قطعه در تعریف اسپ وزیر زمان آصف دوران نواب آصف الدوله بهادر

وزیر زمان نے لیا ایک اسپ
کہ ہی رشک گلگون باد بہار

نظر پوست سے اسکے آتا ہی خون
کیا جلد پر اسکے گل کو نثار

اڑا کر اسے بارہا سیر کی
نہ نکلا کبھو ابلق روزگار

کرون اسکی کیا تیز گاہی کی شرح
ہرن اسپہ شمشیر سے ہو شکار

ک اک تسمسا وے جو اکب تو پھر
نہیں اسکو راتون مین ہرگز قرار

جہان باگ اچک جاے محبوب کی
عنان دل اسکی ہی پھر اختیار

کرے عزم ابد کا ازل سے اگر
وہ جانباز جو اسپہ ہووے سوار

کہے اسکو کر چھیڑ لیکر کہان
تو یہ باد پیمان کرے یون گذار

کہ لیکے قدم گرد جو اٹھ چلے
نہ پھرنے تک اسکے وہ بیٹھے غبار

غرض اسپ ہی یا چھلاوا ہی میر
رہین زیر ران اسکے ایسے ہزار

قطعه در تہنیت صحت

فلک شکوہ ستارہ حشم خدیو جہان | ترے جلال کو کس لفظون مین کرون تعبیر
زہے یہ حشمت و جاہ و جلال قدرت و ز | کہ تیرے حکم کے آگے ہی سہل امر خطیر
ترے محرر دفتر کا ہی سدا محتاج | جہان مین شہرہ عطارد جو ہی فلک کا دبیر
زہے علو مراتب کہ در پہ باز نپاے | ہزار بار اگر چرخ مارے چرخ اثیر
شریک مشورۂ کارخانۂ عالم | کیا ہی تجھکو قضا و قدر ہین تیرے مشیر
روان ہو صبح کا گر مرکب صفر پیکر | تو تا بشام کرے روم و شام تک تسخیر
کف سخا کی تری ریزش کرم کے حضور | گیا ہی قطرہ زنان شرمگین ہوا بر مطیر
ہمم کو تیری بیان کیا کرون کہ ہم مرح | ہوئے ہین خلق تری بخششی کو تاج و سریر
کرون مین عرض سو کیا ہفت گنج خسرو کو | کہ تیرے بخش دیے کے نہین ہین عشر و عشیر
لکھون سو کیا تری خدام کی سخاوت کو | بناو سے وقت دہش رتبۂ قلیل و کثیر
ثبات حرف کو ترے قلم کی کیا لکھیے | کہے تو خامۂ فولاد سے کیا تحریر
برات روزی کسو کی شرف کو دستخط کی | ہو بخشی ہے تو نہین مٹتی جون خط تقدیر
نہین ہی شہر مین نام و نشان منہیات | رہی ہی نے کوئی جنگل مین سوائے نیم
مزاج رفع پہ بدعت کی ہو تو نہ اٹھتی | صداے نے کا تو کیا ذکر ہی قلم کی صریر
نسق کو کام تو فرماوے ایک آن اگر | تو پھر زمانہ قیامت تلک نپاوے تغیر

قطعہ

مطلع ثانی

تو خریداری کرے سلک کبھی تو قیمت ہو دو چند — لینے ہوویں جلس کا سد پس قبول خاص عام

سو خدا نا کردہ ہے تجھسے نہین کرتا حقیر
آرزو ہوتی نہین ہے غیب اے ایمان میر

قصیدہ در مدح نواب آصف الدولہ بہادر

ہوا کیے ہین زبس شکوۂ فلک تحریر	سیہ ہے کاغذ مشقی کے رنگ لوح ضمیر
کرون نہ شکر جفا ہاے آسمان کیونکر	مرے خرابی مین ان نے نہ کی کبھو تقصیر
دیا ہزارون کو دست ان نے خانہ سازی کا	دل شکستہ کو میرے کیا نہ یک تعمیر
جو مین نے چاہا کہ جلد اپنا کام کرے تمام	تو رو سیاہ نے اُس کام مین بھی کی تاخیر
سیا تھا چشم طمع کو مین اک سحر اسیر	سو جام خون دیا ان نے بجاے کاسۂ سیر
دماغ رفتہ شگفتن سے آشنا نہ ہوا	کہ اس چمن مین رکھا ان نے غنچہ سان دلگیر
در قبول سے نا امید پہونچی میری دعا	پھر آیا عرش سے نالے کو میرے بے تاثیر
نہ دیکھا صفحۂ عالم کو مین کہ ان نے رکھا	ہمیشہ اپنا ہی حیران کار جون تصویر
براے یک لب نان مجھ ضعیف کو ان نے	ہلال وار کیا سارے شہر مین تشہیر
فلک کے شکوہ مین تھا مین کہ ہمنشین بولا	کہ اے جوان ستم کشتۂ سپہر پیر
غزل نہ لطف کی اک تو نے میر صاحب کے	سنی نہ ہمنے کوئی آشیانہ سوز صفیر

مطلع سوم

زور ایسا کا ہیکو بالقوۃ انسان ہی — چہرہ ہووے تو ملا دیوے زمین کو آسمان
گرچہ عالم دیدہ حضرت خضر بھی ہین آدمی — پر نہین ہی انکو مطلق پانی صحبت کا دھیان
تجھپہ ظل اللہ کا اطلاق سایہ راست ہی — چتر ہی خورشید تیرا چرخ تیرا سائبان
شیر ہوتا تیرا کیا سمجھے بر اخفش ہی شیخ — قشعریری مین سدا رہتا ہی یان بیان
سن طلسمات جہان کے سب عیان ہین تجھپہ راز — حاصل کون و مکان تو واقف راز نہان
نور سے تو ماہ کامل قدر سے چرخ برین — حلم تیرا کوہ تیرا علم بحر بیکران
کیا تسلط کیا تحمل کیا تمول کیا شکوہ — تو جہان ہی ایک ڈالن گویا کہ ہین دونون جہان

یہ طرح پاتے ہین تجھ مین سب رسول اللہ کے
شبہ ہی نام خدا تو آب رسول اللہ کے

بند ششم

ای چراغ جملہ نور خاندان مصطفےٰ — ای مرے والی مری معبود ہم نام خدا
ہی تو تو مخلوق لیکن عقل مین آتا نہین — دیکھکر اندیشہ تجھکو عرش پر جاتا ہوا
تو جہان ہی اُس جگہ کیا آسمان کی قدر ہی — قدر تیری ہی جہان وان گفتگو کو قدر کیا
گاہ احمد گہ احد گاہے علی پایا تجھے — ہر زمانہ نہین ہر مکان مین شان تھی تیری جدا
فرط عشق اپنی سے کیا حرف و سخن ابکام جان — تو ہماری آرزو ہی تو ہمارا مدعا

(۵۲۰)

یا ربی برگ گران ہی اور مین ہون ناتوان
بے نسیم فیض تیری اس چمن مین مین کہان

بند سوم

اے شہ خوبی نسب والا حسب عالی تبار | جامۂ تن عزت سراپا دو قرد یکسر اعتبار
الله الله بازو قدر و قدرت دیدنی | دیکھنے کی جائے حشمت سیر قابل اقتدار
قدس کے باشندگان کا ناز تیرے ذات پر | نوع انسان کا تمامی تیرے اوپر افتخار
قلع خیبر مرگ اژدر کھینچنا خورشید کا | ہین فسانے روز کے تیرے جہانمین یادگار
جھک گئے گردنکشونکے سر جہانمین نے کہا | لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْف اِلَّا ذُوالْفِقَار
تو کیے جاروب تھی میدان کین کی تیری تیغ | جسکے نکلے نے خس و خاشاک نے گرد و غبار
تونے چھیڑا ہی اگر مرکب کو اپنے یکگیان | تو ہوا ہی اوس وش اس باد پیما کا گذار
جون کوئی بجلی چمک جاتی ہی گا ہی پیش چشم | پھر کھلے ہی آنکھ کے رہ جاتے ہین حیران کار
گوشۂ محراب مین یا تو نکلے تیغ دونے سے کام | روز میدان سایۂ شمشیر مین ہے ناشعار
کیا چھپے ہی کچھ یہ شخصیت جو مین ظاہر کرون | پر ترے اوصاف سے ہین قریۂ شہر و دیار
ہی گہر بخشی سے تیری ابر نیسان یکطرف | ہی کف ہمت کے آگے تیرے دریا یک کنار
مہربان ہو یک نظر اس چشم نم کی اور دیکھ | دیکھو مت میری طرف اپنے کرم کی اور دیکھ

۵۱۹

بادشاہ صاحب استقلال امیر المومنین
مالک ملک ولایت حاکم عالم پسند
حافظ عرش برین قاضی شرع متین
وارث دین داور عادل شفیع روز حشر
آرزوی اہل عرفان مطلب اہل یقین
مقصد دل آشنایان مدعاے عاشقان
زیب منبر جانشین رحمۃ للعالمین
مظہر صدہا عجائب مصدر لطف و کرم
زینت بطحا و یثرب رونق اسلام و دین
پیشوای پیشوایان سجدہ گاہ مومنان

عہد تیرا عہد راحت ہے سب ملک تیرا ہے مگر در
مجرم و راندہ ہوں ملتفت ہونا ضرور

بند دوم

[illegible]

٥١٨

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت بند

السّلام ای رازدار داور جان آفرین
السّلام ای لامکان کے حاکم مسند نشین

ذات تیری جون خدا کی ذات ہی والاصفات
بے شریک بے عدیل و بے نظیر و بے قرین

یہ شرافت یہ سیادت یہ تقدس یہ کمال
یہ تنزہ یہ تعلی یہ تفوق ہی کہین

تو ولی ہی تو وصی ہی تو علی ہی تو وہی
حس سے بالاتر تصور کیجیے تو کچھ نہین

کیا تعقل کیا تحمل کیا تبختر کیا وقار
طفل مکتب درس گہ کا تیرے عقل و لین

سیّد برحق شریف النفس فخر روزگار
باعث عز منبر و مشرب فخر زمین

[illegible]

هر کسے چیزے بیادت در گلستان میکشد

آئی تھی ملاقات کی راہ اسکے ولے سود | تا چشم کنم باز شب وصل سحر سود

غم گذاران بر سر انصاف نیامد

جہان سے آئی کہ جانا ہی تجکو مجسے سن | یکے بگو رغریبان شہر سیری کن

بر بین کہ نقش بلاہا چہ باطل فتادہ ست

اگرچہ آب دم آخر ہی لیکن ای غمخوار | بہجر زندہ ام آئینہ پیش من مگذار

جدا از یار خود رو برد شدن ستم است

ہی بھی جو کوئی یاں سخن گو ہی دہ مانند | نیک و بد عالم ہمہ عنقا صفت انند

یعنے خبر از ہر کہ گرفتم خبرے بود

تمام شد مثلث میر

۵۱۷

مناقب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

کیا مدح ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین

عاجز ہین خرد ورای قدرت کو تری

اے وصف ترا اختر امکان سے باہر

کیا ہو تری صفت کہ ہے با چند و صفت

اے کہ یہ پریشان دل نہ آوارہ و مضطر

یعقوب کا تھا کلبۂ احزان مین تو غمخوار رحمت کا فرشتہ ہو ترے لطف نے ہر بار	یوسف کا ملک مصر کے ہوا چاہ مین مددگار کی آتش نمرود ابراہیم پہ گلزار

کیا مدح ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

اُلٹا ہی دو انگشت سے درواز خیبر کیا ہاتھ سے کر گیا جان سے عنتر	جیرا ہی کس انداز سے گھوا کہین اژدر ظاہر ہی کہ یان تھا وہی ظاہر وہی مضمر

کیا مدح ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

ثانی ترا پاتے نہین تسلیم و رضا مین مشہور سخاوت ہی تری شاہ گدا مین	ایوب سے ہو صبر ترا سا نہ بلا مین تین خود کے تئین بخش دیا راہ خدا مین

کیا مدح ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

اے وہ کہ تو ہی جان و جہان سارا ہی قالب اک پل مین روا کرے تو ان سب کے مطالب	در پر ترے اکٹھے ہون تری سیکڑون طالب ہم عاجز و عاجز ہین تو ہی غالب غالب

کیا مدح ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین

٥١٦

[illegible]

یا علی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

غالبًا پہونچے ہم اب ہیر کو بھی برگ ساز	آبلہ یک بن گیا ہی جملہ تن ہو کر گداز
شام کہتا ہی یہی رکھ خاک پر روے نیاز	صبح پڑھتا ہی یہی جائے دعا بعد از نماز

یا علی یا ایلیا یا ابو الحسن یا بو تراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

مسدس در منقبت

درویش جو ہین مقصد دلخواہ کہین ہین	سالک جو ہین وے راہبر راہ کہین ہین
اک واقف اسرار دل آگاہ کہین ہین	ایک چرخ حقیقت کا تجھے ماہ کہین ہین

کیا ملح ہی یہ تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

مذکور کہین نام ترا کام روا ہی	مشہور لقب ایک جگہ راہنما ہی
ہر ایک نے کچھ حسب خرد اپنی کہا ہی	سمجھا نہ کوئی یہ کہ حقیقت مین تو کیا ہی

کیا ملح ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

٥١٥

کیا ملح ہی یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

[illegible]

کیا ملح ہی یہ جو تجھے [illegible] شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

جی نہ نکلا اگر اسمین تو کڑھا کریے گا
مرثیہ اپنا کہیں بیٹھے کہا کریے گا

مسدس

ہجا قی ہے شب تارو گنتی ہون کو بیقرار ہوں بے	کبتلک اس خاکدان میں جی بگولا پیچ و تاب
دل تڑپتا ہے جدا جی کو جدا ہے اضطراب	ہر گھڑی تازہ تعب ہر دم نیا ہے اک عذاب

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

اب گرا جاتا ہون تھام خلق سے لے کر سنبھال	دیکھ مت اس سے زیادہ خوار زار و خستہ حال
مرحمت کر یک مہت کر رنج سے مجکو نکال	کبتلک محزون رہون میں تا کجا کھینچون ملال

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا لکھے اعجاز تیرے خامۂ جادو شعار	تو ہی ہے ایک لیکن نام تیرے ہیں ہزار
وقت جب ہوتا ہے تنگ اے قدرت پروردگار	نام لے کر تیرے کہتا ہے ہر اک یون پکار

یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

513

خوبی رعنائی ہی تجکو بہت فرصت ہی
چہرہ آرائی شب و روز ہی یہ صورت ہی
اپنی ترکیب بنانے سے کہان مہلت ہی
شانۂ زلف گتھی رہتی ہین یہ صورت ہی

سرمے سے آنکھ اٹھادے تو مرا رو دیکھے
آرسی چھوڑے تجھے ٹک تو ادھر تو دیکھے

محو کس روز تھے پاتے تھے رعنائی کا
کب کب آنچل رہے تھا ہاتھ مین کلائی کا
ذوق رہتا تھا تجھے کا ہیکو خود رائی کا
اتنا دل بستہ نہ تھا جامہ زیبائی کا

سرخ سنجاف نہ لگتی تھی نہ ہوتے تھے چاک
خون سے عشق کے مارونکے یہ دامن تھا پاک

ایسے اوباشونکی تقلید مین کب تھی تگ و دو
پاٹ دامن کے نہ ہوتے تھے ترے ساتھ کے سو
تنگ چولی کی نہ رہتا تھا کبھی اتنا گرو
اتنی ہی تھی تو ڈھیلے ہو مگر اک بھی جو

درزی کا بنا ہی کرے ٹھیک نہ جبتک سی لے
کاڑھی ناکے مین سوئی کے کرے ٹانکے ڈھیلے

خط بھی آیا پہ مری تیری صفائی نہوئی
اپنی سج دیکھنے سے تجکو رہائی نہوئی
کس گھڑی آنکے بیٹھے کہ لڑائی نہ ہوئی
اک بلا جی کی ہوئی تنگ قبائی نہوئی

رک گئے دیکھتے دسن جا سے ترے مونڈھی جیسے

یہ بھی ظالم ہے کوئی طرز سخن سازی ہے

انکھون سے نہیں امی ... زبان بازی

خلق عالم سے کنارہ بھی کیا ...

مسدس

چھیڑ گی گانی نرے اشارت کرے جسمک ماری
عشوہ و غمزہ و انداز بھلا دے سارے

زندگانی ہو تجھے ہاتھ سے اسکے دشوار
ہیچ تحسین ہر آن میں اُن نسے تجھے سو آزار

کوئی دن تو بھی پھرے جان اپنے بیزا...
طنز و تعریض کنائی کی رہی اک ...

جائے ٹک سامنے اسکے تو بہت تر آوے
عرق شرم میں ڈوبا ہوا سب گھر آوے

دل واسوختہ کو اپنے لیے جاتے ہین
اپنی جا غیرون کو ناچار دیے جاتے ہین

غصے سے خون جگر اپنا پیے جاتے ہین
ا‌بکے یون جاتے نہین عہد کیے جاتے ہین

آویگا تو بھی منانے کو نہ آوینگے ہم
جان سے جاوینگے پیمان سے نجاوینگے ہم

بازگشت اسکی کسو طرح نہین ہی منظور
جا نا اٹھا نا تو پھر آنے کا یہان کہان مذکور

گو کہ در پیش ہین آگے رہ دور و دراز
جی سے اپنے بھی گذر جائیں پر تا مقدور ...

شہر ادھر کر لے نہ جس جا سے بنے اُٹھ جانا
قدر کھو دیوے ہے ہر بار کا آنا جانا

میرا اعراض بھی لوگون نے کیا ہی آگے
دل کے داسوز سے لوہو بھی پیا ہی آگے

۵۱۲

تنگ جامے جو سے جانے تو گھبراتے تھے لپٹے دامن سے اُلٹ گھر ہی مین پھر جاتے تھے		نگ پوشی سے نہ محفوظ تمھین پاتے تھے سکی چوبی کبھو در پر نہ تم آتے تھے
	یا تو اب کبھی پٹی مونڈھے چسپے رہتے ہین باہر اندر ہو کہین بند کسے رہتے ہین	
دل نہ آتنا تھا لگا خوبی مرزائی سے دیکھتے رہتے ہو ترکیب ہی خود رائی سے		شوق زینت سے نہ تھا ربط نہ رعنائی سے اب تو سو بار کمر بندھتی ہو اکلائی سے
	روسیہ آئینہ سے تمکو فراغت ہی نہین سرمہ تیرہ درون سے کہین فرصت ہی نہین	
مسّی دانتو نمین کئی بار لگا کرتی ہی آنکھ رعنائی پہ اپنی ہی پڑا کرتی ہی		شانہ اب ہاتھ مین لٹ بنا کرتی ہی پاس سرمے کی سلائی بھی سہاتی ہی
	جان آنکھو نمین کسی کی ہو نظر تمکو نہین غش کرے کوئی ستمدیدہ خبر تمکو نہین	
پر تلا کا ہیکو رہتا تھا گلے کا یون ہار دم مین لاحق کسے یون جان نہ رکتے تھے مار		کب گلی کو چو نمین پھرتے تھے لیے تم تلوار ساتھ خونخوار نہ پھرتے تھے نہ تم خونخوار
	مایۂ فتنہ و پرخاش ہوا اب تو	

تا کہ وان نالہ و فریاد کیا کرتے ہم
اک طرف بیٹھ تجھے یاد کیا کرتے ہم

کب تلک ہاتھ سے خوبان جفا کار کے دین | اس وفادار کیے بدلے یہ ہمین خواری د[illegible]
ہم کہو کب تئین یہ داد وفاداری دین | عشق پیچیر پہ جو کچھ ہو تو گنہگاری [illegible]

قصد فریاد ہے گر بار کے انصاف کرین
پردے کو سنگ کدورت سے ہمین صاف کرین

مست برس خاک پہ عشاق کہ ہم کیا کم تھے | حرف دیر دزد ہے یہ دیدے ہمارے نم [illegible]
موج سیلاب یہ آنسو کے گئے عالم تھے | یعنے اے ابر کسی عہد مین ہم ہی ہم [illegible]

عزم گردینکا آبادی سے گر اٹھتے تھے
بیٹھ کر دشت مین طوفان ہی گر اٹھتے تھے

کون تھا یان کہ مجھے دیکھ ندامت رکھے | یا مرے سر پہ نصیحت سے قیامت [illegible]
میر صد سال خدا تجکو سلامت رکھے | تو نہو تو نہ مجھے کرکے ملامت [illegible]

ورنہ ابتک تو مری خاک کبھی ہو جاتی ہوا
لیگئی ہوتی تبرک کیطرح باد صبا

مسدس

چھوٹے مجکو بھی تو غیرون کی ملاقات کی ہی
چھوڑے یہ تو تو پھر آزردگی کی بات کی ہی

…جی نہ تڑپے گا مرا پھر نہ مری چھاتی جلے
…شکوہ ناکی سے زبان منہہ مین زنہار ہلے
دل نہ سینے مین مرے شام وسحر کوئی ہلے
آ ئی چلنے کہین سر بولے لگ میرے گلے

زور سے بازو پہ اپنے ترے سر کو رکھا
دست گستاخ پہ لے تیری کمر کو رکھا

…بس ہوس کیشون سے مل مل کے تو بدنام ہوا
…کا سر گیسو ئینکے مرتکب جسام ہوا
بسکہ راتون کو رہا شہرۂ ایام ہوا
شوخ و شلتائی دبدۂ صنع ہی آشام ہوا

طور پر میر معیشت کوئی دن اچھے ہی
ایسے بدکار سے صحبت کوئی دن اچھے ہی

…آیا گر غیر کے ملنے کی قسم کھاتا ہی
…ذوق ویسا ہی اسکا تو اُسے بھاتا ہی
میر بھی حرف درشتانہ سے شرماتا ہی
دلکو دار سوز سے منہہ پر یہ سخن لاتا ہی

ورنہ مشتاق ہی سوجی سے جگر خستہ ہوا
کشتہ و مردہ ترا رفتہ و دل بستہ ہوا

مسدس

پھر تو جسکو مین کرونگا اسی پہ قربان	راہ و منزل مین کچے نگا اسکے بستان
بس بگولا سا ہوا تیرے لیے سرگردان	اسقدر تنگ ہو دل غ اب تو کہان ل ہے کہان

کہ رہون بیخود و بیخواب تسلون کو روتا
کاش مشتاق ترے منہ کا نہ اتنا ہوتا

اب تو جو کچھ ہو دل ہن ساتھ لگا بیٹھونگا	اسکے دروازے پہ درویش ہو جا بیٹھونگا
ہاتھ وا سوختہ ہو تجھسے لگا بیٹھونگی	آؤنگا بھی تو ترے پاس نہ آ بیٹھونگا

دور سے ایک نظر کرکے چلا جاؤنگا
سو بھی کتنے دنون بھر کا ہیکو مین آؤنگا

لاگ ہے جس سے نہی اسسے رکھونگا قال	دلنشین اسکی کرون خوب طرح کہنہ مقال
ساری جا بیکے تئین اسکے کرون واقف حال	بعد ازان ترک کرون کھاکے قسم تیرا خیال

پھر کبھو نہ تم مین کبھی گذرے نہ ملنا تیرا
جب نہ تب در پہ اسکی رہنے ما تھا میرا

لگ سے چلون انسے صبا کی سی طرح شاد تجھ	اسکے پاؤن تلے کی خاک کرون کحل بصر
روئے گلرنگ سے اسکے نہ اٹھے میری نظر	جیسکے اسکے لب شیرین سے رہون دیدہ تر

دربھی تال کی اس گیسوے برہم سے رہی

۵۰۸

اسقدر تجھسے نہ تنگ چلتے نہ آتے اس راہ		
تو پری ہوتا تو کرتی نہ تری ادر نگاہ		

یہ فریبندہ سخن گوش نہ کرتے ہرگز		خواہش گنج دہن دل پہ نہ دھرتے ہرگز
بے شب وصل دن اسطور نہ بھرتے ہرگز		لعل جان بخش سے یون تیری نہ مرتے ہرگز

اتفاقات سے ہوجاتی ملاقات تو خیر		
دل تجرد پہ رکھا جب نہ کوئی یار نہ غیر		

عشوہ و ناز و ادا سے کسو کو پھر کیا کام		جی نہ بے چین رہا کرتا نہ دل بے آرام
ہو گیا ہوں تو کبھو ہو گیا آپ ہیں کلام		بے رخ و زلف کسن کا ہے کو ہر صبح و شام

جنس اچھی تری پر گرمی بازار کہان		
سرگران تو تو بہت ہو پہ خریدار کہان		

تجھسے بے مہر و وفا دل کا لگانا تھا غلط		آپ کو حرف غلط رنگ مٹانا تھا غلط
خط دے قاصد کو ترے اور جلانا تھا غلط		آتش غم سے مرے جی کا جلانا تھا غلط

اپنی نادانی سمجھیے کہ تو کیا نسخہ ہی		
آدمی بھی کسو دانا کا لکھا نسخہ ہی		

غم نہیں تجکو مری یاری و فاداری کا		نہ خیال آوے بندے کی گرفتاری کا

برسر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

[illegible]

آدم و جن و ملک شاہ و گدا مرد و زن

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست

برسر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

مسدس

[illegible]

نام حاتم کا تنک جیسے لطیفہ مشہور رنگ رنگ طعمہ مین بل بھر اس رجوع فور	معن زاہد کا ترے بزم مین ہے مشہور کیا خداوندی ہے اللہ خدائی مشکور

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
برسر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

لطف ہے عام ترا سب تجھی سے پاتے ہین شکر نعمت یہ نہین تیرا بجا لاتے ہین	تیری دولت ہے جو یہ شاہ و گدا کھاتے ہین اس جہان سے بھی یہی کہتے ہوئے جاتے ہین

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
برسر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

ارض مین و سموات مین سب تیرا مال روز بہبود کا تجھسے سر گردون خیال	جسکا گھر چاہے تو کر دیوائے مالامال اپنی خوبی کو زمین پر کرے تجھسے سوال

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
برسر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

فی الحقیقت تری مہمان خلایق ہے سب ریجھنی ہے کی ہے کون تری مروت کا ہے ڈھب	تیری دروازے سے محروم کوئی آوے کب جاؤن ناکام اگر مین تو نہایت ہے عجب

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست

[illegible]

اک مدت ہوئی بدنامی و رسوائی ہے
بیکسی بیدلی دردمندی و تنہائی ہے

[illegible]

۵۰۶

[illegible]

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

کچھ کبھی جو ہین واقف راز و نیاز
شعر یہ مشہور سب سے دل گداز
عام تجھ انعام پر کر چشم باز
پڑھتے ہین جا ے دعا بعد از نماز

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

جب تلک تاثیر کا تھا کچھ گمان
وقت یکسان تو نہین ای دوستان
گمہ قرآن خوان ہیں گہے گر سجہ خوان
اب یہی ہی ہر زمان ورد زبان

رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

مسدس

ذکر خوار دینین قصتر دم ترے صبح و شام
حبشی و ہندی ای صفاہانی عرب نے تمام
ریزہ چینی سے تری بادشہ چین کا قیام
ہین ترے دست نگر کیسے کیس کیس کا نام

یا علی کیست کہ شرمندہ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

مسدس در نعت سرور کائنات صلعم

جرم کی کھوٹ سرگینی یا رسول
کھینچون ہون نقصان دینی یا رسول
اور خاطر کی حزینی یا رسول
تیری رحمت ہی یقینی یا رسول

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

لطف تیرا عام ہو کر در رحمت
مجرم عاجز ہون کرٹک تقویت
ہو کرم سے تیری چشم مکرمت
تو ہو صاحب تجھسے ہو یہ مسلت

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

کیا سیہ کاری نے منھ کالا کیا
رحم کر خاک مذلت سے اُٹھا
بات کرنے کا نہین کچھ منھ ر
میرے عفو جرم کی تخصیص کی

رحمۃ للعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

اب ٹھہرنا تک نہین پائے ثبات
جرم کیا ہین میری کتنی مشکلات
دستگیری کر کہ پاؤں نہین نجات
ہو کفایت ایک تیری التفات

خوشی کے پہلوانون کی قدرت عیان ہوئی	...در آوری جہا مین تری داستان ہوئی
کتنونکی دور بیٹھے ہی خاطر نشان ہوئی	...کتنونکی جان سامنے تیرے روان ہوئی

سیسر تری کمان کی نہ کوئی اُٹھا سکا

دشمن سب آئے سامنے ہر ایک جون پہاڑ	...رضا ہوا غلام سے تیرے اگر بکار
جسکی کمر مین ہاتھ چلایا لیا اُکھاڑ	...را نہ ایک وہی کو میدان مین پچھاڑ

جسکی طرف کو آن جھکا پھر جھکا دیا

خرگوش سی تھی بھیڑ کی گویا جوان و پیر	...یا ڈپٹ کے گھوڑے کو جسوقت پھر چر
اُسکے کمانکے ساتھ تھا پیغام مرگ تیر	...گرم رزم جب کہ ہوا کے گیر گیر

تلوار اسکے ہاتھ مین تھا نامۂ فنا

بہتیرے زخم تن پہ اُٹھا جان بلب گئے	...تیرے کوہ و دشت کو بھاگے لد بہ گئے
جوڑا ادھر سے تیرا ادھر سہم سب گئے	...برج سے جوان سو آہٹ سے ہی دب گئے

چمکی ادھر سے تیغ اُدھر سر جدا ہوا

جور فلک سے چھاتی مین سب گئے ہین چھید	...کون وادرس جو کہون جس سے اپنا بھید
کم بخت بھی پھرا نہ ترے در سے ناامید	...امید ہے کہ پہونچے ترے لطف کی نوید

از بسکہ وقف کرتے ہین دن طالع رسا

۵۰۳

اے قبلۂ پاک حضرت موسیٰ رضا امام

ابتک تو آرزو ہو یہی اے کریم تری رضا

مخمسات تمام شد

مسدس

۵۰۲

عالم خاکی مین تھا مصلحتاً جلوہ نما	عرش اعظم سے تجلی تھی ورنہ تیری
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین	
اے ترا مرتبہ بالاتر فہم وادراک	ایک تیرے کے تئین ہوپچے ترے جلوئے
ہین ترے شوق مین سرگشتہ شب و روز افلاک	پر کہان عالم خاک اور کہان عالم پاک
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین	
اپنے اسرار کا تو آپ ہی کچھ داناہی	ورنہ کس نے تجھے جون چاہیے پہچاناہی
ایک فرقے نے تجھے روح خدا ماناہی	ایک نے ذات مقدس تجھی کو جاناہی
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین	
شان شوکت تری کیا کرسکے عاجز تقریر	یعنے مداح ترا کیونکر ہو الکن ہو امیر
زیب دیتی ہی تجھے کو بیٹھتے کل امیر	تین فقرون کے تئین بخش دئے تاج و سریر
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین	
اے مرتفع نشین علی العرش استوا	ذی عز ماسوائے خدا خویش مصطفے
تو تھا کہ تونے دوش نبی پر قدم رکھا	بت توڑ توڑ شرک کی صورت بے مٹا
لایا بزور عرصے مین یکتائے خدا	
کہتے ہین تجھے چشم کرم صاحب نظر	افضل ہوئی کسبب سے ترے خلقت بشر

فقر فاقہ کی ہر طرف ہی دہوم — دو تلنگے جہان ہین وان ہی ہجوم
لشکر اک ہی خدا بہ مردم بوم — زندگی کرنے کی طرح معلوم

کہ رہنے جون خدا ہی ہے آگاہ

قصہ کو ہم کہان نہ رو گذرا — کونسی مثل ہین نہ ہو گذرا
آبرو رفتہ رفتہ کہو گذرا — یا ان گذرنا تہا ظلم جو گذرا

اسپہ جسکو ہو قصہ بسم اللہ

پارسا ہین جو جوان پیر ہدی کہتے ہین — جو ولایت لکھے ہین شاہ ولا کہتے ہین
سالکان مسالک راہنما کہتے ہین — ایک نے لاکہی ہین ایک خدا کہتے ہین

یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

آفتاب فلک عز و علی تو ہی تہا — چہرہ آرائے زمین و سما تو ہی تہا
جانشینے پیمبر کی سزا تو ہی تہا — قالب خاکی کے پردہ مین خدا تو ہی تہا

یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

ہی ترے قدر سے بے ختم رسل کون آگاہ — جسند انشان تری نسل علی تیری جاہ
زور سے تیرے اڑے کوہ لسان برکاہ — وہ ثبات اس قلعہ و قامت یہ قدرت ہی واہ

یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

وقت پاتا ہون تو جتاتا ہون
پہ نواب اسے صاف پاتا ہون
اپنی باری کا ہے یہ قیل و قال
جس گلی کو خدا کرے گا راہ
اوسکا ہمدم نہ کہ امید رفاہ
یان نہ کوئی وزیر ہے نہ شاہ

یان نہین شہر کے گھر مین دانا بھی		کبھو ہوتا ہے پینا کھانا بھی
	ورنہ بھوکے رہے ہین بیٹھے نڈھال	
حال یہ ہے جو اسپہ ہو منظور		پھر بھی نواب سے کرون مذکور
گاہ باشد کہ ہوا نھین مقدور		پر سماجت ہے اب خرد سے دور
	لطف کیا مین کہون وے دیوین ٹال	
مین کہا بس بہت خراب ہوا		پردے مین والنے بھی جواب ہوا
دل ہوا داغ جی کباب ہوا		بارے ہونا جو تھا شتاب ہوا
	کٹ رہیگا مرا بھی یہ جنجال	
دل سے اپنے بھی اب بھلا دیجے		فرد میری مجھے منگا دیجے
اس خیلالات کو اڑا دیجے		بندجریا کیسے چھڑا دیجے
	بس بجھایا بہت فریب کا جال	
ہنس کے بولے کہ فرد ہے حاضر		اور سمجھیے نہ مجکو بھی قاصر
جان کا ہون تمھاری مین ناظر		جمع فرماؤ خاطر عاطر
	اب نہین پھر یہ کام لونگا سنبھال	
تب سے ابتک وہ فرد لاتا ہون		گاہ بیگاہ انکے جاتا ہون

499

ایک مدت تھی آج کل پر بات	اب تو ہی صبح اب ہوئی تھی رات
ہی بہت شیخ کی غنیمت ذات	جمع آدم مین اتنے کب ہین صفات

مفتری دوروغی و محتال

ایک دن مین کہا جو ہو مضطر	کہیے اس در سے جاوں اب کیدھر
ہنس کے بولے بہت تلطف کر	سر منڈاتے ہو تم بھی اس گھر پر

آگے آوینگے جتنے ہونگے بال

راتون کے تئین منتین گذرین	اور دنون کو قیامتین گذرین
کچھ نہ پوچھو جو حالتین گذرین	باتون باتون مین مدتین گذرین

وعدہ دو چار دن نہ ماہ سی حال

پھر جو اس فرد کا ہوا مذکور	کہنے لاگے کہ نائب دستور
جانتا ہی تمھین کہ ہو مشہور	پر کہے ہی رکھو مجھے معذور

جاری کرنا ہی اسکا امر محال

آٹھ آنے ہین شاہ پر بھاری	اسکی لوگون نے کی ہی اب خواری
آپ ہی تو یہ ہی گرفتاری	فوج ہیگی تو قحط کی ماری

کیون نہ حسبجا رہے ہین وان تھاکال

لیکے میری تسلی فرمائی | پھر نفر پاس اپنے رکھوائی

اور لگے کہنے رکھیے استقلال

فرد نواب کو دکھاؤن گا | حال صاحب کا سب جتاؤن گا
ہر مقدر تو کر ہی لاؤن گا | لیکے دفتر مین آپ جاؤن گا

آگے میرے کسے سخن کا مجال

قدر والا ہماری ہی معلوم | خلق خادم ہی اور تو مخدوم
اس سعادت سے جو رہے محروم | ہی یقینی کہ وہ الاغ ہی شوم

حشر کو ہوگا مرکب دجال

تم نبی فاطمہ جو ہم ہین غلام | ہی غلامی تمھاری اپنا کام
تمکو مسجود جانتے ہین انام | تم سبھون کے ہو پیشوا و امام

تمسے سب کو نجات کا ہی سوال

بارے رخصت کیا بصد اعزاز | اور کہا تم ہو خلق مین ممتاز
ہی تمنا کہ تمسے ہون دمساز | دل ہمارا ہو کاغ محو نیاز

کریے تمپر نثار جان و مال

شیخ نے کر سلوک حد سے زیاد | قید اندوہ سے کیا آزاد

۴۹۷

بخشدون جامہ تاک جو ہو قدرت — اُٹھون آتے ہین خرچ یکساعت
دس روپیہ دون گدا کو بے مہلت — مقتضی ہووے کب مری ہمت

صاحبان کرم سے تئین شاباش

ہو جوان لوگون مین گدا کا گذر — سہم رہجائین سب دیکھین اُدھر
دیر کے بعد یہ کہین کسکر — شاہ جی لے خدا سبھون کی خبر

سو بھی یہ بات ہی پس از کنکاش

یارون کی جود کا بیان کیا ہی — وہم مین انکے بھی جہان کیا ہی
آشکارا ہی سب نہان کیا ہی — دیکھتے ہین کہین کہ یان کیا ہی

ایسی صحبت مین ہم نہووے کاش

بس قلم اب زبان کو اپنی سنبھال — خوشنما کب ہی ایسی قال و مقال
ہی کہ ڈھب چرخ دوسیہ کی چال — مصلحت ہی کہ رہیے ہو کر لال

فائدہ کیا جو راز کربے فاش

دستخطی فرد کا سنو احوال — بیدماغی ہی مین تو دیتی تھی ڈال
ایک مشفق کو تھا ادھر کا خیال — مہربانی سے ان نے کھوج نکال

شیخ جی گاڑتے سو عجائب مال

جتنے والے جو تھے ہوئے ہین فقیر	تن سے ظاہر رگین ہین جیسے تار
ہین معذب غرض صغیر و کبیر	لکھیان سی گرین ہزارون فقیر

دیکھین ٹکڑا اگر ا برابر ماش

شور مطلق نہین کسو سر مین	زور باقی نہ اسپ و اشتر مین
بھوکھ کا ذکر اقل و اکثر مین	خانہ جنگی سے امن لشکر مین

نہ کوئی رند ہی نہ کوئی اوباش

لعل خیمہ جو ہی سپہر اساس	پالین مین رندیون کی اسکے پاس
ہی زنا و شراب بے وسواس	رعب کر لیجیے ہین سے قیاس

قصہ کوتاہ رئیس ہی عیاش

جتنے یان ہین امیر بے دستور	پھر تجسس سلوک سب مشہور
پہونچنا اُن تلک بہت ہی دور	بات کہنے کا وان کسے مقدور

حاصل اُنسے نہ دل کو غیر خراش

چار بچے ہین مستعد کار	دس تلنگے جو ہون تو ہی دربار
ہین وضیع و شریف سارے خوار	لوٹ سے کچھ ہی گرمیِ بازار

سو ہی قند سیاہ ہر یا ماش

۴۹۶

جانا تھا جہاں مجھے سو بار وان گیا ۔ ضعفِ قوی سے دستِ تہی وار وانگیا
محتاج ہو کے نان کا طلبگار وان گیا ۔ چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار وان گیا

اس جان ناتوان پہ کیا صبر اختیار

در پر ہر ایک والی کی ساجت مری گئی ۔ نالائقوں سے ملتے لیاقت مری گئی
کیا مفت ہای شان شرافت مر گئی ۔ ایسا پھرایا اُسنے کہ طاقت مری گئی

مشہور شہر اب ہوں سلسا رہیو قار

عرصہ تھا مجھپہ تنگ اُٹھا ہو کے نیمجان ۔ پوچھا نہ مجکو پاس لئن سے کنہوں نشان
کم پائی پر بھی سیر کیا مینے سب جہان ۔ آشفتہ خاطری نے پھرایا کہاں کہاں

برسوں کا راز مجھ سے ہوا آکے آشکار

برداشت میری ہو نہ سکے ایک امیر سے ۔ عقدہ کھلا نہ دل کا دعاے فقیر سے
رخنے ہمیشہ آتے رہے سر پہ تیر سے ۔ ہر چند التجا کی صغیر و کبیر سے

لیکن ہوا نہ رفع مرے دل کا اضطرار

کرنے کو اپنے حال پہ شفقت مری نگاہ ۔ نکلے ہر کس سے طرز براے سخن کی راہ
بولا نہ کوئی ہمسے کہ تم کیوں ہوے تباہ ۔ اسلوب ہے جینے کا ہر کس مرحبے آہ

ہم ایک ناتوان ضعیف اور غم ہزار

۲۹۵

اشکال اسکے دیکھیں وہی مصطفےٰ کو دیکھ — اس رخ کا کر تصور نور خدا کو دیکھ
رنگینی عدالت شاہ ولا کو دیکھ — نرگس نے غش کیا تھا کہیں اس ادا کو دیکھ

گلشن میں صبح بہ روں نے نہ پھر انکھڑیاں ملیں

عاجز نوازی تیری سے ہے بہشت خاک زر — برسے گدا پہ ابر کرم سے ترے گہر
جو زر فلک نے کیا جی سے رحم کر — مہمان تری سماط پہ ہے خلق بحر و بر

حاتم یک آشنا ہیں یاں فیض ریزہ چین

جس دل کو ہو نہ شوق ترا ہو جیو گداز — جس چشم کو نہ میل ہو تیرا نہ ہو وہ باز
جو سر ترا خیال رکھے رہیو بے نیاز — سجدے سے تیرے در کے جو ہوتے ہو سرفراز

مسجود ہو جو صبح سعادت کی وہ جبین

اہل نظر سے دیکھنا ادھر کا ہے عجب — آنکھوں سے تیرے رہ نہ چلے واقف ادب
کسکو تھی یہ بزرگی و کسکا تھا یہ حسب — یہ قدر تھی تری ہوے مولے ہوا تو جب

رونق فزائے کعبہ محمد کا جانشین

کیا کہیے تیرے قرب سے ای سایۂ الہ — بیدانشی سے کچھ کہے کوئی در دل سیاہ
اپنی تو تجھ پہ پڑتی ہی جا کر وہیں نگاہ — فہم و گمان و وہم کو جسپا نہیں ہے راہ

ہے چشم شوق عینک شفاف دور بین

عیب و شہود دونو نمین مشہود ہی تو تو ۔ ہستی ہماری وہم ہی موجود ہی تو تو
حاصل کے دو جہان کا مقصود ہی تو تو ۔ مسجود تجکو جانے ہین معبود ہی تو تو

ناجی ہین وہی ہی لوگ جنھونکا ہی یہ یقین

احوال خوش اُنھونکا جنھین تجھسی ہی ولا ۔ اعدا تو آسمان نے دی خاک مین ملا
آئینہ ہی کر دین کو تجھ سے ہوئی جلا ۔ برپا وہی رہے گا جو تجھ تک ہی سلسلا

یارون نے بتنی رہمین بٹھائین تھین اُٹھ چلین

فتنے کو تیرے عہد مین سوتے گذر گئی ۔ آشوب کے خطر سے ترے سدرہ بسر گئی
آفت کہان کہ کب کے کنارہ بھی کر گئی ۔ آوازہ تیر اُسنکے بلا جیسے مر گئی

یون ہٹ گئے فساد کہ مذکور بھی نہین

وارد ہوا جو تو تو ملی بیکسون کی داد ۔ تلوار مارنے سے ترے ہٹ گئے فساد
اُٹھے نہ گرد زندقہ و کفر بر عناد ۔ زنار ٹوٹے پھرے جلے بت گئے بباد

برہم ہوئے گھڑی مین ہزارون برس کے دین

ہنگامہ گرم یارون کے سب سرنگون ہوگئے ۔ چہرے منافقونکے دد ہین زرد ہوگئے
سر در نقاب خاک پڑے مرد ہو گئے ۔ جیسے تھا پر غبار جہان گرد ہو گئے

گلو نین بکریونکے جیسے شیر خشمگین

وان ان نے دل کیا ہو مانند سنگ خارا کیا پوچھتا ہی ہمدم احوال تو ہمارا	یان تن ہوا ہی پانی ہوکر گذار سارا نے رمز نے کنایہ ایما ہی نے اشارا

اسکے تغافلون نے ان روزون ہمکو مارا

ہو شہر یا کہ صحرا بارے مکان تو ہو حالت تغیر ہوگر منہ مین زبان تو ہو	غم مین نہووے کچھ تو اک تنمین جان تو ہو سو بار دیکھ صورت ہو مہربان تو ہو

اپنے تئین نہین ہی کچھ اب گفتگو کا یارا

بر چشم تھی کہ ترکان اکثر سوار ہونگے یہ جانتے نتھے ہم اسطور خوار ہونگے	ہملوگ انکے رہ کے گرد و غبار ہونگے اب کہتے ہین کہ یارب کیونکر دو چار ہونگے

اس بھی طرف کو ہوگا انکا کبھی گذارا

ہجران ٹک نہ برجی کوہ و دراغ مین ہم مدت رہے اگرچہ گلگشت باغ مین ہم	بوی وفا نہ پائی دلمین دماغ مین ہم پر لطف کچھ جو دیکھا سینے کے داغ مین ہم

اُس بن جو گل چنے تھے اُنکا کیا نظارہ

نشے ہین اپنے خون کے ای ہمرہو نہ آؤ اٹھانے ہم سو ٹھانے گو ہمین جان جاؤ	ہووے طبیب گر خضر اسکو بھی یان لاؤ آب برندہ اُسکی شمشیر کا بلاؤ

آب حیات تو اپنے جی کو نہین گوارا

مخمس

بیخود و بیخبر و مست مے صاف است
آتش مے سے برافروختہ تھی بادہ پرست
یکدگر پاؤں کی تعزش کے سبب ست و بدست
دیدم از دور گروہی ہمہ دیوانہ و مست

از تف بادہ شوق آمدہ در جوش و خروش

گرچہ ظاہر تھا خرابات دلے سب معمور
کاسۂ سر پہ ہوئے پھرتے تھے سارے فغفور
بے لباس طرب جامہ ندرہ سے عور
بے دف و مطرب و ساقی ہمہ در عیش و سرور

بے می و جام و صراحی ہمہ در نوشا نوش

نام و ناموس کا دفتر تھا سب انکا برہم
دیکھکر پہلے کیا میں نے تامل یکدم
پھر جو دیکھا تو مجھے بدکہیگا کیا عالم
چون سر رشتۂ ناموس برفت از دستم

خواستم تا خبری پرسم از و گفت خموش

عقل رکھتا ہی تو ٹک ہیواد بکا پابند
یان فراغت ہی دو عالم کی ہر اک جام میں بند
یہ وہ جامہ ہی کہ فردوس ہو اسکے مانند
این خرابات مغان است در و مستانند

از دم صبح ازل تا بہ قیامت مدہوش

میرا ان مستوں میں کوئی نہیں پابستہ زیست
کیونکہ یہ زیست بہت ہو تو وہ روز کہ نیست
جتنے بے ہست نظر آتے ہیں اب سب ہیں نیست
گر ترا نیز باین فرقہ سر یگانگی ست

دین و دنیا بہ یکی جرعہ عصمت بفروش

باز آتا نہین ہی نفس شوم — ورنہ کس سے اُٹھے ہی ایسی دھوم

ہر سحر ریزہ والون کا ہی ہجوم — ہی تمھین حال یان کا کیا معلوم

تم تو سونٹا لیے کرو ہو سوال

ایک دن جا کیا نفر نے شور — اُن نے دیکھا نہ مطلق اسکے اور

ہی غرض صحبت اپنی اسکے زور — وہ تو مچھڑ کی جھول کا ہی چور

مین بھی کھینچونگا خوب اسکی کھال

اسپہ تنخواہ جو کہ کر لاوے — سو وہ اپنا کیا ہی بھر پاوے

با شکستون کو برسون دوڑاوے — ایسے سے ہاتھ خاک کیا آوے

جس سے دل ہون تہ غبار ملال

بد زبانی نہین ہی اتنی خوب — بات اچھی نہین ہی بے اسلوب

گفتگو اسطرح کی ہی معیوب — ل رہے گا جو کچھ کہ ہی مطلوب

بس قلم اب زبان اپنی سنبھال

بیخودانہ مین کئی حرف زبان ہر گر گوش — آج کہتا ہون کہ ہی خمکدہ دلمین جوش

بای رفتن تو تجھے نیک مجھے تھا کچھ ہوش — سر خوش از کوی خرابات گذر کردم دوش

بہ طلبگاری ترسا بچہ بادہ فروش

یہ کمر باندھ کر گئے دربار	وہ ہوئی گرم جستجوی یار
آنے دروازہ پر لگی سو بار	سر پہ رکھ بانکی پگڑی کھڑکی دار
پھر ہوئے پیر وہ جوان فی الحال	
کچھ خمیت نہ زر جلب کے تئین	ساتھ لیجائے گھر بین سب کے تئین
نہ رہے پاس جور و شب کے تئین	نہ تو پاتے ہین اسکے ڈھب کے تئین
نہ سمجھتے ہین اسکی چال کی چال	
قصہ کوتاہ بعد چندین ماہ	مری اس بھڑوے پر ہوئی تنخواہ
جانے آدم لگا کہ توبہ گاہ	یہ تو مغرور ہے تہ دگمراہ
مفتری کاذب و سفیہ و ضلال	
سہل سا مجکو بھی سمجھ کے نقیر	رکھنے وعدون ہی میں لگا یہ پیر
یہ نجانا نہین ہو اسکی نظیر	اسکو جانے ہی بادشاہ وزیر
دور تک ہوئیگی یہ قیل و قال	
اسکی خاطر کہینگے خورد و کلان	سعی اسمین کرینگے عمدے بجان
دوست اسکو رکھین ہین پیر و جوان	لے گا منت علی محمد خان
رکھنا ان بیسون کا ہی کسکی مجال	

کلام جون تون کے ہین چلاتا ہون

سو بھی سو سو دکان پہ جاتا ہون

آمنی کچھ بنگیا تو لاتا ہون

کسی کا اللہ میان کہان کا نواب

لے جو کچھ اُس سے ایسا ویسا ہو	ورنہ کیا دخل کوئی کیسا ہو
کہتا ہی دون جو پاس پیسا ہو	ہوتے جو دے نہ ایسا تیسا ہو

خلق ناحق ہی میرے جیکا وبال

ایک عمدہ کی ہان ہی اہل کار	فوج کے لوگون کا سب اسپہ دار
سو یہ ٹہرے جو ایسا خوش اقرار	لے ہر اک کو دینے سو سو بار

پھر نہ دے جز فریب تازہ سال

یا مہینون تلک رہے روپوش	یا ملے ہی تو بیحواس و بہوش
لوگون کرتے پہر دنہ جوش و خروش	یہ کچہری مین بیٹھا ہی خاموش

زرد رو بیچیا ہی گویا لال

جبسے یہ ہی محرر دفتر	تب سے ہنگامہ ہی رہا اکثر
ہووے برچھا جو دے کسو کو زر	سو یہ ٹی ٹی پڑھا نہین ہی لچر

سب سے اُسکو ہی ایک جنگ و جدال

لات ملی ہی گہ رہیلون سے	دھول جھکڑ ہی گاہ چیلون سے
کم نہین ہی کچہری میلون سے	آتے جاتے ہین لوگ ریلون سے

نکلے ہی تیغ کہر کے ہی دان ڈھال

تجھے مین دیکھ تماشے کا کیا فہیا ہون
نصیب لطف نہ باقر کا ہو جو چھوٹا ہون
خدا نے دین ہین مجھے آنکھین کیا مین مدحا ہون
دو چار حشر مین آفت سہی ہو جن ایسا ہون

امام پنجتن اس اپنے پیشوا کی قسم

جو زرد دمو ہو نظر مین تو صبح و شام کی سون
کلام ہو کسی سے تو مجھے کلام کی سون
ٹہرا ہو پانون کہین تو ترے خرام کی سون
جو سات پانچ ہو جسمین چھٹے امام کی سون

غبار رہ ہون ترا اسکے خاکپا کی قسم

کرے ہی لطف جو ٹانکے بحال آتا ہون
ترے ہی واسطے یہ غم یہ غصہ کھاتا ہون
دگرنہ آپ سے مین لمحہ جاتا ہون
گواہ دعوی کا کاظم کو اپنے لاتا ہون

سچ اسکو مان تجھے اسکی ہی ولا کی قسم

جو تجکو خوش نہین پانی تو جان کھوتے ہین
کبھو ہی آٹھ پہر مین ٹک لیک سوتے ہین
ہلاک ہونے پہ تجھہ ہی ہمارا جی ہوتے ہین
ہمیشہ راتونکو آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین

امام ضامن ثامن علی رضا کی قسم

گدائے در ہون تقی کا نقی کا ہون مملوک
طریق مہدی ہادی کا رکھتا ہون مسلوک
رکھون ہون عسکری کے لطف سے امید لوک
جہانکے لوگ ہین مفلوک سارے در ہین ملوک

قسم جو کھائیے ان چار بادشا کی قسم

وصل خاطر خواہ معلوم تھا میرے نہیں — آس دلکو لگ رہی تھی جبتلک تھا مین جدا
گاہ باشد رحم کو بھی رحم فرماوے وہ شوخ — دیکھ مجھ ناکام کو یکدم کرے ترک جفا
ایک ساعت پاس بیٹھے درد دل میرا سنے — کرے غمخواری کہے یہ تیرے تئین کیا ہوگیا
سو تو یہ سب ہو چکا ہی کا شکے ملتا نہ تو — ایسے آجانے کا تیرے کون یان مشتاق تھا

آمدی و حسرت وصل از دلم برداشتے
حسرتی بود از وصال آن ہم بمن نگذاشتے

ہین خرابے آج جتنے کل یہ تھے لوگونکے گھر — مست بنائے خانہ مین منعم رہا کر سقدر
طاق کسری تو سنا ہوگا کہ کیسا تھا محل — اب کہین اس طاق کا کسری کے پیدا ہی اثر
گھر کا صاحب تو اٹھا کر کے یکسان خاک سے — اینٹ یا رین اینٹ سی یہ کچھ ہوا اس گھر او پر
خط باطل سے لکھا ہی صفحہ کون و مکان — کیون دماغ اتنا جلاتا ہی رہے ہی تو کدھر
کیسے کیسے خاندان دی خاک مین یان مل گئے — جائے عبرت ہی یہ معمورہ جہان کا بیخبر

سر کجا افتادہ بینے خشت در ویرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

کم بہت سننے مین آتا ہی کوئی رنجور ہی — یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہی
روشنی آنکھونکی ہی منظور سارے خلق کو — قوت دل کا جدھر دیکھو تدھر نکور ہی

اک روز چنانچہ ہول دل سے	اندوہ تنگ مجھے ہوا تھا
لوہو دیا اپنے دوستون نے	جس جا گرا مرا عرق گرا تھا
ہون اب جو بلا مین مبتلا مین	بیگانہ ہی جو کہ آشنا تھا

یہ رنج و بلا و درد و محنت
ای وای حواس و صبر و طاقت

ادھر بھی کبھو ٹک ایک چشمک	ہم سے بھی ضرور ہی مروت
سست فرصت وقت سے ہو غافل	آخر کو نہ کھینچے تا خجالت
ہر آن مین اپنی تربیت کر	دیتا ہی زمانہ کسکو فرصت
غیرون کے رہوگے دیر تک تم	ہمکو تو سویرے کریئے رخصت
کیا تمسے کہین سلوک ہجران	دل مین نہ رکھے ہماری حسرت
قطرہ تو ہی پر نہ ہاتھ اٹھاؤ	دریا کو کرے ہی یہ کفایت
خالی دل پر کو ہم بھی کرتے	افسوس ندی اجل نے فرصت
بس میرا ہو تو کرون منادی	کوئی نہ کرے کہین محبت
گردن مارین شتابی اسکو	رکھے جو کسی سے میر الفت
عمر گذری ہو چکا آسودگی کا روزگار	رنج و محنت کے تئین آرام سے ہی ننگ و عار

ہی بندہ نواز ظلم مجھپر
گو موسم دے خنک ہو مجھ سے
ٹک دیکھ فلک نے شاد خوبان
سر بیچے سو عشق مین رکھے پا
ہاتھو نہین مرے ہین داغ خوبان
کیا تجھ سے کہون معاش اپنی

ہم نالہ نہ کر تو مجھکو نے سے…
دل گرمی ہی مجھکو زرد مے سے…
کیا کچھ کیے خاندان سے کیسے…
واقف نہین دل تو یا نکنے…
کہتے ہین کہ اس کنے ہین پیسے…
یارے گذرے ہتھ جیسے تیسے…

رہتا ہی غرض ہمیشہ سودا
کوچہ کوچہ ہوا ہون رسوا

وہ تشنہ دہن ہون دل جلا ہون
کہتے ہو جسے فلک ہوا ہی
کھاتا تو سہی کبھی بلا ہے
اب جان سے جاتا آرہا ہی
ہو جسکی خراب عاقبت بھی
مین ہون کہ سر آمد جنون ہون
وہ خستہ ہو نہین ہی جسکو کیسے

لب جس جسکا نہو دے دریا…
میرے ہی غبار دل سے پیدا…
دل میرا ہی کاش غنچہ ہوتا…
موقوف اشارۂ تقاضا…
وہ مین ہون کہ چاہتا ہون دنیا…
مجنون کو خلیفہ مین کیا تھا…
رونق افزاے کوہ و صحرا…

...میری ہوا الہوس کی اور مفت	مارا جاتا ہون درمیان مین
...ا بھی نہ تیغ کھا کے بارے	فارغ ہوا دیکھے امتحان مین
...طفل کہے گا بعد میرے	مارا کاہے کو یہ جوان مین
...ن مین تو چراغ آخر شب کا	کوئی دم کا ہون میہمان مین
...سوزی مری گرا سے صبا ٹک	ہونے تئین صبح کے کہان مین
...نے ہی کو رونا ہی گا ناصح	پھرتا ہون دہاے خانمان مین
...ئی نہین شہر غم مین میرا	بیچارہ غریب ہونگا یان مین
...کھ کے رلاتا ہو نہین سبکو	تجھ غم مین ہوا ہون وصفہ خوان مین
...ں نہ وفا کسی مین دیکھا	غربال تمام کر جہان مین

بارے مین یہ سب دیار دیکھا
ہر کوچہ کو بار بار دیکھا

...ب ہی عالم مین ہو گئے تھے	اپنے دل کا غبار دیکھا
...کھین گئین روتے روتے لیکن	تو نے نہ ادھر کو یار دیکھا
...ب وعدہ نکر زیادہ بس ہم	جانان ترا اعتبار دیکھا
...تے تھے یہ ہم نہ کر تمنا	اے جان امید وار دیکھا

جو روا نزاع دشمنون کے سہ	ہر نہ کر یار گفتگو بے
دوستی مین علے کے بجو درہ	بات یہ ہی گی اور کچھ مت

یا علی یا علی کہا کر تو

اسم یہ ایک جو مکرم ہی	سب کے نزدیک اسم اعظم
یہ سب اوراد پر مقدم ہی	غرض اے ہمنشین جو آدم

یا علی یا علی کہا کر تو

رہ ولاے علی کا خواہشمند	ہی یہ شیوہ خدا رسول
دب کے ہرگز نہ رکھ زبانکو بند	پست کرنے کو مدعی کے

یا علی یا علی کہا کر تو

بدر آسا علی تمام ہی نور	ذات پاک اسکی ہی علیم
بھول مت اسکو گر تجھے ہی شعور	یاد خاطر رہے ضرور

یا علی یا علی کہا کر تو

سونپ رکھ اسکو اپنی موت و حیات	رحمت صرف ہی علی کی ذا
بس ہی اسکی ولا برائے نجات	باتین یون سو ہین پر یہی ہی

یا علی یا علی کہا کر تو

یا علی یا علی کہا کر تو

بات ایسی سے ہی تجکو ننگ و عار		...ے مخالف بحث مت کر نا بکار	
کیا کہا تجھ سے کرون مین باربار		...س کہا اس آستان کا ہون غبار	
	حیدری ہون حیدری ہون حیدری		
ہی یہ خر جکڑا ہوا تقلید سے		...شیخ کو نسبت نہین تجرید سے	
گو کہا ان نے مری تقلید سے		...ے عقائد ہوتے ہین تائید سے	
	حیدری ہون حیدری ہون حیدری		
گو خوارج کے ستم اسمین سہون		...س عقیدے ہی پہ اپنے مین رہون	
لب ہین جبتک بس یہی تب تک کہون		...ے ولا حیدر کے ہونین تو نہون	
	حیدری ہون حیدری ہون حیدری		
ورنہ تھا یہ شور تا چین و چگل		...ب ہوا پیری سے ٹک مین مضمحل	
رات دن رہتا تھا کہتا متصل		...وق میرا کچھ نہ تھا بصدق دل	
	حیدری ہون حیدری ہون حیدری		
عشق تیرا ہی مرے ہمراہ جان		...ے مرے سرمایۂ ہر دو جہان	
بیگمان سرزد ہو یہی ہر زمان		...و اگر تن پہ مرے ہر مو زبان	
	حیدری ہون حیدری ہون حیدی		

۴۸۱

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

مخمس تصنیف

یا علی یا علی کہا کرتو

یا علی یا علی کہا کرتو

یا علی یا علی کہا کرتو

یا علی یا علی کہا کرتو

ہی وہ امید گاہ خلق خدا	روز محشر اُسی سے سبکو رجا
وہ مروت شعار و جملہ حیا	بحر ذخار جود و کان عطا

اُس سے نفع گدا تمتع شہ

مرتبہ کچھ نہ پوچھو اس گھر کا	بندگی یان کی فخر قیصر کا
شاہ چین پیش دست قنبر کا	آسمان ہی گدا اسی در کا

دیکھتے ہین ادھر ہی مہر و مہ

اُسکی ہمت اُسی کو بن آوے	دولت اُسکی جہانسے سب کھاوے
بار اس در پہ جو گدا پاوے	ایک آواز کرکے لیجاوے

مال و اسباب و ملک و تاج و کلہ

میر عازم ہوئے ہو کدھر کے	جو تلاشی ہو یار و یاور کے
رہگرا دوستی حیدر کے	نہین محتاج ہوتے رہبر کے

ہی اسی راہ مین خدا ہمراہ

مخمس در منقبت

قدر کو میری بہت ہی برتری	کب مری خورشید سے ہو ہمسری
حکم بزرگے ہی یان شیر تری	گر مخالف سوچ کر ٹک از دری

حیدری ہون حیدری ہون حیدری
منقبت خوانی سے میری سب ہین سن
اس سوا مجھ مین نہین ہی کوئی گن
ساتھ تیرے ہی علی کی دھن
مدعی اس کان کو اُس کان سن
حیدری ہون حیدری ہون حیدری
شوق کا عالم سے تعجب ہی یہ کیا
جو بدن ہو خاک سب بعد فنا
اور پھر اس سے او گے سبزی کی جا
رنگ رنگ اسکا کرے یہ صدا
حیدری ہون حیدری ہون حیدری

(۱۸۰)

اس زمانہ مین آہ کچھ ہی عظیم	ہی مری جان پر عذاب الیم
ہے مستحق کرم ہون مین تو کریم	ملتفت ہو بہت ہی حال سقیم

میرے ہر درد کی دوا ہے تو

فرصتِ وقت جون حباب ہی کم	حال مانند موج ہی درہم
ڈوب جاتا ہی جی مرا ہر دم	جوش زن گو کہ ہو محیطِ غم

غم نہین کچھ جو آشنا ہی تو

تجھ سے ظاہر ہوے چھپے سب بھید	جلوہ تیرے ظہور کا جاوید
ذرے ذرے کو تجھ سے ہی امید	دن ہی طالع ہوا جہان خورشید

سب پہ روشن ہی کیا چھپا ہی تو

میر کو کب تلک یہ رنج و غم	اس بھی اندوہگین کو کر خرم
منبسط ہی ترا سحاب کرم	یعنے سایے مین ہی ترے عالم

سارے عالم مین چھپ رہا ہی تو

مخمس در منقبت

ہی حقیقت سے تو اگر آگہہ	یاد مین روز و شب علی کی رہ
کعبہ اسکا ہی در ہوا ے ابلہ	میر مولے کی ذات پاک ہی وہ

	یکتا ہی عرصۂ دو جہان مرتضے علی	
ہر چند کام ایسی جگہ کیا کرے سمجھ		اس راز کو سمجھ جو سکے تو ارے سمجھ
یعنے نہ ذات پاک سے آشنا ہو سمجھ		عقل نخست سے بھی اسے کچھ پرے سمجھ
	ہی آنسوئی خیال وگمان مرتضے علی	
موجود اسکے ہونے سے روشن جہان ہوا		اس پردے مین جو تھا پس پردہ عیان ہوا
فرمان شاہ بحر و بر اُسپر روان ہوا		پیر زمانہ دیدۂ عالم جوان ہوا
	ہی چشم و چراغ کون و مکان مرتضی علی	
شخصیت ایسی کسکی تھی کسکو تھی یہ شرف		اسقدر ساتھ کون بغیر از شہ نجف
اللہ رے زور کوئی نہ اُسکا ہوا طرف		دریائے موج خیز تھا اسکے کرم کا کف
	ابن عم رسول زمان مرتضے علی	
ہر چند ہی یہ عرصہ ہمیشہ سے پر غبار		یاران رفتہ کی بھی تردد مین یادگار
لیکن کہان یہ حربے کہان ایسے مرد کار		نکلے نہ ویسی تیغ کہ جیسی تھی ذوالفقار
	دیکھا نہ تھا وہ جیسا جوان مرتضی علی	
پامال راہ اسکے ہین سرہاے پر غرور		نزدیک اہل عقل کے رتبہ ہی اسکا دور
شایستۂ سجود سمجھتے ہین ذی شعور		ہی جلہ تن منزہ و سرتا قدم ہی نور

جو سب سے بصر مین اُسکے تین کچھ سمجھا ہے
خورشید کو اشارون سے کنک بتا ہے
روشن ہی سب یہ بات عبث کیا جتائیے
حاجت نہین بیان کی عیان مرتضی علی
وہ ہاتھ جسکو اور کسو سے کچھ ہو وے کام
شاہ و سحر بیان تو وظیفہ اُسیکا نام

	بہت ہی گرچہ ہنگامہ وے زین عبا بس ہی	
ولا باقر کی فرض عین ہی حیدر پرستی مین غرض رہ محو اسکا دشت مین ہو تو کہ بستی مین		جپا کر نام کو اسکے تو ہشیاری مستی مین عجب ہی نونہال اسکا یہ اراس ہی ہستی مین
	کرم اسکا پئے ہر شخص بے برگ و نوا بس ہی	
محبت چاہیے صادق جناب پاک جعفر مین وہی ہان بھی ہی تشنہ تھا جو کچھ ساقی کوثر مین		اسی کا شوق دل مین ہو اسیکا شور ہو سر مین عنایت کی اسی سے چشم رکھو آشوب محشر مین
	بلا صدرنگ ہوئے کیون نہ ایک اسکی ولا بس ہی	
رکھے کاظم کو جو سر برغم و غصے سے کیا اسکو بیک چشم زدن حاصل ہوا یہ مرتبہ اسکو		نہ دیکھے یہ امام دین بلا مین مبتلا اسکو کہ رکھے کفش جسکے سر پہ دیکھو بادشا اسکو
	توجہ گو نہ ہو وے پئے ہر مدعا بس ہی	
جسے ای مجلس آرایان دین بہرہ ہی ایمان سے نگہ سان چشم سے آتی ہی خلق ایران و توران سے		اسے اک بندگی خاص ہی شاہ خراسان سے گزر جانے مین اسکے نام پر عشق بت جان سے
	ہو سودا اس سے بن جائے تو امنی رضا بس ہی	
جو وہ دن ہو کہ نکلے آفتاب سر پر ہی سے کرین پرسش بد و نیک عمل کی خلق عالم سے		ہو کل درمیان لاوین بخش جنت جہنم سے مخاطب ہم کسو سے ہون یا رب کونی ہم سے

دا ہو جو چشم دل تو تماشا ہی اسکی ذات
یکتا ہی

کیا کیا نمود کرتے ہیں اسکے عجائبات

اسکی ولا ہی شرط بری ہی بچے نجات

اسکی ولا ہی باعث بہبود کائنات

ذکر روان در دزبان مرتضی علی

مقصود خلق و خواہش جان مرتضی علی

ذرر و نبات و تاب و توان مرتضی علی

مخمس در منقبت علی ابن ابی طالب ع

ارض و سما کے دیوے قلابے ملا علی
دی تیغ ابھی سلو کہ جسی ہو ذوالفقار
مرکب کمان مین اشک کے دلدل کمان سوار
لذتی ہین گرچہ مردم خواب انکی بھی ہزار
بر یہ زبان نعت خدا کی طرف سے آئی ہی وقار
طاقت تو دیکھئے کہ مین پیدا ہوا علی
ہی حق کی یہ زبان سے احمد رسول کو نور ولی
تھی حق کی ساری خلق خدا کی اسے ولی
نسبت نغیر ہوے ہین سے اتحاد بھی
لطف و سخا و ہمت و علم و حیا علی
جود و عطا و جرأت و زہد و وفا علی

تھا بزم لامکان مین بھی رونق فزا علی	
خواہش مدد کی غیر سے ہی یہ خیال خام	کرتا ہی کب قبول اُسے عاقل تمام
کافی ہی دو جہان مین مولے میر نام	لاریب اُسپہ آتش و دوزخ ہوئی حرام
اکبار بھی زبان سے جس نے کہا علی	
سرتا قدم ثبات دل جبلّی ادب	صورت پکڑ کے سامنے آیا تھا لطف رب
ظاہر ہوکے ظہور جہانین عجب عجب	محراب مین نہ گرم بکا تھا کدام شب
ہنستا رہا نہ کونسے روز غزا علی	
عنتر کو نار خشم نے اُسکی جلا دیا	اژدر کو چیر ایک ہی دم مین کھپا دیا
خورشید کو نکال دوبارہ دکھا دیا	ہنگامہ کفر و شرک کا آکر مٹا دیا
تھا جانشین ختم رسل کا بجا علی	
گو چشم دل کھلے نہ کسی روسیاہ کی	اُس تک مجال کب ہی کسو کی نگاہ کی
اللہ ری بلندی تری قدر و جاہ کی	مر مر کے جبرئیل نے دربان سے راہ کی
شاہا ملک سپاہ جہان صفا علی	
دشمن کو آگہی ہی کما نیبنے کمان	قدرت ہی اُسکی قدرت حق ہوتی ہی عیان
زور آوری مزاج مین آوے تو الامان	کچھ بھی نہین ہی پھر یہ جو ب کچھ ہی درمیان

نزدیک سب کے اسکو ہی درجہ قبول کا
ایک عندیہ ماہر سید و شیخ و منقول کا
کب معتبر ہی حرف کسو بو الفضول کا
باطن علی ہی ظاہر خوب رسول کا
غالب اسکے فرق بد ہوکے تھا خدا علی
ہر فرد کی زبان پہ علی کی ہی گفتگو
ہر شخص سے تئین ہی علی ہی کی جستجو

مخمس (۷۶)

نام اسکو ہی علی کی لولاے آرزو
اپنا ہی جیسے علی کن بطرف سر و نہین تمنا ہو
مقصود خلق و مطلب اہل ہمہ علی
اُس شوق ہی کہ ہی وہ مرے قلب مین نہان
تا یہ بھی نجات کا باعث بھی ہی وہ بیان
اس بزم لب ہی رسپن جوہر ہر زبان
اسوقت مین جان ہوکے ہر کس مہمان
اسد ہی کہ ہو نہین لبو نپر سوا علی

منقبت

اس ارادہ کیا محمد مصطفی ...
...
بہت

خاک در ہوشۂ ولایت کا	شاہیان لگیگے پانسے فقیر
یونہین ذرّہ زیرہ دست جود اُسکا	جیسے برسے ہی کوئی ابر مطیر
صاحب ایسا ہی ہو تو صاحب ہے	گنہ آمرزا ور عذر پذیر
ہمسے بندون کی ورنہ کیونکہ نبھے	دمبدم جس سے ہوتی ہے تقصیر
کچھ محبون کا معتقد مت پوچھ	ہے علی ہی ہُوَ العلی کبیر
شان سے کہتے ہین محیطِ کل	قدر سے قادر و خدائے قدیر
تو موالی علیؑ پرست نصیر	چاہے سو ہمکو کہہ لے اب ہے امیر

ہم علیؑ کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

مخمس در منقبت

ہادی علیؑ رفیق علیؑ رہنما علیؑ	یاور علیؑ محمدؐ علیؑ آشنا علیؑ
مرشد علیؑ کفیل علیؑ پیشوا علیؑ	مقصد علیؑ مراد علیؑ مدعا علیؑ

جو کچھ کہو سو اپنی تو ہا مرتضیٰ علیؑ

نور یقین علیؑ سے ہمین اقتباس ہے	ایمان کے علی کے ولا پر اساس ہے
یوم التنا و مین بھی علیؑ ہی کی آس ہے	بیگاہ و گاہ نادعلی اپنے پاس ہے

شوق مفرط سے ہی طرز سخن
بات اُسکی کلام ربانی
ہاتھ اُسکا وہی خدا کا ہاتھ
چہرہ پرداز نور یزدانی
قامت آراے کبریا حق کا
ہاں وہی شاہ ظل سبحانی

ہم علی کو خدا نہیں جانا
پر خدا سے جدا نہیں جانا

ہی علیؑ مدعا علیؑ مقصود	وہی مشہود ہی وہی موجود
ہی علیؑ وہ کہ سارے صاحبدل	لیتے نام اُسکا بھیجتے ہین درود
کیا زمین کیا سپہر کیا مہ وخور	کی علیؑ کے لیے سبھون نے نمود
جمع رکھ دل علیؑ سبب ہوگا	کیا ہی اسباب اگر ہوئے مفقود
بندگی کے مقام مین معلوم	ہی یہ صاحب ہمارا تو معبود
مصطفےٰ مرتضےٰ خدا ہی ایک	لیک آگاہ راز ہین معدود
جھک ہی جاتے ہین سُن اسکا نام	یعنے سب اُسکو جانتے ہین مسجود
حشر ہوگا علیؑ کے ساتھ اپنا	کیا ہی وان کا ہمین غم بہبود
عندیہ اپنا اپنا ہی اے شیخ	گوش کر اُسکو تو اچھل یا کود

ہم علیؑ کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

گاہ بیگاہ کر علیؑ خوانی	ہی علی دانی ہی خدا دانی
میرکا اُسکے رہ سر آشفتہ	ہی ولاے علیؑ مسلمانی
فرش راہ علیؑ کر آنکھون کو	یون بچھا تو بساط ایمانی
مور بے زور ہو علیؑ کا تو	کر جہان مین کرے سلیمانی

مستزاد ہندی

دلی مین بہت سخت کی ابکی گذاران	دلکو کر سنگ
غیرت نہ رہی عاقبت کار نہ شان	کھنچا یہ تنگ
یارون مین نہ تھا کوئی مروت جو کرے	اُجڑے تھے گھر
تا حد نظر صاف پڑے تھے میدان	عرصہ تھا تنگ
ٹک میرزبانے سے نہ کر قال مقال	بس اب چپ رہ
ہر چند خموشی گو کو وبال	ایذا ہی سہہ
ایسا نہین یہ قصہ کاہش افترا	جو ہو آخر
اٹھ سوئی ہو چکا ہی پچھلو نکا حال	آگے مت کہہ
ہستی کا یہ ہنگامہ تمام اُسکا ہی	ابتو ہی وبال
شہرت کہ جواب جہان برجا ہی	سو وہم و خیال
جھوکے مین اڑے بعد فنا کے جب پ	تب ہیچ ہی سب
پھر نام سوا جہا نہین رہتا کیا ہی	عنقا کے مثال
منعم جو کبھی ترے بناتے گھر در	تھا عہد شباب
پیری مین بنا وہم پہ رکھتا اکثر	ہی کچھ بھی شباب

کافت صرف عمارت دل کر
ابنجی ای لکا ضعف سے وہ جی تیرا
ہر کیا ہین خیال
اسکا نہ خراب
تا چند غم دل سے شکایت کرے
کس کس سے شب و روز شکایت کرے
ہو کر نیک
نہیں ہو کسی طرح کیا نیک
ہوتا کہ مزے دل مین سراہت کرے
کیا کیا آرتی ہو اسے جی مین ہیلین
لکہا ہے کیا سب کچھ
محراب مین سر رکھے
غم ہر جا بیچا
دوست گذارہ ہووے غم ہون مین
جھپ جھپ کے کرے

سنہ ۱۲۷۳

ہم پیر سے تیغ چھوئن سرگردان
سبحان اللہ

تمام شد مستزاد

کیا کہ علی کی ہی صفت نہین ہی بان
نہین ہی بے نہین اللہ
شان ارفع ہی اپنے صاحب کی
کام کرنے نہین قیاس و گمان
ہی جہان رتبہ و حجاب اُسکا
عقل کا درک و ہان ہی کیا امکان
خوگر اس نام لینے سے جو نہین
حیف صد حیف وہ دہان و زبان
دونون یکتا ہین ذوالفقار و علی
ایسی شمشیر ہی نہ ایسا جوان
سب ہین حیران منزلت اسکی
قدر اسکی کہان سمجھ کی کہان
ماہم علی انام کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا
ہی

ولہ

بھر عشق مین پانون دھرتا ہیگا
جی اور منغص اپنا کرتا ہیگا

سب ملکے چلو بلا سے سمجھا دین		افسوس کہ وہ جوان مرتا ہیگا
دل تجھپہ جلے نہ کیونکر میرا بیتاب	ولہ	یان تجکو توقع ہو کہ لاتا ہی جواب

وان ان نے شراب پی کے مستی مین میر
کر کھائے بھی نامہ بر کبوتر کے کباب

کہتا ہی یہ اپنی آنکھون دیکھنے فقیر	ولہ	بینش نہین رکھتے کیا جوان ہون کیا پیر

آندھی ہین جہان کے لوگ سارے اے میر
سوجھے نہ جسے اسے یہ کہتے ہین بصیر

پیغمبر حق کہ حق رکھا یا اوسکا	ولہ	معراج ہے کمترین پایا اوسکا
سایہ اسکے نہ تھا یہ باعث ہیگا	ولہ	کل حشر کو سب پہ ہوگا سایا اوسکا

چھپکے رہنا نہ میر دل مین ٹھانون
بولو چالو کہا ہمارا مانون

اک حرف نہ کہ سکوگے وقت رفتن		چلنے کو زبان کے غنیمت جانو
کی حسن نے تجھسے بیوفائی آخر	ولہ	خوبی نہ رہی نہ میرزائی آخر

رباعی ازغزل

ازغزل مربع

پر ہم جو گلہ کرین تو خامی ہو گی خدمت تری ہمین غلامی ہو گی	ولہ	چند کہ اے مہ اب تمامی ہو گی ندے ہین ترے کیونکہ کرین سرتابی
جاے دندان کو ہمنے خالی پایا پیری نے عجب سمان ہمین دکھلایا	ولہ	انو پہ قدم خم شدہ سر کو لایا نکھون کی بصارت مین تفاوت آیا
ایام لڑکپن کے گئے غفلت مین یکبارہ کمی ہو آگئی طاقت مین	ولہ	وقات جوانی کے گئے عشرت مین یری مین جز افسوس کیا کیا جانے
تا چند تلطف میر ٹھیا سے ہوگا شایستہ صد ستم جفا سے ہوگا		
اپنے ہوگا سو اب خدا سے ہوگا	ولہ	ر ترک ملاقات بتان کیجے چل
وہ بات نہین رہی کہ چپکے رہیے بیصرفہ جو کچھ کہ منھ مین آئے کہیے	ولہ	ہ عہد گیا کہ جور اسکے سہیے ب جی ہی بہلا تو صرفہ کیا ہے
محو صورت بھی ہو ہین معنی آگاہ کیا کیا ہین رنگ یہان بھی اللہ اللہ	ولہ	سن ظاہر بھی ہو ہمارا دلخواہ غ عالم کو چشم کم سے مت دیکھ
رنجیدگی یکدیگر نہایت ہوگی مت پوچھ کہ کتنے مین شکایت ہوگی	ولہ	سو قت شروع یہ حکایت ہوگی حوال وفا کا اپنے ہرگز مجھسے

ایسا نہ ہوا کہ ہمسے شادی کی ہو	یا سیر بہار رباغ وادی کی ہ[cut off]
پژمردہ کلی کے رنگ گلشن مین	غالب ہی یہی کہ نامرادی کی[cut off]
اتنے بھی ہم خراب ہوتے رہتے	کاہیکو غم والم سے روتے ر[cut off]
سب خواب عدم سے چونکنے کے ہین وبال	بہتر تھا یہی کہ وہین سوتے ر[cut off]

ہم میر برے اتنے ہین وہ اتنا خوب
متروک جہان ہم ہین وہ سبکا محبوب

ہی ممکن اُسے وجوب کا رتبہ	ہو کچھ بھی مناسبت کا باہم سلو[cut off]
گو روکش ہفتاد و ملت ہم ہین	مرات بدن نمائے وحدت ہم ہ[cut off]
بے اپنے نمود اُسکے اتنے معلوم	معنے محبوب ہین تو صورت ہم[cut off]
محشر مین اگر یہ آتشین دم ہوگا	ہنگامہ سب ایک لپیٹ مین برہم[cut off]
تکلیف بہشت کاش مجکو نہ کرین	ورنہ وہ باغ بھی جہنم ہوگ[cut off]
ہر صبح مرے سر پہ قیامت گذری	ہر شام نئی ایک مصیبت گذر[cut off]
پامال کدورت ہی رہا یان ذرات	یون خاک مین ملتے ہمین مدت گ[cut off]
اب شہر کی گلیونمین جو ہم ہوتے ہین	منھ خون جگر سے دم بدم دھوت[cut off]
یعنی ہر ایک جا پہ جون ابر بہار	عالم عالم جہان جہان روتے ہین

کچھ خواب سے ہو تغیر یہ صحبت داری
اُٹھ جائینگے یہ بیٹھے ہوے یکباری

کیا آنکھونکو کھولا ہی تنگ کو سن کو کھول | افسانہ ہی پل بارتے مجلس ساری

ولہ
دل خون ہوا ضبط ہی کرتے کرتے | ہم سو ہی چلے دکھونکے بھرتے بھرتے

ولہ
ے مایہ زندگی ستم ہی یہ اگر | پھر آنکھ تجھے دیکھیں نہ مرتے مرتے

ہستی نگر میر اگر ہی ادراک
دامان بلند ابر منظر رکھ تو پاک

ہی عارتی جامہ ہستی تیرا | ہشیار کہ اسیر نہ پڑے گرد و خاک

ولہ
کیا تسے کہوں میر کہانتک روؤں | روؤں تو زمین سے آسمان تک رو دون

ولہ
ون ابر جہان جہان بھرا ہون غم سے | شایستہ ہون دو نیکا جہانتک رو ون

میر اس سے ملے کہ جو ملا بھی نہ کبھو
جی یون ہی گیا وہ آہ بھرا بھی نہ کبھو

جب جیکے لیے لگ گئی ایسی ان کو | ان نے تو کچھ زیر لب کہا بھی نہ کبھو

ولہ
کیا کوفت ہو لخت کسی کو ٹ نکلے | ٹکڑے جو ہوئے جگر کے ٹوٹے نکلے
چھاتی جو پھٹی ندان جلتے جلتے | اُسمین پھپھولے ہمارے پھوٹے نکلے

چپ ایسے ہیں گویا کہ نہیں منہ میں زبان		جب نام ترا لیں تو زبان اپنی بھرے
شب ابر کہ پیش رو دہو در یا جسکا اس سے ناگاہ ایک بجلی چمکے	ولہ	آیا و دل داغ کر گیا جس تسکا کیا جانے اُسنے گھر جلایا کسکا
ہم میر سے کہتے ہیں نہ تو رویا کر	ولہ	ہنس کھیل کے ٹک چین سے سویا کر
پایا نہیں جانے کا وہ در نایاب		کڑھ کڑھ کے عبث جانکو مت کھویا کر
ابرو سے مہ تو نے کمان خم مارا	ولہ	ہونٹھو نسے ترے لعل نے کب دم مارا
زلفون کو ترے بھی پریشان دیکھیں		اک جمع کو ان زلفون نے برہم مارا
جان ہی بدن لطیف دردہی نازک	ولہ	پاکیزہ ہی تری طبع و خو ہی نازک
بلبل نے کیا سمجھ کے تجھے نسبت دی		گل سے تو ہزار پردہ تو ہی نازک
پوچھو نہ کچھ اس بے سروپا کی خواہش	ولہ	رکھتے نہیں خدا اہل وفا کی خواہش
جاتے ہیں چلے جی ہی بتو نکے خاطر		معلوم نہیں کیا ہی خدا کی خواہش
دل غم سے ہوا گداز سارا اللہ	ولہ	غیرت نے ہمیں عشق کے مارا اللہ
ہی نسبت خاص تجھسے ہر ایک کے تئین		کہتے ہیں جنا نچہ سب ہمارا اللہ
وصف اپنی دلون کی کسے کہیے ساری	ولہ	اُس شوخ کی تمکین نے تو جی ہی مارا
بالون میں چھپا منہ نہ کیونکر چھپا		کہ میر گئی ہی رات کیونکر بار

۶۸

آزار بہت کھینچے ہیں اس بن دل نے		ہجران ہی شاید کہ وصال اپنا ہی
دل جان جگر آہ جلا دے کیا کیا	وله	درد و غم و آزار کھنچا دے کیا کیا
ان آنکھون نے کی ہی ترک مردم داری		دیکھیں تو ہمیں عشق دکھاے کیا کیا
چپکا چپکا پھرا نہ کر تو غم سے	وله	کیا حرف و سخن عیب ہی کچھ محرم سے
آخر کو رکے رہتے خیون ہوتا ہی		ای میر کوئی بات کیا کر ہم سے
گیلک کیجیے اداؤن سے کیا ہوتی ہی	وله	جو دل زدگان پر یہ جفا ہوتی ہی
یہ کیا کہ سجود مین نہ دیکھا بگڑے		اک وقت نماز بھی قضا ہوتی ہی
اب وقت عزیز کو تو یون کھو وگے	وله	پر سوچ کے غفلت کے تئین رو وگے

کیا خواب گران یہ سیل روز و شب ہی
جاگو ٹک میر پھر بہت سوؤگے

پر پیچ بہت ہی شکن زلف سیاہ	وله	وارفتہ نرہ اسکا دلا بیگہ و گاہ
دیوانگی کرنے کی جگہ بھی ٹک دیکھ		جا ملتے ہی یہ کوچۂ زنجیر مین راہ
جانان نے ہمیں کھو نچانا افسوس	وله	جو ہمنے کہا سو وہ نمانا افسوس
تب آئے نہیں دیر کی قیامت اب سو		آیا نزدیک جی کا جانا افسوس
ہر لحظہ رلاتا ہی کڑھاتا ہی مجھے	وله	ہر آن ستاتا ہی کھپاتا ہی مجھے

۴۶۷

ولہ
بھر عالم ہستی مین کرم کرتا ہے
تھا کام کرم اُسے کرم مطلق
کیسا احسان ہے خلق عالم پر
ناچیز کف خاک کو آدم کرنا

ولہ
ہم برگ خزان سے ایسے ٹھہرے ہین ہوا
بیتابی اندھی سے ہم تا گئے
جاتی ہے نسیم و گل کی نکہت جو نہ
[illegible]

ولہ
عالم عالم ہے اپنی خرابی نہ کرو
[illegible]

ولہ
اللہ کو زاہد جو طلب کرتے ہین
ظاہر تقوے کو کس سبب کرتے ہین
دکھلانے کو لوگ ہے دونون مطلب
پیش آنجم نماز سب کرتے ہین

رباعی

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعیات

دامن عزلت کا اب لیا ہے مین نے | دل مرگ سے آشنا کیا ہے مین نے
تھا چشمۂ آب زندگانی نزدیک | پر خاک سے اُسکو بھر دیا ہے مین نے

رباعی

اے تازہ نہال عاشق پامالے | یہ تونے طرح ناز کی کیسے ڈالے
سب تجھسے جہان بھرا ہے سکے اُدہر | دیکھین ہین جا ہے گی تیری خالے

ولہ

افسوس ہے عمر ہم نے یونہین کھوئی | دل جسکو دیا اُن نے نہ کی دلجوئی
جھنجھلا کے گلا چھری سے کاٹا آخر | جہل ایسی بھی عشق مین کرے ہے کوئی

طاعت مین جوان ہوتے تو کرتے تقصیر | وہ سر مین نشہ نہین ہوئے ہین اب پیر
ایک روز دن مین یون سُنا ہے ہمنے | میخانے مین بیٹھے معتکف ہو کر میر

[illegible]

٣٦٥

خود بخود کھویا گیا ہی کتنے روزن سے فقیر	ولہ	وہ نہین ہی اب جو تمنے پیش از ین دیکھا تھا میر
دوستان ظلمی بحال نامرادم رفتہ است	ولہ	داشتم چیزے کہ من بودم زیادم رفتہ است
نہ اپنے در سے مجھے دور کر شتابی سے	ولہ	کہ آ دیان نہین پہونچا ہون کس خرابی سے
ز ضعف دست بدیوار دادہ آمدہ ام	ولہ	بہر دو گام زمانے ستادہ آمدہ ام
مشہور ہین عالم مین تو کیا ہین ہے کہین ہم	ولہ	القصہ نہ در پے ہو ہماری کہ نہین ہم
عنقا سر و برگیم مپرس از فقرا ہیچ	ولہ	عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ
مین رہگیا تھا لاجرم شکوہ جی سہی حبیب تیر ے	ولہ	تب کے بھلا تب ہی گئے ہنگامہ تھا ہمہ گیر سے
اکنون کہ تنہا دیدمت لطفے را آزار یمین	ولہ	تلخی مگو سنگے بزن تیغے بکش کاری بکن
چمن مین وہ ہر سے ہنستا ترہ برنگ گل	ولہ	کہ صبح شاخ پہ یہ بیت پڑھتے تھے بلبل
درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش است	ولہ	زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است
رہی ہم تستگان سے ذرہ منت یار کی کیسی	ولہ	کہ پھر پانی نہ مانگا ہم لگائی ایک ہی ایسی
امید کسی نگذاشت بیدادش دل ما را	ولہ	خدا اجری دہد در کشتن ما قاتل ما را
دوری ہی مین طاقت نہ رہی بات کے آخر	ولہ	رونے نہوی رات ملاقات کے آخر
زہر غم ہجر تو بجان کار گر افتاد	ولہ	امید وصال تو بعمر دگر افتاد
آشنائے کفر و دین عاشق نہیں ہے نے مین میر	ولہ	جانتے ہین طور میرے سب چنانچہ خود دیر

پیر کنعان سے گیا کب درد عشق | ول | گو شل ہو آنکھ بھولی پیر گئی
وابستہ دلبرونکی خاموش ہین ہمیشہ | ول | ان ساحرون نے اپنے منھ عاشقونکے باند
نہ سُنے گا نغان مری پھر تو | ول | مین ترے کان کھول رکھتا ہون
آرے آرے وہ ہزدہ ہے | ول | پر نہ منھ دیکھے کی سی مین نے کہی
بخت دشمن بلند تھے ورنہ | ول | کوہکن نے بھی سر کو پھوڑا تھا
جو ترے لب سے کار رکھتے ہین | ول | یمنی کو وے نام رکھتے ہین
دل تاب ٹک بھی لاتا تو کہتے ہین کہہ آتا | ول | اُس تشنہ کام نے تو پانی بھی پھر نہ
لائق نہین تمھارے مژگان خوش نگاہان | ول | مجر وح دلکو میرے کانٹو نہین گھسیٹو
غم مین دل اصبر و ہوش ای پیارے | ول | ہاتھ کا نون مین رکھ گئے سارے
لٹ گئی اُسکو دیکھ گل کی فصل | ول | سارے گلبن تھے تو نے بے اصل
کر نظر اک درسے مجھ داغ مین | ول | آنکھین نیچی کر گیا گل باغ مین
اُن نے دیکھا جو اُٹھ کے سوتے سے | ول | آ گئے آئینے کے توتے سے
کیسہ پر زر ہو تو جفا جویان | ول | تمسے کتنے ہمارے جیب مین ہین

دیکھتا ہون تو کام میر امیر
اوّل عشق ہی مین آخر ہی

خاک سے میر کیوں نہ یکساں ہو	ولہ	مجھ پہ تو آسمان ٹوٹا ہی
سوائے سنگدلی اور کچھ ہنر بھی ہی	ولہ	بتان دلوں مین تمھارے خدا کا ڈر بھی ہی
ترے فراق مین کچھ کھا کے سو رہو نگا مین	ولہ	تو کس خیال مین ہی تجھکو کچھ خبر بھی ہی
ہنس سے ہم دیکھتے ہی کہ کیا خوب آدمی ہی	ولہ	معشوق بھی ہمارا کیا خوب آدمی ہی
انسان ہو جو کچھ ہی ادراک سر بولاک	ولہ	نادان زمین زمان سے مطلوب آدمی ہی
ہم رو رو کے درد دل دیوانہ کہینگے	ولہ	جی مین ہی کبھو حال غریبانہ کہینگے

موقوف غم میر کہ شب ہو چکے ہمدم
کل رات کو پھر باقی یہ افسانہ کہینگے

وصل کی جیسے گئی ہی چھوڑ دلداری مجھے	ولہ	ہجر کی کرنی پڑی ہی نازبرداری مجھے

مین گریبان پھاڑتا ہون وہ سلا دیتا ہی میر
خوش نہین آتی نصیحت گو کی غمخواری مجھے

حیران اُس بھبوکے کی سب دو دغ ہو گئے	ولہ	شمع و چراغ بزم مین خاموش ہو گئے
عمر گذری کہ ترے کو چلے آنیسے گئے	ولہ	دور سے ایک نظر دیکھنے جانیسے گئے
کیون گردن ہلال بھی سے ڈھلک چلے		ابرو تو اک طرف پلک اُسکی نہین ہلے
ہمت دے باد تند کو ایسی کہ بعد مرگ		مشت غبار میر نجف ہو چنے یا علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فردیات

کیا کہیے عشق حسن کی آپھی طرف ہوا	ولہ	دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہو	
گلگوں کے بوسے بسکہ منھ نہ ہلتا تھا	ولہ	لب ساغر پہ منھ رکھ رکھ کے ہر شیشہ ہبکتا	
جب کہ تابوت مرا جا شہادت سے اٹھا	ولہ	شعلۂ آہ دل گرم محبت سے اٹھ	
گرچہ امید اسیری پہ یہ ناشاد آیا	ولہ	دام صیاد کا ہوتے ہی خدا یاد آیا	
یکبارہ جیب کا بھی کجا میں نہیں سیا	ولہ	وحشت میں جو سیا سو کہیں کا کہیں سیا	

[illegible]

یہ راہ دور عشق نہیں ہوتی میر طے
ہم صبح بھی چلے گئے ہین شام بھی چلے

ب دشت عشق مین تپنگ دُجان سے
آنکھیں ہماری لگ رہی ہین آسمان سے

رتا ہی پھول برق سے گلزار کی طرف
دھڑکے ہی جی قفس مین غم آشیان سے

یکدست جون صدا جرس بیکسی کے ساتھ
مین ہر طرف گیا ہون جدا کاروان سے

تمکو تو التفات نہین حال زار پر
اب ہم ملینگے اور کسو مہربان سے

تم ہم سے صرفہ ایک نگہ کا کیا کیجے
اغماض ہمکو اپنے ہی جی کے زیان سے

جاتے ہین اسکی اور تو عشاق تیر سے
قامت خمیدہ انکی اگر ہین کمان سے

دلکش قد اسکا آنکھون تلے ہی پھرا کیا
صورت گئی نہ اسکی ہمارے دھیان سے

آتا نہین خیال مین خوشتر دکوئی کبھو
تو مار ڈالیو نہ مجھے اس گمان سے

آنکھون مین آکے دیتے ٹھہرا تو ایک دم
جاتا ہی کوئی دید کے ایسے مکان سے

دین گالیان انھین نے وہی بید ماغ ہی
مین میر کچھ کہا نہین اپنی زبان سے

گلبرگ سی زبان سے بلبل نے کیا فغان کی
سب جیسے اڑ گئی ہی رنگینی گلستان کی

مطلوب گم کیا ہی تب ور بھی پھرے ہی
بیوجہ کچھ نہین ہی گردش یہ آسمان کی

گیسو و رخسار یار آنکھوں ہی مین پھرتے ہین
میر یہ لیل و نہار دیکھئے کب تک رہے

فلک گرنے کے قابل آسمان ہی
کہ یہ پیرانہ سر جاہل جوان ہی

گئے ان قافلون سے بھی اٹھی گرد
ہماری خاک کیا جانین کہان ہی

بہت نا مہربان رہتا ہی یعنی
ہمارے حال پر کچھ مہربان ہی

ہین جس جا پہ کل غش آگیا تھا
وہین شاید کہ اسکا آستان ہی

مژہ ہر اک ہی اسکے تیر ناوک
خمیدہ بھون جو ہی زہ درین کمان ہی

اسے جبتک ہی تیر اندازی کا شوق
زبونی پر مری خاطر نشان ہی

چلی جاتی ہی دھڑکون ہی مین جان بھی
یہین سے کہتے ہین جان کو روان ہی

اسی کا دم بھرا کرتے رہینگے
بدن مین اپنے جبتک نیم جان ہی

پڑا ہی پھول گھر مین کاہیکو میر
جھمک ہی گل کی برق آشیان ہی

ہم رہین بادہ جامہ احرام کرچلے
مستی کے دیر مین قسم اقسام کرچلے

جامہ ہی وجہ مے مین ہمارا نہین گیا
دستار و درخت سب گرو جام کرچلے

زنار پہنا سبحہ کے رشتے کے تار توڑ
ترک نماز و روزۂ اسلام کرچلے

فخر سے ہمتو کلہ اپنے فلک پر پھینکیں
مغبچے لیگئے سجادہ و عمامہ اوچک
دھجیاں جامہ کی کرونگا جنون میں انکی
خاک کا پتلا ہی آدم جو کوئی اچھی کہے
بات واعظ کی موثر ہو لون مین کیونکر

سیکے سگ سے جو ملاقات مساوات ہے
شیخ کے میکدے مین کیونکہ کرامات ہے
گر گریبان دریکا کام مرے ہاتھ ہے
عالم خاک میں سون تئین وہ بات ہے
دن کو ظلمات ہے شبکو مناجات ہے

تنگ ہون میر جی بیطاقتی دل سے بہت
کیونکہ یہ ہاتھ تلے قبلۂ حاجات ہے

کیا عشق بے محابا ستہراو کر رہا ہی
غیرت سے دلبری کی ڈر چاندنی نہ دیکھے
خونریز ناتوان مین آشنا کوئی بولا
یا نیز کب کرے ہی افسردہ خستہ آشنا
خجلت سے آج کل کیا ان نے کنارا
مین اک نگاہ گا ہے خوشرو کوئی نہ دیکھا
رہتا نہین ہی رکھے تھمتا نہین تھمائے
یہ کاروان سراتو رہیے کی گون نکلے

میدان زرن کھونکے کشتو نسے بھر رہا ہی
مہتابی ہی رخ اسکا پیش نظر رہا ہی
کیا مارتا ہی اسکو یہ آہی مر رہا ہی
تو بھی جدا کسو سے ای گل مگر رہا ہی
دریا ہمیشہ میری کرینے تسی تر رہا ہی
الفت ہی ہی جس سے اہی کا ڈر رہا ہی
دل اب تڑپ تڑپکر اب ظلم کر رہا ہی
ہر صبح یانسے ہمکو عزم سفر رہا ہی

٤٥٩

گیا زمانہ تھا وہ جو گذرا میر
ہمدگر لوگ چاہ کرتے تھے

دے سیہ موئی و گرفتاری
زرد غمزونکی ویسی عیاری

ابکی دل اسنے بچ گیا تو گیا
چور جاتی رہی کہ اندھیاری

اچھا ہونا نہین مرض عشق
ساتھ چلی ہی دل کی بیماری

کیون نہ ابر بہار پر ہو رنگ
برسون دیکھی ہی میری خونباری

شور و فریاد و زاری شب سے
شہریونکی ہی مجھسے بیزاری

چلے جاتے ہین رات آنسو
دیدۂ ترکی خبر ہی جاری

مر رہین اسمین یار ہین جیسے
شیوہ اپنا تو ہی وفاداری

کیونکہ راہ فنا مین بیٹھے گا
جرم بیحد سے ہی گران بھاری

وانسے خشم خطاب نار و عتاب
یان سے اخلاص دوستی یاری

میر چلنے سے کیون ہو غافل تم
سب کی ہان ہو رہی ہی تیاری

جمع انگلی سے اُن نے ترکش کیے ہین خالی
در گیر کیونکہ ہو گئے اس سفاخوی صحبت

کس مرتبے مین ہو گئی سینونکی خستہ حالی
دیوانگی پر آئی وہ اتنا لاأبالی

ماننذ برق خاطف تیغ ان نے جب نکالی
کل سے قتیل دیکھے جو لوگ کٹ گئے سب
پھر بھی زمین سے یارون نے آج اٹھالی
طفلی مین ٹیڑھی سیدھی ٹوپی کا ہوش کب تھا
ٹیڑھی ہی پھیر رکھی ان نے جو سدھ سنبھالی
معقول اگر سمجھئے تو میر بھی نکرئیے
لڑکون سے عشقبازی ہنگام کہنہ سالی

دوستی نے تو ہماری جانگداری خوب کی
آہ اس دشمن نے یہ عاشق نوازی خوب کی

۴۵۸

نہوے ہم نظیری سے یون تو — شعر کے فن مین بے نظیر ہوے

بات کا ہم سے انکو کب ہی دماغ
میر درویشی مین امیر ہوے

آو کبھو تو پاس ہمارے بھی ناز سے — کرنا سلوک خوب ہی اہل نیاز سے

پھرتے ہو کیا درختون کی سائے مین دور دور — کر لو موافقت کسو بے برگ و ساز سے

ہجرا نمین اسکی زندگی کرنا بھلا نہ تھا — کوتا ہی یہ نہووے یہ عمر دراز سے

مانند سبحہ عقدے نہ دلکے کبھو کھلے — جی اپنا کیونکہ اُچٹے نہ روزی نماز سے

کرتا ہی چھید چھید ہمارا جگر تمام — وہ دیکھنا ترا مژۂ نیم باز سے

دلبر ہو اختیار تو ہرگز نہ کریے عشق — پرہیز کریے اس مرض جانگداز سے

آگے بچھا کے نطع کو لاتے تھے تیغ و طشت — کرتے تھے خون یعنے تو اک امتیاز سے

مانع ہون کیونکہ گریۂ خونین کے عشق مین — ہی ربط خاص چشم کو افشاے راز سے

شاید شراب خانے مین شب کو رہے تھے میر
کھیلے تھا ایک مغبچہ مہر نماز سے

رشک شمشیر ابرو کا خم ہی — تیر و نشتر سے کیا ملک کم ہی

تم کرو شاد زندگی کر مجھے — دل کے خون ہونیکا بہت غم ہی

پیام اس گل کو پہونچا پھر نہ آئے — نہ خوش آئی میان گیری صبا
سبب حیرت کا ہی اسکا توقف — سبکپا دان یہ ابتک کیا کیا
جفائین سہے گا کہتے تھے اکثر — ہماری عمر نے پھر گر وفا
جوان ہونے کی اسکی آرزو تھی — سو اب باری ہمین سے یہ جفا
گیا تھا رات دروازے پر اسکے — ق — فقیرانہ دعا کر جو صدا
لگا کہنے کہ یہ تو ہمنشینان — صدا ہی دل خراش اس ہی گد
ملا اب تو نہ وہ ملنا تھا اسکا — نہ ہمسے دیر آنکھ اسکی ملا

رہا تھا دیکھ پہلے جو نگہ کر
ہمارے میر دلمین اُن نے جا کی

ہم روز روکے زرد دل دیوانہ کہینگے — جی مین ہی کہون حال غریبانہ کہین
سودائی درسوا و شکستہ دل و خستہ — اب لوگ ہمین عشق مین کیا کیا نہ کہینگے
دیکھے سو کہے کوئی نہین جرم کسو کا — کہتے ہین بجا لوگ بھی بیجا نہ کہین
ہون در بدر و خاک بسر چاک گریبان — اسطور سے کیونکہ مجھے رسوا نہ کہین
ویرانے کو مدت کی کوئی کیا کہے تعمیر — اُجڑی ہوئی آبادی کو ویرانہ کہین
مین ریا کر رہا کرتا ہون نزاکت در دیشانہ — من بعد مرے تکیے کو غم خانہ کہین

…رین مین ہوا ہی سور جہان جسکا سبب اپنا	غم جدائی جہان جانگاہ ہمارے دلمین جہان بن ہی
…دکھا ہی جسنے اسکو ہوا ہی نقصان جان اپنا	ادھر ندیکھے ہی وہ کبھو تو نہ کا اسکی مگر زبان ہی
…ی ہی جو نہ ہووے مائل نگار سیر چمن کا ہرگز	گلو نہین ہمدم ہو کوئی اسکا سو کسکا ایسا نصیب ہو وہ آہ
…رنج و غم و الم سے دماغ سر کے اٹھانے کا اب	مصیبت اسکی زمانے مین تو ہمارا اور زمان مان ہے

نہین ہی اب تمیر پیر آمنا جو ذکر حق سے تو منہ چھپاوے
یگاہ نعرہ زنی کیا کر ابھی تو نام خدا جوان ہی

…ہ چند انتظاری رہے	بھلا کب تلک بیقرار رہی رہے
…ہی کئی آنسو پلکون پہ سب	کہان تک ستارہ شماری رہے
…وسہ دیگر سفر جب چلا	کہ میری بھی یہ یادگاری رہے
…ن خشک ہو چشمہ چشم بھی	لہو منہ پہ تا چند جاری رہے
…اب رہ چکی جان غمناک بھی	جو ایسی ہی تن کی نزاری رہے
… نہو دل اگر یارب سے	نہین سالہا ہمکنار حق رہے
…اہی دعا گو سنا خوب ہی	فقیر و نکی گر گوشواری رہے
…وصل تھی یا شب تیغ تھی	کہ لڑتے ہی وہ رات ساری رہے
…ن خوب ہمسائے کیونکر کہ یان	بلا شور و فریاد و زاری رہے

یارب نسیم لطف سے تیرے کہین کھلے
دل اس چمن مین غنچہ سا کب تک ہوا کرے

مین نے کہا کہ آتش غم مین جلے ہے دل
وہ سرو مہر گرم ہو بولا جلا کرے

رکنے سے میرے راتکے سارا جہان کا
آئے نسیم صبح کو اک دم ہوا کرے

برسون کیا کرے مری تربت کو گلفشان
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے

عارف ہے میر اُس سے ملا بیشتر کرو
شاید کہ وقت خاص مین تمکو دعا کرے

مدت سے تو دلونکی ملاقات بھی گئی
ظاہر کا پاس تھا سو مدارات بھی گئی

کتنے دنون مین آئی تھی اُسکی شب وصال
باہم رہی لڑائی سو وہ رات بھی گئی

کچھ کہتے آکے ہم تو سنا کہتے دی خموش
اب ہر سخن پہ بحث ہے وہ بات بھی گئی

نکلے جو تھے تو بنت عنب عاصمہ ہی تھی
اب تو خراب ہو کے خرابات بھی گئی

عمامہ جا نماز گئے لیکے مغبچے
واعظ کی اب لباس کرامات بھی گئی

پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی

گل نے بہت کہا کہ چمن سے نجائیے
گلگشت کو جو آئیے آنکھون پہ آئیے

مین بید ماغ کرکے تغافل چلا گیا
وہ دل کہان کہ ناز کسو کے اٹھائیے

جس آنکھ سے دیا تھا اُن نے فریب دل کو
اُس آنکھ کو جو دیکھو اب آشنا نہیں ہی

جب دیکھو آئینے کو تب رو برو ہی اسکے
بےچشم دردا اُس سے کچھ شرم و حیا نہیں ہی

مین برگ بند اگرچہ زیر شجر رہا ہون
نقرہ نصیب سے لیکن برگ و نوا نہیں ہی

شیرین نمک لبون بن اسکی نہین حلاوت
اس تلخ زندگی مین اب کچھ مزا نہیں ہی

اعضا گداز ہو کر سب بہگئے ہین میرے
بجز ناتوانی اسکی مجھ مین اب کچھ رہا نہیں ہی

بس سانحات عشقی ہس کیون نہ دو دن بیار
کیا جانو تم کسو سے دل تک لگا نہیں ہی

دل خون جگر کے ٹکڑے جب میر دیکھتا ہون
ابتک زبان سے اپنی مین کچھ کہا نہیں ہی

لاکھون فلک کی آنکھیں سب مند گئیں ادھر سے
نکلی نہ نا امیدی کیونکر مری نظر سے

برسے ہی عشق یان تو دیوار اور در سے
روتا گیا ہی ہر ایک جون ابر میر سے گھر سے

جو لوگ چلتے پھرتے یان چھوڑ کر گئے تھے
دیکھا نہ انکو آئے جو ہم سفر سے

قاصد کسو نے مارا خط راہ مین سے پایا
جب سے سنا ہی ہمنے وحشت ہی اس خبر سے

سو بار ہم تو تم بن گھر چھوڑ چھوڑ نکلے
تم ایکبار یان تک آئے نہ اپنے گھر سے

چھاتی کے جلنے کی شاید کہ آگ سلگے
اُٹھنے لگا دھوان اب میر دل و جگر سے

نکلا اسو سے حلا ہی نومید ہی چلا ہی
اپنا نہال خواہش برگ و گل و ثمر سے

۴۵۳

۴۵۲

اب صبر میر ہو نہیں سکتا فراق میں
یک عمر جا و دل کی فریبندگی ہوئی

یا ہنے ہمسے بے ادائی کی
وصل کی رات میں لڑائی کی

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہیں رہائی کی

کلفت رنج عشق کم نہ ہوئی
میں دوا کی بہت شفائی کی

طرفہ رفتار کے ہیں رفتہ سب
دھوم ہی اسکی رہگرائی کی

حدہ یار سے طرف ہوکر
برق نے اپنی جگ ہنسائی کی

کچھ طراوت تھی ان آنکھوں نہیں
دیکھ کر کیا یہ آشنائی کی

وصل کے دن کو کار جان کھنچا
شب نہ آخر ہوئی جدائی کی

منہ لگایا نہ دختر رز کو
میں جوانی میں پارسائی کی

جور اس سنگدل کے سب کھنچے
عمر نے سخت بیوفائی کی

کوہکن کیا پہاڑ توڑیگا
عشق نے ذور آزمائی کی

چپکے اسکی گلی میں پھرتے رہے
دیر وان ہم نے بینوائی کی

اک نگہ میں ہزار دل مارے
ساحری کر دلربائی کی

نسبت اس آستان سے کچھ ہو
برسوں تک ہمنے جبہ سائی کی

خلق اور انکی زبان اور ہے
ان لوگون کی بات سمجھی گئی
جہان وہ نہیں یہ جہان اور ہے
زمین اور ہے آسمان اور ہے

[illegible]

اس پریشان کو نشانہ کر — یار نے جمع انگنی کی ہی
کر دیا خاک آسمان نے ہمین — یہ بھی ہمت اسی دنی کی ہی
تکیہ ویران فقیر کا بھی ہو — یان خرابی بہت غنی کی ہی

قافلہ لٹ گیا جو آنسو کا
عشق نے میر رہزنی کی ہی

مین ہون تو ہی درمیان شمشیر ہی — سفک دم مین مری اب کیا دیر ہی
خضر دشت عشق مین مت جا کہ وان — ہر قدم مخدوم خوف شیر ہی
رہ تک آکر ہوئے ہین جان بلب — پر وہی اتبک بھی بان و سیر ہی
جو گرسنہ دل تھا اس دیدار کا — اپنے جینے ہی سے وہ اب سیر ہی
کچھ نہین جان انکی پیش نار مو — گھر مین شمعی رنگونکے اندھیر ہی
پاک ہی ہوتی رہے کشتی خلق — ہر زبردست اس جوان کا زیر ہی
طائرون نے گل نشان کی میری گور — سامنے پھولون کا گویا ڈھیر ہی
آشنا ڈوبی بہت اس دور مین — گریہ جامہ یار کا کم گیر ہی

آنچل اس دامن کا ہاتھ آتا نہین
میر دریا کا سا اسکا پھیر ہی

ملنا نہ ملنا ٹھہرے تو دل بھی ٹھہرے اپنا	اقرار ہی ہمیشہ انکار ہی ہمیشہ

آمادۂ فنا کچھ کیا میر اب ہوا ہی
جی مفت دینے کو وہ تیار ہی ہمیشہ

دل ہی میری بغل مین صد پارہ	اور ہر پارہ اسکا آوارہ
عرق شرم روے سے دلبر کے	رفتہ ثابت گذشتہ سیپارہ
خواری عشق اپنی غربت ہی	کی ہی ہموار سب نے ہموارہ
کام اس سے پکڑ کر نہ لیا	ہیچ کارہ بھی ہی وہ ناکارہ
ٹوٹتے پھوٹتین نہ کاش آنکھین	کرتے ان رخنون سے ہی نظارہ
گو مسیحا مزاج آوے طبیب	عشق مین مرگ بن نہین چارہ

کیا بنی اس سے میر مین مسکین
وہ جفا پیشہ نو ستم کارہ

مکتوب دیر پہونچا ہر دو طرف سے سادہ	کیا شوخ طبع ہی وہ پرکار سادہ سادہ
جب میکدے گئے ہین پابوس ہی کیا ہی	ہی مغبچہ ہمارا گویا کہ پیرزادہ
سائے مین تاک کے ہم خوش بیٹھے ہین اب اپنا	اس سلسلے مین بیعت کرنے کا ہی ارادہ
دل اسقدر نہ رکتا گھبراتا جی نہ اپنا	چھاتی لگا جو رہتا وہ سینہ کشادہ

اب سہمت ہی بجا نا میرا [illegible]
حالات عشق رنج و درد و بلا مصیبت
دل دادہ میر جانے کیا ماجرا زیادہ
کیا خاک سے اٹھون مین [illegible]
فرہاد و خون [illegible]
[illegible]

ردیف یای

۴۵۰

[illegible]

عاشق کا کتنا حوصلہ یہ معجزہ ہی عشق کا
جو خستہ جان پارہ جگر سو داغ ول پر کھائے وہ

مشکل عجائب سیر ہی دیدار جوئی یار کی
دیکھے کوئی کیا اسکو جو آنکھیں لڑی شرمائے وہ

اب دل خرابیں ہتا ہی جلوہ رکین کیساتھ
جاتا ہی تھا ہمیں کبھی بہار چمن کے ساتھ

اب تک خراب شہر ہیں اسکے پھرا کریں
اب جا پڑے یان سے کوئی غریب الوطن کے ساتھ

ہم باغ سے خرابیں گئے پر ہزار حیف
جانا بنا نہ اپنا گل و یاسمن کے ساتھ

لکنت سے کیا نکلتی نہیں اسکے منھ سے بات
چپکا ہی حرف یار کے شیرین دہن کے ساتھ

جی خواب گگ لیگئے حسرت ہی ہیں مرا ان
اک شب بلی سو ہم کسو گل پیرہن کے ساتھ

جی پھٹ گیا ہی رشک سے چسپان لباس کے
کیا تنگ جامہ لپٹا ہی اسکے بدن کے ساتھ

کیا جانیں لوگ عشق کا راز و نیاز میر
اک بات اس سے ہوگئی دو دو بچن کے ساتھ

مرتے ہیں ہم تو اس صنم خود نما کے ساتھ
جیتے ہیں وہی ہی لوگ تھے کچھ خدا کے ساتھ

دیکھیں تو کار بستہ کی کبتک کھلے گرہ
دل بستگی ہی یار کی بند قبا کے ساتھ

ایکاش فصل گل میں گئی ہوتی اپنی جان
مل جاتی یہ ہوا کوئی دن اس ہوا کے ساتھ

مدت ہوئی گئے ہوئے ہمکو پر اب تلک
اڑتی پھری ہی خاک ہماری صبا کے ساتھ

فرصت بود باش یان کم ہی
محو صورت نہ آرسی مین رہو
جھوٹھ اسکا نشانہ و یارو
منھ کھلے اسکے چاندنی چھٹکے

کام جو کچھ کرو شتاب کرو
اہل معنی سے ٹک حجاب کرو
ہم خرابونکو مت خراب کرو
دوستو سیر ماہتاب کرو

میر جی راز عشق ہو گا فاش
چشم ہر لحظہ مت پر آب کرو

بس اب بن چکی رو دموی سمن بو
نہ سمجھا گیا کھیل قدرت کا ہمسے
نہ در گیر کیون کر ہوا آپمین صحبت
ہوا ابرو سبزہ مین چشمک ہی گل کے
بہار آئی گل پھول سر جوڑے نکلے

گری ہو کے بیہوش مشاطہ گیسو…
کیا اسکو بد خو بنا کر نکو…
کہ ہین بوریا پوش وہ آتشین خ…
کرین ساز ہم برگ عیش لب…
رہین باغبین کاش اس رنگ ہم…

رہے آبرو میر تو ہی غنیمت
کہ غارت مین دلکی ہی ایمائے ابرو

لکھی ہی کچھ تو کج کر چشم وابرو
گیا وہ ساتھ سوتے لیکے کروٹ

برات عاشقان بر شاخ آ…
لگا بستر سے پھر اپنا نہ بہلے…

ردیف الف ہائے ہوز

کیونکر نیچے ہاتھ کے رکھا دل بیتاب کو	وہ جو تڑپا ہے گیا آسودگی خواب کو
کم نہین ہی سحر سے یہی تصرف عشق کا	پانی بگر آنکھون مین لا یاد لگی خونناب کو
تھا یہی سرمایہ بحر بلا جیلے دنون	چشم کم سے دیکھو مت اس ہدہ پرآب کو
تو کیسے بھی برق خاطف نامٔ گمان آگر کوئی	اک نگہ سے مار رکھا اُس نے شیخ و شاب کو
کیا سفیدی نکلی اسکی آستین کی چاک سے	جسکے آگے رونا تھا کچھ پرتو مہتاب کو
جا ہتا ہی جب سبب آپ ہی ہوتا ہی سبب	دخل اس عالم مین کیا ہی عالم اسباب کو

دم بخود رہتا ہون اکثر سر رکھا زانو پہ میر
حال کہکر کیا کرون آزردہ اور احباب کو

چھوڑا جنونکے دور مین رسم و رہ اسلام کو	تر کر صنم خانے چلا ہون جامۂ احرام کو
مرتا مرو جیتا جیو آؤ کوئی جاؤ کوئی	ہی کام لوگون نے کیا اس لیے خود کام کو
عشق و محبت تک جا بون ہن اس سے سنو بون دور	کیا منھ لگا وے کوئی لیئے رسوا بدنام کو
بے چین بستر پر رہا بیخواب خاکستر پہ ہون	صبر و سکون جیسے گئے پایا نہین آرام کو
آسایش و راحت سے جو پوچھے کوئی تو کیا کہون	مین عمر بھر کھینچا کیا رنج و غم و آلام کو

میر اب بھلا کیا ابتدائے عشق کو روتا ہی تو
کر فکر جو پاوے بھی اس آغاز کے انجام کو

منہ چاہیے جو کوئی کسو سے حساب لے	ناکس سے گفتگو نہیں روز شمار میں

گنتی کے لوگوں کی وہاں صف ہووےگی کھڑی
تو میرؔ کس شمار میں ہے کس قطار میں

گو کہ تنجالے جا رہا ہوں میں	بخدا با خدا رہا ہوں میں
سب گئے دل دماغ تاب و توان	میں رہا ہوں سو کیا رہا ہوں میں
برق تو میں نہ تھا کہ جل بجھتا	ابر تر ہوں کہ جا رہا ہوں میں
اسکی بیگانہ وضع ہے معلوم	برسوں تک آشنا رہا ہوں میں
دیکھو کب تیغ اسکی آ بیٹھے	دیر سے سر اٹھا رہا ہوں میں
اسکے گرد سمند کا مشتاق	آنکھیں ہر سو لگا رہا ہوں میں
دوڑ کے لوگ جن نے مارے ہیں	اسکے ہمسائے آ رہا ہوں میں
مجھکو بدحال کہتے ویں یکاتش	بے دوا کچھ بھلا رہا ہوں میں
دل جلوں کو خدا جہاں میں رکھے	با شقایق ہی بار رہا ہوں میں

کچھ رہا ہے نہیں ہے مجھ میں میرؔ
جب سے اسنے جدا رہا ہوں میں

ردیف واو

شوخ چشمی تری پردے مین ہے جبتک شب تک — ہم نظرباز بھی آنکھون کی حیا کرتے ہین
نفع بیماری عشقی کو کرے نسو معلوم — یار مقدور تلک اپنی دوا کرتے ہین
آگ کا لائحہ ظاہر نہین کچھ لیکن ہم — شمع تصویر سے دن رات جلا کرتے ہین
آسکے قربانیونکی سب سے جدا ہی وہ رسم — اوّل وعدہ دل وجان فدا کرتے ہین
رشک ایک آدھے کا جی مارتا ہی عاشق کا — ہر طرف اسکو تو دو چار دعا کرتے ہین
بند بند انکی جدا دیکھون آنکھی مین بھی — میرے صاحب کو جو بند سے جدا کرتے ہین
دلکو جانا تھا گیا رہ گیا ہے افسانہ — روز وشب ہم بھی کہانی سی کہا کرتے ہین
وانسے یکحرف وحکایت بھی نہین لی یا کوئی — یانسے طومار کے طومار جلا کرتے ہین
بود وباش ایسے زمانے مین کوئی کیونکر کرے — اپنی بدخواہی جو کرتے ہین بھلا کرتے ہین
حوصلہ چاہیے جو عشق کے آزار کھینچین — ہر ستم ظلم پہ ہم صبر کیا کرتے ہین

میر کیا جانے کسے کہتے ہین واشدگی تو
غنچہ خاطر سے گلستان مین رہا کرتے ہین

ناآشنا کے اپنے جیسے ہم آشنا ہین — اس طور اسطرح کے ایسے کم آشنا ہین
باہم جو یاریان ہین اور آشنائیان ہین — سب مین اپنی ہم عالم آشنا ہین
ماتم کدہ ہی تکیہ کیا تازہ کچھ ہمارا — یکجا فقیر کب سے ہم سب غم آشنا ہین

اظہار فرحی ہی اس دم کی بے دماغی
ان روزوں میر صاحب کچھ میرزا ہوئے ہیں

بیکار مجھکو مت کہ میں کار آمدہ ہوں
بیگانہ وضع تو ہوں پر آشنا زدہ ہوں

میں منہ نہیں لگایا بنت العنب کو گاہے
تب تھا جوان صالح اب پیر میکدہ ہوں

اسرار دل کے کہتے ہیں پیر و جوان میں
مدت نہیں ہی بند ہماری زبان میں

رنگینی زمانہ سے خاطر نہ جمع رکھ
سو رنگ اڑ لے جاتے ہیں یاں ایک آن میں

شاید بہار آئی ہی دیوانہ ہی جوان
زنجیر کی سی آتی ہی جھنکار کان میں

بے وقفہ اس ضعیف پہ جور و ستم نہ کر
طاقت تعب کی کم ہی بہت میری جان میں

اسکے لبوں کی آگے کنہوں نے نبات کی
آئی ہی کثرت شہد مصفا کی شان میں

چہرہ ہی یار کا ہی جبیں حرباسا
خورشید و ماہ آتے ہیں کب ہی دہیان میں

اب میرے اس عہد میں شاید اٹھ گئی
آگے جو رسم دوستی کی تھی جہان میں

تارے تو نہیں مری آہوں سے اتکے
سوراخ پڑ گئے ہیں تمام آسمان میں

ابرو کی طرح اسکی چڑھی ہی رہی ہی میر
نکلی ہی شاخ کیا کوئی تازہ کمان میں

یک بیابان ہے مری بیکسی بینوائی — مثل آواز جرس سب سے جدا جاتا ہون
تنگ آویگا کہانتک نہ مرا قلب سلیم — بگڑی صحبت کی تئیں وزبنا جاتا ہون

گرمی عشق ہے ہلکی بھی جو ہمدم دل مین
روز و شب شام و سحر مین تو جلا جاتا ہون

تری راہ مین گرچہ ہمراہ ہون — یہ یہ غم ہے مین کبھی سر راہ ہون
مرے درد کی خون ناحق ہوا اب تلک — نہ خون خوار ہون مین نہ خونخواہ ہون
تری دوستی سے جو دشمن ہین سب — اٹھو نکلے بھی خون تک مین ہمراہ ہون
سمجھو مجھے بے خبر اسقدر — تہ دل سے لوگونکی آگاہ ہون

مری کجروی سادگی سے ہے میر
بہت اس روئیہ پہ گمراہ ہون

بہار آئی فراجونکی بھی تدبیر کرتے ہین — جوانو نکو انھین ایام مین بزنجیر کرتے ہین
برہمن زادگان ہند کیا ہے کافر سادے ہین — مسلمانو نکی یاد انہی مین تکفیر کرتے ہین
ہوئے برا و بھی کچھ بڑھ گئی رسوائی عاشق کی — کہ اسکی نعش کو اب شہر مین تشہیر کرتے ہین
ہماری حیرت عشقی سے چپ ہو جائینگے اس سے — مخالف مدعی کس کس طرح تقریر کرتے ہین
تماشا دیکھنا منظور ہو تو مل فقیرون سے — کہ جنکی خاک کو لے ہاتھ مین اکسیر کرتے ہین

دھوپ مین جلتے ہین پہرزن آگے اسکے میرجی
رفتگی سے دلکی ٹھہرے ہین گنہگارون مین ہم

ردیف نون

سر سے ایسی ہو گئی اب کر چلے جاتے ہین
متصل شمع سے روتے ہین گھلے جاتے ہین

اس گلستان مین نمود اپنے ہو جون برروان
دم بدم مرتبے سے اپنے چلے جاتے ہین

تن بدن ہجر مین کیا کہیے کہ کیا سوکھا
ہلکے بھی پاؤن نہین تنگی سے ملے جاتے ہین

رہتے دکھلائی نہین دیتی بلا کش اسکی
جی کھپے جاتے ہین دل اپنے دبے جاتے ہین

پھر بخود آئی نہ یہ حال مین بیخود جو ہوئے
آپ سے جاتے ہین ہم بھی تو بہے جاتے ہین

خاک پا اسکی ہو شاید کسو کا سرمہ چشم
خاک مین اہل نظر اس سے رلے جاتے ہین

گرم ہین اسکی طرف جانیکو ہم لیکن میر
ہر قدم ضعف محبت سے ڈھلے جاتے ہین

ایسے دیکھے ہین اندھے لوگ کہین
پھوٹے سہتے ہین آنکھی بہتے ہین

مر گئے نا امید ہم مجہور
خواہشین جسکی اتنی جبین رہین

دیر دریا کنارا کرتا رہا
عشق مین آنکھین اپنی نذر رہین

مرتے تھے اُس گلی مین لاکھو جان
ہم بھی مارے گئے ندان رہین

عشق کیا ہی اُس گل کا یا آفت لائے سر پر ہم
جھانکتے اُسکو ساتھ صبا کے صبح چمن میں گھر گھر ہم

روز و شب کو اپنی یارب کیونکر کرینگے روز و شب
ہاتھ رکھے رہتے ہین دل پر بیتابی سے اکثر ہم

پوچھتے راہ شگفتہ دل کی جا نکلے تھے کیسے بین
سوچ وہان تو گذرا جی مین آئے کدھر سے کدھر ہم

شام سے کرنا منزل آ کر گھر کو ہمارے صدر نشین
رکھتے ستارہ اُس جھوش کی جاہ مین کرید آخر ہم

برسون حسن و خاشاک تہ سوئی مت گلخن بادی کو
بخت نجاگی جو اُس سے ہون یک بھی شب ہم بستر ہم

روز تیرہ ہی حالت عشقی جیسے ہوا بیمار پر اب
ہی نہ دوا کی کوئی معالج کیونکر ہونگے بہتر ہم

اسکی جناب سے رحمت ہو تو جی بچتا ہی دنیا مین
اس جانب سے تو بیٹھے ہین مرنا کر کے مقرر ہم

اب تو ہماریطرف سے اتنا دل کو بہت مت کر یو
سختی سے ایام کے جیتے رہتے ہین درد ہم

آہ معیشت و رشک کے ساتھ اندوہ کے ٹھہری ہے
روتے کڑھتے رہا کرتے ہین غمسے ہوئے ہین خوگر ہم

شعلہ ایک اُٹھا تھا دلسے آہ عالم سوز کا میر
ڈھیری ہوئی ہی خاکستر کی جیسے کشب مین جلکر ہم

کڑھتے جو رہے ہجر مین بیمار ہوئے ہم
بستر پہ گرے رہتے ہین تا چار ہوئے ہم

بہلانیکو دل باغ مین آئے تھے سو بلبل
بھلانے لگی ایسی کہ بیزار ہوئے ہم

جلتے مین کھڑے دھوپ مین جاتے ہین دھر
عاشق نہوئے اسکے گنہگار ہوئے ہم

اک عمر دعا کرتی رہے یار کو دن رات
دشنام کی اب اسکے سزاوار ہوئے ہم

۱۴۱

یک توجہ مین ہی ہی سیر اسکے عرش پر
باغ سے تا دشت تک رکھتی ہی اک شور عجب
اس سبک روحی پہ جون باد سحر دردِ بھرے

عقل مین آتی نہین مرتا یہ طرفہ طرفکار
ہم اسیران قفس کے نالہائے زار دا
زندگی اب یار بن اپنی ہوئی ہی بار د

تنگی و وسعت سے اسکی اے عبارت سازِ فہم
میر کچھ سمجھے گئے نہ معنے اسرار دل

زنہار گلستان نہین نگر منہ کو سوئے گل
موسم گئے نشان بھی کہین تیرے کا نہ تھا
تڑپے خزان مین اتنے کہ مر مر گئے طیور
آئی نظر بہار مین پائیز مین گئے

اڑ جائے مغز مین نہ کہین گرد بوئے گ
کی شوق تشنگان نے غبث جستجوئے گ
جاویگی ساتھ جسکے مگر آرزوئے گ
ہی بیوفائی کرنیکے ہر سال خوئے گ

مدت ہوئی کہ دیکھا تھا سیر چمن مین میر
پھرتا ہی اب تلک مری آنکھوں مین روئے گل

طریق عشق مین ہی رہنما دل
قیامت تھا مروت آشنا دل
رکا اتنا خفا اتنا ہوا تھا
جسے مارا اسے پھر کر نہ دیکھا

پیمبر دل ہی قبلہ دل خدا د
موئے پر بھی مرا اسمین ہا د
کہ آخر خون ہو ہو کر بہا د
ہمارا طرفہ ظالم سے لگا د

آنکھیں جو کھولیں سو کے تو جال ہو کبھی جھلو لیا ۔ ساری رات کہانی کہی ہی تو بھی تھکر سو گیا
مشکل ہی دلداری عاشق وہ برسوں بیتاب ہے ۔ بیطاقت اس دلکو میرے ہاتھ مین اپنے تو دے تک
ایسی درد دل کرنیکو میر کہانسے جگر آوے ۔ گرم سخن لوگو نہین ہو کوئی بات کرے تو رو دے تک
رہے ہو عشق و درد و دود و پہر تک ۔ سر زخم پہونچا ہی شاید جگر تک
ہوئے ہین حواس اور ہوش و خرد گم ۔ خبر کچھ تو آئی ہی اس بیخبر تک
زمین گرد اس مہ کی میرے ہین عاشق ۔ ستارے فلک کے رہے ہین ادھر تک
قیامت ہی مشتاق لوگونسے کثرت ۔ پہونچنا ہی مشکل ہمین اسکے گھر تک
کہان تک اسے سر کار اکرو نہین ۔ نہ پہونچا مرا ہاتھ اسکے کمر تک
بہار آئی پر ایک پتے ہی گل کے ۔ نہ آگے اسیران بے بال و پر تک

بہت میر برہم جہان مین رہین گے
اگر رہ گئے آج کی شب سحر تک

وہ تو نہین کہ ادھر رہتا تھا آشیان تک ۔ آشوب نالہ اب تو پہونچا ہی آسمان تک
لبریز جلوہ اسکا سارا جہان ہی لیکن ۔ ساری ہی وہ حقیقت جاوے نظر جہان تک
ہجران کے سختیون سے پتھر دل و جگر ہین ۔ صبر اسکے عاشقی مین کوئی کرے کہان تک
سودے عاشقی مین نقصان ہی جبکا لیکن ۔ ہم راضی ہو رہے ہین اپنی زبان جان تک

ردیف لام

۴۳۹

زانو پہ سر ہی اکثر مت فکر اسقدر کر | دل کوئی لے گیا ہی تو میر ٹک جگر کر

خورشید ماہ دونو آخر نہ دلسے نکلے | آنکھون مین پھر نہ آئی جی سے سحری

یوسف عزیز دلہا جا مصر مین ہوا تھا | ذلت جو ہو وطن مین تو کوئی دن سفر کر

ای ہمنشین غشی ہی مین ہوش مین نہین ہون | مجھکو مرے زبانی سو بار اب خبر کر

کیا حال زار عاشق کرئیے بیان پوچھو | کرتا ہی بات کوئی دل کی تو چشم تر کر

دیتے نہین ہین سونی ٹک آہ و نالے اسکے | یارب شب جدائی عاشق کی بھی سحر کر

اتنا ہی منھ چھپایا شوخ اسکے محرمون نے | جو بچھ گئی ہین زلفین اس چہرے پر بکھر کر

کیا پھیر پھیر گردن باتین کری ہین سب مین | جاتی ہین عشق نے ہم مشتاق منھ ادھر کر

بن دیکھے تیری مین تو بیمار ہو گیا ہون | حال تبہ مین میرے تو بھی تو ٹک نظر کر

رخنے کیے جو تو نے پتھر کی سل مین تو کیا | ای آہ اس صنم کے دلمین بھی ٹک اثر کر

مارے سے غل کیے سے جاتا نہین ہی ہرگز
نکلے گا اس گلی سے شاید کہ میر مرکر

باندھی کمر سحر گہ آیا ہی میرے کین پر | جو حادثہ فلک سے نازل ہوا زمین پر

اقرار مین کہان ہی انکار کی سے خوبی | ہوتا ہی شوق غالب اسکے نہین نہین پر

کنج قفس مین جون تو نکالینگے ہم اسیران | سیر چمن کے شایان اپنی رہی نہین پر

ردیف کاف

...سدہ پڑا ہون ہن بستر پہ پا تدن مین — کیا آفت آگئی ہو اس نیم جان کے اوپر

...ی وہوس مین کچھ تو آخر تمیز ہوگی — آئی طبیعت اسکی گر امتحان کے اوپر

...ت کی کلفتون مین معلوم ہی ہوئے وہ — تھا اعتماد کلی تاب و توان کے اوپر

...دعا تھا اکثر غیرت سے لیک ہے — آیا نہ نام اُسکا میری زبان کے اوپر

...ن دل کی خواہش آتا نہین جہان مین — آتی ہو اک قیامت اہل جہان کے اوپر

...لوگ مین محبان سود اعاشقی مین — اغماض کرتی ہین سب جیسے جہان کے اوپر

...رت سے اسکے رو سے چپ لگ گئی ہو ایسی — گویا کہ مہر کی ہو میری دہان کے اوپر

جو راہ دوستی مین ای میر مر گئے ہین
سر و نگلے لوگ انکے پا کے نشان کے اوپر

...یا جو اپنے گھر سے وہ شوخ پان کھاکر — کی بات اُن نے کوئی سو کیا چبا چبا کر

...ایدکہ منہ پھرا ہی بندونسے کچھ خدا کا — نکلے ہو کام اپنا کوئی خدا خدا کر

...ن اسطرف نہ رکھی اس حرف ناشنو نے — کہتے رہے بہت ہم اسکو سُنا سُنا کر

...تے تھے ہم کہ اسکو دیکھا کرنہ اتنا — دل خون کیا نہ اپنا آنکھین لڑا لڑا کر

...ی ہی مرتے ہین ہم عشق مین بتان کے — تلوار کھینچتے ہو ہمکو دکھا دکھا کر

...بیوفا نہ آیا بالین پہ وقت رفتن — سو بار ہمنے دیکھا سر کو اٹھا اٹھا کر

ردیف رائے مہملہ

جو جفا عاشق پہ ہی سو اور لوگون پر نہین
اس سے پیدا ہی کہ مین بھی ہون گنہگارون کے بیچ

مر گئے بہتیرے صاحب دل ہوس کسکو ہون
ایسے مرنے جینے کی ان عشق کے مارون کے بیچ

رونا کڑھنا عشق مین یکجا مرا جینے لگا
کیا جیے گا یہ ستمدیدہ ان آزارون کے بیچ

منتظر برسون رہا افسوس آخر مر گئے
دیدنی تھے لوگ اس ظالم کے بیمارون کے بیچ

خاک تربت کیون نہ اپنی دلبرانہ اٹھ چلے
ہم بھی تھے اس نازنین کے ناز بردارون کے بیچ

صاف میدان لامکان سا ہو تو میرا دل کھلے
تنگ ہون معمورۂ دنیا کے دیوارون کے بیچ

باغ مین تھے شب گل مہتاب میرؔ آمیختہ تم
یار بن بیٹھے رہا مین میر انگارون کے بیچ

وان کسی کا ہی جسکو دل کہتے ہین اس عالم کے بیچ
کاش یہ آفت نہ ہوتی قالب آدم کے بیچ

چھاتی لگتی سنگ سے ہی دل کے جاتے بین نہین
لعل سینون پر جڑے جاتے ہین اس ماتم کے بیچ

نقشہ اسکا مردم دیدہ مین میری نقش ہی
یعنے صورت اسی کی پھرتی ہی چشم نم کے بیچ

شادی دعوا جب ان تازہ ہوئے ہین شہر مین
دل زدہ ہم سب ہین بیٹھے ہین اٹھے غم کے بیچ

دل نہ ایسا خم کر کہ پیوستہ ناوک کرے
سو بلائین ہین بلا ان ابروون کے خم کے بیچ

حد سے افزون اس گلی مین شور رہی عشاق کا
کون سنتا ہی کسو کی بات اس اودھم کے بیچ

رونق آبادی ملک سخن ہی اس تلک
ہون نہ اردو مراثی میر کے الکدم کے بیچ

۳۶

تو بہ سے ہے بہار مین نہ کروان | گو کرے شیخ احتساب بہت
اس عفیلے سے کیا کسو کی نبھے | مہربانی ہی کم عتاب بہت
کشتن مردمان اگر ہی ثواب | تو ہوا ہی اسے ثواب بہت

دیر تک کعبے مین تھے شب بیہوش
پیگئے میر جی شراب بہت

کیا کہین ہی حال دل درہم بہت | کڑھتے ہین دن رات اسیر ہم بہت
رہتا ہی ہجران مین غم غصہ سے کام | اور وے بھی سُنکے ہین برہم بہت
اضطراب اسکا نہین ہوتا ہی کم | ہاتھ بھی رکھتے ہین دل پر ہم بہت
اُس گلی سے جی اُچٹتا ٹک نہین | دل جگر کرتے ہین پتھر ہم بہت

میر کی بد حالی شب مذکور تھی
کڑھ گئے یہ حال سُنکر ہم بہت

باہر چلتے ہین آبلوی سے کر نہ تغافل یار بہت | دشت جنون ظہر آئے ہین ہو نے تیرے شکار بہت
دعوی عاشق بیچارے کا کون سنیگا محشر مین | خیل ملائک وان بھی ہونگے اسکے خاطر دار بہت
خشکی لب کی زردی رنگ کی تنکی دوا آنکھونکی | جو دیکھے ہی کہے ہی ان نے کھینچا ہی آزار بہت
جسم کی حالت جی کی طاقت نبض سی کرمعلوم طبیب | کہنے لگا جائز کیا ہوگا یہ تو ہی بیمار بہت

ردیف جیم فارسی

۴۳۵

ردیف تائے فوقانی

ٹک ٹھہرتا بھی تو لیتے تھا کسو بجلی کی تاب
یا کہ نکہت گل کی تھا آیا گیا عہد شباب

کی نمازِ صبح کو کھو کر نماز اشراق کی
ہو گیا مجھ پر ستم اچھتا نہ تا مستی میں خواب

دیکھنا مُنھ یار کا اسو جہ سے ہوتا نہیں
یا الٰہی وے زمانے سے اُٹھا ہے ہم نقاب

ضعف ہے اسکے مرض وا اسکے غم ہے الغرض
دل بدن میں آدمی کے ایک ہے خانہ خراب

یار میں ہم میں بڑا پردہ جو ہے ہستی ہے یہ
بیچ سے اُٹھ جاے تو ہووے ابھی رفع حجاب

صورتِ دیوار سے مدت لگے در پر رہے
پر کبھو صحبت میں اسکی ہم ہوے نہ باریاب

مے سے توبہ کرتے ہی معقول اگر ہم جانتے
ہم یہ شیخ شہر برسوں سے کرے ہے اجتناب

جمع تھے خوبان بہت لیکن پسند اُسکو کیا
کیا غلط میں نے کیا اے میر وقت انتخاب

اس مغل زادے نے بھی ہر بات کی تکرار خوب
بد زبانی کی بھی اُسنے تو کہا بسیار خوب

لگ نہیں پڑتے ہیں لیکر ہاتھ میں شمشیر تیز
بیکسو نکے قتل میں اتنا نہیں اصرار خوب

آخران خوبان نے عاشق جان کر مار ا مجھے
جاہ کا اپنے لکھ نا انسے تھا اظہار خوب

آج کل سے مجھ کو بیتابی و بدحالی ہے کیا
مجھ مریض عشق کے کب یہ نہ تھے آثار خوب

کیا کریمی اُسکی کہیے جنت در بستہ دے
ورنہ مفلس غمزدوں کے کچھ نہ تھے کردار خوب

مخترع جور و ستم میں بھی ہوا وہ نو جوان
ظلم تک کرتا ہے جب سے ہے کوئی دمنت زدا خوب

الغرض ملاکے ہووے تجلت اس کمر کی دیکھ | عاشق سے جو بندھے نہ کمر تو ہی کیا عجب
ترک وطن کیا ہی عزیزون نے چاہ مین | گر جاے کوئی رفتہ ہمسفر تو ہی کیا عجب
برسون سے ہاتھ مارتے ہین سر پہ اس بغیر | ہووے ہار ہمسے دست بسر تو ہی کیا عجب
معلوم سود مندی مشتاق عشق مین | پہونچے ہی اُس سے ہمکو ضرر تو ہی کیا عجب
گھر بار مین لٹا کے گیا گھر سے بھی نکل | اب آوے وہ کبھو مرے گھر تو ہی کیا عجب

ملتی نہین ہی آنکھ اُس آئینہ رو کی میر
وہ دل جو لیکے ہووے مکر تو ہی کیا عجب

آیا ہی شیب سر پہ گیا ہی شباب اب | کرنا جو کچھ ہو تمکو سو کر لو شتاب اب
بگڑا بنا ہون عشق سے سو بار عاقبت | پایا قرار یہ کہ رہون مین خراب اب
خونریزی عاشقون کی ہی ظالم اگر ثواب | تو تو ہوا ہی مجکو بہت سا ثواب اب
بھڑکی درون مین آتش سوزندہ عشق کی | دل رہگیا ہی پہلو مین جلکر کباب اب
ہون اُس بہشتی رو سے جدا مین جحیم مین | رہتا ہی میری خاک کو ہر دم عذاب اب
قاصد جو آیا چپ ہی نشان خط کا کچھ نہین | دیکھین جو لاوے باد کوئی کیا جواب اب
کیا رنج و غم کو آگے ترے مین کرون شمار | یا ان خود حسابی میرے تو ہی بیحساب اب
جھپکے ہین آنکھین اور جھکی آتی ہین بہت | نزدیک شاید آیا ہی ہنگام خواب اب

دھوپ مین آگے کھڑا اسکے جلا کرتا ہون | چاہ کر اسکے تئین مین تو گنہ گار ہوا

ہوش کچھ جنکے سرون مین تھا شتابی چلے | حیف صد حیف کہ مین یہ خبردار ہوا

ہو بخود گو کسو کو ڈھونڈھ نکالے کوئی | دہی خود گم ہوا جو اسکا طلبگار ہوا

مرغ دلکی ہی رہائی سے مراد اب جمع | پر شکن بالون مین وہ اسکے گرفتار ہوا

پیار کی دیکھی ہو چتون کسو کی مین جانا | کہ یہ اب سادہ وہ پرکار مرا یار ہوا

تکیہ اسپر جو کیا تھا سو گرا بستر پر | یعنی مین شوق کی افراط سے بیمار ہوا

کیونکہ سب عمر صعوبت مین کٹی تیری میر
اپنا جینا تو کوئی دن ہمین دشوار ہوا

آج اس خوش پرکار جوان مطلوب حسین لطف | پیر فقیر اس نے دندانکوان نے دندان

آنسو کی بوند آنکھون سے دونون تو کلتے ایک نہین | دلکی طپیدان روز و شب نے خوب جگر کا لہو

مرتے جیسے صبر کیا تھا ویسی ہی ذمبری کی | ہاے دریغ افسوس کوئی دن اور نہ بیمار

ہاتھ رکھے رہتا ہون دلبر برسون گذرے ہجر مین
ایکدن اُن نے گلے سے ملکر ہاتھ مین میرا دل نہ لیا

اُب بارہ وہیر کو گھر تک جو یان رہا | حیرت سے آفتاب جہان کا تھان ر

جو قافلے گئے تھے اُنھو نکی اٹھی بھی گرد | کیا جانیے غبار ہمارا کہان ر

۴۳۲

باغ کو بے لالہ وگل دیکھ کرتے تھے طیور
جھڑ گئے پت جھڑ میں انکی ہای کیا کیا آشنا

تو لڑکا نہیں عشق و ہوس میں کر تمیز
آشنا سے فرق ہوتا ہی بہت نا آشنا

ملتے ملتے منھ چھپانا بھی لطیفہ ہی نیا
آشنائی یا نکریے ہو جیسے یا آشنا

تھا جنون کا لطف مجنون سے سو نیا سمجھگیا
مغفرت ہو اسکو وحشی ہمسے بھی تھا آشنا

اب جو ہاتھ آئے ہیں ہم مفت کھو دیجیو ہمیں
پھر نہ ہو گا تمکو ایسا کوئی پیدا آشنا

کیسا ہی بانی ہوا سکو پیر ہین جاتا ہی پیر
تھا جوانی میں مگر تو میر دانا آشنا

گئے تھے سیر چمن کو اٹھکر گلو نہیں ٹک لگا تایا
تلاش جوش بہار میں کی نگاہ گلشن میں تھا نہ اپنا

ملا تو تھا وہ بخواہش دل مزہ بھی باتیں ملے ولیکن
پھیرن جو مستی میں آنکی آنکھیں ہوش ہمکو وہاں نہ تھا

جہانکا دریاے بیکران تو سیر پایان کا نکلا
جو لوگ تہ سے کچھ آشنا تھے انھوں نے لب کیا نہ اپنا

نکالی سرکش نے چال ایسی کہ دیکھ حیرت سے رہ گئے ہم
دلوں میں کیا کیا ہمارے آیا کریں کیا بس چلا نہ اپنا

کبھی کوئی تو اسی کسی کا اثر کرے کچھ
بکا گئے ہم ہمیشہ مانا کسو دن ان نے کہا نہ اپنا

نہ ہوش ہمکو نہ صبر دلکو نہ شور سر میں دردپا میں
جو رو دین کس کسکو رو دیں ہم وفا میں کہا نہ اپنا

جہان میں رہنے کو جی بہت تھا نکر سکے میر کچھ توقف
بنا تھی نا پایدار اسکی اسی سے رہنا بنا نہ اپنا

گھر سے وہ معمار کا جو اٹھ گیا
نقل اسکی بیوفائی کی ہی اصل
سر کو دیدے مارتے سیلاب بہار
اک گدائی در ہی سیلاب بہار
دلبران دل عنبس ہی گنجائشی

حال ابتر ہو گیا گھر یار
کب وفا داری ہی شیوہ یا
رنگ دیگر ہی در و دیوار
غم کشون کے دیدۂ خونبا
اس مین کچھ نقصان نہین سر

عشق کا مارا ہی کیا بچیگا میر
حال ہی بدحال اس بیمار کا

جو تو ہی صنم ہمسے بیزار ہوگا
غم ہجر رکھیگا بیتاب دل کو
جو افراط الفت ہی ایسا تو عاشق
اُٹھیگی ملاقات کب تک رہیگی
تجھے دیکھ کر لگ گیا دل نجانا
لگا کرنے ہجران سختی سی سختی

تو جینا ہمین اپنا دشوار ہوگا
ہمین کڑھتے کڑھتے کچھ آزار ہوگا
کوئی دن مین برسون کا بیمار ہوگا
کبھو تو تہ دل سے بھی یار ہوگا
کہ اس سنگدل نے ہمین مار ہوگا
خدا جانے کیا آخرش کار ہوگا

یہی ہوگا کیا ہوگا میر اہی نہ ہونگے
جو تو ہوگا بیچارہ غمخوار ہوگا

جب رفتنی کو عشق کا آزار ہو گیا | دو چار دن مین برسون کا بیمار ہو گیا

نسبت بہت گناہون کی یہ بطرف ہوئی | ناکردہ جرم مین تو گنہگار ہو گیا

حیرت زدہ مین عشق کا کامونکا یار کے | دروازے پہ کھڑے کھڑے دیوار ہو گیا

پہلے نگار سینے کے اطراف درد سے | کوچہ ہر ایک زخم کا بازار ہو گیا

بازار مین جہانکی ہی حسن کیا متاع | سو جیسے جیسے دیکھے خریدار ہو گیا

دل لیکے میری جان کا دشمن ہوا ندان | جس بیوفا سے اپنے تئین پیار ہو گیا

عاشق کو اسکی سے ہی لاگ کھینچی ہی | یکشتنی بھی مرنے کو تیار ہو گیا

مرنے ہوا رہا نہ تنگ ہی رہا | پھندے مین عشق کے جو گرفتار ہو گیا

کیا جرم تھا کسو یہ نہ معلوم کچھ ہوا
جو میر کشت و خون کا سزادار ہو گیا

دشمن ہو جیکا گاہک ہوتا ہی جسکے جان | کی دوستی کہ یار وا کے وگ مین بسا لیا

ئی ہی جہان قیامت نے رد و الم رہا | بیمار عاشقی مین شب صبح تک کرا رہا

تازہ جھمک تھی شب کو تار دہن کسانکے | اس آسیا کو شاید بھر کر کھون ذرا رہا

خمیازہ کش ہون اسکی مدت سے اسلواکا | لگ کر گلے سے میرے انگڑائی دے جا رہا

جاتا کر منہ کھلا ہی آتشکدے کا شاملہ | سینے کے زخم کا جو سر کا ہے ٹک بھی بہا رہا

کیا نازا ے میر اس اوقات کی
جب کرتو محراب سا خم ہو گیا

دہ نہ کہنے ہمین ٹک ہماری ہین نج آیا
گلشن کے طائروان نے کیا تیم ثنا کی
بے ہیچ اسکا غصہ یار د بلاے جہان ہے
قد بلند اگر یہ بے لطف بھی نہین ہے
انگڑائی خوبرویان ہے سرتیہ ہین ہے
نقشہ عجب ہی اسکا نقاش نے ازل کے
شب کو نشے مین باہم تھی گفتگو ی درہم
دل بستگی مین کھلنا اُسکا نہ اس نے دیکھا

سو بار آنکھین کھولین بالین سے سر اٹھا
یک یک گل قفس مین ہم تک کوئی ا
ہر گز منا نہ ہمسے ہتیرا ہی منا
سرو چمن مین لیکن انداز وہ دیا
اینڈا پھرے ہی ہر سو جب اس کی بیاسی
مطبوع ایسا چہرہ کوئی نہ پھر بنا
اس مست نے جھٹکا یا یعنی بہت جھڑ
بخت نگون کو ہمنے سو بار آزما

عاشق جہان ہوا ہی بے ڈھنگیان ہی کی ہین
اس میر بیخبر نے کب ڈھب سے دل لگایا

باتین ہماری یاد رہین پھر باتین ایسے نہ سنیے گا
سعی و تلاش بہت سی رہیگی اس انداز کو کہنے کی
دلکی تسلی جبکہ ہوگی گفت و شنود سے لوگون کی

پڑھتے کسو کو سنیے گا تو دیر تلک سر دھنیے گ
صحبت مین علما فضلا کی جاکر پڑھیے گنیے
آگ پھنکے گی بدن مین ہمین جلیے بھنیے گ

[illegible]

وزرات اسکو ڈھونڈھی ہی دل شوتیے مجھے
نایاب کس گہر کا طلبگار کر دیا

دور اُس سے زار زار جو روتا رہا ہون مین
لوگون کو میری زاری نے بیزار کردیا

خوبی سے بخت کی ہی اُسے عشق سے مرے
یارون نے رفتہ رفتہ خبردار کردیا

جسکے لگا نہ جیین نہ اُسکی ہوس رہے
یعنی کہ ایک وار ہی مین پار کردیا

پہلو مین دل نے ٹوٹکے آتش سے شوق کے
بایان کار آنکھون کو خونبار کردیا

کیا جانون عشق جان سے کیا چاہتا ہی میر
خونریزی کا مجھے تو سزاوار کردیا

ہوئے ہم جسکی خاطر بیوفا تھا
نہ جانا اُن نے تو یون بھی کہ کیا تھا

معالج کی نہین تقصیر ہرگز
مرض ہی عاشقی کا لا دوا تھا

نہ خودسر کیون کہ ہم ہون یلہ اپنا
خود آرا خود پسند و خود ستا تھا

رکھا تھا مُنہ کبھو اُس کنج لب پر
ہمارے ذوق مین اب تک مزا تھا

نہ ملیو چاہنے والے سے اپنے
نہ جانا تجسے یہ کن نے کہا تھا

پریشان کر گئی فریاد بلبل
کسو سے دل ہمارا بھر لگا تھا

ملے برسون وہی بیگانگی تھی
ہمارے زعم مین وہ آشنا تھا

نہ دیوانے تھے ہمسے قیس و فرہاد
ہمارا طور عشق اُن سے جدا تھا

۲۲۷

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوان ششم

فلک نے ہمیں کر سرمہ بنایا — نظر میں اسکی میں تو بھی نہ آیا

زمانے میں مرے شور جنوں نے — قیامت کا سا ہنگامہ اُٹھایا

بلا تھی کوفت کچھ سوز جگر سے — ہمیں تو کوٹ اُن نے ہو جلایا

تمامی عمر جسکی جستجو کی — اُسے پاس اپنے اکدم بھی نہ پایا

نہ تھی بیگانگی معلوم اُسکی — نہ سمجھے ہم اُسی سے دل لگایا

قریب دیر خضر آیا تھا لیکن — ہمیں رستا نہ کعبے کا بتایا

یہی اسکے سایہ کو بھی لگ سکے نہ — وہ اس غلبس کو کیا بلا جانتا ہی

جہان میں میر عاشق ہوا خوار ہی تھا
یہ سودائی کب دل لگا جانتا ہی

ہی عشق ہی جی کھپا جانتا ہی — کہ جانان سے جی بھی ملا جانتا ہی
ی ہین بھی کچھ خوبی ہوویگی تب تو — برا کرنے کو وہ بھلا جانتا ہی
مرا شعر اچھا بھی دانستہ ضد سے — کسو اور ہی کا کہا جانتا ہی
زمانے کے اکثر ستمگار دیکھے — وہی خوب طرز جفا جانتا ہی
نہین جانتا حرف خط کیا ہین لکھے — لکھے کو ہمارے مٹا جانتا ہی
نہ جانے جو بیگانہ تو بات پوچھے — سو مغرور کب آشنا جانتا ہی

نہین اتحاد تن و جان سے واقف
ہمین یار سے جو جدا جانتا ہی

تمام شد دیوان پنجم میر تقی میر

پھیرے ہیں ٹلتی ہیں اسکے ابرو بلے
چلی تلوار تو صفائی سے

لڑکی عطار کا ہی کیا مجنون
ہمکو ترکیب اسکی بھائی ہی

کجروی یار کی نہیں جاتی
یہی بے طور بے ادائی ہی

آنے کہتا ہی پھر نہیں آتا
یہی بد عہدی بے وفائی ہی

کر چلو نیکی اب تو جب تک بس سے
شاید ابھی ہین کچھ بھلائی ہی

برسون ہین میر سے ملے تو کہا
اس سے پوچھو کہ یہ کہاں ہی

یارب کوئی دیوانہ بے ڈھنگ سا آجاوے
اغلال و سلاسل ٹک پنی بھی بلا جاوے

خاموش رہیں کیتک نے مدت جہاں نہیں ہم
ہنگامہ قیامت کا شورش سے اٹھا جاوے

کب عشق کی وادی ہی سر کھینچنے کی جاگہ
جو چل بھلا سا تو منھ موڑ چلا جاوے

عاشق ہی ہین ورنہ این نسبت سے نہ ہوگی
جوان جوان ہو رسیدہ وہ تو ان پنا جاوے

افسوس کی جگہ ہی یاان باز ہیں زبین
ہو روبرو آئینہ وہ منھ کو چھپا جاوے

ان نو خطون سے میری قسمت میں تھی خواری
کسطرح لکھا میرا کوئی آکے مٹا جاوے

دیکھا اسکو ٹھہر رہتا ثابت ہوتے ہو
اس راہ سے آوے تو ہے نزر ہا جاوے

کیسے جہان کرتا تاثیر تن کچھ بھی
وہ بات نہیں سنتی کیا اپنی کہا جاوے

کیا شکایت کریے اُس خورشید چہرہ یار کی
وصل کی دولت گئی ہون تنگ شغر ہجر مین

مہر وہ برسون نہین کرتا ستم فی الفور ہی
یا الٰہی فضل کر یہ جور بعد الکور ہی

اسکے دیوانے کے سر پر داغ سودا ہی دلیر
وہ محیط عاشقون کا اس سبب سر مور ہی

گردن کش زمانہ تو تیرا اسیر ہی
چشمک کرے ہی سیر بطرف تو نگاہ کر
تنکا سا ہو رہا ہی تن آگی ہی سوکر کر
جھڑ باندھ دی ہی رونے جو لگتا ہی چیخ کر
اک وا اجل رسیدہ جو صید آ ہی کب کبھی
جون جون بڑھاپا آتا ہی جاتی ہین انیھتے
اس خوبصورتی سے نہ صورت نظر پڑی
پر جوہر اسکی تیغ ہی نامہ برائے قتل
پوچھو اسی سے مضطرب لحال دلکی کچھ
جو طفل شوخ و شنگ جوان بلند طرح
فریاد سب کی سن کے کہا بید ماغ ہو

سلطان عصر تیری گلی کا فقیر ہی
وہ طفل شوخ چشم قیامت شریر ہی
اب ننگ کیا فقیر جو سب مین حقیر ہی
ہی چشم تر کہ غیرت ابر مطیر ہی
پُر پیچ جال گیسوؤن کا جر گرگیر ہی
کس مٹی کا نجانیئے اپنا خمیر ہی
صورت تلک تو سیر کی دانے نظیر ہی
پیغام مرگ عاشقون کو اسکا تیر ہی
آہ آفتاب چہرہ روشن ضمیر ہی
شائستۂ فلک ہو اگر چرخ پیر ہی
دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ میر ہی

اک قیامت ہے عضب ہے [illegible]
بند نہیں ہوتا ہے زخم [illegible]
دل جو لگتا ہے تو [illegible]
سوز نالوں کا بلا سے [illegible] زمان
آندھی آتی ہو گئی عالم سیاہ
دل خراب [illegible]
دیدہ اگر یاران ہمارا [illegible]
دنیا میں [illegible]
میرا ہی سماجت جو بندوں [illegible] نہیں کوئی
کسے نہیں درد دل اب آہ نہیں کوئی
فرہاد کو مجنوں کو موت آگئی [illegible]

سچ ہو راحت تو بعد مرنے کے	پر بڑا واقعہ یہ حائل ہے
تیغ اگر درمیان رہی تو رہی	یار میرا جوان جاہل ہے
رو نہیں چشم تر سے اب رکھیے	سیل اسی در کا کب سے سائل ہے
حال ہم ڈوبتوں کا کیا جانے	جسکو دریا پہ سیل ساحل ہے

میر کب تک بحال مرگ جئیں
کچھ بھی اس زندگی کا حاصل ہے

بیکسان عشق تھے ہم غم میں کھپائے گئے	باز خواہ خون نہ تھا مارے گئے مارے گئے
بار گل تک ناتوانوں کو نہ تھا اس بزم میں	گرتے پڑتے ہم بھی عاجز آج وان لائے گئے
چھاتی میری سرد آہوں سے ہوئی تھی کب کی سخت	استخوان بے اسکی اشک گرم سے دہکائے گئے
سخت جانی ہے نہ ٹک جو ہو خبر گھر میں سے	صبح تلک ہم رات دیواروں سے ساہی گئے

میر قیس و کوہکن ناچار گذرے جان سے
دو جہان حسرت لیے ہمراہ بیچارے گئے

بے یار رہیں بیکس ہوں آگاہ نہیں کوئی	بیغم کرد خونریزی خونخواہ نہیں کوئی
کیا تنگ مخوف ہے اس بستی کا رستا	تنہا پڑا ہی جانا ہمراہ نہیں کوئی
موہوم ہے ہستی تو کیا معتبری اسکی	ہے گاہ اگر کوئی بیگاہ نہیں کوئی

ی ۲۲

[illegible]

صاحب ہو تم ہمارے بندے ہیں ہم تمھارے
ہو ملتفت کبھی جیتوں ہیں ورنہ بندے

آشوب بحر ہستی کیا جانیے ہے کب سے
کوئی تو تھا طرف پر آواز دی نہ ہمکو

بیطاقتی سے کیونکر سر مارتے رہے نہ
کوئی تو ماہ پارہ اس کبھی ردا قسمہ ہے

موقوف رحم پر ہیں دشوار کام سارے
یہ عشق بے محابا تا چند جان مارے

موج و حباب اُبھار لگ جاتے ہیں کنارے
ہم بیقرار ہوکر چاروں طرف پکارے

صبر و قرار دونوں یکبارگی سدھارے
چشمک کریں ہیں ہر شب اسکی طرف ستارے

دُنیا میں میر اگر بھولا ہے بار رہیے
اس رہگذر میں دیکھیں کیا پیش آوے بارے

عشق ہمارا درپے جان ہے کیسی خصومت کرتا ہے
شاید لینے بال اس سرو کی کبھی گئے تھے باد چلے

صورت اسکی دیدہ تر میں پھرتی ہے روز و شب
کیا دشوار گذر ہے طریق عشق مسافر گشتنا ہے

حال کسو کا یاں مانا ہے حباب یا سے
یاد خدا کو کرے کہو تک یاں میں رہے ہو جاوے

دامن دیدۂ تر کی وسعت دیکھی ہے ان آنکھوں نے

بیچین ہمیں دیتا ہے ظالم جبتک عاشق مرتا ہے
دل تو پریشاں تھا ہی میرا اب جی بھی بکھرتا ہے

ہے نہ اپنیا یہ کبھی بھی پانی بیچ نقش اُبھرتا ہے
جی سے اپنے گذر جاتا ہے جو اس راہ گذرتا ہے

ٹک جو ہوا دنیا کی لگی تو بہ کرظرف بھرتا ہے
صد سال غم دیکھے اس چشم تر درد کی پیتا ہے

ابر سیاہ سفید جو ہو سو پانی انکا بھرتا ہے

واے وہ طائر بے بال ہون ناک جسے / شوق گلگشت گلستان مین گرفتاری ہے

ظلم بے کھینچے نہین رہتی ہو جسکی شمشیر / اس ستمگار جفا جو سے ہمین یاری ہے

آنکھ مستی مین کسو پر نہین پڑتی اسکی / یہ بھی اس سادہ و پرکار کی ہشیاری ہے

وان سے جز ناز و تبختر نہین کچھ پاتے میر / عجز ہے دوستی ہے عشق ہے غم خواری ہے

درد و غم سے دل کبھو فرصت نپائے / یہ صعوبت کب تلک کوئی اٹھاے

طفل یہ بازار کا عاشق ہون مین / دل فروشی کوئی مجھسے سیکھ جاے

زار و ناچشم کا لب دیکھتے / دیکھیے ہین لیکن خدا جو کچھ دکھاے

کب تلک چاک کفن سے جھانکیے / برگ گل یان بھی صبا کوئی تو لاے

کب سے ہمکو ہے تلاش دست غیب / تاکمر پیچ اسکا اپنے ہاتھ آے

اسکی اپنی بنتی ہے ہر گز نہین / بگڑی صحبت ایسی کیا کوئی بناے

جو لکھی قسمت مین ذلت ہو سو ہو / خط پیشانی کوئی کیونکر مٹاے

داغ ہے مرغ چمن پائیز سے / دل نہ ہو جلتا جو اسکا گل نہ کھاے

زخم سینہ پیر اسکے ہاتھ کا / ہو کوئی چھوا دو تو اسکو رچھاے

میر اکثر عمر کے افسوس مین / زیر لب بالاے لب ہی ہاے ہاے

۴۱۹

…کھین کب تک رہے ہی صحبت — گالیان کھائیے دعا کریے

…چھ کہین گر تو وہ کہے نہ کہو — کیونکر اظہار مدعا کریے

…تفاق انکا مار ڈالے ہی — ناز و انداز کو جدا کریے

…مید ہی کاش کے رہیے ہر روز — صبح اسکے گلے لگا کریے

…اہ تکنے کو بھی نہایت ہی — منتظر کب تلک رہا کریے

…ستی موہوم دیک سرہ گردن — سیکڑون کیونکہ حق ادا کریے

…ہ نہین سرگذشت سنتا میر — یون کہانی سی کیا کہا کریے

…ریب ہو نفع جو کچھ بھی — دل کی بیماری کی دوا کریے

سو تو ہر روز ہی ترا احوال
متحیر ہین آہ کیا کریے

…و چار روز آگے چھائی گئی تھی کوئی — ہجران کا غم تھا سختی سے جان ٹوٹی

…کلیان جھڑی ہین نچی بکھری ہین پاسارے — پائیز نی چمن مین کیا کیا بہار لوٹی

سیر چمن مین کچھ تو جیسے ہوس نکلتے
موسم مین گل کے بلبل افسوس ہی یہ چھوٹی

…کب عدو کی رات نہ آئی جو آہ بین لڑائی ہولی — آخر اُس دوا تن نے مار کب ہی پھر آئی ہوئی

برسون مین پہچان ہوئی تھی سو تم صورت بھول گئے — یہ بھی شرارت یاد رہیگی ہمکو تجانا جانے سے
سنی سنائی بات دانکی کب جیتے ہین ہم غافل — دونون کان بھرے ہین اپنے پر دنیا کے فسانے سے
میر کی تیزی کیا سلجھے گی حرف سخن مین گنجلک سے — کوئی بھی غافل الجھے ہے ایسے ناصح دیوانے سے

کئی روز اب دید وا دید ہے — گلے سے ہمارے ملو عید ہے
گریزان رسائی سے خورشید سان — جہان جیسے ہے مجکو تجرید ہے
تصرف مین جب ڈالتے ہین بات — خدا رس کہین ہین یہ توحید ہے
جو آوین بتان جذب سے یان تو ہے — خدا کی طرف ہی کی تائید ہے
لیٹا ہے مین بوریا سے نیاز — یہی میر جانے کی تمہید ہے

ہجر مین خون ہوا تھا سب غم سے — دل نے پہلو تہی کیا ہم سے
عالم حسن ہے عجب عالم — جا ہے عشق بھی اس عالم سے
طرح چھریون کی پلکون سے ڈالے — نکلے تلوار ابرو کے خم سے
نسبت اُن بالون کی درست ہوئے — دیر مین میرے حال درہم سے

در پے خون میر کے ورنہ
ہو بھی جاتا ہے جرم آدم سے

اٹکھیلیون سے ملنے طفلی مین جان ہاری — نام خدا ہوا ہے اب وہ جوان باری

چلتے ہوئے تسلی کو کچھ یار کہہ گئے	اس قافلے مین ہم بھی تھے افسوس رہ گئے
کیا کیا مکان شاہ نشین تھے وزیر کے	وہ اٹھ گیا تو ہر ڈھی گرے بیٹھے رہ گئے
اس کجروش سے ملنا خرابات مین نہ تھا	بے طور ہم بھی جا کے ملے بے جگہ گئے
دے زور در جوان جنھین کہیے پہاڑ تھے	جب آئے موج خیز ترنگی سے بہ گئے

دو بار تو تمھا رہ دل سے کسو کے امیر
ناچار اسکے جور و ستم ہم بھی سہ گئے

ہا جوانی وصل مین اسکے کیا کیا لذت پاتے تھے	بوسہ کنج لب سے پھر بھی دل تقی اپنے جاتے تھے
کیا کیا تمنے فریب کیے ہین سادگی مین لینے کو	ٹیڑھی کر کے کلاہ آتے تھے منہ ناخوردہ جاتے تھے
ہا ہو جدائی ایسی جاگہ مار کے ہمکو توڑ رکھا	دے دن یاد آتے ہین جب ہم انکے آتے جاتے تھے
غیرونکی تم سنتے رہے سو غیرت ہم سہتے ہے	دے تو تکلو لگا جاتے تھے تم آ ہمکو جلا جاتے تھے
رنج و الم غم عشق ہی کا اعجاز سہے جیتے تھو	حوصلہ کتنا اپنا جسمین بے آواز سماتے تھے
دے دن کیسے سالتے ہین جا کر سوتی باتی تھو	آنکھون سے ہم سہلا سہلا اسکو جگاتے تھے
چاہت کی اک براہی جیسا میر اسے پرہیز بھلا	اگلے لوگ سنا ہے ہمنے دل نہ کسو سے لگاتے تھے

بات ہماری یاد رہے جی بھولا بھولا جاتا ہے	وحشت پر جب آتا ہے تو جیسے بگولا جاتا ہے
تھوڑے سے پانی مین سر کھینچے ہی جیسے حباب	کہتے ہین لیتا مجکو کیا ابھرا بھولا جاتا ہے

۱۴۷

دلکی لاگ بری ہوتی ہے رہ نہ سکے تب جائے بھی	آئے بیٹھے اٹھ بھی گئے بیتاب کئے پھر آئے بھی
آنکھوں نے ٹک میلی ہوتی اپنی مطلق دل بہچانہو	دلکی مصیبت کیسی کیسی کیا کیا رنج اٹھائے بھی
ٹھنڈی ہی آنکھو نہ دیکھے ہرگز ویسے ہی جلتے رہتے ہیں	تلووں حنائی ہمنے آنکھوں سے سہلائے بھی
رنگ نہیں ہے منہ کے باد خزان سی گلستان میں	برگ و بار گھرے بکھرے ہیں گل غنچے مرجھائے بھی
نفع کبھو دیکھا ہمنے اپنے خرچ کے اٹھانے پر	دلکے گداز سے لوہو روئے داغ جگر پہ جلائے بھی
عشق میں اسکے جان مری مشتاق پھرے گی بھٹکی ہوئے	شوق اگر ہے ایسا ہی تو جیسے کہاں مرجائے بھی

تا جر ترک فقیر ہوے اب شاعر عالم کامل ہیں
بیش گئی میرؔ اپنے سو انگ بہت سے لائے بھی

کوئی نام انکا نہ تو جیسے رہے	کہ بیتاب دل کی بنا صبر ہے
نہ سوز جگر خاک میں بھی گڑا	موئے پر بر آتش مری قبر ہے
گلستان کے ہیں دونوں پتّے بھرے	بہار اسطرف اس طرف ابر ہے
جو درویش پہنے ہو چرمی لباس	تو پھر جیسے شیر ہے ببر ہے

در کعبہ پر کفر بکتا ہے میرؔ
مسلمان نہیں وہ گھمن گبر ہے

ظلم ستم سہے ہیں ہنستا ہو دیتے ہیں رنج اٹھتے ہیں درد دیکھیے	اب وہ دل میں تاب نہیں جو تک آ مر دیکھیے

صورتین بگڑ ہی گئی کیونکہ اسکو تو کب ہی وہ	سامنے رکھے آئینہ مصروف طرحداری ہی

میر کوئی اس صورت مین کبھی کی کیا رکھے
ایک جراحت مین نے کی میر ہر زخم کاری مین ہے

دل بھی بجا رہتا ہی میرا جی بھی نہ رہا گھبرا جاتا ہی	کیا جانون مین روونگا کیا دریا چڑھتا آتا ہی
سچ ہی وہ جو کہا کرتا ہی کون ہی تو کیا سمجھے ہین	نہ بیگانے تو ہین ہین ہم وہ نالو کا جانا آتا ہی
تو بلبل آزردہ نہ ہو گل پھر لیسے باغ بہار آئین	رنج کش الفت ہی عاشق جی اپنا بہلاتا ہی
عشق و محبت کیا جانو نہین لیکن اتنا جانون ہون	اندر ہی اندر سینے مین میرے دل کو کوئی کھاتا ہی

عاشق اپنا جان لیا ہی ادنے شاید میر ہمین
دیکھ بھری مجلس مین اپنے ہم ہی سے شرماتا ہی

اس مغرور کو کیا ہوتا ہی حال شکستہ دکھانے سے	تمکو تہ ہووے نہ ہر گز جیکے ہمارے جانے سے
کیسا کیسا ہو کے جدا پہلو سے اس بت ٹر رہا ہے	کیا پوچھو ہو آئے قیامت سر پہ لگا نے سے
ہمن تجرد سے ہین اپنی روز جہان سے گذرتا ہون	وحشت ہی خورشید نمط اپنی بھی مجکو سایہ سے
ہر کوئی دہر نربن مین یا پھر وہ یان بہا	یا اب ننگ سی آتا ہی پاس ہمارے آنے سے
ایک جراحت کیا تسکین دے مونکی بھو کی صیتین	شاید دل ہو تسلی اسکا زخم دگر کی کھانے سے
رنج و عنا بر درد بلا پر صبر کیے ہم بیٹھے ہین	کلفت جاتی رہی کیا جور و ستم کی اٹھانے سے

آنا ادھر اس بت کا کیا میری کشش سے دیکھ	ہو موم جو پتھر تو تائید خدا کی ہے

داماں دراز اسکا جو صبح نہیں کھینچا
اے میر یہ کوتاہی شب دست دعا کی ہے

ملواں دنوں ہمسے اکثر اب تنہائی
شکایت کروں ہوں تو سونے لگے ہے
ادا کھینچ سکتا ہے بہزاد اسکی
ملاقات ہوتی ہے تو کشمکش سے

کہاں ہم کہاں تم کہاں پھر جوانی
مری سرگذشت اب ہوئی ہے کہانی
کبھی صورت ایسی تو یہ ہمنے مانی
یہی ہمسے ہے جب نہ تب اینچا تانی

بسنتی قبا پر ترے مر گیا ہے
کفن میر کو دیجیو زعفرانی

بے اسکے تیرے حق میں کوئی کیا دعا کرے
اے سرو جو کوئی مری رہ تو گر فناز
دامن بہت وسیع ہے آنکھوں کا اب بجا
آ کر بکھیرے پھول مری مشت خاک پر

عاشق کہیں جو شتاب تو ہووے خدا کرے
پرسش کسو سے حال کی تیری بلا کرے
لازم ہے تکلّوان ہی کا پانی بھرا کرے
مرغ چمن اگر جق صبح ادا کرے

پتھر کی چھاتی چاہیے ہاے میر عشق میں
جی جاتا ہے سکا جو کوئی وفا کرے

۲۱۳

ادھر مطرب کا عودی سنگ کب نباز آتا ہی
عجب ہین لوگ جو کہتے ہین وہ نا ساز آتا ہی

خبر ہی شرط آنا مست ہر ہا ہی ابر بازندہ
ہمین بھی آج رندانہ وہ دل پرداز آتا ہی

اٹھی ہی گرد معشوقانہ اس تربت سے عاشق کی
بھبوکا جیسکے اوپر وہ سراپا ناز آتا ہی

عجب رنگ حنا طائر ہی دست موز خوبان کا
اڑے ہی تو بھی ہاتھون سے گر پرواز آتا ہی

وہی نازان خرامان کبک سا آیا مری جانب
کوئی مغرور وہ شوخی سے اپنی باز آتا ہی

رہائی اپنی ہی دشوار کب صیاد چھوڑی ہی
اسیر دام ہو طائر جو خوش آواز آتا ہی

اگر مسجد سے آؤن میر تو بھی لوگ کہتے ہین
کہ میخانے سے پھر وہ دیکھو شاہد باز آتا ہی

اسکے رنگ چمن مین شاید اور کھلا ہی پھول کوئی
شور طیور اٹھتا ہی ایسا جیسے اٹھی ہی اول کوئی

یون پھرتا ہون شوریدہ سا وحشی اسی مین سرگشتہ
غم کا مارا آوارہ جیسے راہ ہو بھول کوئی

ایک کہین سر کھینچے ہی ایسا جسکی کرین سب بات ہی
ہاہا ہر اک کو قبول نہ تھا یہ نہ کریگا قبول کوئی

کس امید کا تجکو دل چاہ مین اسکی حصول اب
شوخ و شرارت مین تیز زبان رہتا ہی ملول کوئی

لینے اسکے بالونکا وصف لکھا ہی دور تلک
طرف مار تو طولانی بھاگی کہی ہی طول کوئی

مستی حسن پرستی رندی یہی عمل ہی مدت سے
پیر کبیر ہوئے تو کیا ہی چھوٹی ہی معمول کوئی

حرف حکایت شکر و شکایت تھی ان صنع و دہ
میر کو جاکر دیکھا ہمنے ہی مرد معقول کوئی

[illegible]

جمہور رہا اسکی دنیا کرے ہی اکثر
محفوظ رکھ الٰہی اسکو نظر گذر سے

وحش اور طیر آنکھین بھر سو لگا ہی رہین
گر دیدہ اسکی دیکھین بہہ جلتی تو کدھر سے

شاید کہ وصل اُسکا ہووے تو جی بھی ٹھہرے
ہوتی نہین ہوا اب تو تسکین دل خبر سے

مدت سے چشم بستر بیٹھا رہا ہون لیکن
وہ روے خوب ہرگز جاتا نہین نظر سے

گو ہاتھ وہ نہ آوے دل ئسے خون کرتا
ہر لاگ میرے جی کو اُس شوخ کی کمر سے

یہ گل نیا کھلا ہے بال تو قفس مین
کوئی کلی نہ نکلی مرغ چمن کے پر سے

دیکھو ہو چشم کم سے یہ آنکھ ڈیڈھ ہاے
سیراب ابر ہوتے دیکھین ہین چشم تر سے

گلشن سے لے قفس تک آواز ایک سی ہی
کیا طائر گلستان ہین نالہ کش اثر سے

ہر ایک خراش ناخن مجھی سے صدر تک ہی
رنجور ہو تو پوچھے کوئی نہین ہنر سے

یہ عاشقی ہی ایسے جیوگے یا کب تک
ترک وفا کرو ہو مرنے کے میر ڈر سے

بسکہ ہی گردون دون پرور دنی
ہووے پیوند زمین یہ رفتنی

بزم مین سے اٹھو جل اے رشک صبح
شمع کے اوپر پھری ہی مردنی

مین چراغ صبح گاہے ہون نسیم
مجھسے اکدم کے لیے کیا دشمنی

مجسا محنت کش محبت مین نہین
ہر زمان کرتا رہا ہون جان کنی

(۱۲۰)

[illegible]

[illegible]

وہ جو کہنا تھا تو ہی کر یو قتل
میر کا سو کہا کیا تو نے

آنکھوں کی طرف گوش کی در پردہ نظر
کچھ یار کے آنے کی مگر گرم خبر ہے

یہ راہ و روش سرو گلستان میں نہ ہوگی
اس قامت دلچسپ کا انداز دگر ہے

یہ بادیہ عشق ہے البتہ ادھر سے
تو سامنے ہو ہمدم اگر تجکو جگر ہے

وہ ناوک دل دوز ہے لاگو مرے جی کا
بچکر نکل اے سیل کہ یاں سیر کا ڈر ہے

کیا پھیل پڑی مدت ہجران کہ نہ پوچھو
سر سال ہوا ایک گھڑی ہمکو پہر ہے

کہ جان کہ جسکے لیے منھ موڑتے تمسے
تم آؤ چلے داعیہ کچھ تمکو اگر ہے

تجسا تو سوار ایک بھی محبوب نہ نکلا
جس دلبر خود کام کو دیکھا سو نفر ہے

شب شور و فغان کرتے کیے تجکو تو آ
دلکش ہو تک اے مرغ چمن وقت سحر ہے

سوچی تھے کہ سودائے محبت میں ہے کچھ سود
اب دیکھتے ہیں ہمیں تو جی ہی کا ضرر ہے

نشانے یہ کہا ہے جو بھوؤں کا تو نے تجکے
کیا ساتھ نزاکت کے رگ گل ہی کمر ہے

کر کام کسو دل میں گئے عرش پہ تو کیا
اے آہ سحرگاہ اگر تجھ میں اثر ہے

پیغام بھی کیا کرنے کہ او باش ہے ظالم
ہر حرف میان دار یہ شمشیر و سپر ہے

ہر بیت میں کیا میر تری باتیں گھٹی ہیں
کچھ اور سخن کر کہ غزل سلک گہر ہے

ردیف با

خواہش نہ ہووے دلکی جو حاصل تو موت ہی
احوال میر دیکھ نہین جی تو مار دیکھ

پیدا ہی یا خدا نہیں اس دلربا کے ساتھ
دیر و حرم مین ہو کہیں ہو ہی خدا کے ساتھ

ملتا رہا کشادہ جبین خوب و زشت ہی
کیا آئینہ کری ہی بسر اِن حیا کے ساتھ

گو دست لطف سر سے اُٹھالی کوئی شفیق
دل کا لگاؤ اپنا ہی دست دعا کے ساتھ

تدبیر دوستان سے ہی بالعکس فائدہ
ہی درد عاشقی کو خصومت دوا کے ساتھ

کی کشتی اُسکی پاک بردست عشق نے
جن نے ملائی ہاتھ ٹک ایک ابتلا کے ساتھ

اوباش لڑکون سے تو تہمت کر چکی معاش
اب عمر کاٹیے گا کسو میرزا کے ساتھ

کیا جانون مین چمن کو ولیکن قفس پہ میر
آتا ہی برگ گل کبھو کوئی صبا کے ساتھ

عز و وقار کیا ہی کسو خودنما کے ہاتھ
ہی آبرو فقیر کی شاہِ ولا کے ہاتھ

ٹھلا دیا فلک نے ہمین نقش پا کے رنگ
اُٹھنا ہمارا خاک سے ہی اب خدا کے ہاتھ

آنکھ نہین آشنا تھا مگر دیکھا تھا کہین
تو گل کل ایک دیکھا ہی مین نے صبا کے ہاتھ

دیکھ اُسکو مجکو یارون نے حیران ہو کہا
کس ڈھب سے لگ گیا ہی یہ گوہر گدا کے ہاتھ

دلکی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھلی
عقدہ کھلیگا میر مشکل کشا کے ہاتھ

ردیف تا

۴۱۰

روونے سے سب برائی خاک ہماے سر پر میر
مدت میں ہم ٹک لگ بیٹھے تھے اسکی دیوار کے تلے

اب کچھ مزے پہ آیا شاید وہ شوخ دیدہ — اب اسکے پوست میں ہی جوں میوہ رسیدہ
آنکھیں ملا کبھو تو کب تک کیا کرونمیں — دنبالہ گرد تیرے ای آہوئے رمیدہ
پانی بھر آیا منہ میں دیکھے جنوں کی یارب — دے کس مزے کے ہونگے لبہائے نا مکیدہ
ساٸے تو اس پری کے لگتا نہ تھا چمن میں — مغرور کاہی پر ہی شمشاد قد کشیدہ
آنکھیں بچھ رہی ہیں اہل نظر کی یکسر — چلتی ہوئی زمین پر رکھ پاؤں دیدہ دیدہ
جل سیر کرتے تو کبھی تا صبح آنکھیں کھولیں — منھ پر ترے چمن میں گلہاے نو دمیدہ
محراب میں رہو نہ سجدہ کیا کرو نہ — بیوقت کیا ہے طاعت قد اب ہوا خمیدہ
پروانہ گرد پھر کر جل بھی بجھا و لیکن — خاموش راتکو بھی شمع زبان بریدہ
دیکھا مجھے شب گل بلبل نے جو چمن میں — بولا کہ میرے منہ پر کیا کیا دہن دریدہ
قلب و کبد تو دونوں تیر و نسی چھن گۓ ہیں — دہ اس ستم کشتی پر ہمسے ہوے کبیدہ

اشعار میر سب نے جن جن کے لکھ لیے ہیں
رکھیں گے یاد ہم بھی کچھ بیتیں چیدہ چیدہ

ہم جانتے تو عشق نہ کرتے کسو کے ساتھ — لیجاتے دلکو خاک میں اس آرزو کے ساتھ

۴۰۹

خشم و خطاب حسین بر حسین تو حسن ہی گا رسانہ ہو
میں نے جو کچھ کہا کیا ہی حد و حساب افزون ہے

وہ محبوب خشمگین ہی ہمارا جس میں نا زو عتاب نہو
روز و شمار میں یا رب میرے گنہ کیے کا حساب نہو

صبر بلا ہی عشق پہ جو حوصلہ والے کرتے ہیں
رحمت ہی اس خستہ جگر کو داغ جسکا بیتاب نہو

جس شب گل دیکھا ہی ہمنے صبح کو اسکا دیکھا
خواب ہمارا ہو ہی لوگون کا سا خواب نہو

نہر میں چمن کی بھر رکھیں ہیں گویا وہ لعل ہے
بے عکس گل و لالہ بھی ان جویون مین آب نہو

اس دن میں تو مستانہ ہوتا ہون بی کو جدا
جسدن کاسہ چوبین میں میرے کچھ بھی شراب نہو

تر داری کچھ دیدۂ تر کی میر نہیں کم دریا سے
جوشان شور کنان آجاوے یہ شعا سیلاب نہو

تمکو ہمسے آگ لگی ہی روتے ہیں تو ہنستے ہو
تمنے کمر کھول رکھی ہی اپنی کمر تم کستے ہو

درج گوہر مال نہیں کچھ دین رلبستہ مگر گر
تو بھی ایسی قیمت پر تم آگے ہمارے سستے ہو

رستے راہ میں جو دیکھ لیا ہی بستی میں سے نکلے تھے
کیا جانیں ہم روز و شب تم کدھر رہتے بستے ہو

ابر کرم کی راہ تکو اب رحمت حق پر نظر رکھو
گو کہ اے مستان مجرم اس غمسے دل خستہ ہو

پیر ہیں بھی جوان رکھا ہی دختر تاک کی صحبت نے
یعنی پی پی خم انگوری میر ہوئے کٹ مستے ہو

راہین رُکی ہیں اس سے ملاقات ہو تو ہو
خاموش ان لبوں سے کوئی بات ہو تو ہو

رنگ صحبت اسکو کھاوین خوبی اپنی قسمت کی
ساغر مے دشمن کو ہو ہمکو زہر منگا دو ہو

بند نہین جو کرتے ہو تم سینے کے سوراخون کو
جیسے رگ میں پنہان جنون ہے شاید انکو ہوا دو ہو

آنکھ جھپک جاتی نہین تمنا کے چہرہ روشن کے
ماہ بھی بیٹھا جاتا ہی جب منہ سے نقاب اٹھا دو ہو

غیر سے غیرت ہی آسان لیکن کچھ ہمکو نہین
بات بتا دین کیا ہم تمکو تم تو بتا دو ہو

میر حقارت سے ہم اپنی جب رہ جاتے ہین جان جلتے
طول ہمارے گھٹنے کو دیکر جیسے چراغ بڑھا دو ہو

کہتے نہ تھے ہم تمسے دل ہاتھ سے مت کھو
مت کھاؤ غم اتنا اپنا نہ لہو پیو

ان پلکون کی کاوش سے زخمی ہی مگر سارا
لے تار نگاہون کی نازک سا رفو کیجو

کیا جان لیے جسکے جانا سے چھپا منھ
جینا تو کوئی دن ہی تم میر بہت جیجو

دل خستہ شکستہ دل دل بستہ گرفتہ دل
ہو ان مین جل اسکا دل ہاتھ مین ٹک لیجو

اس راہ سے ترتا ہی دل کسب ہوا گاہے
میرے پھٹے سینے کو زنہار نہ تم سیجو

بات کہون کیا چپکے چپکے دیکھو ہو آئینے کو
دیکھتے ہو تو دیکھو ہمارے جلتے تپتے سینے کو

کیا جانو تم قدر ہماری عمر وفا کی کرتے ہو
لوہو اپنا دین ہین تمہارے گرتے دیکھ پسینے کو

پھر ایام نحس کا مجکو کڈھب آتا ہی نظر
تم بھی غنیمت جانو میان میر دس دن بیچ جینے کو

وہ جو غیبت مہ ملتا ہی غیر سے ہم مین غیرت کش
سال ہمارے جیسا ہوگا ظاہر کوئی مہینے کو

آن آخری ہوئی بستیونمین دل نہین لگتا | ہے جی مین ویرانہ جہان ہو

وحشت ہے خردمندون کی صحبت سے مجھے میر
اب جا رہونگا وان کوئی دیوانہ جہان ہو

اپنے حسن عارضی پر آج مت مغرور ہو | پاس تو ہے جسکے دو ہی کل کہین کے دور ہو
دیکھکر وہ راہ چلتا ہے نہین ٹک نے ہم | پانون اُسکے آنکھون پر رکھ لیوین جو منظور ہو
شہر دلکی کیا خرابی کا بیان باہم کرین | اُسکو ویرانہ نہ کہیے جو کبھو معمور ہو
ہم بغل اس سنگدل سے کا شکے اسدم ہون جب | شیشۂ مے پاس ہووے اور وہ مخمور ہو

عشق دلکش ذریعہ ہی پر ہیل قدرت کا ہے میر
صرف کریے اسمین اپنا جسقدر مقدور ہو

عاشق ہو تو اپنے تئین دیوانہ سب مین جتاتے رہو | چکر مار جیسے بگولا خاک اُڑاتے آتے رہو
دوستی جسکو لوگ کہین مین جانئے اسکو خصومت ہے | ہو جاوے جو تمکو کسی سے تا مقدور چھپاتے رہو
دل لگنے کی چوٹ بری ہے اس ضد سے خدا حافظ | بارے سعی و کوشش سے جسکو اپنے بچاتے رہو
آئی بہار جنون ہو مبارک عشق انند ہمارے لیے | نعل خرے سینو نپہ پھر دم داغ سر نپہ جلاتے رہو
شاعر ہو مت چپکے رہو اب چپ مین جانین جاتے ہین | بات کرو ابیات پڑھو کچھ بیتین ہمکو بتلاتے رہو
ابر سیہ قبلے سی آیا تم بھی شیخو پاس کرو | تحقیقی ٹک لیتی باندھو ساختہ ہی بہ جاتے رہو

سنو کہے ادھر روپے جاتے ہیں دوسی سبکباران
کیونکر ہنینگے اہل ستے ہیں ہمسے آہ گرانباران

جی تو ہٹا دیکھو آئینہ ہر لوح مزار کا جامہ نما
پھاڑ گریبان تنگدلی سے ترک لباس کیا یاران

کیہ ہی عمارت دل کی جھونکے اُن کی بنا کچھ کچی ہی
اودہ تو خانہ خراب ہی دیکھے اس بستی کے معماران

میخانے مین اس عالم کے لغزش پر مستونکو تو جا
سکر مین لغزدیکھے ہمنے بڑے بڑے ہین ہشیاران

کیا ستھرا و شنا فا ہی عشق کی جا کر دیکھین ہین
ادھر ادھر ٹکڑون مین بر سر پشت بام تھے بیماران

بعد صبوحی جھلکیا جھلکیا تی باچہین ہیں ہیئت بھی تمہین
یارب کی قبول کبھو بھی تھا صبح گنہگاران

عشق مین ہمسے تمنے کہدی تو کھپ جاوین غم لسلو ہی
مارے گئے اس میدان مین دل والے جگرداران

حاکم شہر حسن کے ظالم کیونکر ستم ایجاد نہین
خون کسی کا کوئی کرے دان داد نہین فریاد نہین

یار ہماری یکبار ی خاطر سے فراموش کر نکے
ذکر ہمارا اس سے کیا سو کہنے لگا کچھ یاد نہین

کیا کیا مردم خوش ظاہر ہین عالم حسن مین نام خدا
عالم عشق خراب ہو وان کوئی گھر آباد نہین

عشق کوئی ہمدر کہین مدت مین پیدا کرتا ہی
کوہ رہین گوناگون ہوں لیکن سب فرہاد نہین

ٹرناؤ لگے سے فلک کا پیش پا افتادہ ہی
طلسم غبار جو یہ ہو کچھ اُسکی بنیاد نہین

تدبیر کوئی بتادے جو آپکو سنبھالین
جینے کی اپنی بھی کوئی طرح نکالین

ردیف واو

رونا روز غم کا مجکو اٹھہراب ہنتا ہی
یعنی میرے گناہونکو کچہ حصر و حد حساب نہین

زنگ ہر شکستہ دل ہی شکستہ سہی ستی ہین
حال کسو کا اپنا سا اس میخانے مین خراب نہین

ٹھہرین میر کسو جاگہ ہم دلکو قرار جو ٹک آوے
ہوکے فقیر اس در پر بیٹھین اُسکی بھی اب تاب نہین

آنکھین سفید دل بھی جلا انتظار مین
کیا کچہ نہ ہم بھی دیکھ چکے ہجر یار مین

دُنیا مین ایک دو نہین کرتا کوئی قیام
جو ہی سو رواروی ہی مین ہر اس دیار مین

دیکھین تھین یکروز تری مست انکھڑیان
انگڑا ایمان ہی لیتے ہین اب تک خمار مین

انگر تھا دل نہ تھا مرا جیسے تر زمین
یان لگ اٹھی ہی آگ کفن کو مزار مین

بیدم ہین جلوہ گاہ مین اکدم تو چلکے دیکھ
سُنتے ہین دم نہین کسی تیرے شکار مین

محمل کے تیرے گرد ہین محمل کیسے ہزار
ناقہ ہی ایک لیلی کا سو کس قطار مین

شور اب چمن مین میری غزلخوانی کا ہی میر
ایک عندلیب کیا ہی کہون مین ہزار مین

طلب ہی کام دلکی اُسکے بالونکی اسیری مین
گدائی شب کرو ن ہو نہین خجالت سے فقیری مین

نگہ غفلت مین اسکی ابرو کمان کی ہی ادھر سیدھی
لگا تیر اُسکا چھاتی مین ہماری گوشہ گیری مین

نظیر اُسکی نظر آئی نہ سیاحان عالم کو
سیاحت دو رنگی کی ایک ہی وہ بینظیری مین

گل خوبان مین میر پھر نہین
ہمکو غیر دن مین سان دیتے ہین

پلکین پھری ہین کچھ ہو بیٹھی ہین تیغ کھینچی نگاہین ہین
اُس رہ و باش کی سادگی دیکھو شوخی سے کرم چاہین ہین

کیا پہناوا خوش آتا ہے ان لڑکے چھیلا لوگونکا
مونڈھے چھپتے ہین چولی پھنسی ہے ٹیڑھی پیچ کلاہین ہین

ضبط گریہ نے ہو تو کوزے مین دریا کرتا ہے
حوصلہ داری جنکی ہے ایسی عشق مین اُنکو سراہین ہین

جیسے جدا ہین اُنسے ہوا ہون حال عجب ہے روز و شب
چشم تر سے ٹپکے ہین آنسو خشک لبون پر آہین ہین

دل ہے داغ جگر ہے ٹکڑے رہجاتے ہین جینے سے
چھاتی سراہین اُن لوگونکی جو چاہت کو نباہین ہین

دل اُلجھے ان بالون مین تو آخر سودا ہوتا ہے
کوچے کو زنجیر کے یعنی زلفونسے دو راہین ہین

یہ بھی سمان خوش تر کیسونکا میر نہ اپنے دلسے گیا
سوتے سے اُٹھکر آنکھین ملین ہین لے انگڑائی جماہین ہین

صبر کیا ہے برسون ہمنے اتنے کچھ بیطاقت سے ہین
اور گذارا کیتک ہوگا کچھ اب ہم رخصت سے ہین

ہمین لطف نہین ہے مطلق شہر خوش محبوبانمین
دیکھے کم جو کرتے کسو پر عاشق ہم مدت سے ہین

عشق کے دین اور مذہب مین مرجانا واجب آیا ہے
کوہکن و مجنون سوئے اب ہم بھی اُسی ملت سے ہین

ملنا نفرونسے انکا چھوٹا اگر میری صحبت مین
پھر تنفر بھی لی یہ مجھسے کی صحبت سے ہین

فرصت اُنکو کم ہے اگرچہ پر ملتے تھے بو یر
برسون میر سے مل دیکھا ہے کچھ دے کم فرصت سے ہین

[illegible]

باتین کہ تھے رقیب کی ساری ہوئین قبول	گلو جو اُسنے عشق تھا میری نمانیان
مجلس مین تو خفیف ہوئے اسکے واسطے	پھر اور ہمسے اُٹھتی نہین سرگرانیان
عالم کے ساتھ جائین چلے کسطرح نہ ہم	عالم تو کاروان ہی ہم کاروانیان

سر رفتہ سن نہ میر کا گر قصد خواب ہی
نیندین اُچٹتیان ہین سُنے یہ کہانیان

رسائی ہو آتے ہو اہل ہوس مین	نرا رس مین ہی لوگو کیا تمکو رس مین
درا ین کہان شور ایسا دھرا تھا	کسو کا نگہ دل رکھا تھا جرس مین
ہمین عشق مین بے بسی بیکسی ہی	نہ دشمن بھی ہو دوستی کے تو بس مین
مژہ سطلئن بستہ باز فلک سے	دغا سے یہ بہتونکی کھینچے ہی قسمین
بہت روئے پڑنے مین جب دیدہ تر	ہوئی اچھی برسات تب اس برس مین
تن زار ولاغر مین ظاہر رگین ہین	بھرا ہی مگر عشق ایک ایک نس مین
محبت وفا مہر کرتی تھی باہم	اُٹھا دی ہین ویسے تئین ابیاری زمین
تمھین ربط لوگونسے ہر قسم کی ہی	نہ کھایا کرو جھوٹی جھوٹی تو قسمین

ہوا ہی کو دیکھے ہین اے میر اسیران
لگا دین مگر آنکھین چاک قفس مین

[illegible]

سر نہ بالین سے اٹھا دین کا شکیے بیمار عشق
ہو گا یک ہنگامہ برپا فتنہ زیر سر ہین ہم

سو طرف لیجاتی ہی ہمکو پریشان خاطری
یان کسے ڈھونڈھو ہو تم کیا جانیے کیدھر ہین ہم

گر نہ روئین کیا کرین ہر چار سو ہی بیکسی
بیدل و بیطاقت و بیدین و بے دلبر ہین ہم

وہ جو رشک مہ کبھی اس راہ سے نکلا نہ میر
ہم نہ رکھتے تھے ستارہ یعنی بداختر ہین ہم

کہا سنتے تو کاہیکو کسو سے دل لگاتے تم
نجاتے اسطرف تو ہاتھ سے اپنے نجاتے تم

شکیبائی کہان جو اب ہی جاتی ہوئی عزت
کدھر وہ نازخس سے سرخرو ہرگز نہ لاتے تم

یہ حسن خلق تم مین عشق سے پیدا ہوا ورنہ
گھڑی کے روٹھے کو دو دو پہر تک کب مناتے تم

نظر دزدیدہ کرتے ہو جھکی رکھتے ہو پلکون کو
لگین ہو تمین آنکھین تو نہ آنکھون کو چھپاتے تم

یہ ساری خوبیان دل لگنے کی ہین مت برا مانو
کسو کا بار منت بے ملاقہ کب اٹھاتے تم

پھرا کرتے تھے جب مغرور اپنے حسن پر آگے
کسو سے دل لگا جو پوچھتے ہو آتے جاتے تم

جو ہوتے میر سو سر کے نکرتے اک سخن انسے
بہت تو پان کھاتے ہو نہ غصے سے چباتے تم

اسکی گلی مین غش جو کیا آ سکے نہ ہم
پھر ہو چلے وہین کہین گھر جا سکے نہ ہم

سوئے تو غنچہ ہو کسو گلخن کے آس پاس
اس تنگنا مین پانون بھی پھیلا سکے نہ ہم

عشق ہماری درپے جان ہے آئے گھر سے نکلکر ہم
بل کھائے ان بالونسے کب عہد برابر ہوتے ہیں
مست ہو جیسو کچھ پچھتاتے ہیں کیا کیا بکھرے ہیں
بے تگ و دو کیون پھرتے ہو دیدار کے ہم تشنہ ہو
عشق جو ہوتا واقع مین تو سر جلتے تیغ تلے
ہوا ہے جوانی شور کنان پابوس کو اسکے پھر زنجیر

باہر پڑ دیکھا ہے فلک سے ہم جاوین کدھر چلکر ہم
نکلے گا سائل نکلا ہے ٹک جو چلے تو ملکر ہم
جی تو لیا ہے پاس بغل مین بیٹھے مین ڈلکر ہم
پانی بھی پی سکتے نہین ٹک اپنی جگہ ٹلکر [illegible]
راہ ہوس کی بھرلی ہمنے لیٹے چلے ہین ملکر [illegible]
اب چپ بیٹھے رہتے ہین کسو ہا تہمت سے ملکر [illegible]

آگے تو کچھ اسکی آہین گرم شعلہ فشانی تھین
اب تو ہوئے ہین میر اک مجمر گلستر کی جلکر ہم

ڈول لگائے بہتیرے پر ڈھب کبھو نہیں آئے تم
ہر صورت کو دیکھ رہو ہو ہر کوچے کو جھانکو ہو
چاہت آفت کلفت کلفت مہر و وفا و رنج و بلا
شایق ہیں ہم غارتگر کے آگے گھر صیاد و نکلے
دونون طرف کشش رہتی تھی نیا نیا تھا عشق اپنا
کدھر اب وہ پکڑ گئی جو کچھ نہ سکتے دلتنگی
کیا کیا شکلین محبوبونکی پردہ غیب سے نکلی ہین

آنا کیسو کب دیکھو ہو ادھر آتے جاتے [illegible]
آگے عشق کیا ہوتا تو پھر بے جی نہ کھیلا [illegible]
عشق ہی کے سب نام ہین دل کاش کہیں نہ لگاتے [illegible]
بھول اک دو تسکین کو آگے کاش چمن سے لاتے [illegible]
دھوپ مین بے داغ ہوئی تو گرمی سی گل کھاتے [illegible]
رکتے پاتے ٹک جو ہمین تو دیر تلک گھبراتے [illegible]
منصف ہو ٹک اے نقاشان ایسی چہرہ بناتے [illegible]

ستر سے اُسکی پھول تر و تازہ رکھلے دور
سو کچھ ہی دیر رہ کے تو ہوتا ہی خار گل

دیکھا کبھو نہ ہمنے سُنا ہی فگندہ میر
داغ جنون ہی سر پہ ہمیشہ بہار گل

صد ہزار افسوس اگر خالی ہوا بُھائے گل
ہی خزا نہیں نُسے لب تک ہر گل یوائی گل

بے نصیبی سے ہوئے ہم موسم گل مین اسیر
تھے نہ پیشانی مین پے سجدہ ہائے پائی گل

دعوی حسن سراپا تھا یہ نازان تجکو دیکھ
شاخین پر گل جھک گئین یعنی بہت شرمائی گل

کیا گل مہتاب و شببو کیا سمن کیا نسترن
اس حدیقے مین نہ نقش پا سے اُسکے پائی گل

جیتے جی تو داغ ہی رکھا مو پر کیا عجب
گور پر دلسوز لیسے جون شمع سر رکھلائے گل

بیدلی بلبل نکر تاثیر گو تو ہی داغ
خوش زبان عشق کے جیب ہمنے بھر کے کھائے گل

اس چمن مین جلوہ گر جس حسن سے خوبان ہین میر
موسم گل مین کہین اس خوبی سے کب آئے گل

رنگا رنگ چمن مین ا کے موسم گل مین آئے گل
ہمنے تو اس بن داغ تھے سو بھی جلکر کھائے گل

ہا گلے کے سو کر جیبے یاد رکھا تب عرصے مین
طرفہ تو یہ ہی اب نسبت سے گور پہ میرے لائے گل

آتی شب گل میر چمن کیا صبح بہار سے کیا حاصل
داغ جنون ہی سر پہ ہمارے شمع کے رنگون چھائے گل

ردیف میم

عشق

ردیف لام

جی میر نے دیا نہ والیک وصل یار
افسوس ہی کہ مفت ہوا یہ جوان ہلاک

جب کہی نوبت تمنے تو گوش ہوش تک ہو اٹک
اب جو چہاتی جلی فی الواقع لطف نہیں تہم سکتا کا

چپکے چپکے کسو کو چاہا پوچھنے آئے نہ بہ
صبر کرو کیا ہوتا ہی یون ٹہو بین لگے سیہو

آنکھیں لگو ہین حال کے کہتے دیر ہوئی ہی بس یعنے
ساری رات کہانی کہی ہی میر اب چلکر سوے ٹک

ردیف کاف فارسی

ان کی بات کہیں ہم کس سے بے ترباں تنہا ہیں لوگ
بد تر آپ سے پاؤں کسو کو تو ہیں اسکا عیب کہوں

سر گرم رہے راہ روی ہین خود گم بد تر ہیں لوگ
خوب تامل کرتا ہوں تو سب سے بہتر ہیں لوگ

دیوانے ہیں شہر وفا کے راہ و رسم سے کہ ہم تو
دل کی کہیں جی دینے والے والبتہ گھر گھر ہیں لوگ

رہتے ہیں اسی لاگ پر ہم میر از الگ
کرتے ہیں وے نت ہی تماشائی یار الگ

تھا گرد بوی گل سے بھی دامن ہوا کا پاک
کیا ابکی اس چمن سے گئی ہی بہار الگ

پاس اسکا بعد مرگ ہی آداب عشق سے
بیٹھا ہی میری خاک سے اٹھکر غبار الگ

ناگاہ اس نگاہ سے میں بھی ہوا نہان
جاتا ہی جون نکلے کسو کا شکار الگ

ردنا جہان جہان تو عین آزردہ ہی لیکن
روتا ہون رو یا جاوے میر کیے جہانتک

اکثر فراغ مجکو رہتا ہی عاشقی مین
قصد یع درد و غم سے کھنچے کوئی کہانتک

آوارہ ہی ہوئے ہم سر مارہ مار یعنے
تو پر نکل گئے ہین اپنے سب آشیانتک

ہی وا بے نصیبی سر کی بھی گذری لیکن
پیشانی تمک نہ پہونچی اس خاک آستانتک

نفع کثیر اٹھایا کر عشق کی تجارت
راضی ہین میر اسپر ہو ہم جانکے زیانتک

لی تڑپنے بلک کیا ہی دھڑکنے ہی کی اڑائی خاک
خشک ہوا خون اشک کے بدلے رنگ سے آئی خاک

سو تلکے ہم آئینہ کی سے ظاہر فقر نہین کرتے
ہوتے سانے روتے پلتے اُن منہ کو لگائی خاک

پیچ و تاب ہے خاک بھی میری جیسے بگولا پھرنے لگا
سر مین ہوا ہی اسکے بہت بھی تب تو ہوئی یہ ہوائی خاک

ور غبار کسو کے دل کا کس انداز سے نکلے آہ
روئے فلک پر بدلی ہی تو ساری ہماری چھائی خاک

نعمت نگار رنگ حق سے ہی بحسرت سیہ کو نہین
سانپ رہا گو گنج کے اوپر کھانی کو تو کھائی خاک

نے تئین گم جیسا کیا تھا یان سر کھینچ کے لوگون نے
عالم خاک میر دلسی ہی اب ڈھونڈھی ان نے پائی خاک

نس نہین بستان ہے اچھا عشق جنون اک آفت ہی
فرق ہوئی کیا چھوڑی ہی ہم آدم مین اسکی جلائی خاک

سو نے نقیری مین اسکی جبین بہت سا پایا ہم
لیکے سرہانے پتھر رکھا جاوے فرش بچھائی خاک

لب گدا ہین جنکے دے بھی مٹی سونا کرتے ہین
میر اکثر بنائی انھون نے جنکی جہان سے اٹھائی خاک

ہر گز طرف نہ ہو سکے رخسار یار کے	پھیلے ہے اسکے سامنے گلزار کی طرف

کچھ گل صبا کا لاگو نہیں اس چمن میں میر
کرتے ہیں سب ہی اپنی طرفدار کی طرف

نظر کیوں گئی رو و مو کی طرف	کھچا جائے ہے دل کسو کیطرف
نہ دیکھو کبھو موتیوں کی لڑی	جو دیکھو مری گفتگو کی طرف
اگر آرسی میں صفائی ہے ایک	نہیں کرتی منہ اسکی رو کی طرف
جھڑے نہ کہیں کو دیہہ مغز میں	نکر شانہ تو گل کی بو کی طرف

اسے ڈھونڈھتے میر کھوئے گئے
کوئی دیکھے اس جستجو کی طرف

ہنستے ہنستے مار رکھاتے جو ہم ظریف	ہے یار بھی ہمارا قیامت ستم ظریف

ایضاً

بہار و باغ و گل و لالہ دلربا ہیں حیف	بھرے ہیں پھولوں سے جیب و کنار لیکن حیف

ایضاً

ای تجھ بغیر لالہ و باغ و بہار حیف	گل سے چمن بھرے ہوں نہو تو ہزار حیف

ردیف قاف

ردیف کاف

ردیف غین

۳۹۵

تب کھلی آنکھ میر اپنی جب
جا چکا کاروان دریغ دریغ

ہمکو شہر سے جو اس ماہ کے ہے عزم رہ فروغ دروغ
یہ حرکت تو ہم نکرینگے خانہ بیاہ فروغ دروغ

الفت کلفت کو کہیں ہے چاہ گناہ لکھا کہیں نے
بیدردی کی دیر رکھتے ہیں ہی گناہ فروغ دروغ

شیخ کو وہ تو جھوٹھ کہے ہی جھوٹھ کو کیونکر جھوٹھ کہیں
اہل درد جو کوئی ہو تو کہیے آہ دروغ دروغ

عشق کے مارے غمزدگان سے کاوش کر ہی بہتان کذب
اس بھیر کی ہملو گونئے الفت چاہ دروغ دروغ

کس ابر کو شوق سے دیکھا میر غلط ہی ہمسری
منہ پہ کسو کے پڑے نہیں گاہ نگاہ دروغ دروغ

کیا کہیے میاں ابکی جنون میں سینہ اپنا ہے پر داغ
ہاتھ گلوں گلدستے ہیں شمع نمط ہے سر پر داغ

داغ جلائے فلک نے بدن پر سر چراغان ہمکو کیا
کہاں کہاں اب ہم رکھیں چشم ہوا ہے سر بر داغ

صحبت گیرائی اسکی ہر گھڑی ساعت ہوئی
جب آتے ہیں گھر سے اسکے تب تے ہیں اکثر داغ

میر کو دیکھے اس مجلس میں غیرت عشق سے آگ لگی
اچھلے کودے سینہ نمط ہم ہو گئے آخر جلکر داغ

جلتی چھاتی پر سنگ نی کی سختی ایام سے میر
گرمی سے میری آتش دل کی سارے ہوئے دے پتھر داغ

غیبت یارون کا کر فسانون مین — عیب کرنے کو بھی ہنر ہی شرط

لعل پارے ہین تیر لخت جگر
دیکھ کر خون رو نظر ہی شرط

رکھتا ہی میرے وسے تمھارا غم اختلاط — ہر لمحہ لحظہ آن و زبان ہر دم اختلاط
ہم وسے ملے ہی رہتے مردم کی شکل کیا — ان صورتون مین ہوتا نہین باہم اختلاط

شیرین لبان جہان کے نہین چھوٹ جاتا ہی
ہون گو کہ تیر صاحب و قبلہ کم اختلاط

ردیف عین

لطف جوانی کے ساتھ گئے پیری کیا ہی کیا محظوظ — کیونکہ حسین یارب حیرت ہی ذرہ ایسی نامحظوظ
رونے کڑھنے کو عیش کہو ہم تو تمھارے دعا گو ہین — یونہین ہمیشہ عشق مین اسکے رکھے ایسا نامحظوظ

زردی منھ کی اشک کی سرخی دونون اتہو رنگ ہین
شاید میر بہت ہی ہراس سے ہو کبھو محظوظ

ردیف عین

لیے داغ سر پر جو آتی تھی شمع — سحر تک سب ان نے ہی کھائی تھی شمع
پتنگے کے حق مین تو بہتر ہوئی — اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع

ردیف عین

ردیف صاد

ردیف ضاد

ردیف طا

(۲۹۳)

	کیساخوش گم سربکھیرے میر ہی بازار مین
	ایسا اب پیدا نہین ہنگامہ آرا دلفروش

...دھر آتا بھی وہ سوار ای کاش	اُسکا ہو جاتا دل شکار ای کاش
...یر دیوار خانہ باغ اُس کے	ہمکو جا ملتے خانہ دار ای کاش
کب تلک بیقرار رہیے گا	کچھ تو ملنے کا ہو قرار ای کاش
...راہ تکتے تو پھٹ گئین انکھین	اُسکا کرتے نہ انتظار ای کاش
...سکی پا مالی سرفرازی ہی	راہ مین ہو مرا مزار ای کاش
...پھول کل کچھ نہ تھے کھلے جب چشم	اور بھی رہتی اب بہار ای کاش

	اب وہی میر جی کھپاتا ہی
	ہمکو ہوتا نہ اس سے پیار ای کاش

...غصہ مین ناخنون نے مری کی ہی کیا تلاش	تلوار کا سا گھاؤ ہو برچھی کا ہر خراش
...محبت مین اُسکی کیونکہ رہے مرد دی...	وہ شوخ و شنگ و بے تہ و اوباش و بدمعاش
...یر حرم تجکو ایک نظر کرنے تھی ادھر	کشتی کی تیری ٹکڑے ہوئے لگیے بہی لاش
...یا داجڑا لکھنؤ چند دن سے اب ہوا	مشکل ہی اس خرابی مین آدم کی بود و باش
...ھر عزیز یاس ہی مین جاتی ہی چلی	امیدوار اسکے نہ ہم ہوتے میر کاش

ردیف شین

کیا میر اسیرونکو در باغ جو وا ہو
ہو رنگ ہوا دیکھنے کو چاک قفس بس

آنکھ کھلتے گئی بہار افسوس
گل کو دیکھا ہی نہ ہزار افسوس

جسکی خاطر ہوئے کنارہ گزین
نہوئے اُس سے ہمکنار افسوس

نہ معرف نہ آشنا کوئی
ہم ہین بے یار و بے دیار افسوس

بیقراری نے یونہین جی مارا
اسی بے عہد نے قرار افسوس

خون ہونے دل ہی مین امید وصال
مر رہے جی کو مار مار افسوس

چارۂ اشتیاق کچھ نہوا
وہ نہ ہمسے ہوا دو چار افسوس

اگ ہی گردش مین اُسکی آنکھونکی
بھر گیا ہمسے روزگار افسوس

گور اپنی رہی گذرگہ مین
نہ ہوا یار کا گذار افسوس

منتظر ہی تھا ہم اسکے میر گئے
یان تک آیا کبھو نہ یار افسوس

کیا کیا تمنے ہمسے کہا تھا کچھ نہ کیا افسوس افسوس
کیا کیا کڑھایا جی کو دل کا لوہو پیا افسوس افسوس

نور چراغ جان مین تھا کچھ یونہین زیادہ لیکن
گل موہی گیا آخر کو یہ چھپا سا دیا افسوس افسوس

رخصت مین یاوس کی سکی جی جاتا تھا سو اُٹھ
ہاتھ مین عاشق وارفتہ کے دل نہ لیا افسوس افسوس

را تون پاس لگے للک کرتے ننگی ہو کر ہی عجیب
دنکو بے پردہ مین ملتے ہیسے شرماتے ہین ہنوز

ساتھ کے پڑھنے والے فارغ تحصیل علم ہی ہوئے
جہل سے مکتب کے لڑکو ملین ہم بہلاتے ہین ہنوز

گل صد سنگ چمن مین آئے باد خزانسے بکھر ہی گئے
عشق جنونکی بہار کے عاشق اہ میر جی گل کھاتے ہین ہنوز

کب سے قیدی ہین یہ ہی نالش بسیار ہنوز
دل بہاران چمن کا ہی گرفتار ہنوز

وہ مہ چاردہ اس شہر سے کب کا نکلا
ہر گلی جھانکتے پھرتے ہین طلبگار ہنوز

بالا بالا ہی بہت عشق مین ہارے گئیا
وہ تہ دل سے کسو کا نہوا یار ہنوز

سال مین ابر بہاری کہین آکر برسا
تو ہو برسارہے ہین دیدہ خونبار ہنوز

ابکی بالیدن گلہا تھا بہت دیکھو نہ میر
ہمسر لالہ ہی خار سر دیوار ہنوز

سرکش ہی تندخو ہی عجب ہی زبان دراز
آتش کا ایسا لایحہ کب سے زبان دراز

پروانہ تیری چرب لسانی سے ہوا ہلاک
ہی شمع تو تو کوئی غضب ہی زبان دراز

ردیف سین

یار ہم سے جدا ہوا افسوس
نہ جدا ہو کے پھر ملا افسوس

جب تلک آن کر رہے مجھ پاس
مجھ مین تب تک کچھ رہا افسوس

وہ نہ آیا مار کر نا ملک ہماری غالب

ردیف زای

دل کیا مکان اُسکا کیا صحن لیکن
غالب ہی تو سعی مین میدان لامکان

آیا نہ پھر ادھر وہ مست شراب ہوکر	کیا بھول مرگئے ہین اس بن خراب ہوکر
صید زبونین میرے یک قطرہ خون نکلا	خنجر تلے بہا ہین خجلت سے آب ہوکر
وعدہ وصال کا ہی کہتے ہین حشر کے دن	جانا ہوا ولیکن وان سے شتاب ہوکر
وارد ہیے نہ ساتھ آغیر دنکے بیشتر یان	غیرت سے رہگئے ہین عاشق کباب ہوکر

یک قطرہ آب اس بن مینے اگر پیا ہی
نکلا ہی میر پانی وہ خون ناب ہوکر

ابر سیہ قبلہ سے اٹھکر آیا ہی میخانے پر	بادہ کشونکا جمرمٹ ہی کچھ شیشہ پیمانے پر
رنگ ہوا سے ٹپکنے لگا سبزہ مین کوئی پھول کھلا	یعنی چشمک گل کرتا ہی فصل بہار کے آنے پر

شور جنون ہی جوانونکے سر مین پانو نہین زنجیر مین
سنگ زنان لڑکے پھرتے ہین ہر ہر سو دیوانے پر

بیتابانہ شمع پر آیا گرد پھرا پھر جل ہی گیا	اپنا جی بھی حد سے زیادہ دات جلا پروانے پر

قدر جان جو کچھ ہووے تو صرف کبھی ہم میر کو من
منہ موڑین کیا آنے سے اسکے اپنی جان کے جانے پر

کیا ہی عشق عالم کش نے کیا شہر اد لوگون کا
نکل چل شہر سے باہر نظر کر ٹک سہزار و دنیز

تڑپکر گرم ٹک جون برق ٹھنڈی ہوتی جاتی ہین
بسان ابر رحمت مدہ بہت ہم بیقرار و دنیز

بڑی دولت ہی درویشی جو ہمرہ ہو قناعت کے
کہ عرصہ تنگ ہی حرص ہوا سے تاجدار و دنیز

سیاحت خوب مجکو یاد ہی پر کی بھی دشت کے
برا اپنا پانون پہلے دشت کے ہر تیز خار و دنیز

گئے فرہاد و مجنون ہو کوئی تو بات بھی پوچھین
یکایک کیا بلا آئی ہمارے غمگسار و دنیز

سگئے اس ناتوان عشق کے آگے سے پیری بھی
سبکو دجی مری اے میر بھاری ہی ہزار و دنیز

ایک آدھ دن نکل رت ابر ادھر سے ہو کر
بیٹھا ہون مین ابھی تک سارا جہان ڈبو کر

اب کل نہین تجکو بے قتل غم کشون کے
کہتے تو تھی کہ ظالم خونریزی سے نہ خو کر

کہتے ہین راہ پائی زاہد نے اس گلی کی
رونا کہین نہ آوے ایمان دین کو کھو کر

ہی نظم کا سلیقہ ہر چند سب کو لیکن
جب جانین کوئی لاوے یون موتی سے پرو کر

کیا خوب زندگی کی دنیا مین شیخ جی نے
تعمیر کرتے ہین سب اب انکو مردہ شو کر

گر تیرے ہونٹھ ظالم آب حیات ہون اب
کیا ہمکو جیکی بیٹھے ہم جی سے ہاتھ دھو کر

کس کس دلاسے فتنے کرتے ہین قصد ادھر کا
جب بید ماغ سے تم اٹھ بیٹھے ہو سو کر

ٹکڑے جگر کے میرے مت چشم کم سے دیکھو
کاڑھے ہین بے جواہر و دریا کو سین ہو کر

گل کھائے پیے نہ بلبل نے شور قیامت کا سا کیا
دیکھو چمن میں اس بن میر جی بھی جی ہلانے پر

سر نیچے کر لیتا تھا تلوار چلاتے ہم پر وے
ریجھ گئے خونریزی میں اپنی اسکے شرمانے پر

گالی مار کے غم پر بیٹھے صبر کیا خاموش رہا
رحم نہ آیا ٹک ظالم کو اسکو میر کے غم کھانے پر

حال پریشان سن مجنون کا کیا جلتا ہے جی اپنا
عاشق ہم بھی میر رہے ہیں اُٹھ ڈھب دیوانے پر

روز وصل میں رہ سکینگے ہم بے تراب کیونکر
گذریگا اتقا میں عہد شباب کیونکر

تھوڑے سے پانی میں بھی چل نکلے ہے ابھرتا
بے تہ ہے سر نہ کھینچے اکدم حباب کیونکر

چشمے بکھرے اب تک ہیں یادگار اُسکے
وہ سوکھ سب گئی ہے چشم پر آب کیونکر

وہ کے طرف کا پہلو سب تنغل جلے ہے
مخمل ہے فرش کیون نہ آویگی خواب کیونکر

اول سحور کھاتا آخر صبوحی کرتا
آوے نہ اس عمل سے شرم و حجاب کیونکر

اُجڑے نگر کو لکے دیکھوں ہو جیسے کموں لن
اب پھر بسے گی ایسی بستی خراب کیونکر

جرم و ذنوب تو ہیں بحد بھر یارب
روز حساب لینگے مجھ سے حساب کیونکر

پیش از سحر اُٹھے ہے آج اُسکے منھ کا پردا
نکلے گا اس طرف سے اب آفتاب کیونکر

خط میر آوے جاوے جو نکلے راہ دھری
کوئی نہیں ہے قاصد لاوے جواب کیونکر

تڑپے ہے غمزدہ دل لاویگا تاب کیونکر
خون بستہ ہینگی آنکھیں آویگی خواب کیونکر

ردیف ی

۳۸۸ ۶۳

بھری تھی مگر آگ دل میں دروں میں ۔ ہوئے اشک سوزش سے اسکی شرر پر

گیا لے جوان آنسوؤں کے تئیں میں ۔ سراسر ہیں اب داغ سطح جگر پر

سر عجز ہر شام تھا خاک پر ہی ۔ تر دل سے تھے کیسے ہی آہ سحر پر

بلک اُٹھے آثار اچھے نہ دیکھے ۔ پڑی آنکھ ہرگز نہ رد اثر پر

طرف شاخ گل کے لچک کے نہ دیکھا ۔ نظر میر کی تھی کسو کی کمر پر

غزل در غزل صاحبو یہ بھی دیکھو
نہیں عیب کرنا نظر اک ہنر پر

بھروسا اسیری میں تھا بال و پر پر ۔ سویرا ہوئی نہ قفس کے بھی در پر

سواران شائستہ کشتے ہیں تیرے ۔ نہ تیغ ستم کر علم ہر نفر پر

کھلا پیش دندان نہ اُسکا کہ نیچہ ۔ کنھوں نے بھی تھوکا نہ مسلک گہر پر

جلے کیوں نہ چھاتی کہ اپنی نظر سے ۔ کسو شوخ پرکار رعنا پسر پر

نہ محشر میں چونکا مرا خون خفتہ ۔ وہی تھا یہ خوابیدہ اس شوخ شر پر

کئی زخم کھا کر تڑپتا رہا دل ۔ تسلی تھی موقوف زخم جگر پر

سُنا تھا اُسی پاس لیکن نہ پایا ۔ چلے دور تک ہم گئے اس خبر پر

سر شب کہے تھا بہانہ طلب وہ ۔ گھڑی ایک رات آئی ہوگی پہر پر

کیا کام اسکو یا نکلے نشیب و فراز سے	رکھتا ہی پانون دیکھ کے ہموارہ دردمند
اس کاروان سرا کے ہین لوگ رفتنی	حسرت سے انکا کرتے ہین نظارہ دردمند

سو بار حوصلہ سے اگر رنج کش ہو میر
پھر فرو غم سے مر رہے یکبارہ دردمند

ہی عشق کا فسانہ میرا نہ یان زبان زد	ہر شہر مین ہوئی ہی یہ داستان زبان زد
حسرت سے حسن گل کی چپکا ہوا ہون ورنہ	طیران باغ مین ہین خوش زبان زبان زد
مذکور عاشقی کا ہر جا ہی سو ہی باہم	یعنے نہین کہانی میری کہان زبان زد
فرہاد و قیس و وامق ہر اک سے پوچھ لو تم	شہرون مین عشق کے ہین ناوان زبان زد

کیا جانے میر کسلئے غم سے ہی چپ وگرنہ
حرف و سخن مین کیا ہی ہی یہ جوان زبان زد

کیا کہیے ہون مملکت ہستی مین وارد	بے یار و دیار ابتو ہین اس بستی مین وارد
کچھ ہوش نہ تھا منبر و محراب کا ہمکو	صد شکر کہ مسجد مین ہوئے مستی مین وارد

ایضاً

کچھ تدبیر بتاؤ ہمکو دل اپنا ہی درد آلود	چہرہ اڑاتے کہانتک پھرئیے چہرا ہے سب گرد آلود

ردیف راے مہملہ

ردیف خاے معجمہ

[illegible]

چشمک غمزہ عشوہ کرشمہ آن انداز و ناز و ادا
حسن سواے حسن ظاہر میر بہت ہین یار کے بیچ

اے بوی گل سمجھ کے مہکیو یون کے بیچ
یہ بھی تو کیا ہین اندر ہی اندر گداز رہو

زخمی پڑے ہین مرغ ہزاروں چمن کے بیچ
دھوکا ہی جون حباب مرے پیرہن کے بیچ

ردیف حاے حطی

گھر سے لیے نکلتا ہی تلوار بیطرح
جی بچنے کی طرح نظر آتی نہین کوئی

اب ان نے سج بنائی ہی خونخوار بیطرح
کرتا ہی میر نے خون پہ اصرار بیطرح

چہرہ تو ان نے اپنا بنایا ہی خوب لیک
کسطرح جائی بگڑی زبان اُسکے خشم مین

بگڑا پھرے ہی اب وہ طرحدار بیطرح
کہتا ہی بیٹھا متصل اب یار بیطرح

لوہو مین ڈوبے دیکھیو دامان و جیب میر
بپھرا ہی آج دیدۂ خونبار بیطرح

وہ نو بلوہ گلشن خوبی سب سے رکھی ہی نرالی طرح
مونڈھے چلے مین جون پی جیسی ہی پھر بھی ہی سبکے

شاخ گل سا جاے ہی لکان ان نے نئی ڈالی طرح
اس اوباش نے بنا وہی کی ایسی نرالی نکالی طرح

جبہ نو چا منہ نوچا سب سینہ نوچا ناخن سے
میر نے کی ہی غم غصے مین اپنے پہ جالی طرح

ردیف دال مہملہ

[illegible]

۳۸۵

رنگ یہ ہی دیدۂ گریان سے آج | لہو ٹپکتا ہی گریبان سے آج
سر بفلک ہونے کو ہی کسکے خاک | گرد یک اُٹھتی ہی بیابان سے آج
کہون سو کیا کہون نے صبر نے قرار ہی آج | جو اس چمن مین یہ اک طرفہ انتشار ہی کو
سر اپنا عشق مین ہمنے بھی یونہین پھوڑا تھا | پر اسکو کیا کرین اورونکا اعتبار ہی آج
گیا ہی جانب وادی سوار ہو کر یار | غبار گرد پھرے ہی بہت تسکار ہی آج
جہان کے لوگونمین جسکی تھی کل تئین عزت | اُسے عزیز کو دیکھا ذلیل خوار ہی آج
سحر سواد مین چل زور پھولی ہی سرسون | ہوا ہی عشق ہی کل زرد کیا بہار ہی آج
سواری اُسکی ہی سرگرم گشت دشت مگر | کہ خیرہ تیرہ نمودار یک غبار ہی آج
سپہر چھیڑ یونہین کل تک پھرے تھا ساتھ اپنے | عجب ہی سب کا اسی سفلے پر مدار ہی آج
بخار دل کا نکالا تھا درد دل کہہ کر | سو درد سر ہی بدن گرم ہی بخار ہی آج

کسو کے آنے سے کیا اب کہ غش ہی کل دلسے
ہمین تو اپنا ہی اے میر انتظار ہی آج

ردیف جیم فارسی

آج ہمین بیتابی سی ہی حال نہین ہی جانکے بیچ | کیا عاشق ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہی جہاں کے بیچ
پایہ اُسکی شہادت کا ہی عرش عظیم سے بالا تر | جو مظلوم عشق ہوا ہی پڑ کر تک میدان کے بیچ

...ہا تھا زیر دیوار اسکے مین کہ بات مین جاکر	گری اس راہ مین سر پر دہی دیوار قیامت
...وی ہم تشنہ لب دیدار کے حال آنکھ گریان ہی	نصیب اپنے کہ سوکھی چشم دریا بار قیامت
در مسجد پہ ہو کر بینوا بیٹھے ہین یا ہادی	ہمین تھے ورنہ مینخانے کے تکیہ دار قیامت

نصیبون ہی جنکے عیش وہ ہی میر جیتے ہین
جیسے ہین ہم بھی جو مرنے کو تھے تیار قیامت

ردیف ثای مثلثہ

دلکو اس بے مہر سے ہمنے لگایا ہی عبث	مہر کی رکھ کر توقع جی کھپایا ہی عبث
دیکھکر اسکو گھڑی سے جی سے ہم عاشق ہوگے	بیٹھے بیٹھے ناگہان یہ رنج اٹھایا ہی عبث
...انی تو بگڑی ہی کوئی کام کی صورت نہیں	ان نے بے لطفی سے منہ اچھا بنایا ہی عبث
...جیکے جاتے وہ جو خط آتا تو بابت بھی تھی	لطف کر مردہ یہ عاشق کی آیا ہی عبث
تب تو خانہ باغ سے اپنے نہ پوچھی بات بھی	کیا جو تربت پر مری پھول لایا ہی عبث

رات دن سنتا ہی نالے یوں نہیں کہتا کبھو
میر دل آزردہ کو کسنے ستایا ہی عبث

ردیف جیم

کس تازہ مقتل پہ کشندے تیرا ہوا ہی گذار آج	زردہ دامن کی بھری ہی لہو سے اسکو تو نے مار آج

رات سے شہرت اس بستی مین میر کے اٹھ جانیکی ہی
جنگل مین جو جا کے بسا شاید تھا بیمار بہت

باد صبا نے اہل چمن مین اسکے چہرے کی چلائی بات
دور تلک قاصد کے پیچھے کچھ کہتا مین جاتا تھا
آگ ہوا آتی ہی میرے لال آنکھین کر چھوڑا
لعل کو نسبت ہے بن جو نو انسے دنیا سب کا قتیل تھا

اس لب و لہجے پر بلبل کو اسکے آگے ناگی یا...
شوق ستمکش ظالم نے کیا رفتہ رفتہ بڑھا...
کیا جانو سرگوشی مین کیا غیر نے اس سے لگا...
کچھ بن آئی جب کسو سے تب ایک بنائی بات...

غیر سے کچھ کچھ کہتا تھا مین سو سامنے سے میر آیا مین
پھیر لیا منھ میری طرف سے یعنی مجھسے چھپائی بات

زرد ہین چہرے سو کھو گئے لینے ہین ہم بار بہت
نالہ و زاری سے عاشق کی کیا ابر بہاری طرف ہوگا
برسون ہوئے اب ہملوگو نسے آنکھ انھو نکی نہیر ملتی
ارض و سما کی پستی بلندی اتو ہمکو برابر ہی
سو غیر دنہین ہو عاشق تو ایک اسی سے شاد ہین
کم ہی ہمین امید بھی اس سے اتنی نزاری اسکے
میر نہ ایسا ہووے کہین پر قہر ہی پردہ مار مرے

عشق کی گرمی دلکو پہنچی کہتے ہین آزار...
دل ہی نالان حد سے زیادہ آنکھین ہین خون...
برسون تک آسمین یا ہم اپنے جنونکی بیاد...
یعنی نشیب و فراز جو دیکھے طبع ہوئی ہموار...
اس مستی مین آنکھین سکی رہتی ہین ہشیار...
پچھلے دنون دیکھا تھا ہمنے عاشق تھے بیمار...
ڈر لگتا ہی اس سے ہمکو ہی وہ ظاہر دار...

ردیف تاے فوقانی

پاؤن پہ سر رکھنے کی مجکو نصیحت دی تھی میر نے	کیا پوچھو ہو سر پر میرے منت سے منت ہو اب
...ساد جلنے نظر آتے ہین دیکھو تو عیار ہین سب	زرد و زار و زبون جو ہم ہین چاہت کے بیمار ہین سب
...یل سے ہلکے عاشق ہوئین تو جوش خروش بھرین آور	تہ پانی نہین جاتی انکی دریاسے تہ دار ہین اب
...یک پریشان طرفہ جماعت دیکھی چاہنے والونکی	جینے کے خواہان نہین ہین مرنیکو طیار ہین ب
...یا کیا خواہش ہیکین بے نشستاق پاس سے رکھتے ہین	لیکن دیکھ کے رہجاتے ہین چپکے سے ناچار ہین ب
عشق جنھونکا پیشہ ہووے سیکڑون ہین تو ایک ہی ہین	کو ہکن مجنون و امق میر ہمارے یار ہین سب
...کا دش سے ان پلکونکی ہیتی ہی خلش جگر مین اب	سیدھی نظر جو ہسکی نہین ہی پاس آپنی نظر مین ب
...موسم گل کا شاید آیا داغ جنونکے شاہ ہوئے	دل کھچتا ہی جانب صحرا جی نہین لگتا گھر مین ب
...قش نہین پانی مین ابھرتا یہ تو کوئی اضحا ہی	صورت خوب اسکی ہی پھرتی اکثر چشم تر مین ب
...ایک جگہ پر جیسے بھنور ہین لیکن چکر رہتا ہی	یعنی وطن ویرانہ ہی ہمین جا بجا رات مین غریب
حسرت نے ملنے کی آیا میر تمھارا خون پیا	تیغ و تبر اس ترک بچے ظالم کی نہین ہر کمر مین ب
...ا ہم ہونی ہی ترک ملاقات کیا سبب	اب کم بہت ہی ہمپہ عنایات کیا سبب

جب زمزمہ کرتی ہی صدا چھتی ہی دل مین | بلبل سے کوئی سیکھ لے انداز سخن کا
کب شست نمک سے ہوئی تسکین جراحت | لب چشی ہو نمکسار مرے زخم کہن کا

جو چاک گریبان کہ دامن کی ہونہ تک
قربان کیا میر اسے چاک کفن کا

یہ تو جدائی جون تون کٹتی ملنے کی تو کہیے گا | پاس ہمارا گو نہ کرو تم پاس ہی لیکے ہیے گا

ردیف بای

کبسے صحبت بگڑی سی ہی کیونکر کوئی بناوے اب | ناز و نیاز کا جھگڑا ایسا کسکے کئے لیجاوے اب
سو چتے آتے ہین حسین پر پڑی بگل کھر سے | کسکو دماغ رہا ہی اسکی جو حرف خشن پھتاوے اب
تیغ بلند ہوئی ہی اسکی قسمت تو نگلے زخم رسا | مرد اگر ہی صید حرم تو کوئی جراحت کھاوے اب
داغ سر دسینہ کے میر حسرت آگین ختم ہوئے | دیکھین کیا کیا عشق ستم کش ہلو کو نکو دکھاوے اب
آرام و دوم گھبراہٹ ہو تو ہو سکتا ہی مزار کبھی | جسکی چال سے پیدا ہی تمین گھڑی مین جاوے اب
ولکے داغ بھی گل ہین لیکن دلکی تسلی ہوتی نہین | کا شکے وہ گلبرگ ادھر سے باد اڑا کر لاوے اب

اسکی کفک کی پا مالی مین دل جو گیا تھا شاید میر
یار ادھر ہو مائل ٹک تو وہ رفتہ ہاتھ آوے اب

دل خون ہوا تھا یکسر پانی ہوا جگر سب | خون بستہ تیاں تھین پلکین سحاب مین سب

زنجیر ہی مناسب
عشق و جنون کی کیا اب تشہیر ہو مناسب
دوری شعلہ خوبان آخر جلا رکھے گی
صحبت جو ایسی ہووے در گیر ہو مناسب
جلدی نہ قتل مین کر تجھتا دیگا بہت تو
خونریزی مین ہماری تاخیر ہو مناسب
رسوا سے شہر ہونا غیرت ہی عاشقی مین
احوال کی ہماری تشہیر ہو مناسب
دل کی خرابی سے تو ویرانی ہی اوضع تو
اس خانۂ خدا کی تعمیر ہو مناسب

...یدل ہونے پہ کرتے تدارک جو رہتا ہوش
ہم آپ ہی ہیں ئے نہیں جیسے دل گیا

...دیکھا نہیں پہاڑ گرا سنگ یا سبک
زور رون چڑھا تھا عشق میں فرہاد بل گیا

...شبنم کی سی نمود سے تھا میں عرق عرق
یعنے کہ ہستی تنگ عدم تھی خجل گیا

...غم کھینچے ملا نہیں جا گہ سے کیا کرون
دل جا لگے ہی دم بدم اُدھر ہی ملگیا

صورت نہ دیکھی ویسی کشادہ جبین کہین
مین میر اس تلاش مین چین و چگل گیا

...ایک خواہش برآئی تا جیکا غبار نکل جاتا
کاشکے آہو چشم اپنا آنکھو نکو بانو نسیلجاتا

...تش دل کی لپٹو نکا ہی یار و کچھ عالم ہی جدا
لائحہ کوئی کھینچتا سر تو سارا عالم جل جاتا

...نعرہ کرنا عاشق کا ہی ساتھا کہ ہیبت سے لیئے
سن آواز اس شیر نر کی میل بلا سے ہل جاتا

...اہل زمین تو کیا ہین اُنکا محل ستارہ دیکھا تا ہے
چرخ پہ ہوتا وہ جو چیلا و خیل ملک کہ جھل جاتا

...کشتی زبردستو نکی اس سے پاک ہوئی تو کیا ہے عجب
رستم سامنے ہو جاتا تو راہ بچا کر ٹل جاتا

...غم سے ہو کر زرد سر بسر صورت ساری خزانکی ہے
آن نکلتی سوے چمن تو رنگ ہوا کا بدل جاتا

ڈھلتے ڈھلتے ضعف سے آئی میر سوان نے منھ پھیرا
یا قوتی ہے بوسہ لب کی جی شاید کہ سنبھل جاتا

...کیا کیا عشق میں رنج اٹھا کر دل اپنا ستمجون ہوا
کیسے رکتے تھے خفگی سے آخر کار جنون ہوا

بیدلی میں ہو میر خوش اُس سے
دل کے جانے کا حیف غم نہوا

کل تلک داغوں سے خون ہمکو دامن میں پاک تھا
آج تو کشتہ کوئی کیا زینتِ فتراک تھا

کیا جنون کو رووں تردستی سے اسکے گل نطا
ہے گریبان سے تہ دامن تلک یک ہی چاک تھا

رو جو آئی رونیکی مژگان ٹھہری ایکپل
راہ میں اس کی وہ گویا خس خاشاک تھا

ایک ہی شمع شعلہ خو کی لالچے میں جل بجھا
جب تلک پہنچو کوئی پروانہ عاشق خاک تھا

بادشاہ وقت تھا میں تخت تھا میرا دماغ
جیکے جا رہن اور اکتش گل تریاک تھا

ڈھال تلوار اُس کی ان کے ساتھ اب رہتی نہیں
وہ جفا آئین شتابی میں لڑکا ہی بیباک تھا

تنگ پوشی تنگ تر زی اسکی جبین کو ڈھب گئی
کیا ہی وہ محبوب خوش ترکیب خوش پوشاک تھا

بات ہی جی مارنا بازیچہ قتل عام ہے
اب تو ہے صد چند اگرچہ چند وہ سفاک تھا

غنچۂ دل وا ہوا نہ باغوں میں بھرا
اب بھی میں ویسا ہی جیسا پیشتر غمناک تھا

درک کیا اس رسگہ میں میر عقل و فہم کو
کسکے تئین اُن صورتوں میں معنی کا ادراک تھا

جدا اس تن سے کیسا ہونا
بہت کی جستجو اسکی نہ پایا

کہ مٹی کوڑے کا اب ہے بچھونا
ہمیں در پیش ہے اب جی کا کھونا

۲۷۸

دل رہے وصل جو مدام رہے	مل گئے اُس سے گاہ گاہ تو کیا
ایک اللہ کا بہت ہی نام	جمع باطل ہون سوا آئے تو کیا

میر کیا ہی فقیر مستغنی
آوے اُس پاس پادشاہ تو کیا

بیتابیون کے جور سے مین جبکہ مرگیا	ہو کر فقیر صبر دری گور پر گیا
اے آہ سرد عرصۂ محشر مین یخ جما	جلتا ہون مین ستون کہ جہنم ٹھہر گیا
مفلس سو مرگیا نہ ہوا وصل یار کا	ہجران مین اسکے جی بھی گیا اور زر گیا

تیری ہی رہگذار مین جی جا رہا ہی شوخ
سنیو کہ میر آج ہی کل مین گذر گیا

دل گیا مفت اور دُکھ پایا	ہو کے عاشق بہت مین پچھتایا
مر گئے پر بھی سنگسار کیا	نخل ماتم مرا یہ پھل لایا
صحن مین میرے ای گلِ مہتاب	کیون شگوفہ سے کھلنے کا آیا
یہ شب ہجر ہی گھڑی نہ رہے	ہو سفیدی کا جس جگہ سایا

جیسے بیخود ہوا ہی اسکو دیکھ
آپ مین میر پھر نہین آیا

مطلب کا سر رشتہ گم ہی کوشش کی کوتاہی ہی
جو طالب اس راہ سے آیا خاک بھی اسکی چھان گ

خاک سے آدم کر دکھلایا منت کیا تھوڑی ہی
اب سر خاک بھی ہو جاوے تو سر سے کیا احسا

ترک بچہ سے عشق کیا تھا ریختے کیا کیا ہیں کہے
رفتہ رفتہ ہندوستان سے شعر مرا ایران گ

کیونکر جھٹ ہو دیکھو اسے میر مقام حیرت ہی
چاروں اور نہیں ہی کوئی یاں اُن نے نہیں حیران گیا

دل تڑپے ہی جان کبھی ہی حال جگر کا کیا ہوگا
مجنوں مجنوں لوگ کہیں ہیں مجنوں کیا ہم س

دیدۂ تر کو سمجھ کر اپنا ہمنے کیا کیا حفاظت کی
آہ نہ جانا روتے روتے یہ چشمہ دریا ہو

کیا جانیں آشفتہ دلاں کچھ انسے ہمکو بحث نہیں
وہ جانیگا حال ہمارا جسکا دل بیجا ہو

یا خون حنائی اسکے لیے آنکھوں نے اپنے ہمنے رکھے
یہ دیکھا نہ رنگ کف پر رہنگا مہ بیجا

جاگہ سے بے تہ جاتے ہیں جوئی سی کرتے ہیں
انکو غرور ناز نہوگا جنکو کچھ آتا ہو

رو بہ بھی اب لا ہی چلے ہیں ہمسے قطع ہمی کرو
روگ لگا ہی عشق کا جسکو وہ اب کیا اچ

دل کی لاگ نہیں جو ہو تو میر چھپائے اسکو رکھ
یعنے عشق ہوا ظاہر تو لوگوں میں رسوا ہوگا

جاذبہ میرا تھا کامل سو بندے کے واہ گھر آیا
شکر خدا کا کرنے کہا تک عہد فراق بسر آ

بجلی سا وہ چمک گیا آنکھوں سے بھوئیں تنے تیور
ابر نمط خفگی سے اس بن جی بھر آیا دل بھر آ

...سا پلیدا کو وہ دنیا خلق نہ آگے ہوا ہوگا — شیخ شہر ہوا ہے کہتے ہیں شہر خدا نے پاک کیا
...درت حق میں کیا قدرت جو دخل کسو کی فضولی کر — اسکو کیا پر کالۂ آتش مجکو خس و خاشاک کیا
...سے تھے زخم چھاتی میں پھلنا انکا سہل نہ تھا — دو دو ہاتھ تڑپ کر دل نے سینۂ عاشق چاک کیا

خوگر ہونا حزن و بکا سے میر ہمارا یونہیں نہیں
برسوں روئے کڑھتے رہے تب ہم دلکو غمناک کیا

...ہمارے اس فن کا جو کوئی ماہر ہووے گا — درد آگین انداز کی باتیں اکثر پڑھ پڑھ رووے گا
...ہم تماشا دا ہے تو دیکھا بھالی غنیمت ہے — مت موند آنکھوں کو غافل میر تلک جی کھووے گا

جستجو بھی اسکی کریے جسکا نشان کچھ پیدا ہو
پانا اسکا میر ہے مشکل جی تو یونہیں جاویگا

...کھے تھا ہاتھ میں سر رشتۂ محبت سینے کا — رہ گیا دیکھ رفو چاک مرے سینے کا
...ی طپش لوہو پیے میرا جو تو جھوٹھ کہے — کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہے لہو پینے کا

میر کی نبض پہ رکھ ہاتھ لگے کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہیں جینے کا

عید آئندہ تک ہے کا گلا — ہو گئی عید تو سے گلے نہ ملا
ڈوبے لوہو میں دیکھنے سر خار — حیف کوئی بھی آبلہ نہ چھلا

مطلب

کیسا گیا جگر خون آزار کیسے کھینچے
آسان کہیں ہوا دل اندوہ کہیں ہمار

حرف و سخن تھے اپنے یا داستان جہان میں
مذکور بھی نہیں ہی یا اب کہیں ہمار

کیا رائگان تیو تکو دیکھ ہوئے ہین کافر
ارغب یدر جواب تھا یہ کہنے مین ہمار

لخت جگر بھی اپنا یاقوت ناب سا ہی
قطرہ سرشک کا ہی ابی رشین ہما

کیا خاک مین ملایا ہمکو سپہر دون نے
ڈھونڈھا نشان تربت پایا نہین ہما

حالت ہی نزع کی یان آ کر جاتے ہین ہم
آنکھو نہین منتظر ہی درم وا پسین ہما

اک عمر پھر دندی جنکے سبب سے کی تھی
باقی ہین میر انکو سر گرم کین ہمارا

آج ہمارا دل تڑپے ہی کوئی ادھر سے آویگا
یا کر نوشتہ ان ہاتھو ںکا ہی اصد ہم تک لا

ہم نہین لکھتے اسلیے اسکو شوخ بہت ہے دکھاوےگا
خط کا کاغذ یا دوی کریگا باد کا زخ بتلا

رنج بہت کھینچے تھے ہمنے طاقت جسکی تمام ہوئی
اپنے نصیبے بریا ور ہی یہ وہ بھی بہت چھپا

آنکھو ہی سی ہم چاہ میں اسکے گواہ تھا صحبت پیغمبر تھا
سوجھتا کچھ بھی کرآئینگے کیا تو ہمکو سمجھا

عاشق ہو وہ بھی یارب تا کچھ اس سے کہا جاوے
یعنے حال سنے گا دلسے دل جو کسی سے لگا

عاشق کی دلجوئی بھی لے ور سم سے واقف ہو
ہو جو ایسا گم شدہ اپنا اسکو نہ تو پھر

آنکھین موندے ہی دلبر جو سوتے رہین بہتر ہی
چشمک کرنا ایک انکو سو سو فتنے جگا

میر جوان نے منہ کو ادھر کر ہیسے کوئی بات کہی
لطف کیا احسان کیا انعام کیا اکرام کیا

عشق ہو حیوان کا یا اُنس ہو انسان کا	لاگ جی کی جس سے ہو دشمن ہے اپنی جان کا
عاشق و معشوق کی ہیں طرفہ صحبت میر کی	ایک جی مارے ہے مرہون ہے اک کے احسان کا
ن خرد گم عشق میں اُس کی کے ٹھہرا ہو	یہ ثمر لایا نہ دیکھا جاہتا نادان کا
ر نہ اسکے عشق میں خالی نہیں ہے حسن سے	رشک کی قابل ہے جو کشتہ ہے اُس میدان کا
ر پڑینگے ٹوٹ کر اکثر ستارے چرخ سے	ہل گیا جو صبح کو گوہر کسی کے کان کا
ہر ورق ہر صفحہ میں اک شعر شور انگیز ہے	عرصۂ محشر کا عرصہ میری بھی دیوان کا
کیا ملاوے آنکھ نرگس اسکی چشم سرخ سے	زرد اس عندیدہ کو آزار ہے یرقان کا
ت کرنی جاے ہے منہ تک نکلا لب کی جھلک	اِس کا لعل لب نہیں محتاج رنگ پان کا

کیا لکھوں سارا زمانہ کشتۂ و مردہ ہے میر
اسکے اک انداز کا کلف ناز کا اک آن کا

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا	جی کا جانا ٹھہر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا
عشق کیا سر بھی گیا ایمان گیا اسلام گیا	دل نے ایسا کام کیا جس سے میں ناکام گیا
بس کس اپنی کل روؤے ہجرا میں بیکل اسکا	خواب گئی ہے تاب گئی ہے چین گیا آرام گیا

پہلے تدارک کچھ ہوتا تو نفع بھی ہوتا سو تو میر
کام ہی آخر عشق میں اسکے بیماروں بدحالونکا

اگر ہنستا اسے سیر چمن میں بکی پاؤنگا
تو بلبل آشیاں تیرا ہی بن میں پونستے جاؤنگا

مجھے گل اسکے آگے خوش نہیں آتا ہے اسیر بھی
جو تو آزردہ ہوتی ہے گلستان میں نہ آؤنگا

بشارت اے صبا دیجو اسیران قفس کو بھی
تسلی کو تمھاری سر پہ رکھ دو پھول لاؤنگا

دماغ ناز برداری نہیں ہے کم دماغی سے
کہاں تک سر ہم گھر کے در تجھے کو پھر مناؤنگا

خشونت بدسلوکی خشمگینی کب لیے آئی
نہ منہ کو پھیر ہے پھر یاں نہ آؤنگا نہ جاؤنگا

ابھی ہوں منتظر جاتی ہے چشم شوق جانب
بلند اس تیغ کو ہوتے تو دو گے بھی تم جھکاؤنگا

بلا میں زیر سر ہوں کاش افتادہ نہ ہوں یوں نہیں
اٹھا کر خاک سے تو میر سر ہنگامے اٹھاؤنگا

رسوائی شہر ہو یاں حرف و سخن ہمارا
کیا خاک میں ملا ہے افسوس فن ہمارا

دل خون ہو گیا تھا غم لکھتے سو ہی ہے
تنگ رو کے قلم سا پر خون دہن ہمارا

ظل ریاض میں شب مہتاب کے نہیں گل
انگاروں سے بھرا ہے اس بن چمن ہمارا

میدان عشق میں تو قیمہ بدن ہوا ہے
تہ کرکے خاک ہی میں رکھ دیں کفن ہمارا

میر اسکی آنکھیں دیکھیں ہمنے سفر کو جاتے
عین بلا ہوا ہے سو اب وطن ہمارا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان پنجم

...ل رفتہ جمال ہو اُس ذوالجلال کا | مستجمع جمیع صفات و کمال کا

...ر اک کہ ہو ذات مقدس مین دخل کیا | اودھر نہین گذار گمان و خیال کا

...رت سے عارفونکو نہین راہ معرفت | حال اور کچھ ہو یان اُنھون کے حال و قال کا

...قسمت زمین و فلک سے غرض نمود | جلوہ گر نہ سب مین ہو اُسکے جمال کا

مرنے کا بھی خیال رہے میر اگر تجھے
ہو اشتیاق جان جہانکے وصال کا

...حرف خامہ دل زدہ حسن قبول کا | یعنے خیال سر مین ہو نعت رسول کا

دیکھ رہیے حرام نازِ اُسکا	پر کسو پاس گر رہا بھی جائے
درد دل طول سے کہے عاشق	روبرو اسکے جو کہا بھی جائے
حیرت گل سے آبجو ٹھٹکا	یہی بہترا ہی بہارہ بھی جائے

کیا کوئی اُس گلی مین آوے میر
آوے تو تو وہین رہا بھی جائے

اب ترک کر لباس توکل ہی کر رہے	جیسے کلاہ سر پہ رکھی در بدر رہے
اس وحشت سے غبار ہمارا نہ ٹک اُٹھے	ہم خانمان خراب نہ جانا کدھر رہے
آنے سے اسطرف کے ترے مینے غش کیا	شکوہ بھی اُس سے کیجیے جسکو خبر رہے
دونون طرف سے دیدہ درائی نہیں ہے خوب	اس چاہ کا ہے لطف جو آپس مین ڈر رہے
جبتک ہے خون دل مین جگر مین قرہ ہون ہم	نہ کچھ بھی جو نہووے تو کیا چشم تر رہے
رہنا گلی مین اُسکی نہ جیتے جی ہو سکا	ناچار ہو کے وان ہی گئے اب مر رہے
عاشق خراب حال ہے رستے مین گیے پرے	جون لشکر شکستہ پریشان اثر رہے

عیب آدمی کا ہے جو رہے اس دیار مین
مطلوب جہان نہ میر رواج ہنر رہے

پھر اب چلو چمن مین کھلے غنچے رنگ گئے	شاخون سمیت پھول بہا نو نکے جھا[illegible]

صحرا صحرا وحشت بھی تھی دنیا دنیا تہمت تھی
راہ کی کوئی سنتا نہ تھا یان تھے بھی مین بدبو کی
شور سا کرتے جاتے تھے ہم بات کی کسکو طاقت تھی
عہد ہمارا تیرا ہے یہ جس مین گم ہے مہر و وفا
اگلے زمانے مین تو یہی تو لوگون کی رسم و عادت تھی
خالی ہاتھ یہ رواہے کا ہے کو بھی کریم کرتا تھا
تین روز دن درد کی بہت سے تھے پاس مین سختی و دل شکستی
جا اُٹھا تو بات نہ بولا ہم سا ہے آوارہ کوئی
بدنامی کیا عشق کی لیکن رسوائی سے سوائی ہے
رنج اُٹھائے سارے عزا اُٹھایا کلفت تھی
کس محنت سے محبت کی تھی کیا کیا خواری یار کی تھی
چار دن اور تنگ رہا مین عالم عالم حسرت تھی
آج کا دن مینا لی سے [illegible] کدے کی عزت تھی
بال و پر طور چمن مین ہم بھلے
پھولی بھی جائے آتش گل پھول بہار کی
افسوس ہائے چمن کیطرف ہم نہ ٹک گئے
بیقرار دیدہ گل رہے [illegible]

ردیف ی
۲۷۰

اس وادی [illegible]

تمام شد

دیوان چہارم

٣٦٩

ی جان لبوں پرت سوے گوش گئی	کہ اسکے آنے کی سن گن مجھے اب بھی یہاں پہ

بہار روتے ہیں میر اب کی طائر آزاد
نسیم کیا ہو وہ گلبرگ اگر ادھر لاوے

اسکی جدائی میں بتصدیع بہت پائی	ویرانی کم پائی بے بہری و تنہائی
رفتہ کی جان نخستی ٹک آتی ہوئی	رکھتے ہی قدم مجھ میں پھر جان گئی آئی
صبر و سکون جب تک ہماتھا مجھے خوش	بیتابی دل سر پر ایک اور بلا لائی
میرے جراحت پر کل داور محشر بھی	ڈرتا ہوں کہ بے رحم یہ کیا تیغ ستم کھائی

ای میر کسے دیں ہیں جبتک نہ نصیبہ ہو
کر شکر ملے ہی جو اس ور کی جبیں سائی

لیا ہمنے رنج اٹھائی کیا کیا ہم بھی تلیمات	دو دن جو بن تن جیتے رہے سو مرنے ہی کی جہاں ہے
کیا سو باتیں بنائیں یعنی شعر و شعار ہوا	باتیں جو وے مشہور ہوئیں شہروں شہروں سونے
کو ہمیں رکھتے کیا سر نیچے ہوتا تھا	لطف نہیں اب کیا کہیے کچھ آگے ہم بھی کیا کیا تھے
کی وصال قرار دیا ہی ہجر ہی کی سی حالت	ایک سمیں میں دل بجا تھا تو بھی ہم دیکھا تھے

کیا ہوتا جو پاس اپنے ای میر کبھو وے آجاتے
عاشق تھے درویش تھے آخر بیکس بھی تھے تنہا تھے

[illegible]

روز وداع لگا چھاتی سے وہ جو خونریز پکار گیا
دل تڑپے ہی جان کھپے ہی سینہ سارا جلتا ہی

گور بغیر آرام اُسکو بھی دنیا میں پھر کوئی نہیں
عشق کا مارا آوارہ جو گھر سے اپنے نکلتا ہی

ضعف دماغی جسکو ہوئے عشق کے رنج و محنت سے
جی بھی سنبھلتا ہی ربعید از دیر سنبھلتا ہی

شور جرس شبگیر کا غافل طیاری کا تکیہ ہی
یعنی آنکھ نہ لگنے پاوے قافلہ صبح کو چلتا ہی

بال اندھ عاشق کے بدن پر ہر بن مو سے نکلا دہ
بل کر اسکو جلا دی کیا ہوا ہی جلتا بلتا ہی

میر ستم کشتہ کی ساجت ہی مشہور زمانہ کی
جان دیے ہیں آگے سے اسکے کب ظالم ملتا ہی

جیسے ستارا صبح کا نکلا تب سے آنسو چمکا ہی
دل تڑپا اس رو میں سر کو ہمارے دھمکا ہی

آمد و رفت کے اوپر ہمنے بنای زیست رکھی
دم سب ہوا ہی آوے نہ آوے کسکو خبر ساد کا ہی

کہ صوفی چل میخانے میں لطف نہیں اب مسجد میں
ابر بہاری باراں دتر نگ گشن میں چمکا ہی

کیا امید رہائی سے ہے ہم سار فتہ وارفتہ
دل اپنا تو زنجیر میں اس زلف خم در خم کا ہی

دل کی نہیں بیماری ایسی جس میں ہو امید بھی
کیا سنبھلیگا میر ستمکش وہ تو مارا غم کا ہی

خواہش دل کی کس سے کہیے محرم تو ناپیدا ہی
چپ ہیں کچھ کہہ سکتے نہیں پر جی میں ہمارے گیا ہی

ہیں متوقع پرسش اسکی ہم جو گرے ہیں بستر پر
رہنا اس حالی ہی سے اپنے حق میں اچھا ہی

[illegible]

[illegible]

میر اُٹھ بتکدے سے کعبے گیا
کیا کرے جو خدا خراب کرے

اٹھانہ خان کا لڑکا کیا کھینچے جدنی ہے
قصہ ہمارا اسکا یارو شنیدنی ہے

اپنا تو دست کوتہ تک بھی نہ پہونچا
نقاش سے کہین وہ دامن کشیدنی ہے

پروانہ مرمٹا ہے جل کر نہ کچھ کہا تو
اے شمع یہ زبان تو ظالم بریدنی ہے

حسرت سے عاشقی کی پیری مین کیا کہین ہم
دندان نہیں ہین منھ مین وہ لب گزیدنی ہے

ہے راست میر صاحب کس کا حیف کریے
سر ہی فگندنی ہے قد ہی خمیدنی ہے

حال رہا ہو ہم مین کچھ تو حال کسو سے کہا جاوے
آن رہی ہے آج دمو نیر کل تک کیونکر رہا جاوے

اسکی گلی وہ ظلم کدہ ہے نکلے جو کوئی وہان
گرد رہ عشق آلودہ لوہو مین بے نہا جاوے

آنکھونکی خونابہ فشانی دیکھین میر کہانتک ہے
زرد ہمارے رخسارو نپر ہر دم خون بہا جاوے

عشق چھپا کر پچھتائے ہم سوکھ گئے رنجور ہوئے
ہم جو گئے سرمست محبت اہل ہوش کی گو مین
کوئی نہ ہمکو جانے تھا ایسے بھی گمنام آگے

پینے آنسو پی گئے سوز جگر ناسور ہوئے
کھائین کتری تلوارین اسکی زخمی نہ سر جو ہوئے
ہمن عشق سے رسوا ہو کر شہر مین مشہور ہوئے

قطعہ

قطعہ

نگاہ غور سے کر میر سارے عالم میں
کہ ہووے عین حقیقت وہی تو ساری ہے

نہ خاطر پر الم تیرے نہ دل پر کچھ ستم تیرے
محل رحم ہوئیں اس طرح مظلوم ہم تیرے

جو ٹک بھی سایہ گستر ہوگا تو ہن خشک سے ...
بہت ہم ہو گئے پامال اے ابر کرم تیرے

انھیں کے طبع جان اے میر پامال ہوئی سنبل کی
نہیں دیکھے جنھوں نے گیسوے پر پیچ و خم تیرے

عشق میں کھو ہی جاؤ گے تو باتیں بھی بناؤ گے
قدر ہماری کچھ جانو گے دل کو کہیں جو لگاؤ گے

صبر کہاں بیتابی دل سے چین کہاں بیخوابی سے
سو سو بار گلے میں تکتے گھر سے باہر آؤ گے

شوق کمال کو پہونچا تو ہیں خط و کتابت حرف تحریر
قاصد کے محتاج نہ ہو گے آپ ہی دوڑے جاؤ گے

صنعت گریاں صاحب مدت دل کو لگی کہیں بیگر نہیں
ایک نہیں سننے کا تم باتیں بہت بناؤ گے

جاہ گئے درویش ہوئے تو اب خوش کی فکر نہیں
لوہو ہو گے اپنا ہر دم غم غصہ ہی کھاؤ گے

جو رنگ محبت کے ہیں کتنے کوئی تمھیں خوش آوے گا
خون کرو گے یاد دلکو داغ جگر جلاؤ گے

رہتے ہیں بہوت الفت میں گم گشتہ کلفت میں
بھولے بھولے آپ ہی پھرو گے کسکو اٹھاؤ گے

اشک تو پانی سے ہیں لیکن جلتے جلتے آوینگے
دل کی لگی حیران صاحب کس ڈھب سے بجھاؤ گے

چاہت میر سبھی کرتے ہیں رنج و تعب میر سہتے ہیں
تم جو آپ ہی بیتاب ہوا ایسے جی سے ہاتھ اٹھاؤ گے

کبھی ضبط گریہ سے دلکی عمارت — ہوئی چشم تر اس خرابی کی بانی
ملا دیتی ہی خاک ہی آدمی کو — محبت ہی کوئی بلا آسمانی

گرامی گہر میر جی تھا ہمارا
ولے عشق میں قدر ہمنے نجانی

…لتے ہو تو چمن کو چلیے لکھتے ہیں کہ بہاران ہے — بات ہرے ہیں پھول کھلے ہیں کم کم باد بہاران ہے
…لھوا سے یون ٹپکے ہی جیسے شراب آتے ہیں — آگے ہو میخانے کے نکلو عہد بادہ گساران ہے
…شق کے میدان داروین بھی عزیکا ہی وہ عشقت — یعنے مصیبت ایسی اٹھانا کار کارگذاران ہے
…ل ہی داغ جگر ہی ٹکڑے آنسو سارے خون ہوے — لوہو پانی ایک کرے یہ عشق لالہ عذاران ہے

کوہکن و مجنون کی خاطر دشت و کوہ میں ہم نہ گئے
عشق میں ہمکو میر نہایت پاس عزت داران ہے

ہم اس مرتبہ پھر بھی لشکر گئے — تعب ایسی گذری کہ مر مر گئے
نظر اک سپاہی پسر سے لڑی — قریب اسکی تلوار کر کر گئے
بہم مہرورزی کے سرگرم تھے — خدا جانے وہ لوگ کیدھر گئے
لہو میری آنکھوں میں آتا نہیں — جگر کے مگر زخم سب بھر گئے
ہر باط کہن میں نہیں میر جی — ہوا جو لگی وے بھی باہر گئے

ایدھر نہیں آتا وہ آوے تو تصدق کر	جی جامہ اٹھاوینگے گھربار لٹا دین گـ

معشوقون کی گرمی بھی اے میر قیامت ہی
چھاتی مین گلے لگ کر ٹک آگ لگا دینگے

جنگل مین چشم کسنے بستی کی رہبری کی	صاحب ہی نے ہماری یہ بندہ پروری
شب سنکے شور میرا کچھ کی نہ بیدماغی	اسکی لگی کی سنکے کیا آدمی گری کی
کرتے نہین ہین دل خون اس رنگ سے کسو کا	ہم دل شدونکے ان نے کیا خوب دلبری
اللہ رے کیا رکھے ہی آدم کے حسن پر بھی	اچھی لگی نہ ہمکو خوش صورتی پری کی
ہی اپنی مہر ورزی جانکاہ و دل گدازان	اس رنج مین نہین ہی امید بہتری کی
رفتار زن ناز کا ہی پامال ایک عالم	اس خودنمائی کیسی خودرائی خودسری کی
ایکبار شل نہ چھوڑے صیاد قیدیون کو	جی ہی سی مارتی آزادی بے پری کی
اس رشک مہ سے ہر شب غیر سے لڑائی	بخت سیہ نے باری ان روزون یاوری کی
کہٹ بجہ یان ہی کی ہین صراف کی نہ ہیے	پیسی دمی سیر دی کی لہر گئی کہری د

گذری بسان صرصر عالم سے بے تامل
افسوس میر تمنے کیا سیر سرسری کی

اکثر کی بیدماغی ہردم کی سرگرانی	اب کب تئین اٹھائی ہی زور ناتوانی

نسبت کیا ان لوگونسی ہمکو شہری ہین یوانی ہم — ہی فرہاد اک آدم کوہی مجنون اک صحرائی ہی

ہی تپھر سا چھاتی ہین میر کثرت غم کی حیرت سے — کیا کہیے پہلو سے دلکی سخت اذیت پائی ہی

باغ مین جاکر ہم جو رہی سوا اور دماغ آشفتہ — کیا کیا سر پہ ہمارے آکر بلبل شب چلائی ہی

کیسا کیسا عجز ہی اپنا کیسے خاکمین ملتے ہیز — کیا کیا ناز و ادا اُسکو ہی کیا کیا بی پروائی ہی

قصہ ہم غربت زدگان کا کہنے سے شایستہ نہین — بیصبری کم پائی ہی پھر دور اُسے تنہائی ہی

چشمک چتون نیچی نگاہین جاہ کے تیرے مشعر ہین — میر عبث بگڑے ہی ہمسے آنکھ کہین تو لگائی ہی

دنیا کی قدر کیا جو طلبگار ہو کوئی — کچھ چیز مال ہو تو خریدار ہو کوئی

کیا ابر رحمت اپکی برستا ہی لطف سے — طاعت گزین جو ہو سو گنہگار ہو کوئی

کیا ضعف تن مین ہی جگر و دل داغ بن — پوچھے جو اس قشون مین سردار ہو کوئی

ہم عاشقان زرد و زبون و نزار سے — مت کر ادائین ایسی کہ بیزار ہو کوئی

چپکے ہین ناہم تو حیرت حالات عشق سے — کرے بیان جو واقف اسرار ہو کوئی

یکسان ہوئے ہین خاکسے پامال ہوکے ہم — کیا ذرہ اُسکی راہ مین ہموار ہو کوئی

وہ رہ سکی ہی دل زدہ کچھ منتظر کھڑا — حیرت سے اُسکے در پہ جو دیوار ہو کوئی

یک نسخہ عجیب ہی لڑکا طبیب کا — کچھ غم نہین ہی اُسکو جو بیمار ہو کوئی

[illegible]

ہی بلا وہ ہوم دل تڑپنے کی
کچھ نہیں اور دیکھیں ہیں کیا کیا
حیف دل جانے پڑ گئی جی کی
حرم کعبہ کا نیا پایا بھید
خشک نے ساتھا شیخ ہین دوا

ایسا ہوتا نہیں ہی ادھم بھی
خوابکا سا ہی یان کا عالم بھی
ورنہ غم کرنے لیتے ماتم بھی
نہ ملا دان کا ایک محرم بھی
یون تو یار اُسکو دیتے ہیں دم بھی

کھپ ہی جاتا ہی آدمی آہ میر
آفت جان ہی عشق کا غم بھی

لطف ہی کیا انواع ستم جو اُسکی کوئی بیان کرے
ہم تو چاہ کر اس پتھر کو سخت ندامت کھینچی ہے
سود نہیں کچھ انکے نفع جو چاہے خام طمع سودائی ہی
حشر کے ہنگامے میں جاہین دو عشق تو حسن نہیں
آتش خو مغرور سے کام نہایت مشکل ہی
ہین عشق غم افزا سے کام نہایت مشکل ہی

گو شنبہ کدن ہو وین گہیں تو بھی لطف تمام کرے
چاہ کرے اب کوئی جو چاہت کا ارمان کرے
دارا سار عشقین کیا جی کا بھی نقصان کرے
کاشکے یاں ظالم اپنے دل ہی میں پیدا کرے
اب نہیں توقع میری لکو شاید عشق آسان کرے
اب نہیں توقع میری لکو شاید عشق آسان کرے

کہنے میں یہ بات آتی نہیں ہو میر خدا کی قدرت کے
مونہد کر آنکھیں میر اگر تو دل کی طرف دھیان کرے

…لیا کیا دیدہ درائی سے ہم کرتے رہے اس عالم میں | تمسے آگے منہ ہو صاحب نہیں ہوا ہی کیا کیا کچھ
…سرتِ وصل اندوہ جدائی جو ہیں ذوق و شوق | یون تو چلا ہون اکیلا لیکن ساتھ چلا ہی کیا کیا کچھ

کیا کہیے جب مین نے کہا ہو میر ہی مغرور اس پر تو
اپنی زبان مت کھول تو اے لی اور کہا ہی کیا کیا کچھ

ردیف یای

…ین تو تنک صبری ہوا نیز رہ نہیں سکتا الم بھی | ناز و غرور بہت ہی اسکا لطف نہیں ہی کم کم بھی
…یا نہ احرام آخر یہ کر دل کی اور توجہ کی | در پہ حرم کے اس لیے تھے ہم کو بھی ملیگا محرم بھی
…یکھ ہوا کو طائر گلشن کس حسرت سے کہتے تھے | گل ہی چلے جاتے نہیں یا نسے چلنے کو بیٹھے ہین ہم بھی
…یا کیا مین بیتاب رہا ہون رنج و الم سے محبت کے | ہی عالم کچھ اور ہی میرے دلکے مرض کا عالم بھی
…سینہ و داغ کیا ہی کیا کیا اچھے ہونے والے زخم | زخمون پر چھاتی کے میرے رکھ دیکھو نہ مرہم بھی
…رم ہوا ہی ہوگا جو ہر سیر چمن کی کر لیجیے | پھول بکھرتے جاتے ہین کچھ آخر ہوا اب موسم بھی

نقل جرے سینے کو کوٹا چہرے بچی پر خاک ملی
میر کیا ہی مین نے نہایت دل جانیکا ماتم بھی

…قد دل غفلت سے کھو یا راہ کھوئی گرگیے | کاروان جاتا رہا ہم خواب ہی مین مر گئے
…یا کہین ان نے جو میر اپنے در پر سے ہمین | مر گئے غیرت سے ہم بھی پر نہ اسکے گھر گئے

٣٦١

وارفتہ ہی گلستان اُس دے چمپی کا — ہی فصل گل پہ گل کا اب وہ نہین مزا کچھ

وہ آرسی کے آگے پہروں ہی بے تکلف — مُنھ سے ہمارے اسکو آتی نہین حیا کچھ

دل ہی کے غم مین گذرے بس دن ہی عمر کے تہ — اپرچ ہی اس نگہ سے جاتا نہین جیا کچھ

مُنھ کر بھی میری جانب تا نہین کبھو کچھ — کیا جانون اُسکے جی مین ہی اس طرف سے کیا کچھ

دل نے فقیر کا بھی ہاتھو نہین دل ہی کر — آ جاے ہی جہان مین آگے لیا دیا کچھ

یار ونکی آہ زاری ہووے قبول کیونکر — انکی زبان نہین کچھ ہی دل مین ہی کچھ دعا کچھ

ساری وہی حقیقت ملحوظ سب مین تھے — کیسے نمود ہووے جو اسکے ماسوا کچھ

حرف و سخن کی اُس سے اپنی مجال کیا ہی — ان نے کہا ہی کیا کیا مین نے اگر کہا کچھ

کبتک یہ بد شرابی بیری تو میر آئے — جانے کی ہو چکیا اب کر جاؤ بھلا کچھ

حیرت طلب کو کام نہین ہی کسو کیساتھ — جان عزیز ابھی ہی مری آبرو کیساتھ

یکرنگ آشنا مین خرابات ہی کے لوگ — سر مسکنتو نکے پھوٹتے دیکھی سبو کے ساتھ

قمری کا لوہو پانی ہوا ایک عشق مین — آتا ہی اسکا خون جگر آبجو کیساتھ

خالی نہین ہی خواہش دل سے کوئی بشر — جاتے ہین سب جہان سے یک آرزو کیساتھ

دم مین ہی دم جہان تئین گرم تلاش ہون — سو پیچ و تاب ہتے ہین ہر ایک مو کیساتھ

۳۵۹

کوہ کن و مجنون و وامق میر آئے تھے صحبت میز
منھ نہ لگایا ہم مین کنھون نے ایسے ہرزہ کارونکو

ی رکار کنے سے بری کچھ تو
نہووے نماز کرئے نیاز
انع و جذب و زاری و زاروزور
یتا کیا ہی جہان فانی کا

آسمان آگیا دری کچھ تو
آدمی چاہیے کری کچھ تو
عشق مین چاہیے اری کچھ تو
مرتے جاتے ہین کچھ مرے کچھ تو

سہمے سہمے نظر پڑے ہین میر
اسکے اطوار سے ڈرے کچھ تو

تن رنگین گلرو یانسے کیا ٹھہراؤ ہو
جو خم بیری سے ہو تو سرکا دہنا سیج ہی
نکے سیلاب مین ڈوبی ہوئی کیا شمار
ی وفا و مہر تو بابت دیار عشق کے

ساتھ انکے چل تماشا کرلے جسکو چاؤ ہو
ہوچکا ہونا جو کچھ تھا اب عبث پچتاؤ ہو
ٹک یہی ہو وہ جدول شمشیر تو ستھراؤ ہو
دیکھین شہر حسن مین اس جنس کا کیا بھاؤ ہو

گریۂ خونین سے ہین رخسار میر کے لعل تر
دیدۂ خونبار یونہین جیسے منھ پر گھاؤ ہو

ی لاگ بلا ہی کوئی دل جینے اُٹھا بیٹھو
ہو کے فقیر گلی مین کسو کے رنج اٹھا جا بیٹھو

روز رو سے گئے ہم وہ تو زار نہ وار دونون
تصویر قیس و لیلی تک ہاتھ لیکے دیکھو
کیسے ہیں عاشقی کی جرم ان کا زار دونون
دست جنون سے اپنی پیرہن کی دھجیان ہیں
داماں جیب ہم سے ہیں تار تار دونون
برسات کی سی بارش ہوتی نہیں ہے ہم سے
ابر اور دیدۂ تر روتے ہیں زار دونون

کتنے دنون کہا تھا دلا ضبط نالہ کر | پھر شب کو نا شکیبی سے نالان ہوا نہ تو
ہوتا ہے میر روے سخن آدمی کے اور
افسوس اے ستمزدہ انسان ہوا نہ تو

کیا کر دیوین صبر تم کو اور رنج بیش کو | زہر دیوین کاش کے احباب اس ردنش کو
کھول آنکھین صبح سے آگے کہ شیر اللہ کے | دیکھتے رہتے ہیں غافل وقت گرگ و میش کو
عشق کے بیتاب کی آزار مین مت کر شتاب | جان دیتے دیر لگتی ہے نہین دلریش کو
دشمن اپنا مین تو فکر دوستی ہی مین رہا | اب کہون کیونکر سلامت جان عشق اندیش کو

مختلط ترسا بچون سے تیر خانہ مین رہا
کن نے دیکھا مسجدون مین میر کافر کیش کو

نازکی کوئی یہ بھی سکتا ہے کیا ہیکو کر جاتے ہو | آتے ہو تمکین سے ایسے کہین کو جاتے ہو
غیر کی ہمراہی کی غیرت جی مارے ہے عاشق کا | پاس کبھو جو آتے ہو تو ساتھ اک تحفہ لاتے ہو
مست نہین ہر بال ہین بکھرے بیچ بگیمیر بگڑے ہو | ساختہ ایسے بگڑے رہو ہو تم جیسے مدماتے ہو
پردہ ہے کر لیتے ہو جب آتے ہو بیمار ہین | آنکھین سب سے ملاتے ہو کچھ ہم ہی سے شرماتے ہو
سوچ نہین یہ فقیر ہے اپنا جیب دریدہ دیوانہ | ٹھوکر لگتے دامن کو کس ناز سے تم یان آتے ہو
رفتہ عشق کسو کا یارو زار جلی ہے سلسلے کیے | کون رہا ہے آپ مین یان تم کیسے میر بجاتے ہو

کہا تھا تمنے کہ ہر حرف پر ہی بوسہ لب | جو باتین کین ہین تواب فرض کا حساب کرو

قطعہ

ہوا ہی اہل مساجد پہ کام ازبس تنگ | نہ شب کو جاگتے رہنے کا اضطراب کرو
خدا کریم ہی اُسکے کرم سے رکھکر چشم | دراز کھینچو کسو میکدے مین خواب کرو

جہان مین دیر نہین لگتی آنکھین مندتی میر
تمھین تو چاہیے ہر کام مین شتاب کرو

وہ گل سا رو سراہون یا بیدار موکو | ترجی ہی کاتب دیتا خالق ٹک اُسکی خوکو
ن گیسوونکے حلقے ہین چشم شوق عاشق | وے آنکھین دیکھتی ہین حسرت سے اُسکے روکو
دم کی کشش سے کوشش معلوم تو ہی لیکن | پاتے نہین ہم اسکی کچھ طرز جستجو کو
آلودہ خون دل سے صد حرف منھ پر آئے | مرغ چمن نہ سمجھا انداز گفتگو کو

دل میر دلبرون سے چاہا کرے ہی کیا کیا
کچھ انتہا نہین ہی عاشق کی آرزو کو

عجب گر تیری صورت کا نہ کوئی یار عاشق ہو | جو صحن خانہ مین تو ہو در و دیوار عاشق ہو
تجھے اکبار اگر دیکھے کوئی بیجا ہو دل اسکا | خرام ناز پر تیرے لٹا گھر بار عاشق ہو
تری چھاتی سے لگنا ہار کا اچھا نہین لگتا | مبادا اس جہے گل وہ گلے کا ہار عاشق ہو

چاہت مین ہمارے جانکے مرنیکی شایستہ ہوئے
جا بھی چکی ہی دل کی ہوس اب جینے کا ارمان نہین

شور نہین یان سنتا کوئی زیر قفس کے اسیرونکا
گوش نہین دیوار چمن کے گل کے شاید کان نہین

یون ناکام رہینگے کبتک جیمین اک کام کرین
رسوا ہوکر مارے جاوین اُسکو بھی بدنام کرین

جسکو خدا دیتا ہی سب کچھ وہی سب کچھ دیتی ہین
ٹوپی لنگوٹی پاس اپنے ہم اُسپر کیا انعام کرین

مُنھ کھولے تو روز ہی روشن زلف بکھرائے ہی پھر
ان طورونسے عاشق کیونکر صبح کو اپنی شام کرین

خط و کتابت حرف حکایت صفحہ و قیمین آجاوے
دستے کے دستے ہو کاغذ جو دل کا حال ارقام کرین

شیخ پڑی محراب حرم مین پہر دن وگانہ پڑھتے ہو
سجدہ ایک اس تیغ تلے کا انسے ہو تو سلام کرین

دل آسودہ ہو تو رہے ٹک دیر و حرم سو بار گئے
وہ سو بھی کہ بیٹھے ہی باہر جاوین آرام کرین

سیل گدائی طبع کو اپنے کچھ بھی نہین ہی ورنہ میر
دو عالم کو مانگ کے لاوین ہم جو ننگ ابرام کرین

بھرا ہین صورت حوال ہر یک کو دکھاتا یان
مروت قحط ہی آنکھین نہین کوئی لاتا یان

خرابہ دلّی کا وہ چند بہتر لکھنؤ سے تھا
وہین مین کاش مرجاتا سراسیمہ نہ آتا یان

محبت دشمن جان ہی جو مین معلوم یہ کرتا
تو کاہیکو کسو سے میر اپنا دل لگاتا یان

سو یان گھر اُجڑ ہین ساری ان سے اور عدم سے آئے بستی جانی دنیا مین
عشق و جنون سے اگرچہ تن پر ضعف نمایان ہی لیکن
وحشت گو ہو وے صد حسرت مجنون سے رحجو نہین
بیجا نہین ہون ہائے نیم کیا ہی پاس و فا
ایسے جو کچھ ٹک پاس ہلا سکے تو وہ تو دو نہین

قدرت ہی دست قدرت کے یان جیب مین نقد دو نیم

ردیف واو

دی ہی طول بلبل کیا سوزش فغان کو
اک نالہ جو علاج ہی بس داغ جان کو

[illegible]

٣٥٥

...ن دل کے مرغان گلشن سے کیا — یہ بے حوصلہ ہم کو رسوا کرین
...یا عشق کا جوش دل مین بھلا — کہ بدنام ہووین جو سودا کرین

بُری حال اُسکے گلی مین ہین میر
جو اُٹھ جائین وان سے تو اچھا کرین

...ین روتا ہون ہر شب مین تو اس زمی یان — وے اندھیری مینہ برسی جو کبھو شد نسیمان
...قدر ہیگا نہ خوہین ہر دبان شہر حسن — بات کرنا رسم عادت ہو نہین لفظ سے یان
...گئے ہین جبسے ہم سونا پڑا ہی باغ سب — شور ہنگام سحر کا مہر ہی مدت سے یان
...وئی بھوڑے محبت مین تو بارے اسطرح — مر گیا ہی عشق مین فرہاد جس قدر سے یان
...ستی اس بزم کی ظاہر ہی تم دیکھو تو ہو — لوگ جی دیتے چلے جاتے ہین کس حسرت سے یان
...ر تونسے خاکدان یہ عالم تصویر ہی — بولین کیا اہل نظر خاموش ہین حسرت سے یان
...جر فونکی تنا فر کا بھی یاروںکو نہین — اسیہ رکھتے ہین تنفر سب مری تربت سے یان
...روزہ عمر کرے عاشقی یا زاہدی — کام کچھ چلتا نہین اس تھوڑسی مدت سے یان

کیا سر جنگ و جدل ہو بید باغ عشق کو
صلح کی ہی ہم نے ہفتاد و دو ملت سے یان

...ی فراق سے کیا پوچھو آگ لگائی سینے مین — چھاتی سے وہ مُنھ نہ لگا ٹک آکر اس بھی مہینے مین

دیار حسن مین دلکی نہین خریداری — وفا متاع ہی اچھی پہ یان کی تاب نہین
حساب پاک ہو روز شمار مین تو عجب — گناہ اتنے ہین میرے کہ کچھ حساب نہین
گذر ہی عشق کی بیطاقتی سے مشکل آہ — دلونکو چین نہین ہی شبونکو خواب نہین
جہانکے باغ کا یہ عیش ہی کہ گل کے رنگ — ہمارے جام مین لوہو ہی سب شراب نہین
تلاش میر کی اب میکدونمین کاش کرین
کہ مسجد ونمین تو وہ خانمان خراب نہین

ہمکو کہنے کے تئین بزم مین جا دیتے ہین — بیٹھنے پاتے نہین ہم کہ اٹھا دیتے ہین
ان طیورونسے ہو نہین بھی اگر آتی ہی صبا — باغ کے چار طرف آگ لگا دیتے ہین
گر دہ ملتے ہین خنک غیرت سے مری لڑکے — دل جگر دونونکو اک لخت جلا دیتے ہین
دیر رہتا ہی ہما لاش پہ غم کشتونکے — استخوان انکے جلے کچھ تو ذرا دیتے ہین
اس شہ حسن کا اقبال کہ ظالم کے تئین — ہر طرف سیکڑون درویش دعا دیتے ہین
دل جگر ہو گئے بیتاب غم عشق جہان — جی بھی ہم شوق کے مارونکو دعا دیتے ہین
کیونکی اس راہ مین بیٹھے کہ صاحب نظران — پانسے لے وان تئین آنکھین ہی بچھا دیتے ہین
ملتے ہی آنکھ ملی اسکی تو برہم ہے تہ — خاکمین آپکو فی الفور ملا دیتے ہین
طرفہ صناع ہین ہی میر یہ موزون طبعان — بات جاتی ہی بگڑ بھی تو بنا دیتے ہین

۳۵۳

چراغ اپنے قلب کا روییے کب گیا	پانی کی چار بوندین مین کیا احتراق مین
تفصیل علم کرنے سے دیکھا نہ کچھ حصول	مینے کتابین رکھین اُٹھا گھر کے طاق مین
ہم نکمین بقول زنان عاشقو نکے مین	ہلنا بلا ہی موتی کا اُسکی بلاق مین

اک نور گرم جلوہ فلک پر ہی ہر سحر
کوئی تو ماہ پارہ ہی میر اُس رواق مین

صبح ہوئی گلزار کے طائر دلکو اپنے ٹٹولین ہین	یاد مین اس خود رو گل تر کے کیسے کیسے بولین ہین
مین ہم دیوانے جا نکلین ہین نالہ کنان	غنچے ہو ہو مرغ چمن کے ساتھ ہمارے ہولین ہین
ہمارا آسان کیا کچھ سینہ کشادہ ہمسے ملا	خون کرین ہین جب دلکو نے بند قبا کی کھولین ہین
تھے برسوں ہی شدت سے دیکھ اندھیری کیا ہے یہ	سینے تنگ جو آتے ہین ہم دلکو لکھو کے رولین ہین
دھوبی کا کم ملتا ہی میل دل اپنے بہت	کوئی کہے اس سے ملتے ہین تجکو کیا ہم [illegible]
ر تو ہی سنجیدہ لیکن بیش مصرع قدیار	ناموزون ہی نکلے ہی جب دلمین اپنے تولین ہین

مرگ کا وقفہ اس رستے مین کیا ہی میر سمجھتے ہو
ہارے ماندے راہ کی کہہ ہین لوگ کوئی ہم سولین ہین

غزل میر کی کب پڑھائی نہین	کہ حالت مجھے غش کی آئی نہین
زبان سے ہماری ہی صیاد خوش	ہمین اب امید رہائی نہین

دل توانائین ہقفس مین جا تا ہی دیدہ تر | چاہ رخ گو جاہ مین ہما اسکو جال نہین

کبتک لگے ٹکڑے جوڑون جگر کے لختون سے
کسب نہین ہی پارہ دوزی مین کوئی وصال نہین

ہی وضع کشیدہ کا جو شور اسکے جہان مین | نکلی ہی مگر تازہ کوئی شاخ کمان مین
ہر طور مین ہم حرف وسخن لاگے دل کی | کیا کیا کہین ہین مرغ چمن اپنی زبان مین
کیا باد نے بھی دست نظر ول کو دیا طول | پھیلے پڑے ہین پھول ہی سب بکی تران مین
خوشرنگ ہی کس مرتبہ انہار کا پانی | خوناب مرے چشم کا ہی آب روان مین

روئے مرے احوال پہ جون ابر بہت میر
بیطاقتی بجلی کی سی ہی آہ وفغان مین

دلگے گہی بیدل کہلائے آگے دیکھیے کیا کیا ہون | محزون ہین مفتون ہین مجنون ہووین سوا ہون
عشق کی رہ مین یا تو رہا سو رہنے لگے کچھ رفتہ سے | آگے چلکر دیکھین ہم اب گم ہووین یا پیدا ہون
خار وخس الجھے ہین آہی بحث انھونسے کیا رہین | موج زن اپنی طبع روان ہی جب ہم جیسے دریا ہون
ہم بھی گئے جا گہ سے اپنی شوق مین اس ہرجائی کے | عشق کا جذبہ کام کرے تو پھر ہم زرنون یکجا ہون

کوئی طرف یان ایسی نہین جو خالی ہووے اس سے میر
یہ طرف ہی شور جرس سے چار طرف ہم تنہا ہون

ردیف نون

کہہ سکے کون ہمسکو ناہموار
اب تو ہین خاک سے برابر ہم
کوفت سے کوفت اپنے دلبر ہی
چھاتی کو ٹا کئے ہین اکثر ہم

ابر کرتا ہی اب کمی سی میر
دیکھین ہین سوے دیدۂ تر ہم

تجا ہی غیرت عشقی سے گفتگو کو ہم
خموش دیکھتے رہتے ہین اُسکے رو کو ہم
اگرچہ وصل ہی پر ہین طلب مین سرگردان
پہ وہم کار ہی جاتے ہین جستجو کو ہم
اب اپنی جانسے ہین تنگ دم رکے ہی بہت
ملا ہی دینگے تری تیغ سے گلو کو ہم
جلاکے خاک کرے وہ کہ رکھے داغ کرے
لگا دین آگ سے کیا اپنی گرم خو کو ہم

مرید پیر خرابات یون نہوتے میر
سمجھتے عارف اگر اور بھی کسو کو ہم

عشق تو نسے اب کرینگے عہد کیا ہی خدا ہم
آجاوین جو یہ سر جائی تو بھی نجاوین جا سے ہم
گریہ خونین ٹک بھی ہے تو خاک منہ پر اڑتی ہی
شام و سحر رہتے ہین یعنی اپنے لہو کے پیاسے ہم
سکی نہ پوچھو دو دیکھین ان نے پرسش حال ہماری کی
ہمکو دیکھو مارے گئے ہین آکر پاس وفا سے ہم
چپکے کیا انواع اذیت عشق مین کھنچی جاتی ہی
دل تو بھرا ہی اپنا تو بھی کچھ نہین کہتے حیا سے ہم
کیا کیا عجز کرین ہین لیکن پیش نہ کچھ جاتا میر
سر رگڑے ہین آنکھین ملے ہین اسکے حنائی پا سے ہم

کیا ظلم ہے کھینچے شمشیر وہ کیے ہے | آزردہ ہونگا پھر بین جا کے سے جو ٹلے تم
کم پائی اسقدر ہے منزل ہے دور اتنی | ٹلے کسطرح کروگے یاں سے پر چلے تم
اکثر نڈھال ہین ہم پر یون نہین وہ کہتا | کیا ہے کہ جاتے ہوگے کچھ اتنی ہی فاصلہ تم
یہ جانتے نہ تھے ہم ایسے بری ہوئے ہو | ہونٹھوں پر جان آئی تم بن گئے بھلے تم

قربانی اسکی ٹھہری پر یہ طرح نہ چھوڑی
تکتے ہو میر ادھر تلوار کے تلے تم

یا رب اُس محبوب کو پھر اک نظر دیکھینگے ہم | اپنی آنکھوں نے اسے یان جلوہ گر دیکھینگے ہم
ہین کیا دیکھو ادھر ٹک تم تو ہین بھی جان دن | ہنسکے بولے یہ تری باتین ہین پر دیکھینگے ہم
یا ظاہر سے اسے تو دیکھنا دشوار ہے | جا بینگے مجلس مین قمع ایدھر ادھر دیکھینگے ہم
یون نہ دینگی دل کسو سے بین بند دست کو | ابتدائے عشق مین اپنا بھی گھر دیکھینگے ہم
کام کیتے ہین سماجت سے کبھو لیتے ہین لوگ | ایکدن اسکے کنے جا کر پھر دیکھینگے ہم
راہ تکتے تکتے اپنی آنکھین بھی پتھرا گئین | یہ نہ جانا تھا کہ سختی اسقدر دیکھینگے ہم

سوزش دیوانگی اسکی نہین جانیگی لیک
ایک دو دن میر کو زنجیر مین دیکھینگے ہم

صبر کیا جاتا نہین ہمسے رہ کے جدا نہ ستاؤ تم | پانون کا رکھنا گر چہ ادھر کو عار سی ہے آؤ تم

ردیف میم

اژ میرا سی ہی نسبت کن حلقہ حلقہ مو سی
بیتاب کچھ ہی گا ہے پر پیچ ہے سگے دل

حال تو حال زار ہی تا حال
دل وہی بیقرار ہی تا حال

بڑھتی ہی حال کی خرابی بروز
گرچہ کچھ روزگار ہی تا حال

خستہ جانی نے تنگ خلق کیا
پر اُسے مجھ سے عار ہی تا حال

حال فکر سخن مین کچھ نہ رہا
شعر میرا شعار ہی تا حال

حال مستی جوانی تھی سو گئی
میر اسکا خمار ہی تا حال

آنکھین جانی سے ٹھہرتی نہین
شوقِ دیدار یار ہے تا حال

غم سے حال آنکھ خون دل سوکھا
چشم تر اشکبار ہی تا حال

کھچتا ہی اُسطرف ہی کو بے اختیار دل
دیوانہ دل بلازدہ دل بیقرار دل

سمجھا بھی تو کہ دل کسے کہتے ہین دل ہی کیا
آتا ہی جو زبان پہ ترے بار بار دل

آزردہ خاطری کا ہمارے کہ عجب
اک عمر ہم رہا کیے ہین مار مار دل

وا شد فسردگی سے ترے اس چمن مین ہی
دل جو کھلا تو جیسے گل بے بہار دل

میر اُسکے اشتیاق ہم آغوشی مین نہ پوچھ
جاتا ہی اُٹھ جی ہی رہا در کنار دل

کیا چلے جاتے ہیں جہاں سے لوگ	پھر آتے تھے جہاں سے لوگ
نہ ہر بات بات پر گالی	جان بلب ہیں تری زبان سے لوگ
شہر میں گھر خراب ہے اپنا	آتے ہیں یاں اب اس نشان سے لوگ
ایک گردش میں ہیں برابر خاک	کیا جھگڑتے ہیں آسمان سے لوگ
درد دل ان نے کب سنا میرا	لگے رہتے ہیں اسکے کان سے لوگ
یاد دے بھی لگا ہے ملک آرام	ہم جو سبزی دہان پستہ دیا
شوق میں تیرے ہیں اودھر	ہم خمیدہ قد ان کمان سے لوگ

آدمی اب نہیں جہان میں میر
اٹھ گئے اس بھی کاروان سے لوگ

ردیف لام

بلبل نے گل کہا کہ بہت ہنو کھائے گل	لیکن ہزار حیف نہ ٹھہرا ہوئے گل
رعنا جوان شہر کے رہتے ہیں گل بسر	سر پر ہمارے داغ جنوں کی ہی جائے گل
دل پوشی پہ مرغ چمن کی نہ کی نظر	بیدرد گلفروش سبد بھر کے لائے گل
حیف آفتاب میں ہیں پڑا رہ باغ میں	جوں سایہ وا کشیدہ ہوئے ہم نہ پائے گل
بوئے گل و نوائے خوش عندلیب میر	آئے چلے گئے بھی جیسے کچھ تھی وفائے گل

گھر کیسے کیسے دین کی بزرگوں کے ہین خراب	القصہ آخرابہ کہنہ دیار عشق
تو ضبط کرتے ہو وہین جراحت جگر کے زخم	روتا نہین ہی کھو لکے دل رازدار عشق

مارا پڑا ہے انس ہی کرنے مین ریز تیر
ہی دور گرد دامے وحشت شکار عشق

ردیف کاف

وحشت تھی ہمین بھی وہی گھر بار سے ابتک	سر مارے ہین اپنے در و دیوار سے ابتک
مرتے ہی سنا انکو جنھین دل لگی کچھ تھی	اچھا بھی ہوا کوئی اس آزار سے ابتک
جیسے لگی ہین آنکھین کھلی راہ تکے ہین	سوئے نہید ساتھ اسکے کبھو پیار سے ابتک
آیا تھا کبھو یار سو معمول ہم اسکے	بستر پہ گرے رہتے ہین بیمار سے ابتک
بد عہد یون ہین گئی تب فات آن بھی ہو چکا	وعدہ نہوا ایک وفا یار سے ابتک
ہی قہر و غضب دیکھ طرف کشتی کے ظالم	کرتا ہی اشارت بھی تو تلوار سے ابتک

کچھ رنج دلی میر جوانی مین کھچا تھا
زردی نہین جاتی مری رخسار سے ابتک

رہا پھول سا یار نزہت سے ابتک	نہ ایسا کھلا گل نزاکت سے ابتک
لبالب ہی وہ حسن معنے سے سارا	نہ دیکھا کوئی ایسی صورت سے ابتک

ردیف قاف

ضمیمہ (۳۴۶)

احتیاط صراحی مے سے | ہمنے سجادہ کے دکھلائے داغ

دیکھے دامن کے نیچے کیسے دیے
میر نے گر تلے چھپائے داغ

ردیف فای

آج ہمارا سر پھرتا ہے باتیں جتنی سب موقوف
حرف و سخن جو یا کیدگر رہتے تھے سو اب موقوف

کسکو دماغ سے رہا یاں اٹھے پھر کی منت کا
ربط اخلاص سے دن گذرے خلط ہوے سب موقوف

اسکی گلی میں آمد و شد کی گھاتیں ہی ہیں ہم بھیجے
اب جو شکستہ پا ہو بیٹھے ڈھب کرنی کی ڈھب موقوف

وہ جو دماغ ہو تو کیا ہے شوق کمال کو پہونچا ہے
وقفہ ہوگا تب ملنے میں ہم بھی کرینگے سب موقوف

حلقے پڑے ہیں چشم تر میں سوکھے ایسے تم تھے
رونا کڑھنا عشق میں اسکے میر کروگے کب موقوف

ہیں آگے نہ تھا دیدۂ پُر آب سے واقف
پلکیں نہ ہوئی تھیں مری خونناب سے واقف

پتھر تو بہت لڑکوں کے کھائے ہیں ولیکن
ہم اب بھی جنوں کے نہیں آداب سے واقف

ہم ننگ خلائق یہ عجب ہے کہ نہیں ہیں
اس عالم اسباب میں اسباب سے واقف

شب آنکھیں کھلی رہتی ہیں ہم منتظروں کی
جوں دیدۂ انجم نہیں ہیں خواب سے واقف

بل کھاتے نہیں یا نو کہ ہم جاتے ہیں اے میر
ہیں پیچ و غم و رنج و تب و تاب سے واقف

ردیف ضاد

ردیف طا

ردیف ظا

کیا جانے ہیگی رہ ہ بھری رو ذکاری ... سب اس گزرپکی ہے سیہ کاری روش

وہ رفتۂ خیز گرم تو مدت سے ہو چلے ... رہتے ہین اب گرے پڑے بیمار کی روش

جاتے ہین رنگ و بوے گلی وا کجو چلے ... ہستی ذخوش ہین تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا جو سرو گلستان کا دل بہت ... کچھ آگئی تھی اسمین قد یار کی روش

زندان ہی جہانی مبت ہین خراب حال ... کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر بکھیرے عشق مین پھرتے نہین ہین میر
اظہار بھی کرین ہین تو اظہار کی روش

رہتے ہین بہت لگے ہم آزار سے ناخوش ... بستر پہ گرے رہتے ہین بیمار سے ناخوش

جانا جو مقرر رہی مرا ذار فنا سے ... اس بستی کی ہین ہونی رو دیوار سے ناخوش

ہموار سے ہین نرم و خشن ایک سے دونون ... خوش ہین گل تر سے نہ ہم خار سے ناخوش

رشتہ ہی بند نہین زلف و کمر مین ... کیا جانیے کیسے ہین یار سے ناخوش

ہو عشق مین صحبت مری خوبان کی عجب کچھ ... اقرار سے بیزار ہین انکار سے ناخوش

خوش رہتے ہین حباب ہمہ بط گیے سے ... رہتے ہو تمھین ایک مرے پیار سے ناخوش

اک بات کا بھی لوگون مین کھسیٹ اسے کرنا
ہم ملینگے جب میر کے گفتار سے ناخوش

ردیف عین

ردیف غین

ناک ہو کے ... میں ہی پا ہو	دل کا ... نہیں ... ہو
نہ جگر میں ہے خون نہ دلمیں ہے خون	ویسے خون ہے رو رو کا ہو

دست بر دل ہوں مدتوں سے میر
دل ہی ویسا ہے جو بیقرار ہو

ہندوستان حسن و خوبی ہے کیا چیز	ٹھہری ہے جان سے بھی سستے کیا چیز

ردیف سین

مدت ہے ہجر میں کیا کریے بیان یار کے پاس	جا لیے یہ بری بھی نکلی آن کے بیمار کے پاس
حیف ہے جو خواہش دل ہو مری آ جانا	ہے یگانہ جو عزیزی کو بھلا میں مجھ جی دار کے پاس
ورا سیری کا کھلا منہ پہ ہمارے گیا رنگ	مرا تو رہنے کا قفس ہے در و دیوار کے پاس
آنا اسکا تو دم قتل ضروری ہووے	کون آتا ہے کسو خستہ کے سزاوار کے پاس
پائیے یار اکیلا تو غم دل کہیے	سو تو بیٹھا ہی ہے ...
منہ پہ ناخن کے خراشوں سے لگا دل کہتے	ہم تو بیٹھا ہی ہے ... یار کے پاس

میں تو تلوار تلے اسکے لیے بیٹھا میر
وہ کھڑا ابھی نہ ہوا آ کے گنہگار کے پاس

گل ہاتھ جا رہا تھا دل بیقرار پاس	گویا کہ جا رہا کسو بوزندہ یار ...

ردیف شین

۳۴۴

…ست و سجود ہم اسکے در پہ گئے	لوگ اسکو خبر کرین کیون کر
…رہا بال منھ پہ کھول کے وہ	ہم شب اپنی سحر کرین کیون کر
…فلک پہ ہی وہ زمین پر آہ	انکو زیر و زبر کرین کیون کر

دل نہین دردمند اپنا میر
اور نالے اثر کرین کیون کر

ردیف زای

…زیر خاک لاشۂ عاشق طلبان ہنوز	پیدا ہی عشق کشتی کا اسکے نشان ہنوز
…وش سے اسکی خاک بر ہوئی ہی خلق	استادہ روئے خاک پہ ہی آسمان ہنوز
…ن تک پہونچنے کا نہین ہی حال کچھ بھی	جاتے ہین گرتے پڑتے بھی ناتوان ہنوز
…انہ جل کے خاک ہوا پھر اڑا گیا	اے شمع تیری رہتی نہین ہی زبان ہنوز
…ی ہزار جانین گئین اسکی راہ مین	ایک آدھ تو بھی مر رہے ہین نیمجان ہنوز
…ت ہوئی کہ خوار ہو گلیون مین مرگئے	قصہ ہمارے عشق کا ہی داستان ہنوز

لخت جگر کے غم مین کہ تھا لعل پارہ میر
رخسار زرد پر ہی مرے خون وان ہنوز

…وانگی کی ہی زور آوری ہنوز	ہر دم نئی ہی میری گریبان دری ہنوز

عشق و محبت یا ہمین کیا لطف کرے ہی ہر نا ضبط
مانگ پناہ خدا سے بندی دل لگنا اک آفت ہے
گیا سہی میخانے کی ہتران شیخ نکے مصلے سے

چھاتی پہ جو ہو کوہ الم کا تو بھی نالہ و آہ نہ
عشق نکر زنہار نکر واللہ نکر باللہ نکر
پانون نرکھ سجادے پہ انکے اس جا دیسے اٹھ

میر نہ ہم کہتے تھے تجھسے حال نہین کچھ رہنے کا
چاہ بڑے جان و دل ہے آجانے دے چاہ نکر

کل سے دلکی کچھ بیتابی ہے جی بیکل ہو کر
ایک سجود خلوص بسے آہ کیا نہ جوانی مین
جیب دریدہ خاک ملے کی حال سے کیا اکاہی ہے
ایک تو ہم تو ہوتے نہین ہین سر بہتیر امار چکے

آج لہو آنکھین نہین آیا درد و غم سے
سر مارتے ہین محراب مین یونہین وقت کو
راہ چلو ہو ناز کنان دامن کو لگا کر تم
اب بہتیری ستم کی جلد لگا کر تو

جی ہی ملا جاتا ہے اپنا میر سمان دیکھے ہی
آنکھین ملتے اٹھتے ہین بستر سے لڑ جھگڑ کر سو

یہ لطف اور پوچھا مجھ سے خطاب کر کر
چھاتی جلی ہی کیسی اڑتی جو یہ سنی ہی
خونریزی سے کچھ آگے تشہیر کر لیا تھا
گنتی مین تو نہ تھا مین پر کل خجل ہوا وہ

کاہے میر کچھ کہین ہم تجکو عتاب کر کر
وان مرغ نامہ بر کا کھا کباب کر کر
اس دل زدے کو ان نے سارا خراب کر
کچھ دوستی کا میرے دلمین حساب کر کر

...ت کہ عاشق کے سر کٹنے کی قطعی ہے دلیل | ہو جہان شمشیر ابرو اسکی خم صد ہے زیاد

...بھی نزدیک اسکو ٹھہرا ہو تو دیکھے بھر نظر | قدر ہی عاشق کی ان آنکھون مین کم صد ہے زیاد

یاس اسکے دم بخود بیرون سے سو طاقت کہان
بات کہئے میر اب کرتے ہین ہم صد سے زیاد

شعر دیوان کے میرے کر کر یاد
مجنون کہنے لگا کہ ہان استاد

تو جو عشق تیا کین سب نجا
متوکل ہو کر خدا کو یاد

سب طرف کرتے ہین نکویان کی
کس سے جا کر کوئی کرے فریاد

جستی اب گرد باد سے ہم ہین
عمر افسوس کیا گئی برباد

چار دیواری عناصر میر
خوب جا گھر ہے پر ہے بے بنیاد

ردیف ذال

...شی کی جو سو خنکی ہے سو ہے لذیذ | نان و نمک ہے داغ کا بھی ایک شور دیدہ

ردیف رای

...ت اس چمن مین غنچہ روش تو و باش کر | مانند گل شگفتہ جبین یان معاش کر

...ن رکھہ قوی فلک کی زبر دستی پر نجا | گر گشتی تنگ سی ہے تو تو بھی تلاش کر

عشق کی کیسے طرح کیا وا ہی دو ہاو قیس	یکسان مرگئے وے لوگ سارے اسطرح

جو عرق تحریک مین اُس رشک مہ کے مُنھ پر آئی
میر کب ہوئے ہین گرم جلوہ تارے اسطرح

پہونچے ہی ہمکو عشق مین آزار ہر طرح	ہوتے ہین ہم ستم زدہ بیمار ہر طرح
ترکیب و طرح ناز و ادا سب دل لگے	اُس طرحدار کے ہین گرفتار ہر طرح
یوسف کی اس نظیر سے دلکو جمع رکھ	ایسی متاع جاتی ہے بازار ہر طرح
جسطرح مین کھانی دیا اس سے لگ پڑے	ہم کشتہ خون کے بینگے سزاوار ہر طرح

چپ لگ کے بام دور گلی کوچے مین سی میر
مین دیکھ لون ہون یار کو اکبار ہر طرح

ردیف خای

ہی میرے جو رشک ماہ کا رنگ سرخ	ریزش کا اسکے تختہ ہی سینے کا سنگ سرخ

ردیف دال

زردی عشق سے ہی تن زار بدنمود	اب مین ہون جیسے دیر کا بیمار بدنمود
بے برگی بے نوائی سے ہین عشق مین ہزار	پائیز دیدہ جیسے ہون اشجار بدنمود
ہر چند خوب تجکو بنایا خدائے لیک	اے نازپیشہ کبر ہی بسیار بدنمود

ردیف جاے حطی

...اسکا دیکھ رہیے کہ رفتار ناز کو | سرتا قدم ہی لطف ہی اس شوخ کے بیچ

...دانۂ سرشک مین تار نگاہ ہی | اس رشتے کی روش کہ جو ہو دے گہر کے بیچ

...دل کو خون کیا کہ تڑپنے لگا جگر | یکتاے روزگار مین ہم اس ہنر کے بیچ

...تا ہوا ہی معتبر کباب ہی حساب پا کیا | کیسے جو کچھ بھی باقی ہو اپنے جگر کے بیچ

ہو اپنی خانوادی مین اپنا ہی تو میر
بلبل بھی ایک ہی بولتا ہوتا ہی گھر کے بیچ

...کیا کیا ہمنے کھینچے دوستی یاری کے بیچ | کیا ہوئی تقصیر اسکی ناز برداری کے بیچ

...ش و آغوش و گریبان دامن گلچین ہوئے | گلفشانی کر رہی ہی چشم خونباری کے بیچ

...ب کو اندیشہ کار ایک کو ہی فکر یار | لگ رہے ہین سب چلنے کی طیاری کے بیچ

...ظر تو رہتے ہین پر گئے ہین آنکھین ندان | دہ نہ آیا دیکھنے ہمکو تو بیماری کے بیچ

...ن کو قید عناصر سے نہین ہی وارہ تو | تنگ آئے ہین بہت اس چار دیواری کے بیچ

...کے ہی گذری ہمین ہر شب نشینی باغ کی | اوس سی پڑتی رہی ہی رات بھر کیاری کے بیچ

...ٹوٹتا ہی جوانی بھی کر آئی رفتگی | ہو گیا ہو نہین تو مست عشق ہشیاری کے بیچ

ایک ہو وین جو زبان و دل تو کچھ نکلے بھی کام
یون اثر ای میر کیا ہو گریہ زاری کے بیچ

ہم تو آگے ہی مرے ہے ہیں میر
تیغ کھینچے پھرے ہے یار عبث

ردیف جیم

حال برا ہے تم کو جسے اتنی غفلت کیا ہے آج
ساتھ ہے وہ آئینہ پر آنکھ نہیں کھل سکتی ہے
فرق و تیغ رہتے ہیں جیسے دل کی لاگ ہی
شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کا ہے ستی تر

کوئی گھڑی تو پاس ہو یاں یہ دین کیسے
دلتنگی سے مرکے ہے دم کیا کیسے صورت کیا
اس ظالم بے رحم کی میری اپنی صحبت کیا ہے
کوئی بادہ فروشاں بیچ میری ہمت کیا ہے

میر گھڑی اک ساعت ہی میں غش تم کرنے لگتے ہو
تاب نہیں کیا ضعف ہے دل میں جی میں طاقت کیا ہے آج

ہم تو لب خوش رنگ کو اسکے مانا لعل ہے آج
عشق کے جو سرگشتہ ہوئے ہم رفتہ رفتہ دور ہوا
عرش پہ دونی لگانے کو ہے دود سے کیسے
جینے سے ہم غم گشتوں کی خاطر تم بھی جمع کر دو
ملکوں ملکوں شہروں شہروں قریہ قصبہ پہ یار
خط سے آگے مہر و وفا کا خوبی محبت پیدا ہوتی

اور غرور سے ان نے جلو دیا نہ لنگر
پاؤں میں چکر ہوتا ہے یاں سر کو بھی چکر
خاک پہ پاکے درویشانہ بچھایا بستر
گل تک کام نہیں کھینچے گا غش آتا ہے اگر
شعر و بیت غزل پر اپنے ہنگامہ ہے گھر گھر
جامہ صحف کو پہنے وہ کون کہے ہے باور

ردیف جیم فارسی

۳۳۸

...در مرگ آنکھیں کھلی رہنے سے یہ جانا گیا
دیکھنے کی میرے اسکی ہمین بھی حسرت بہت

...لے ضایع روزگاری آکر جی لایا تہ تاب
آپکو کر بیٹھے ضایع ہمکو تھی حسرت بہت

...آنکھیں جاتی ہین ندے ضعف لی سی ہمدم
اندنون انکو بھی ایدھر ہی سی ہی غفلت بہت

...گئے پر آجکل سے چپ نہین مجکو لگی
گذری اس بھی بات کو اے ہمنفس مدت بہت

دل مین جا کرتا ہی اور میر شاید دوستان
ان نے صاحبدل کسو سے کی ہی صحبت بہت

...چشم رہنے لگی پر آب بہت
شاید آویگا خون ناب بہت

...دیر و کعبے مین اسکے خواہشمند
ہوتے پھرتے ہین ہم خراب بہت

...دلکے دل ہی مین رہگئے ارمان
کم رہا موسم شباب بہت

...مارنا عاشقونکا گر ہی ثواب
تو ہوا ہی تمھین ثواب بہت

...کیسے بے پردہ کیونکہ عاشق ہین
ہمکو لوگون سے ہی حجاب بہت

میر بیخود ہین اس جناب سے اب
چاہیے سب کو اجتناب بہت

...کام کیے ہین ضایع دلبر ہی دلخواہ بہت
قدر بہت کم ہی دلکی پر دلمین ہی چاہ بہت

...کی بات سُنی بھی تو جانا حرف غریب اُسکو
خوبی پر اپنی حسن پر اپنے پھرتا ہی گمراہ بہت

ردیف تا

اک ادا اسکی ہی ہزار فریب
التفات زمانہ برست جب
عہد سے تجھسے جس طرح عاشق فریب
راہ رکھتے ہین ایسے دلبر سے فریب
عمر سے عہد سب قرار فریب
بار مہر ابھت ہی بار فریب

ہون بیخود تو کوئی پہونچے مجھ تلک	بیخودی نے حال پہونچایا ہی اب
کاش کے ہو جاے سینہ چاک چاک	رکتے رکتے جی بھی گھبرایا ہی اب
راہ پردہ کیونکہ آوے ست ناتر	دشمنون نے اسکو بہکایا ہی اب
کیا جبین گے داغ ہو کر خون ہوا	زندگی کا دل جو سرمایا ہی اب

میر شاید کعبے ہی مین رہ پڑے
دیر سے تو جان خدا لایا ہی اب

کیا کرین تدبیر دل مقدور سے باہر ہی اب	نا امید اس زندگانی کرنے سے اکثر ہی اب
جن دنون ہم کافر سے ربط تھا وے ہو چکے	وہ بت ہمبر اپنی اور سے پتھر ہی اب
دور تک رسوا ہوا ہون شہرن شہرون ملک ملک	میر شعر و شاعری کا تذکرہ گھر گھر ہی اب
وہ طبیعت ہی نہین ہی میری اے مشفق طبیب	گر دوا جو طبع مین آوے ترے بہتر ہی اب
بیخود اس مستی داد و ناز بن رہتے ہین ہم	عالم اپنا دیکھیے تو عالم دیگر ہی اب
وہ سپاہی پیشہ لوگون ہی مین رہتا ہی کھرا	گرد پیش اس شمن احباب کے لشکر ہی اب

گفتگو انسان سے محشر مین ہی یعنی کہ میر
سارا ہنگامہ قیامت کا مرے سر پر ہی اب

خلاف عہد بہت ہی جو کوئی تو وعدہ فا کر اب	ملا کی آنکھین دروغ کہنا کہان تلک کچھ حیا کر اب

رہا افسوس آنکھیں تر ہوئیں تو نہ یارے یاوری طالع نے کچھ کی	کہ آنسو تھا جگر پارا ہمارا گیا بے یار سب یارا ہمارا

گلہ لب تک نہ آیا میر ہرگز
کھپا جی ہی میں غم سارا ہمارا

ردیف بای

ہوا جوں لن ترانی آئی ہر ایک اعضا میں ہے نہ تو اب مرینگے غائب ہے یوں تو نظر میں ہرگز نہ لاوگا تو	حواس گم ہیں دماغ گم ہے رہا سہا بھی گیا شعور اب کرینگے ضایع ہم آپ ہی کو تنگ ہو کر تری حضور اب

وجوب امکان میں کیا ہے نسبت کہ میر بندے کا پیش صاحب
نہیں ہے ہونا ضرور کچھ تو مجھے بھی ہونا ہے کیا ضرور اب

کیا گئی جان و دل سے تاب شتاب	آنسو آتے ہیں اب شتاب شتاب
ہینگی وے پلکیں اور کے رخنے	حال دل ہوگیا خراب شتاب
یوں صبا بھی سبک نہیں جاتی	جوں گیا موسم شباب شتاب
پیر ہو کر ہوا ہوں یوں غافل	جیسے لڑکوں کو آوے خواب شتاب
مرتے ہیں ہو جواب نامہ وہی	آوے خط کا اگر جواب شتاب
مہربانی تو دیر میں ہے کبھو	ہے دل آزاری عتاب شتاب

۲۳۵

[illegible]

[illegible]

بکاے شب و روز اب چھوڑ میر
نواح آنکھون کا تو ورم کر گیا

یاری کیے کسو کا کا ہیکو نام نکلا
ناکام عشق تب تو عاشق کا نام نکلا

ہنگامے سی جہان مین ہمنے تبون کیا ہی
ہم جسطرح سے نکلے ساتھ اژدحام نکلا

پامالی خط سے نکلا نہ کبک ٹک وہ
جیدھر سے ناز کرتا وہ خوشخرام نکلا

جنگ زمانہ مین تو محبت ہی عشق ہی کا
بیجا ہوا دل اپنا جب وہ مقام نکلا

جاناتھا تجکو ہمنے تو پختہ مغز ہوگا
دیکھا تو میر تیرا سودا ابھی خام نکلا

نے ہمسے کچھ نہ اُس ستم ایجاد سے ہوا
ظلم صریح عشق کی امداد سے ہوا

شیرین کا حسن ایسا تھا جو خستہ جان دین
جو کچھ ہوا سو خواہش فرہاد سے ہوا

خوش زمزمہ طیور رہی ہوتے ہین میر اسیر
ہم پر ستم یہ صبح کی فریاد سے ہوا

زار کیا بیمار کیا اس دل نے کیا آزار کیا
داغ سے تن گلزار کیا سب آنکھونکو خونبار کیا

جرم ہماری ہم الفت کشتونکا لگ ٹک نیسے شوخ ہو
ابدکتے ہین دل مین ہنے ہمنے اسے کیون پیار کیا

چاہا ہمنے کیا تھا پر اپنا چاہا کچھ نہ ہوا
عزت کھوئی ذلت کھینچی عشق نے خوار و زار کیا

طائر کی بھی رہتی ہی پھر جان چمن ہی مین
گل آئے جہان وہ بھی جون اب وان آیا

خلوت ہی رہا کرتی ہی مجلس مین تو یون اسکی
ہوتا ہی جہان یکجا مین میر جہان آیا

...ون نہ اول چاہیے جیسا گو اب کا مہی جاویگا
کام اپنے وہ کیا آیا جو کام ہمارے آویگا

...نکھین لگی رہتی ہین اکثر چاک قفس سی اسیر نکی
جھوکا باد بہاری کا گل برگ کوئی یان لاویگا

...تنے کتنے جمع ہوئے ہین زلف و خال و خد و قد
کوئی نہ کوئی عہد مین میرے سر انہین سے اٹھاویگا

...شق مین تیرے کیا کیا سنکر یار کئی گر جاتے ہین
یعنے غم کھاتے ہین بہت ہم غم بھی ہم کو کھاویگا

...ک نگہ کی امید بھی اسکی چشم شوخ سے ہمکو نہین
ادھر ادھر دیکھے گا پہ ہمسے آنکھ چھپاویگا

...تو جوانی کا یہ نقشہ ہی بیخود مجبور رکھے گا
ہوش گیا پھر آویگا تو دیر تلک پچھتاویگا

دیر سے اس اندیشہ نے ناکام رکھا ہی میر ہمین
پانون چھوئینگے اسکے ہم تو وہ بھی ہاتھ لگاویگا

...مار آئی چلو چمن مین ہوا کے اور بھی رنگ آیا
کہان تلک گل ہوئے غنچہ رہا مند منھ سو تنگ آیا

...لے مین ندھے بھی ہی کہنی جسپی ہی جو بھنسی ہی مری
قیامت اسکی ہی تنگ پوشی ہمارا جی تو بہ تنگ آیا

وہی ہی رونا وہی ہی کڑھنا وہی ہی سوزش جوانی کی سی
بڑھاپا آیا ہی عشق ہی مین یہ میر ہمکو نہ ڈھنگ آیا

موسم گل مین ہم نہ چھوٹے حیف
گلگشت بہت دیر تھا نظارا تھا
پانون چھاتی پہ میرے رکھ چلنا
یان کبھو اسکا یون گذارا تھا
آستان کی کسو کی خاک ہوا
آسمان کا بھی پایہ ستارا تھا
لطف تب پوچھتا تھا ہر کوئی
جب تلک لطف کچھ ہمارا تھا
تو کہ دشمن ہے جان و دل کا [illegible]
ہم نے [illegible] مارا تھا
وہ فرہاد سے کہین آگے
سنگ [illegible] خارا تھا

منہ دکھانا برسون وہ خوش رو نہین	چاہ کا یون کب تلک ناتا رہا
کچھ نہ مین سمجھا جنون و عشق مین	دیر ناصح مجھکو سمجھاتا رہا
داغ تھا جو سر پہ میرے شمع سان	پانون تک مجھکو وہی کھاتا رہا

کیسے کیسے رک گئے ہین میر ہم
مدتون منہ تک جگر آتا رہا

اوصاف موے شعر سے الجھاو پڑ گیا	دانتون کو سلک در جو کہا مین سو لڑ گیا
جیتے جی یہ ملا نہ رہا سو رہا غریب	جو دل شکستہ ساتھ سے اسکو بچھڑ گیا
کیا اوسکے دل جلے کی تمامی مین دیر ہو	جیسے چراغ صبح شتابی بگڑ گیا
فرہاد پہلوان محبت پہاڑ تھا	بیٹھا تھی جو دل نے بت کی بچھڑ گیا
گل رنگ رنگ شاخ پہ نکلا بہار مین	آنکھین سی کھل گئی ہین جو مرجھا کے جھڑ گیا
یان حادثے کی باد سے ہر ایک شجر	کیسا ہی پائدار تھا آخر اکھڑ گیا

شرمائے سرو ہوئے اگر آدمی روش
وصف اسکے قد کا میر سے سنکر اکڑ گیا

جان اپنا جو ہمنے مارا تھا	کچھ ہمارا اسی مین وارا تھا
کون لیتا تھا نام مجنون کا	جب کہ عہد جنون ہمارا تھا

اوسکی ابرو جو تک ادھر [illegible]
قتل کا تیغ سے اشارا تھا
عشقباز مین کیا ہوئے ہین میر
آگے ہی جی انھون نے مارا تھا
خوب کیا جو اہل کرم کے [illegible]
ہم فقیر ہوئے [illegible] سوال کیا

[illegible]

۳۳۱

حال میر ازبسکہ ہے شکسے نا مل ہے اوسکو

ظاہر مین خورشید ہو وہ نور مین اپنے پنہان ہے

یادین اوسکی قامت کی مین لو ہو درد سوکھ گیا

بعد مرگ چراغ نہ لادے گور پہ عاشق کی آہ

محو ہو خود آرائی کا یا بیخود ہے خود رائی کا

خالی نہین ہے حسن سے چھپنا ایسے بھی پیدائی کا

آخر یہ خمیازہ کھینچا اس چرخ بالائی کا

جلتے جی بھی داغ ہی تھا مین اسکی بے پروائی کا

چشم وفا اخوان زمان سے سادہ ہو شعر کہے میر

قصہ ہے مشہور زمانہ پہلے دونون بھائی کا

پھرے ہے دشتی سا گم گشتہ عشق کا تیرا

تیغ دور تجھے کیون سکھایا تو جی ہی گئے

جہان بھرا ہے ترے شور حسن و خوبی سے

نگاہ ایک ادھر ایک تیغ تیز کی اودھر

سبھو لسنے پاتے ہین بیگانہ آشنا تیرا

ہوا ہے ایک نگہ مین زیان کیا تیرا

لبون پہ لوگونکی ہے ذکر جا بجا تیرا

ہمارا خون ہی کرتا ہے مدعا تیرا

نظر کنھون نے نہ کی حال میر پر افسوس

غریب شہر وفا تھا وہ خاکپا تیرا

حسرت شیرین نے آگے کام اپنا کر گیا

نہ آبادی ہمین بھی دل کی یون ہے آرزو

میر سختی کش تھا غافل پر خدا نے خبر کی

عشق مین کس حسن سے فرہاد ظالم مر گیا

جیسے جلوے سے ترے گھر آرسی کا بھر گیا

حادثے کا کیا اوسکے سر پہ سے پتھر گیا

اک نگہ کرنے مین غارت کر دیا اے وائے ہم
کیا تعجب ہے جو کوئی دل زدہ ناگہ مرے
ماہ کہتے تو کہا اس خوش کا ہے حریف

دل جو ساری عمر کا اپنا تھا شرما یا گیا
اضطراب عشق مین جی تن سے گھبرایا گیا
شہر مین پھر ہمسے اپنا منہ نہ دکھلایا گیا

جیسے پرچھائین دکھائی دیکے ہو جاتی ہے محو
میر بھی اس کام جان دو مین تھا سایا گیا

ہم مست عشق جسکے تھے وہ روٹھ کر گیا
جان بخشی اسکے ہونٹھونکی سن آب زندگی

دیکھا اوسکو بید ماغ نشہ سب اتر گیا
ایسا چھپا کہین کہ کہا جائے مر گیا

کہتے ہین میر کعبہ گیا ترک عشق کر
راہ دل شکستہ کدھر وہ کدھر گیا

شاید جگر حرارت عشقی سے جل گیا
بے یار حیف باغمین دل ٹک بہل گیا
اس آہو رمیدہ کی شوخی کہین سو کیا
ورات خون کیا ہے کیے ہم جگر کو پھر
تیور بدلنے سے تو نہین اسکے ہیجو اسس
ہرچند مینے شوق کو پنہان کیا ولے

کل درد دل کہا سو مرا منہ ابل گیا
دے گل کو آگ چار طرف مین جل گیا
دکھلائی دے گیا تو چھلاوا سا چھل گیا
گر پھول گل سے کوئی گھڑی جی بہل گیا
اندیشہ یہ ہے طور سے اسکا بدل گیا
اک آدھ حرف پیار کا منہ سے نکل گیا

کیا خرابی سر پہ لایا صومعہ ویران کیا
عشق رسوائی طلب نے [illegible] سرگردان کیا
[illegible]
داخل دیوانگی ہی تھی ہماری عاشقی
[illegible] جان کا نقصان کیا
ایسی اک ناچیز مشت خاک کو انسان کیا
[illegible]
خون کا مجھ بے سروپا کا بلا سامان کیا

[illegible]

اس شوق نے دیکھے بھی کیا بات بڑھائی ہے
رقعہ اسے لکھے تو طومار لکھا جاتا

یہ ہمدمی کہ دعوے اسکے لب خندان سے
بس کچھ نہ چلا ورنہ پستے کو چبا جاتا

اب تو نہ رہا وہ بھی طاقت گئی سب دل کی
جو حال کبھو اپنا مین تم کو سُنا جاتا

وسواس نہ کرتا تھا مرجانے سے ہجران مین
تھا میر تو ایسا بھی دل جیسے اٹھا جاتا

مستانہ اگرچہ مین طاعت کو لگا جاتا
پر بعد نماز اٹھ کر میخانہ چلا جاتا

بازار مین ہو جاتا اس مہ کا تماشا تھا
یوسف بھی جو وان ہوتا تو اسپہ بکا جاتا

دیکھانہ ادھر ورنہ آتا نہ نظر پھر مین
جی مفت مرا جاتا اُس شوخ کا کیا جاتا

شب آہ شرر افشان ہونٹھو نسے پھر میرے
سر کھینچتا یہ شعلہ تو مجھکو جلا جاتا

کیا شوق کی باتونکی تحریر ہوئی مشکل
تھے جمع قلم کاغذ پر کچھ نہ لکھا جاتا

آنکھین مری کھلتین تو اُس چہرے ہی پر پڑتین
کیا ہوتا یکایک وہ سر پر مرے آجاتا

گر زیر نکلا ہوا دلکش خط رخ جانان کی
جو ہاتھ مرے چڑھتا تو پانون کو کھا جاتا

ہے شوق سیہ رو سے بدنامی و رسوائی
کیون کام بگڑ جاتا جو صبر کیا جاتا

تھی میر بھی دیوانہ پر ساتھ ظرافت کے
ہم سلسلہ دارونکی زنجیر ہلا جاتا

زلف سا پیچدار ہے ہر شعر
ہے سخن میر کا عجب ڈھب کا

واعظ آب ہو سچ ہے ولے مے فروش سے
بھونکا کریں رقیب پڑے کوے یار میں
ان ہونٹھوں کا حریف ہو ظلمات میں گیا
عالم کسو حکیم کا باندھا طلسم ہے

ہم ذکر بھی سنا نہیں صوم و صلوات ...
کسکے تئیں دماغ عفف ہے شکات ک...
پردمیں وسیاہ ہے آب حیات ...
کچھ ہو تو اعتبار بھی ہو کائنات ک...

گر یار میر اہل ہے تو کام سہل ہے
اندیشہ تجکو یو نہیں ہے اپنی حیات کا

تجاہل تغافل تساہل کیا
نہیں تاب لانا دل زار اب
نہیں غزل ملک سی ہوگئی
جنون تھا نہ مجکو نہ چپ رہ سکا
نہ سوز درون فصل گل میں چھپا
نہیں شوق نے صاحبو کھو دیا

ہوا کام مشکل توکل کیا
بہت ہمتے صبر و تحمل کیا
یہ قطعہ تصرف میں بالکل کیا
کہ زنجیر ٹوٹی تو میں غل کیا
سر و سینہ سے داغ نے گل کیا
غلاموں سے اوسکے توسل کیا

حقیقت نہ میر اپنی سمجھی گئی
شب و روز ہم نے تامل کیا

رفتۂ عشق کیا ہوں میں اب کا
جا چکا ہوں جہان سے کب کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان چہارم

ردیف الف

…تا ہون اللہ اللہ درویش ہون سدا کا
سرمایۂ توکل یان نام ہے خدا کا

…نکل جنون سے مشق قلندری کی
زنجیر سر ہوا ہے تھا سلسلہ جو پا کا

…ب ہمارے جانب یہ تنگ کیون ہے عائد
جی ہی سے مارتے ہین جو نام لے وفا کا

…فقر مین گذر ہو چشم طمع سے بن
ہے راہ تنگ ایسی جیسے سوئی کا ناکا

…اور جوش گل ہے چل خانقہ سے صوفی
ہے لطف میکدہ مین وہ چند اس ہوا کا

دم شماری سے ہے رنج قلب سے
اپنی عزلت رکھتی ہے عالم ہی اور
فرط خجلت سے گرا جاتا ہے سرو
دل زدہ کو اوسکے دیکھا نزع مین
رنگ مین اوسکے جھمک ہے برق کی
گو خط اسکے پشت لب کا زہر ہو
خشک کردیتی ہے گرمی عشق کی

اب حساب زندگی بیباق ہے
یہ سیہ رو شہرۂ آفاق ہے
قد دلکش اسکا بالا چاق ہے
تھا نمودار آنکھ سے مشتاق ہے
سطح کیا رخسار کا براق ہے
بوسۂ کنج دہن تریاق ہے
بید صحرائی سا مجنون قاق ہے

مت پڑا رہ دیر کے ٹکڑو نپہ میر
اٹھ کے کعبے چل خدا رزاق ہے

بات کیا آدمی کی بن آئی
چرخ زن اوسکے واسطے ہے مدام
ماہ و خورشید و ابر و بادہ سبھی
کیسے کیسے کیے تردد جب
اسکو ترجیح سب کے اوپر دے
حیرت آتی ہے اسکی باتین دیکھ

آسمان سے زمین نپوائی
ہو گیا دن تمام رات آئی
اسکے خاطر ہوئے ہین سودائی
رنگ رنگ اوسکو چیز پہنچائی
لطف حق نے کی عزت افزائی
خودسری خودستائی خودرائی

۳۲۶

آنکھیں ہی لگی جاتی ہیں اُس جاذبہ کو میر
آتی ہے بہت دیر جو اُس منھ پہ نظر جائے

…ونکے جرم والفت پر ہمیں جو ملامت ہے
مسلمان بھی خدا لگتی نہیں کہتے قیامت ہے

…ڑا ہوتا نہیں وہ رہزن دل اہل عاشق کے
موافق رسم کے اک دور کی صاحب سلامت ہے

…بھی ہر شاخ پر گل ناز سے کیا صحن گلشن میں
نہال قد کی اسکی مدعی تھی سوز ندامت ہے

…کلتا ہے سحر خورشید ہر روز اسکے گھر پر سے
مقابل ہو گیا اس سے تو اس سادہ کی شامت ہے

پیے دار و پڑے پھرتے تھے کل تک میر کو جو ہیں
انھیں کو مسجد جامع کی دیکھی آج خدمت ہے

…دا کرے مرے دلکو ٹک کہ قرار آوے
کہ زندگی تو کروں جبتلک کہ یار آوے

…نا ہیں اسکی بھوؤنکی چڑھی ہی رہتی ہیں
نہ جب تلک سر تیر ستم شکار آوے

…ہیں تو ایک گھڑی گل بغیر دو بھر ہے
خدا ہی جانے کہ اب کب تلک بہار آوے

…ٹھی بھی گرد رہ اسکی کہیں تو لطف ہی کیا
جب انتظار میں آنکھوں ہی پر غبار آوے

…ہر ایک شے کا ہے موسم بجانے تھا منصور
کہ نخل دار میں حلق بریدہ بار آوے

…تھارے جور و ستم سے اب حال جا عبرت ہے
کسو سے کیسے تو او سکو نہ اعتبار آوے

…نہیں ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کہ اب جو دیکھوں اسے میں بہت نہ پیار آوے

۳۲۴

تمہاری ان پلکونکو ہو ٹھوکرے فتنے کو جگانیکی
کسو سے آنکھ کے ملتے ہی اپنی جان دے بیٹھے
جہان ہم آئے چہرے پر بکھیرے بال جا سوئے
پسین بھیگی ہین اسکی سبزہ خط کی ہدت سے
جہان اسکے لیے غربال کر نومید ہو بیٹھے
کہون کیا ایک بوسہ لب کا دیکر خوب گرایا
بگولا کوئی اٹھتا ہو کہ آندھی کوئی آتی ہے
کمرے ہے داغ اسکا عید کو سب سے گلے ملنا

طرح آئی ہو اس قد کو قیامت سر پہ لانیکی
نئی یہ رسم ہم جا بہین چھوڑے دل لگانیکی
ادا کرتے ہو تم کیا خوب ہم سے منہ چھپانیکی
مسیح و خضر کو پہونچی بشارت زہر کھانیکی
یہی اجرت ملی ہے کیا ہمارے خاک چھانیکی
رکھی پرسون تلک منت کبھو نکی بات مانیکی
نشان یادگاری ہو ہماری خاک اڑانیکی
اکٹ لی ہے نئی یہ میری چھاتی کے جلانیکی

لڑا کر آنکھیں اس اوباش سے اک پل مین مرگذرا
حکایت بوالعجب ہے میر جی کے مارے جانیکی

کرے یہ الشکل ہیئت آن کر ایسی نہین دیکھی
کبھو دیکھو گے تم جو رہ ہر طرحدار اسطرف آیا
نہ یہ کیفیت دلکش اسقدر کا ہیکو ہوتا ہے
کہان وہ طرز رنگین اسکی کہان چین جبین اسکی
گریبان پھاڑ ڈالین دیکھ کر دامن کشان اسکو

کہ صورت آسمانکی دیکھکر مینے زمین دیکھی
طرح ترکیب ایسی ہمنے ابتک تو نہین دیکھی
کہ دن ہون شکر کے سجدے کہ مینے وہ جبین دیکھی
لگا کر بارہا اس شوخ سے تصویر چین دیکھی
پھٹے خرقے بہت جو چاک کی وہ آستین دیکھی

ادھر کرکے وہ نہیں سوتا	خواب مین آوے تو ملطف ہے
ان تو تکلیف سی کھنچی تکلیف	وان وہی اب تلک تکلف ہے
میر اس شوخ نے رکھی ہمسے	عہد پر عہد ہے تکلف ہے

مرگ کیا منزل مراد ہے میر
یہ بھی اک راہ کا توقف ہے

نکین دردمندونکو یارب شتاب دے	دلکو ہمارے چین دے آنکھونکو خواب دے
کا غضب ہے نامہ نہ لکھا تو سہل ہے	لوگون کے پوچھنے کا کیا کوئی جواب دے
ہے بہار تب ہی جو آنکھونمین ہو نشہ	جاتی ہے فصل گل کہین ساقی شراب دے
تیغ میری تشنۂ خون ہوگئی ہی کند	کر رحم مجھپہ کاشکے یار اوسکو آب دے
وچار الم جو ہووین تو ہین تابت نباں	کیا درد بیشمار کا کوئی حساب دے
رنگہ کا سوت نہین بند ھتا ضعف سے	بیجان ہے یہ رشتہ دلا اسکو تاب دے

مژگان ترکو یار کے چہرے پہ کھول میر
اس آب خستہ سبزے کو ٹک آفتاب دے

جرأت سے نہ جذبہ ہے نہ یاری بخت بد سے	یہی بیطاقتی خون گشتہ دلکو میر کدسے ہو
بیان شطرنج باز ندہ فلک ہم تم ہین مہرے	لبسان شاطر فوذوق اسکے مہرو نکے زدسے ہے

خونریزی کی تولا گو ہوتی نہین یکایک
جون خاک سے ہے یکسان میرا نہال قامت
ہر لحظہ پھیر لینا آنکھون کا ہمسے کیا ہے

پہلے تو پوچھتے ہین ظالم گناہ کو بھی
پامال یون ہوتے دیکھا گیاہ کو بھی
منظور کیجے کچھ تو بارے نباہ کو بھی

خواہش بہت جو ہو تو کاہش ہے جان و دل کی
کچھ کم کران دنون مین اے میر چاہ کو بھی

سنا جاتا ہے اے کینے ترے مجلس نشینون سے
کبھی گرم اختلاطی کیجئی ان سحر آفرینون سے
گلے لگ کر نہ یک شب کاش وہ مہ سو گیا ہوتا
خدا جانے ہے اپنا تو جگر کا پناہی کرتا ہے
بہت گو وہ دامن خرقے شبخون کے پھٹے پائے
رہی محو خیال اسکے تو اک دقت سے ہاتھ آئے
برنگ برگ گل ساتھ ایک شادابی ہوتا ہے
بہت مین لخت دل رویا مجھے اک خلق نے جانا

کہ تو داروپئے ہے رات کو ملکر کمینون سے
لگے رہتے ہین داغ ہجر ہی اب اپنے سینون سے
مری چھاتی جلا کرتی ہے اب کتنے مہینون سے
چڑھی تیوریسے محبوبونکے اور ابرو کی چینون سے
کہین نکلے تھے گورے ہاتھ اسکے آستینون سے
نزاکت اس کمر کی پوچھیے ہم بار یک بینون سے
عرق چین بھیگتا ہے دلبرونکے جب پسینون سے
ہوا ہی ہین میرا نام ان رنگین نگینون سے

غزل ہی کی ردیف و قافیہ کا رخنہ رہتا ہے
نکلنا میر اب مشکل ہے میرا ان زمینون سے

۳۲۱

وجبل ذات نہین عشق ہین کہ میرکو دیکھہ	
ذلیل کیسے ہین اونکی ہے گو کہ ذات بڑی	

ے تماشا حسن و خط حیرت بھی ہے	یعنے خط تو خوب ہے صورت بھی ہے
ادم آخر نہین بولے ہین ہم	کچھ کہینگے بارے اب خصت بھی ہے
ہے وہ فتنہ ہم حریف و ہم ظریف	مارے گالی بھی تو پھر منت بھی ہے
تیغ نے اوسکی ہمین قسمت کیا	خوش نصیبی ہے تو پھر قسمت بھی ہے
وانسیم صبح سے ہوتا ہے گل	تجکو اے مرغ چمن عبرت بھی ہے
ی ہی دینے کا نہین کڑھنا فقط	اسکے در سے جانیکی حسرت بھی ہے

دور سے باتین کرے ہے یون ہی یار
میر صاحب سے انھین صحبت بھی ہے

چلے ہم اگر تم کو اکراہ ہے	فقیرون کی اللہ اللہ ہے
افسر ہے نے درد سر نے گلہ	کہان جیسا سرو ویسا سرو واہ ہے
جہان لگ چلے گل سے ہم داغ ہین	اگرچہ ہوا بھی ہوا خواہ ہے
غم عشق ہے نالہ نے بلا	جہان دل لگا کڑھنا جانکاہ ہے
اغان گل سے ہے کیا روشنی	گلستان کسو کی قدمگاہ ہے

چلا ہٹ اسطرح کی جز میر کس سے ہووے
باور نہ ہو تو دیکھو یہ ہو نہ ہو وہی ہے

کل جوش غم مین آنسو ٹپکے نہ چشم تر سے
افسوس ہے کہ آکر یون مینہہ تک نہ برسے

کیا ہے نمود مردم جو کہیے دیکھیو تم
مژگان سہم زدہ ہین جاتی رہی نظر سے

ہم سا شکستہ خاطر اس بستی مین نہوگا
برسے ہے عشق اپنے دیوار اور در سے

معلوم اگلی سی تو جرأت الم کشی مین
کیا کام نکلے گا اب ٹکڑے ہوئے جگر سے

آئینہ دار اوسکی پائے ہین شش جہت کو
دیکھین تو منہ دکھاوے وہ کام جان کدہر سے

مت برنج کھینچ مل کر ہشیار مردمان سے
اوسکی خبر ملیگی اک آدھ بیخبر سے

جب گوش زد ہوا اوسکے تب بدماغ ہو وہ
بس ہو چکی توقع اب نالۂ سحر سے

اے رشک مہ کبھو تو چاند سا نکل کر
منہ دیکھنے کو تیرا تا چند کوئی ترسے

چاہت بری بلا ہے کل میر نالہ کش بھی
ہمراہ نے سواران دوڑے پھرے لفر سے

برق و شرار و شعلہ و پروانہ سب ہین بے
جون ہم جلا کرے ہین بھلا جلتے کب ہین بے

لے موے سر سے ناخن پا تک بھری ہو آگ
جلتے ہین دردمند یہ جلتے کڈھب ہین بے

ہوتا ہے دل کا حال عجب غم سے اوسگھڑی
کہتا ہے جب وہ طرز سے ہمکو عجب ہین بے

کسکا ہو دل ادہر کو بیتاب ہے جسکے ادہر کو
چھائی ہوئی ہے تیری دو کمان کیابی کی
اس عشق و محبت نے کیا خانہ خرابی کی
وہ نرگس مستانہ باتین کرے ہے درہم
ہم دیکھیو نہ کچھ بولو کیا بات شرابی کی
فرش طرح مکان دلکی ویرانی کی شتابی کی
بھاسدہ ہوے جو آئی اک بوئے گلستان سے
پرزور تھی سے کتنی غنچہ کی گلابی کی
رو دیجے دل شب کی تر میر نے کہا ہے بہت ہین
پر قدر نہین اوسکو جامہ نمرانی کی

سر کھائے ہین پانون پہ جاسکے ادب ہین
بیٹھے ہین میر صاحب درویش درد مند ہین
لے کے خدا سلامت انکو نکو کر اب ہین
تنہا دو وقتی کی گئی کچھ ہین اب ہیولی
انکو عزیز کوئی نہ سمجھے غضب ہین
عزت ہے مہربان ہوے تیری سوے
اپنے جلے جلنے کے باوسا سب ہین
آنی ہم کرم باد صبا اوسکی دور

کوئی ساحر اوسکو کچھ جادو کرے
اوسطرف جب زور کرے
وہ جو بے رو راوسے ہو رہو
جب ملتفت ہو کرے
دور سے دوری سے کوئی خبر کرے
جب تلک عالم سیاہ
دم مین ہو عاشق قلندر ہو رہے
ایک اگر تیری چاہیے داد لینے تو رہے
کسکا انصاف اپنے چین [illegible]
عشق مین [illegible]
[illegible]

ردیف ی

شعلونکی ڈھنگ گویا لعلون تلے دھرے ہین	پھرون کے رنگ ہمنے دیکھے ہین کیا جھمکتے
یون بات راہ کی تو سنتا نہین ہے کوئی	جاتے نہین ہم جرس سے اس قافلہ ہین کیتے
جاگہ سے لیگئے ہین نازان جب آگئے ہین	تو بادہ گان خوبی جہان شاخ گل لچکتے

اس حسن سے کہان ہین غلطانی موتیونکی
جس خوبصورتی سے میر اشک ہین ڈھلکتے

غم مرگ سے دل جگر ریش ہے	عجب مرحلہ ہم کو درپیش ہے
بلا ہے اوسے شوق تیر و کمان	نہین سے یہ پیدا استم کیش ہے
دلا اوسکے ظاہر پہ مت جائیو	وہ خوشرو تو ہے پر بداندیش ہے
بہت خوب ہے لعل نوشین یار	ولیکن خط پشت لب نیش ہے

ہمین کیا جو ہے میر بیہوش سا
خدا جانے یہ کیا ہے درویش ہے

گوش ہر اک کا اسی کی اور ہے	کیا قیامت کا قیامت شور ہے
پوچھنا اس ناتوان کا خوب تھا	پر نہ پوچھا ان نے وہ بھی زور ہے
صندل صد سر ہر دوستا	عاقبت دیکھا تو خاک گور ہے
رشتۂ الفت تو نازک ہے بہت	کیا سمجھ کر خلق اس پر ڈور ہے

شب سننے حال میر لیتا ہے موند آنکھیں | پچھلے سے میں کہوں کیا سوتا ہو تو جگادے

طاقت کا مخرب ہے جب ڈھب نہیں بتوں سے
چھوڑی نماز واجب گر میر وقت پاوے

بہار آئی نکالو مت مجھے اب کی گلستان سے | مراد امن ہے تو باندھ تو گل کے گریبان سے
یک و اشد ہوئی دلکو نہ جی کی لاگ کچھ پائی | رہے دس دن جو اپنی عمر کے یان ہم سو ہمان سے
غم ہجران نے شاید آگ دی اس بن ماہ دل کو | شرارے تب تو نکلے ہیں ہمارے جسم بریان سے
سبب آشفتہ طبعی کا ہماری رہتے ہیں دونون | نہ دلجمعی ہے اسکے خط سے نے زلف پریشان سے
ادھر زنجیر کا غل ہے ادھر ہنگامہ لڑکون کا | جنون اس شت میں ہمنے کیا ہے کیسے سامان سے
محبت میں کسو کی رنج و محنت سے گئے دونون | رہی شرمندگی ہو عمر بھر مجکو دل و جان سے

خدا جانے کہ دل کس خانہ آباد کو دے بیٹھے
کھڑے تھے میر صاحب گھر کے دروازے پہ حیران ہے

برسون تک جی کو مارے رہے | رات دن ہم امیدوار رہے
موسم گل تلک رہے گا کون | چبھتے ہی دل کو خار خار رہے
وصل یا ہجر کچھ ٹھہر جاوے | دل کو اپنے اگر قرار رہے
خوشنوا کیسے کیسے طائر قدس | اس جفا پیشہ کے شکار رہے

جانب مسجد تھی وہ کافر نگاہ
شیخ صاحب دین و ایمان سے گئے
پیچ میں آئے کسو کی زلف کے

اپنا اپنا ہے ذائقہ ہم کو	بوسۂ کنج لب ہی بھاتا ہے
آتش عشق جسکے دلکو لگی	شمع سان آپ ہی کو کھاتا ہے
دیکھتا ہے تو ہی ہم پردہ	ہم سے آنکھون کو کب ملاتا ہے
میری تو ہے پلک سے چھوٹی نگاہ	اور وہ اسپہ منہ چھپاتا ہے

میر صناع ہے ملو اوس سے
دیکھو باتین تو کیا بناتا ہے

شائستۂ غم و ستم یار ہم ہوئے	عاشق کہان ہوئے کہ گنہگار ہم ہوئے
کی عرض جو متاع امانت ازل کی بیچ	سب اور لے سکے نہ خریدار ہم ہوئے
جی کھچ گیا اسیر قفس کی فغان کے اور	تھی چوٹ اپنے دلکو گرفتار ہم ہوئے
پامال یون کیا کہ برابر ہین خاک کے	کیا ظلم ہو گیا جو طلبگار ہم ہوئے
ہوتا نہین ہے بیخبری کا مآل خوب	افسوس ہے کہ دیر خبردار ہم ہوئے
وصل اوس طبیب زادیکا جی چاہتا رہا	آخر اس آرزو ہی مین بیمار ہم ہوئے

پھل ہے یہ میر عشق کا اس نوبہار کے
آخر جو کشت و خون کے سزاوار ہم ہوئے

کی ہین ان لبون کی جانفزائی	یہ بات اک بیخودی مین منہ پہ آئی

اُسکے پہنچے سے دل نکل نہ سکا
ہے حلاوت زمانے کی وہ بھی
شور شیرین بن نوبت جہان مین ورے
چار دن کی ہے چاندنی یہ بھی
حسن اسکے رشک مہ نہین رہتا
جا وہ ہی بات جبین ہو یہ بھی
سب بولے کہ یہ فتنہ کچھ کہے بھی
گل بیل سا جو شان جو ادھر آیا میم
سو بر سو ہین ایک بات مری مانی ہے
روز بیٹھے ہی یار کے گھر بھی
اس زمین گرد میرے مر سا نہین
آسمان پر اگرچہ ہے ہم بھی
کی کمون اسکی زلف بن رو رو
ہین پڑا گندہ دل یہ بھی
مضطرب ہو جو ہم ہی سے میر
پھر سے بولا کہ بس کہین رہ بھی

اُس شکار افگن کے ہم بھی صید ہین
خاک و خونین کوٹتے چھاتی پھٹنے

ہم پہ رہتے ہو کیا کمر کستے
اچھے ہوتے نہین جگر خستے

ہنستے کھینچا نہ کھینچے تلوار
ہم نہ مرجائین ہنستے ہی ہنستے

شوق لکھنے قلم جو ہاتھ آئے
لکھتے کاغذ کے دستے کے دستے

سیر قابل ہین تنگ پوش ایکی
کھنیان پھلتی چولیان چستے

رنگ لیتے ہی سب ہوا اوسکا
اس سے باغ و بہار ہین رستے

اک نگہ کرکے ان نے مول لیا
بک گئے آہ ہم بھی کیا سستے

میر جنگل پڑے ہین آج جہان
لوگ کیا کیا نہین تھے کل بستے

سب شرم جبین یار سے پانی ہے
ہر چند کہ گل شگفتہ پیشانی ہے

سمجھے نہ کہ بازیچۂ اطفال ہوئے
لڑکون سے ملاقات ہی نادانی ہے

جون آئینہ سامنے کھڑا ہون لیکن
خوبی سے ترے چہرہ کی حیرانی ہے

خط لکھتے جو خونفشان تھے ہم ان نے کہا
کاغذ جو لکھے ہے اب سر افشانی ہے

دوزخ مین ہون جلتی جو رہی ہے چھاتی
دل سوختگی عذاب روحانی ہے

کہین اک آہ سوزندہ نہ چھاتی مین لگا دیکھو
جگر ہو ہیں نمیے ہوئے دل جگر دونون جلا دیکھو
محبت رو دیے ہیں ہمارے دیدہ تر اب نہین کھلتے
ستائے گا ہمین اب تو کوئی اسکو ہوا دیکھو

۳۱۵

شہرون کے تنگ کوچے کا بیگوگون ہین اپنے
نادر ومند بلبل نالان ہے بے تہی سے
کیا نامہ بر ہمارا ہے صاف بیمروت

ہم وحشیون کے قابل رہنے کی بادیا ہے
دل ہمکو بھی خدا نے درد آشنا دیا ہے
خط نانوشتہ ہمکو ادھر سے لا دیا ہے

عالم شکار ہے وہ اس سن مین میر اسکو
ڈھب جانے مارنے کا کن نے بتا دیا ہے

ہم چمن مین گئے تھے وا نہوئے
سر کسو سے فرو نہین آتا
خوار و زار و ذلیل و بے رویت
کیسا کیسا قفس سے سر مارا

نکہت گل سے آشنا نہوئے
حیف بندے ہوئے خدا نہوئے
عاشق اوسکے ہوئے سو کیا نہوئے
موسم گل مین ہم رہا نہوئے

مین نہ گردن کٹائی جبتک میر
عشق کے مجھ سے حق ادا نہوئے

دیکھیے کیا ہو سانجھ تلک احوال ہمارا بتر ہے
دل اپنا تو بجھا سا دیا ہے جان چراغ مضطر ہے

خاطر اپنے اتنی آنکھین پھرین ہین اوس بن حیران
کتنے کہا دل چاہے تو میٹھو دل کیا جانے کیدھر ہے

مین جو لگا دیوانگی کرتے عالم عالم شور اٹھا
کیا کہیے رسوائی کا ہنگامہ میرے سر پر ہے

جنگل میں خضر و کعبے کا ہو نام مری طرح	دونوں کی نارسائی کے اوپر دلیل ہے
آگے جنوں سے چھانوں میں تھے سرو گل کے ہم	سر پر ہمارے سایہ ققنس اب کریل ہے
کچھ چیز و مال ہو تو خریدار ہو کوئی	دنیا کی قدر کیا کہ متاع قلیل ہے
کیا رووں اشک آتے ہیں آنکھوں سے سیل سیل	پل مارنے میں پیش نظر ایک جھیل ہے
آتے نہیں نظر میں مرے ہاتھی کے سوار	کانوں میں جو فسانہ اصحاب فیل ہے
ہو صبر اس جو یوسف ثانی کے ہو جمال	تو مصحف مجید میں صبر جمیل ہے
شکر و گلہ سے عشق کے لبریز ہے جہان	کریے جہاں نگاہ یہی قال و قیل ہے
ہم دیر سے ہیں منتظر قدکشی یار	کچھ شامت عمل سے قیامت میں ڈھیل ہے

جب دیکھتے ہیں میر تجھیں بیدماغ ہو
کاہیکو ناز عشق میں صاحب دخیل ہے

برسوں گندھے ہیں ملکے نئیں ہیں پیار سے	دور سے دیکھ لیا اسکو تو جی مار رہے
وہ مودت کہ جو قلبی ہو اسے سو معلوم	چاروں کہنے کو اس شوخ سے ہم یار رہے
مرگ کے حال جدائی میں جبیں ہیں کیتک	جان بیتاب ہی دلکو اک آزار رہے
وجہ یہ تھی کہ تے ساتھ لڑی آنکھ اوسکی	ہم جو صورت سے تھے آئینے کی بیزار رہے
دین و دنیا کا زیان کار کھو ہم کو میر	دو جہان داد تحسین ہی میں ہم ہار رہے

ہم مرثیہ دل ہی کا اکثر کیا کرتے ہیں
اب کہیے تخلص تو شائستہ ضمیری ہے
کیا اہل دول سے اسے ہم ربط ہمیں نسبت
یاں عجز و فقیری ہے واں ناز امیری ہے
سالم ہے جگر خاطر میں سے عذر پذیری ہے
اس دلبر بے وطن سے خوش گذری ہے عاشق کی
گلگشت گلستان کا ہے شوق اسیری ہے
ہم طائر نوپر ہیں دسے جنگلو بہار ان میں
اب لوہو تھی لوہو کی اب چھاتی جو چیری ہے
خون عشق کی گرمی سے سوکھا جگر و دل میں
نکلے تو کہیں لڑکی ڈھیری ہے بجا ڈھیری ہے
کیا ڈھیر بندھے اسکی جو عشق کا دیوانا ہو
سب لوگ تو نہیں ہیں لاکھیں یاں محض فقیری ہو
اچک بھی اچھی اب دیکھے پیری ہو

سوز درون سے آخر جی ہی کھپا دیا ہے
ٹھنڈا دل اب ہے ایسا جیسے بجھا دیا ہے
اب بند کیوں ہو اوسے گرمی سے عاشقی کی
دل ہے جدھر وہ پہلو سارا جلا دیا ہے

۳۱۴

حرف غلط بھی کیا ہم صفحے پہ زندگی سے
ہم کو مٹا دیا ہے
جوں صاف قضا نے ہمکو بنیاد سے اٹھا دیا ہے
گر رشتہ ہمیشہ ہنسا جی کو لگا دیا ہے
کیا رو دل دوستی سے جی کو تربت
وہ پیچ ہو یہ کہ ہے میر اخراج
اپنا سر گراں نے دیا دیا ہے
کشتوں کا ورنہ خون لیں اودھر
سر کو کچھ چھپا تھا سو منہ بھی اٹھا دیا ہے
آنکھوں کی ... تھا وہ بھی اٹھا دیا ہے
یہ وہ جو رہ گیا تھا وہ ملنے میں انواع تلخ
ہم دل زدہ ملنے میں
ان شکرین لبوں نے ہم سے سلوک جفا کیا ہے
جب طول میں کا غذ ہو اس نامہ شوق
مرنے ہے کا مہیا اپنے سا
وان تیغ اٹھائی ان نے یاں سر جھکا دیا ہے
سرکا ہے ہیبت ہو ہے بیرواہ را کہ
دارو ہے ہم چلے تو ہم کو مراد یہ
شمع جون چراغ مفلس
ہے فقیری نے وہ آرام سا دیا
شہروں

[illegible] اپنی قسمت کی
[illegible] ہماری عزت کی
[illegible] مروت کی
[illegible]

مہلتِ عمرِ دو روزہ کتنی کریے فضولی کا ہے پر ہاتھ لگا وہ گوہر مقصد جیسا ہے معلوم ہمین کیسے سلوک انھوں نے کیا کیا چھیڑ ہلکی ہی نے	آئے جو ہین دنیا مین ہمتو جیسے کہین مہمان گئے محو طلب ہوا اہل طلب سب خاک بھی یانکی چھان گئے نکلے تھے اس سنتے سود جان کے بھی نجان گئے

میر نظر کی دلکی طرف کو عرش کیجانب فکر بہت
تھی جو طلب مطلوب کی ہمکو کیدھر کیدھر دھیان گئے

سوز درون سے آگ لگی ہے سارے بدن مین تب سے ہی سینے کی زخم نمایان رہتے چاک کیے سو پردہ در پرسش حال کبھو کرتے ہین ناز و چشم اشارت سے گو دمین میر رکھ دیتا ہی پانون حنائی دینے کو لطف کہان وہ یار گئے پھر بھول سے چھیڑ کئے لگا وین خانہ خراب ہو خواہش دل کا آہ نہایت اسکو نہین	طاقت دلکی تمام ہوئی ہی جبکی چال کڈھب سے ہی مدت سے یہ رخنے پڑے نہ چھاتی پھٹتی ہین اب سے ہے انکی عنایت حال پہ میر کیا پوچھو ہو غضب سے ہو یون پامال جو مین ہوتا ہون مجکو بھی تب سے ہے سرخ کلی بھی گل کی آگر چہ یار کی لعل لب سے ہی جان لبون پر آئی ہی پر تو بھی گرم طلب سے ہے

تم کہتے ہو بوسہ طلب تھے شاید شوخی کرتے ہون
میر تو چپ تصویر سے بیٹھے یہ بات انھون سے عجب ہے

کیسے بحش دنون مین یارب بیٹھا اس سے محبت کی بین نعسر و شاخ گل کی قطع ہی دیوانہ تھا	دھوم رہی ہی سر پر میر رنج و عتاب و کلفت کی یار نے قد قامت دکھلا کر سر پر میرے قیامت کی

[illegible]

ردیف یاے

۳۱۲

اس جور سے شبہو نکا منا گیا سو چپ ہون — جاتا نہیں کہا کچھ جون گنگ آب دیدہ
راز محبت اپنا رسوا نہ اس قدر ہو — گر ہو نہ اشک فشان خانہ خراب دیدہ
جب دیکھو لگ رہا ہے در کیطرف اسی کے — ہر جیسے کیسے ویسی ذلت کا آب دیدہ
دوزخ مین میر ہو نہین یار بہشت رو دین — جان بے ستم رسیدہ دل ہے عذاب دیدہ

ادھر مت کر نگاہ تیز جا بیٹھ — یہ تیر روے ترکش یون چلا بیٹھ
اثر ہوتا تو کب کا ہو بھی چکتا — دعاے صبح سے اب ہاتھ اٹھا بیٹھ
پھرے گا ہم سے کب تک دور ظالم — کبھو تو گھر سے اٹھ کر پاس آ بیٹھ
نہ کر دیوار کا مجلس مین تکیہ — ہمارے مونڈھے سے مونڈھا لگا بیٹھ
بہت پھرتے ہین بڑھے بڑھے دشمن — انھین دو سیدھیان تو بھی سنا بیٹھ
تلاش اپنی نہ کم تھی جو وہ ملتا — بہت مین دیکھکر آخر رہا بیٹھ
مخالف سے نہ مل مبتھا کرا تنا — کہین لے میر صاحب کو جدا بیٹھ

کیا کرین نیچی نظر کر ہیسے غصہ کہاے وہ — اور مجلس مین جو رہیے دیکھ تو شرماے وہ
کسطرح تڑپے ہو کیا کیا جی گھٹا جاتا ہی ہاے — ساتھ اسکے دل لگا ہو جس کسو کا واے وہ

پھرنی ہے ساتھ ساتھ لگی متصل فنا کے ساتھ
اب وان سے ہم ہوئے نابود ہر جگہ
مطلب ہو یار کہ وحشت اپھیل نہیں جہان کو ہر جگہ
سودا لے عاشقی مین بولی کا زبان کے ساتھ
جھپے ہین مین میر ڈھونڈتے ہی سودا ہر جگہ
اب یہان سے من جنمین پھرے یار کے ساتھ
لطف سے حرف سخن ہم کلہ کل پیار کے ساتھ
روپے پس یاری کے پیسے جو ہم خورشید کے ساتھ
عشق تنہا اور کیئے کہ ہم سایہ دیوار کے ساتھ
وحشی ہزار کیسے ان نہیں عمر دیدار کے ساتھ
ہم یہ کیا نہین کہ دنیا مین بھی بیدار کے ساتھ
کبھی یہان سے سر کو جھکایا تلوار کے ساتھ
وان اپنی ہے بندھی یار کی تلوار کے ساتھ
گردن اپنی ہے تری خنجر تیز کرو
عشق کے راز ہے بولا کے خنجر بیمار کے ساتھ
لطف ہے بات کوئی کرتے ہین بیمار کے ساتھ
ہمت عشق سے آبادی بھی دلداری ہوتی ہین
صحبت رکھے ہے خون سے سزاوار کے ساتھ
سون صحبت

۳۱۱

خون مسلم کو تو واجب یہ بتان جانے ہین		ہو جی کافر کہ امان یان نہین یمان کے ساتھ

آدمیت سے تمھین میر ہو کیونکر بہرہ
تمنے صحبت نہین رکھی کسو انسان کے ساتھ

جانے دیتے اسقدر ان زلف و خط و خال دیکھ
کیا مری طول پریشانی کی حیرت ہم نفس
دامن صحرا مین کیا وسعت ہے جو دلمین نہین
چشم و دل کا اس سے لگ جاتا تو تھا جس تس طرح
گرچہ اُس مہ کی جدائی مین مجھے برسون ہوئے
کب نظر میری پڑیگی اوسکے روے خوب پر

حال کچھ بھی تجھ مین ہے ای میر اپنا حال دیکھ
آنکھین تو دی ہین خدا نے اوسکے لٹےبال دیکھ
موند کر آنکھین گریبان مین بھی ٹک سر ڈال دیکھ
جی بھی ان باتو مین الجھا اور یہ جنجال دیکھ
لیکن اے اختر شناس اب کا بھی کیسا حال دیکھ
ہمنشین ٹک تو بھی مصحف کھولکر تو فال دیکھ

ٹھوکرین دلکو لگی ہین جب چلے ہے راہ تو
یہ خرام ناز ہے ظالم ٹک اپنی چال دیکھ

آنکھین جو ہون تو عین ہے مقصود ہر جگہ
واقف ہو شان بندگی سے قید قبلہ کیا
ہوتن یہ ہم نہ سوختہ جانو نکی ہے نمود
ہین دلی لکھنو کے خوش اندام خوب لیک

بالذات ہی جہا نہین وہ موجود ہر جگہ
سر ہر جگہ جھکا کہ ہے مسجود ہر جگہ
ہے سوزش درون سے برون دود ہر جگہ
راہ وفا وہر ہے مسدود ہر جگہ

اب خوشنما نہین کی آنکھ پہر کے ساتھ
گفتگو میر کوین لوگون کی عار کے ساتھ
زبان ہین گرد سرگرانی کے ساتھ
مری زیست ہے مہربانی کے ساتھ
ہاتھ کر دریا کے جب
تم لطف ہے ناتوانی کے ساتھ
فزون درد دل تیرے ہی جوانی کے ساتھ
دوا جب مین پانی کے ساتھ
کہ مین نے استغفار ہم روانی کے ساتھ
ولیکن قیامت روانی کے ساتھ
شادابی گئی اس روش فصل گل
کچھ جو رفتگی ہو جوانی کے ساتھ
پھرتی ہے جون شمع دل آہ صبح
ہوا سبب اس گل فشانی کے ساتھ
جلا جی بہت قصہ میر سن
بلا سوز تھا اوس کہانی کے ساتھ
کہتے کہ بیٹھ یارب بردم ہم آب جاوہ
جو چیز ہو اس جون عنبر ارزیدہ
اسی

ہمکو تو مار اعشق نے آخر یہ وصیت یا د رہے ۔ دیر جیا نہین تم جو ہو تو کسی سے الفت مت کریو

میر لطیف کی بار دن اُس سے بات کوئی کہتے ہو کہو ۔ مانیگا نے وہ جانے پھر تم بھی منت مت کریو

کیسے سو کیا اب چپکے دیکھو گو مین اُسمین مر جاؤن ۔ تمکو قسم ہے حرف و سخن کی مجھسے مروت کریو

ہوش نہین اپنا تو ہمین ٹک میر آئے ہین پرسش کو
جا نیسے آگے اونکو ہمارے پیارے رخصت مت کریو

ردیف ہای ہوز

مین کیا کہون جگر مین لہو میرے کم ہے کچھ ۔ کچھ تو الم ہے دلکی جگہ اور غم ہے کچھ

پوشیدہ تو نہین ہے کہ ہم ناتوان نہین ۔ کپڑو نہین یون ہی تمکو ہمارا بھرم ہے کچھ

کیا اپنے دل دھڑکنے سے ہو نہین ہی دم بخود ۔ جو دیکھتا ہے میرے تئین سو وہم ہے کچھ

جب سے کھلی ہے نرگس مست اسکی ظلم ہے ۔ کیا آجکل سے یار کو میل ستم ہے کچھ

بلبل مین گل مین کیا خفگی آگئی ہے میر
آمد شد نسیم سحر دمبدم ہے کچھ

کہتے تو ہین کہ ہمکو اوسکی طلب نہین کچھ ۔ پر جی اسیکو اپنا ڈھونڈے ہے ڈھب نہین کچھ

اخلاص و ربط اس سے ہوتا تو شور اٹھاتے ۔ لب تشنہ اپنے تب مین لبر ہے جب نہین کچھ

یان اعتبار کریے جو کچھ وہی ہے ظاہر ۔ لیے کائنات اپنی آنکھو نہین سب نہین کچھ

رہتا ہے پیش دیدہ تر آہ کا سبھاؤ
جیسے مصاحب ابر کی ہوتی ہے کوئی باؤ

برسیگی برف عرصۂ محشر مین دشت دشت
گر میری سرد آہون کا وان ہو گیا جماؤ

حاصل کوئی امید ہوئی ہو تو مین کہون
خون ہی ہو آگئے ہین مرے دل مین سارے چاؤ

آنکھون کے آگے رونیسے میرے محیط ہے
ابر و نسے جاکے کوئی پانی پیو تو آؤ

بہتے تھے اشک خونمین ڈوبی سب آستین
اس چشم بحر خون کے کبھی دیکھے ہین چڑھاؤ

اظہار درد اگرچہ بہت بے نمک ہے پر
ٹک بیٹھو تو دکھا دین بھٹین چھاتیو نکے گھاؤ

آ عاشقونکی آنکھونمین ٹک آ بدل قریب
ان منظرونسے بھی ہے بہت دور تک دکھاؤ

صحبت جو اسسے رہتی ہے کیا نقل کریگا
جب آگئے ہین ہم تو کہا آگے یانسے جاؤ

صد چاک اپنے دل سے تو بگڑا ہی کی وہ زلف
افسون کیا ہے شانے نے جو اسسے ہے بناؤ

اس ہی زمین مین میر غزل اور ایک لکھ
گو خوش آوے سامعون کو بات کا بڑھاؤ

سب کھا گئے جگر ترے پلکونکی گاؤ گاؤ
ہم سینہ خستہ لوگون سے بس آنکھ مت لگاؤ

آنکھونکا جھڑ برسنے سے ہتھیا کی کم نہین
پل مدتے ہی پیش نظر ہاتھی کا دباؤ

کشتی چشم ڈوبی سے ہی بحر اشک مین
آئی نہ پار ہوئی نظر عاشقون کی ناؤ

سینے کے اپنے زخم سے خاطر ہو جمع کیا
دل ہی ادھر پانی ہین سب لوہو کا بہاؤ

کیا آنکھ بند کر کے مراقب ہوئے ہو تم
جاتے ہیں کیسے ہمیں چشم وا کرو

موقوف ہرزہ گردی تئیں کچھ قلندرے
زنجیر سر او تار کے زنجیر پا کرو

ہر چند اس متاع کی اب قدر کچھ نہیں
پر جس کسو کے ساتھ رہو تم وفا کرو

تدبیر کو مزاج محبت میں دخل کیا
جان کا اس مرض کی نہ کوئی دوا کرو

طفلی سے تم نے لطف و غضب مختلط کیے
ٹک میر کو جدا کرو غصہ جدا کرو

بیٹھے ہو میر ہو کے درِ کعبہ پر فقیہ
اس روسیہ کے با ہمیں بھی کچھ دعا کرو

سر پہ عاشق کے نہ یہ روز سیہ لایا کرو
جی الجھتا ہے بہت مت بال سلجھایا کرو

تاب مہ کی تاب کب ہے ناز کی ہے یار کو
چاندنی میں آفتابی کا مگر سایا کرو

گرچہ شانِ کفر ارفع ہے ولے اے راہباں
ایک وہم سوں کو بھی زنار بندھوایا کرو

شوق سے دیدار کے بھی آنکھوں میں کھنچ آیا ہے جی
اس سمیں میں دیکھنے ہم کو بہت آیا کرو

کوہکن کی ہے قدم گاہ آخر اے اہلِ وفاق
طوف کرنے بے ستون کا بھی کبھی جایا کرو

فرق یار و غیر میں بھی اے بتاں کچھ چاہیے
اتنی ہٹ دھرمی بھی کیا انصاف فرمایا کرو

کب میر اس کے منہ کا دیکھنا آتا ہے میر
پھول گل سے اپنے دل کو تم بھی بہلایا کرو

تب کسی نا آشنائی مہر سے الفت کرو
عذر چاہو دیر تک مدت تلک منت کرو
نقش اسکا کھینچ رکھنے کی کوئی صورت کرو
اپنی پرچھائیں سے بھی جون خاتمہ تم وحشت کرو
جون ہی جا بیٹھے لگا کہنے انھیں رخصت کرو
کوہکن کے طور سے جی توڑ کر محنت کرو

...نچا رنج وتعب کا دوستان عادت کرو
...ڈھونڈتا نہیں وہ شوخ یون کیون نہ کوئی
...تک ہے صورتگران حیران پھرن ویسے ہی یار
...س اگران نوخطان شہر سے منظور ہے
...ھ نہ پوچھو صحبت دریوزہ کی کم فرصتی
...شق مین دخل ہے نازک مزاجی کے تئین

پہلے دیوانے ہوئے پھر میر آخر ہو گئے
ہم نہ کہتے تھے کہ صاحب عاشقی تم مت کرو

وقف اولاد ہے وہ باغ تو غم کاہے کو
چلتے پھرتے رہینگے تب تئین ہم کاہے کو
رحم موقوف کیا ہے تو ستم کاہے کو
اپنے نزدیک ہین وے دوست قلم کاہے کو
مرتے اس خوار سے تو صید حرم کاہے کو
کھاتے ہو دیدہ درآئی سے قسم کاہے کو
رکھتے ہو ایسی جگہ تم تو قدم کاہے کو

...ر فردوس ہو آدم کو الم کاہے کو
...تے ہین آویگا ادھر وہ قیامت رفتار
...ھی اک ڈھب ہے نہ ایذا نہ کسو کو راحت
...رگس ان آنکھونکو جو لکھ گئے نابینا تھے
...سکی تلوار سے گر جان کو رکھتے نہ عزیز
...چشم پوشی کا مزہ جان تمھین لپکا ہے
...یری آنکھو نپہ رکھو پانون تو آؤ لیکن

تم بن چمن کے گل نہین چڑھتے نظر کبھو	یہ کیا روش ہے آؤ چلے ٹک ادھر کبھو
دریا سی آنکھین بہتی ہی تھین سو کیا ان	ہوتی ہے کوئی گوے پلک اتنو تر کبھو
جی جانے ہے جو اپنے پہ ہوتی ہے مار مار	جاتے ہین اُس گلی مین کہان ہم مگر کبھو
آنکھین سفید ہو چلی ہین راہ دیکھتے	یا رب بھولکا ہو گا ادھر بھی گذر کبھو
مدت ہوئی ہے نامہ کبوتر کو لے گئے	آجاتی ہے کچھ اڑتے سے ہم ٹک خبر کبھو
ہم جستجو مین اُنکی کیے دست و پا بھی گم	افسوس ہے کہ آئے نہ وہ راہ پر کبھو

غم کو تمھارے دلکی نہایت نہین ہے میر
اس قصے کو کروگے بھی تم مختصر کبھو

یہ سر سونے کی جاگہ نہین بیدار رہو	ہمنے کر دی ہے خبر تم کو خبردار رہو
آپ تو ایسے بنے اب کہ جلے جی سب کا	ہمکو کہتے ہین کہ تم جی کے تئین مار رہو
لاگ اگر دلکو نہین لطف نہین جینے کا	الجھے سلجھے کسو کاکل کے گرفتار رہو
گرچہ وہ گوہر تر ہاتھ نہین لگتا لیک	دم مین دم جب تئین ہے اسکے طلبگار رہو

سارے بازار جہان کا ہے یہی مول اے میر
جان کو بیچ کے بھی دل کے خریدار رہو

کرنا شعار خوب ہے عجز و نیاز کو	بے وقر جانتے ہین دل بے گداز کو

دل ہوتو دیتے کان کسی دلنواز کو
صوفی کی پارسائی کی ہے خانقہ مین دھوم
جانکاہ و دلنواز بتین ہین سارے اسکی
دیکھا ہین ہم نے مرتے کسو عشقباز کو
حیران ہو رہوگے جو ہم سے کبھی
لا ناز بان پہ خوب نہین دلکے راز کو
جون شمع سر کٹا ہے بیان حال کا

جب نام دل کا کوئی لے بیٹھتا ہے ناگہ	منھ دیکھ ہمدگر کا ماتم کیا کرین ہین
مستونکی بات کیا ہے جو کوئی اسپہ جاوے	ہم گفتگو نشے مین درہم کیا کرین ہین
حکم فسانہ سازی پیدا کرین ہین شب کو	افسون ہم اوسکے اوپر جو دم کیا کرین ہین

کچھ حال میر جی کے آتے نہین سمجھ مین
ہم بھی سلوک انسے اب ہم کیا کرین ہین

ردیف واو

قتل کیے پر غصہ کیا ہے لاش مری اٹھوانے دو	جانسے بھی ہم جاتے رہے ہین تم بھی آؤ جانے دو
جان سلامت لیکر جاوے کعبہ تو سلام کرین	ایک جراحت ان ہاتھونکا صید حرم کو کھانے دو
اسکی گلی کی خاک سبھونکے دامن دل کو کھینچے ہے	ایک اگر جی لے بھی گیا تو آتے ہین مرجانے دو
کرتے ہو تم نیچی نظرین یہ بھی کوئی مروت ہے	برسونسے پھرتے ہین جدا ہم آنکھ سے آنکھ ملانے دو
کیا کیا اپنے لوہو پینگے غم مین مردم ملنے جینگے	دل جو بغل مین ہے وہ نہین اسکو کسو سے لگانے دو
ایکی بہت ہے شور بہاران ہم کو مت زنجیر کرو	دلکی ہوس کچھ ہم بھی نکالین دھوم ہمین بھی مچانے دو
عرصہ کتنا سارے جہان کا وحشت پر جو آجاوین	پانو تو ہم پھیلا دینگے پر فرصت ہمکو پانے دو
کیا جاتا ہے اسمین ہمارا چپکے ہم تو بیٹھے ہین	دل جو سمجھنا تھا سو سمجھا ناصح کو سمجھانے دو
ضعف بہت ہے میر تمھین کچھ اسکی گلی مت جاؤ	صبر کرو کچھ اور بھی صاحب طاقت جی مین آنے دو

ردیف (ن) ۳۰۴

کہنے لگا کہ لب سے ترے لعل خوب ہے | اس رنگ ڈھنگ سے تو ہمارا سخن نہین
پہونچیگا نہ ہوگا منزل مقصود کے تئین | خاک رہ اسکی جسکا عبیر کفن نہین
ہمکو خرام ناز سے مت خاک مین ملا | دلسے ہو جنکو راہ یہ اُنکا چلن نہین
کل کام آوے ہے ترے منہ کے نثار کے | صحبت رکھے جو تجھسے یہ اُسکا دہن نہین

کل جاکے ہمنے میر کے ہان یہ سنا جواب
مدت ہوئی کہ یان تو وہ غربت وطن نہین

ہجر تا چند ہم اب وصل طلب کرتے ہین | لگ گیا ڈھب تو اسی شوخ سے ڈھب کرتے ہین
روز اک ظلم نیا کرتے ہین پے دلبر اور | روز کہتے ہین ستم ترک ہم اب کرتے ہین
لاگ ہو جی کے تئین اپنی اسو یار سے ایک | اور سب یار ونکا ہم لوگ تو سب کرتے ہین
تم کبھو میر کو چاہو سو کہ چاہین ہین تمھین | اور ہم لوگ تو سب اُنکا ادب کرتے ہین
ہون بیحال اس عجوبہ عالم کے لیے | حال سن سن کے مرا لوگ عجب کرتے ہین

میر سے بحث یہ تھی کچھ جو نہ تھی حرف شناس
اب سخن کرتے ہین کوئی تو غضب کرتے ہین

مدت ہوئی کہ کوئی نہ آیا اُدھر سے یان | جاتی رہیگی جان اسی رہ گذر سے یان
وہ آپ چلکے آوے تو شاید کہ جی رہے | ہوتی نہین تسلی دل اب خبر سے یان

کیا جانئے میر آئے گئے کل کدھر سے یان

ہے ع کوئی کوئی کبھو موزون کردن ہو نہین
کس خوش سلیقگی سے جگر خون کردن ہو نہین
بات اپنے ڈھب کی کوئی کرے وہ تو کیونکر ہون
بیٹھا خموش سامنے ہون کردن ہون مین
اس بن نظر مین وے سبھی توسن
کا ہے کو چشم جانب گردون کردن ہو نہین
اٹھا ہے بیدماغ سے ہرچند رات کو
افسانہ کہتے سیکڑوں افسون کردن ہو نہین

کفن کیا عشق مین ملنے ہے ہپنا
پیام اُس گل کو اوسکے ہاتھ دینے
جیو خوش یا کوئی ناخوش ہمین کیا
ہمین فرہاد و مجنون جس سے چاہو
سراپا ہے ادا و ناز ہے یار
بلا زلف سیاہ اسکی ہے پرپیچ

کچھے لوہو مین ہیتر وکلے جائے
سبک پائی نہ ہوتی گر صبا مین
ہم اپنے محو ہین ذوق فنا مین
تم آکر پوچھ لو شہر وفا مین
قیامت آتی ہے اوسکی ادا مین
وطن دل نے کیا ہے کس بلا مین

ضعیف و زار تنگی سے ہین ہرچند
ولیکن میر اوڑتے ہین ہوا مین

بچین جبہ عاشق اگر دست پائین
جھمکنے لگا خون تو جائے سرشک
رہین کسکو سانسی کہ اب ضعف سے
خدا ساز تھا آزر بت تراش
چلا یار کی اور جاتا ہے جی
جگر سوز ہین اُسکے لعل خموش
ہمین بے نیازی نے بھلا دیا

خدا یہ نہ دے ان کو جو سر کھجائین
ابھی دیکھین آنکھین ہمین کیا دکھائین
مراجی ہی کرنے لگا سائین سائین
ہم اپنے تئین آدمی تو بنائین
جو ہو اختیاری تو ادھر نچائین
طلب کریے بوسہ تو باتین بنائین
کہان اتنی طاقت کہ منت اٹھائین

[illegible]

اس بحر حسن پاس نہ خنجر تھا کل نہ تیغ
چلتا ہے ٹک تو دیکھ کے چل ما و نسے نفس
کس کس ادا سے ریختے مینے کہے ولے

مین جان دی ہی حسرت بوس و کنار مین
آنکھین ہی بجھ گئی ہین ترے انتظار مین
سمجھا نہ کوئی میری زبان اس دیار مین

تڑپے ہے متصل وہ کمان ایسے روز و شب
ہے فرق میر برق و دل بیقرار مین

کیسی وفا و الفت کھاتے عبث ہو قسمین
مدت ہوئی اٹھا دین تمنے یہ ساری رسمین
ساون تو ابکی ایسا برسا نہین جو کہیے
روتا رہا ہون مین ہی دن رات اس برسمین
گھبرا کے یون لگی ہے سینہ مین دل تڑپنے
جیسے اسیر تازہ بیتاب ہو قفس مین
جاتا کاہ ایسے نالہ لوہے سے تو نہ ہووین
بیتاب دل کسو کا رکھتا ہے کیا جرس مین
اب لاغری سے دہین ساری رگین دکھائی
پر عشق بھر رہا ہے ایک ایک میری نس مین
اے ابر ہم بھی برسون رونے پھرا کیے ہین
دریا بندھے پڑے ہین وادی کے خار و خس مین

کیا میر بس کرے ہے اب زاری آہ شب کی
دل آگیا ہے اسکا ظالم کسو کے بس مین

روتے ہین نالہ کش مین یار ات دن جلے ہین
ہجرا مین اوسکی ہم کو بہتیرے مشغلے ہین
جون دود عمر گذری سب پیچ و تاب ہی مین
اتنا ستا نہ ظالم ہم بھی جلے بلے ہین

[illegible]

سخن دین پایخ یا نمین جمع کس حسن لطافت سے		تفاوت نے ہے مرے مجموعہ و عقد ثریا مین
کوا دیکھا نہ کوئی غار مینے شوق کے مارے		بعینہ راہ اندھا سا چلا اسکی تمنا مین
بہت تھا شور وحشت سیر مین میر سوچ میرے لے		لکھی تصویر تو زنجیر پہلے کھینچ لی پا مین

جدائی کے تعب کھینچے نہین ہین میر راضی ہون
جلا وین آگ مین یا مجکو پھینکین قعر دریا مین

شہر دن ملکو نہین جو یہ میر کہتا ہے میان		دیدنی ہے یہ بہت کم نظر آتا ہے میان
عالم آئینہ ہے جسکا وہ مصور بے مثل		ہائے کیا پردہ مین تصویر بناتا ہے میان
قسمت اس بزم مین لائی کہ جہان کا ساقی		دے ہے مے سب کو ہمین زہر پلاتا ہے میان
ہوکے عاشق ترے جان و دل و دین کھو بیٹھے		جیسا کرتا ہے کوئی ویسا ہی پاتا ہے میان
حسن اک چیز ہے ہو وین کہ تو ہو ناصح		ایسی شے سے کوئی بھی ہاتھ اٹھاتا ہے میان
جھگڑے اس حادثے کا کوہ گران سنگ کو بھی		جون پر کاہ اوڑائے لیے جاتا ہے میان

کیا پری خون ہے جو راتون کو جگا دے ہے میر
شام سے دل و جگر و جان جلاتا ہے میان

جائے ہے جی نجات کے غم مین		ایسی جنت گئی جہنم مین
نزع مین میر کی ایک دم ٹھہرو		دم ابھی ہین یہ زار اک دم مین

ردیف ے
۳۰۱

[illegible]

آگے غیرت سے قفس کو دون ہون چار دن [illegible]
ایک دو گلبرگ جب باد سحر لائی ہے میان
شمع مجلس مین گھڑی پل [illegible] ہے میان
رشک لالہ سے چہرہ پر نور کا ہے جان گداز
آنکھ میری اس سبب لو لگنے تماشائی ہے میان
مین جیا والا ہوا اس موت سے عالم عشق مین
سل تو نیچے گی نہین آخر مری چھاتی ہے میان
[illegible] آخر ذرہ کا غم مین [illegible]
فارسی [illegible] اسوقت از [illegible] ہے میان
[illegible] ایک [illegible] آئی ہے میان
[illegible] نشاط مجکو نہین

تن مین جبتک ہے جان تکلف ہے	ہم ہین اسمین ابھی حجاب ہے میان
گو نہین ہین کسو شمار مین یان	عاقبت ایک دن حساب ہے میان
گو دماغ و جگر کہان وہ قلب	یان عجب ایک انقلاب ہے میان
زلف بل کہا رہی ہے گو اوسکی	دل کو اپنی تو پیچ و تاب ہے میان
لطف و مہر و وفا وہ کیا جانے	ناز ہے خشم ہے عتاب ہے میان
تو ہوا اپنا یون ہون جیکا ہون	کسکو اس بن سر شراب ہے میان
چشم وا یان کی چشم بسمل ہے	جاگنا یہ نہین ہے خواب ہے میان
منہ سے کچھ بولتا نہین قاصد	شاید اودھر سے اب جواب ہے میان
دل ہے اپنا نہین فقط بے چین	جی کو بھی روز اضطراب ہے میان

چاہیے وہ کہے سو کہہ رکھین
ہر سخن میر کا کتاب ہے میان

گرفتہ دل ہون سر ارتباط مجکو نہین	کسو سے شہر مین کچھ اختلاط مجکو نہین
جہان ہو تیغ بکف کوئی سادہ جا لگتا	اب اپنی جان کا کچھ احتیاط مجکو نہین
کریگا کون قیامت کو ریسمان بازی	دل و دماغ گذار صراط مجکو نہین
جسے ہو مرگ سا پیش استحالہ کبو نکر ہے	اس اپنے جینے سے کچھ انبساط مجکو نہین

ہے جو زین نالیون اسکا نغمہ طنبور
خوش نوا مرغ گلستان رند باغانی ہے میان
کیا کہون منہ تک جگر آتا ہے جب [illegible] دل
جان میری تن مین کیسی کیسی گھبرائی ہے میان
اسکی ابرو سے کشتہ تم ہی رہتی ہین سدا
پیچی اس تیغ کی تو جوہر دانی ہے میان

ردیف ن (۳۰۰) شمار

[illegible] ہو میان
[illegible] اوباش کی [illegible] ہے میان
ایک [illegible] شال کا [illegible] ملتیان ہین
چپکا یان [illegible] جب بلبلین [illegible] پان ہین
[illegible] دیکھو حال دل کا
[illegible] تو ملتی یان ہین
[illegible] جیو [illegible]
[illegible] فصل گل مین [illegible] ان ہین
[illegible] کلیان نکلتی [illegible]
[illegible] ہو میر [illegible]
[illegible] اتفاق ایسا [illegible]
[illegible] جاتا اپنا ہو [illegible] کامین

سخن

صورت آئینہ مین ٹک دیکھ تو کیا صورت ہے	بد زبانی تجھے اُس منھ پہ سزاوار نہین
وکلے الجھاؤ کو کیا تجھسے کہون اے ناصح	تو کسو زلف کے پھندے مین گرفتار نہین

اُسکے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے میر
کیا ہے زنجیر نہین دام نہین مار نہین

چمکنا برق کا کرتا ہے کار تیغ ہجرا نہین	برسنا مینھ کا داخل ہے اُس بن تیر باراں نہین
بھرے رہتے ہین سارے پھول ہی جسکے گریبان نہین	وہ کیا جانے کہ ٹکڑے ہین جگر کے میرے داماں نہین
کہین شام و سحر دیا تھا مجنون عشق لیلے مین	ہنوز آشوب دون وقت رہتا ہے بیاباں نہین
خیال یار مین آگے ہے یک مہ پارہ یان ہر دم	اگرچہ ہجر امین نزدانی ہون ہمچو سفستان نہین
دکھا عرصہ جنون پر تنگ مشتاق کی دیسی در سے	کسے مارا ہے اُس کیٹے نے سنکھ ہو کے سیدا نہین
جہاں نسے دیکھیے اک شعر شور انگیز نکلے ہے	قیامت کا سا ہنگامہ ہے ہر جا میر دیوان نہین
جو دیکھو تو نہین یہ حال اپنا حسن سے خالی	دمک الماس کی سی ہے ہماری چشم حیران نہین
خرابی آگئی دین مین گئی ملت سے آدیکھے	ملے سے اسکے رخنے پڑ گئے لوگونکے ایمان نہین
نکل آتا ہے گھر سے ہر گھڑی ننگے بدن باہر	بُرا یہ آپڑا ہے عیب اس آسایش جانہین
ستم کے تیر اسکے میرے سینے مین بہت ٹوٹے	کیا جاتا ہے مشکل فرق اُس ال ور پیکان نہین
ہو لے ابر مین کیا میر ہنستا باغ مین وہ تھا	گری پڑتی ہے بجلی آج کچھ صحن گلستان نہین

تھا شوق مجھے طالب دیدار ہوا مین
سو آئینہ سا صورت دیوار ہوا مین
جب دور گیا قافلہ تب چشم ہوئی باز
کیا پوچھتے ہو دیر خبردار ہوا مین
اب پست و بلند ایک ہے جون نقش قدم یان
پامال ہوا خوب تو ہموار ہوا مین
سب بارے شمشیر ستم ان نے کھینچی
سب ذوق سے مرنے کو تیار ہوا مین
بازار وفا مین سر سودا تھا سبھو کو
پیش آیا جی ایک خریدار ہوا مین
[illegible] سب دام مین آئے وہم آوار ہوا مین
تھی چیتکی سی مجھو شب مین جفا
کیا جینے کا فائدہ جو بیدار ہوا مین
[illegible]

[illegible]

۲۹۰

دل دونی دونون اگر ہین خراب	یہ کچھ لطف اُس اجڑے گھر مین بھی ہین

چلو میر سے تو تجسس کے بعد
کہ وے وحشی تو اپنے گھر مین بھی ہین

نہ کر شوق کشتون سے جانیکی باتین	نہین آتین کیا تجکو آنے کی باتین
سماجت جو کی بوس لب پر تو بولا	نہین خوب یہ مار کھانے کی باتین
زبانین بدلتی ہین ہر آن خوبان	یہ سب کچھ ہین بگڑے زمانے کی باتین
نظر جب کرو زیر لب کچھ کہے ہے	کہو یار کے آستانے کی باتین
سنے جلے گالی اگر دوستی ہو	بری بھی بھلی ہین لگانے کی باتین
ہمین دیر و کعبے سے کیا گفتگو ہے	چلی جاتی ہین یہ سیانے کی باتین
بگڑ بھی چلے یار سے ہم تو یارو	کرو کچھ اب اس سے بنانے کی باتین
کیا میر کل مین نے دیوان مجنون	خوش آئین بہت اس دیوانے کی باتین

بہت ہرزہ گوئی کی یان میر صاحب
کرو وان کے کچھ منہ دکھانے کی باتین

کیا کرون سودا اسکی زلف کی تدبیر مین	ظل ممدود چمن مین ہون مگر زنجیر مین
کل تو تجھ حیرانکی خاطر سبت کرتا ہے لیک	وا نہین ہوتا برنگ غنچہ تصویر مین

چلتے ہین یہ تو ٹھوکر لگتی ہے میر دل کو
چالین ہین دلبرونکی سب سے نرالیان ہین

رفتگان مین جہان کے ہم بھی ہین	ساتھ اس کاروان کے ہم بھی ہین
شمع ہے سر نہ دیکھیے برباد	کشتہ اپنی زبان کے ہم بھی ہین
ہم کو مجنون کے عشق مین مت دیکھ	ننگ اس خاندان کے ہم بھی ہین
جس چمن زار کا ہے تو گل تر	بلبل اُس گلستان کے ہم بھی ہین
نہین مجنون سے دل قوی لیکن	یار اُس ناتوان کے ہم بھی ہین
بوسہ مت دے کسو کے در پہ نسیم	خاک اس آستان کے ہم بھی ہین
گو شب اس در سے دور پہرون پھرین	پاس تو پاسبان کے ہم بھی ہین
وجہ بیگانگی نہین معلوم	تم جہان کے ہو وان کے ہم بھی ہین
مر گئے مر گئے نہین تو نہین	خاک سے منہ کو ڈھانکے ہم بھی ہین
اپنا شیوہ نہین کجی یون تو	یار جی ٹیڑھے بانکے ہم بھی ہین

اس سرے کی ہے پارسائی میر
معتقد اس جوان کے ہم بھی ہین

ئی گردش ہے اسکی ہر زمانہ مین — خلل سا ہے دماغ آسمانہ مین

٢٩٧

[illegible]

ہاے بسکہ ہے نا بہر افرط شوق سے مجلس مین
قتل مین میرے یہ صحبت ہے غم غصے سے محبت کے

آپکی میری فرصت کتنی دو دم و پل ایک گھڑی
سر ملے رون ہون ادھر ادھر دور نکب جاتا ہون نکل

پھاڑ کے خط کو گلے مین ڈالا شہر مین سب تشہیر کیا
پہلے فریب لطف سے اُسکے کچھ ہوا معلوم مجھے

مجرم اس خاطر ہوتا ہون مین بعضے بعضے شوخی کر

وہ تو نہین سنتا دل دگر مین ہی باتین بناتا ہون
تو ہو اپنا پیتا ہون تلوارین اُسکی کھاتا ہون

رنجش کیون کا ہیکو خشونت غصہ کیا مین جاتا ہون
پاس نہین پاتا جو اُسکو کہا مین گھبراتا ہون

سامنے ہون صد قاکے کیونکر اس سے مین شرماتا ہون
اب جو جانے بد لین طرحین کڑھتا ہون چھپاتا ہون

نہ گناہ مین جا کر اُسکے پانوٗن کو ہاتھ لگاتا ہون

دیکھے ان پلکون کے اکثر میر ہون بیخود ننگ آیا
آپکو پاتا ہون تو جیسے اسوقت نہین مین پاتا ہون

کبھو ملے ہے سو وہ یون کہ پھر ملا نہ کرین
ہوئے یہ چاہ مین مشکل کہ جی گیا ہوتا

ہمارے حرف پریشان ہین لطف رکھنے مین
صفاے دل جو ہوئے تک تو دیکھین ہین کیا کیا

وبال مین نہ گرفتار ہون کہین مہ و مہر
دل اتنو ہمسے ہے بدبار اگرہے جیتے

کرے ہے آپ ہی شکایت کہ ہم گلا نہ کرین
نہ رہتے جیتے اگر ہم مساہلا نہ کرین

جنون ہے بخت جو وحشت مین علا فلا نہ کرین
ہم ایسے آئینہ کو اپنے کیون جلا نہ کرین

خدا کرے ترے رخ سے مقابلا نہ کرین
کسو سے ہم بھی دلے پھر معاملا نہ کرین

ہم جو ہون ایسے تو اس پاس پھرین پھرون کہین
سب حجلہ عمر حق و باطل واری ہاے کہین
بہلا حیف حق شناس ہین ہون کہین
ہر طرف ہین اس سے کوئی نہین پیچ کہین
اس سے کوئی نہین ہراس کہین
عشق کا عہد و بست نہین قیاس ہے کہین
جان کا ہے سبھی ہیں تو خیال کہین
عشق بہرے ہے تو جائین کہان جو گھر رہین
کا ہین تو جائین کہان جو گھر رہین
یار بن لگتا نہین جی کا تیلے ہم مر رہین
دل جو آ لگتا ہے یارب اب وہ نہین پہلو مین کہین
کیا کرین جاوین کہان گھر مین ہین بار ہین
وہ نہین جو تیغ سے اپنے گلا کٹوا بہے
ٹک جو آئے ہین بہت اب آپ ہی ہم مر رہین
بیدماغی بیقراری بیکسی بے طاقتی
کیا جئے وہ جسکے جی کو درد دل یہ اکثر رہین

کھا گیا اندوہ مجکو دوستان رفتہ کا	ڈھونڈھتا ہو جی بہت پر اب انھین پاؤن کہان

تھا وہ فتنہ ملنے کے گون کب کسی درویش نے
کیا کہین ہم میر صاحب سے ہوے مفتون کہان

عشق نے خوار و ذلیل کیا ہمسر کو بچھے پھرتے ہین	سوز و درد و داغ و الم سب جی کو گھیرے پھرتے ہین
ہر شہر مین سرگشتہ و نالان اس بن چہ کو پھرتے ہین	پاس نہین اب بھی دیکھون کب ان میر سے پھرتے ہین
دل لشکر مین ایک سپاہی در کے ہم سے چھین لیا	ہم درویش طلب ہین اسکے ڈیرے ڈیرے پھرتے ہین
بیخود اسکی زلف و رخ کی کاہکو آپ مین پھرتے	ہم کہتے ہین تسلی دلکو سانجھ سویرے پھرتے ہین
نقش کسو کا دردون سینہ گرم طلب ہین رنگ وسے	جیسے خیالی پاس لیے تصویر چیز پھرتے ہین
برسے اگر شمشیر سرون پر منہ موڑین نہانہ نہین	سید ہے جانیوالے ادھر کے کسکے پھیرے پھرتے ہین

پاے نگار آلودہ کہین سانجھ کو میر دیکھے تھے
صبح تلک اب بھی آنکھو نمین اسکی پانون ترے پھرتے ہین

جمع ہوتے نہین حواس کہین	جائین یان سے جو ہم اداس کہین
دلکے دو اشک سے نہ نکلی بھڑاس	ادسون بجھتی نہین ہے پیاس کہین
باو خوشبو ہی آئی ہین وان سے	کوئی چھپے ہے گل کی باس کہین
اس جنون مین کہین ہے سر پر خاک	ٹکڑے ہوکر گیا لباس کہین

مضطرب ہوا بلیم ہوتا نہ ادراک بھی ہو یکھی
منفعل ... نی سب کی تب ہاتھ سے دیکھی
زندگی دو بھر ہین ہم آخر شناسی
دل جگر جلتے رہین آنکھین ہماری تر رہین
کہان ... دل ... آنکھین ...
ہین بھی ہم خوبان محبت آنکھو نہین
خراب خوار ہین دیکھین مروت آنکھو نہین
ہین سلطان شکستہ حال آنکھو نہین
کسو فرصت شاید کہ صحبت آنکھو نہین
ہمارے دیدہ و دل سے ہم کا فرصت ہی تنگی
کدورت ایک لحظہ فرصت آنکھو نہین
ہم اس سے وہ سرد لوکو سے اس رخ و دلی
شکایت ایسی نہین ادبیت آنکھو نہین
پہلا سب تیغ بکف یار عمر کی جانب
ہین ہم تماشا سے عبرت آنکھو نہین
ظلم کیا جور و جفا کیا جو کچھ اٹھاتا ہون
جنت رہتا نہین دل ہون
... دو باتین کس
... دل اس بن ہین بہلاتا ہون
... ہی

کیون کیا صحبت اس کے ہر گھڑی ہی جاتی ہے
ہتھیلی پر اگر سر ہون زنے آسے جھاڑ دین
جو تک راہ سخن نکلے تو سو باتین بنا دین
نگاہ حسرت بت دیر سے جانے کی ما لعجب
مزاج اپنا بہت چاہا کہ سوے الکعبہ لا دین
اسیر زلف کو اس بت کی کیا قید مسلمانی
تماشا ہے گلا زنار سے اپنا بندھا دین
کیون ہون میر کے دل سے کہین تا جی ٹھہرا دین
جو ہو نقصان جان اسکا تو کیونکر مین بنا دین

نسبت تو ہمدگر ہے گو دوری ہو نسبت	ہم ہین نواے بلبل ہو گل کی رنگ بو تم

دیکھ اشک سرخ بولائے رنگ اور لائیے
ہین میر منھ پر آنسو یار وتے ہو لہو تم

ردیف نون

ٹھنڈی سانسین بھرین ہین جلتی ہین کیا تابیہ مین ہین	لگے پہلو سے ہم آتش مین ہین اور آب مین ہین
ساتھ اپنے نہین اسباب مساعد مطلق	ہم بھی کیا کیسے تئین عالم اسباب مین ہین
غفلت دل سے ستمگذرین ہین سوت پوچھو	قافلے چلنے کو تیار ہین ہم خواب مین ہین
عشق کے ہینگے جو سرگشتہ برے ہین ڈوبے	کشتیان نکلین ہین سو کیا انکی کہ گرداب مین ہین
دور کیا اس سے جو بیٹھے ہے اغیار اپنا دو	پاس لسطور کے بھی عشق کے آداب مین ہین
ہو فراغ مہ تابان سے فراغ کلی	دل جلے پر تو رخ سے ترے مہتاب مین ہین

ہم بھی اس شہر مین ان لوگون سے ہین خانہ خراب
میر گھر بار جنونکی رہ سیلاب مین ہین

کہے تو ہمنشین رنگ تصرف کچھ دکھاؤن مین	الگ بیٹھا حنا بند ونکو آنکھون مین چڑھاؤن مین
نہین ہون بے ادب اتنا کہ گل سے منہ لگاؤن مین	جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے گر چمن کی اور جاؤن مین
کیا ہے اضطراب دل نے کیا مجکو سبک آخر	کہا ٹک یار کے کوچے سے جا جا کر پھر آؤن مین

کہین آنکھ اوسکو ملتی ہے تو آنکھین اٹھا دین
مزدورون حال پر کیونکر بلا نا آشنا ہے وہ
مگر لب پر تیرین ہر کسو کی زہر کھا دین
بالا حسرت ہے یارب کام دل کیونکر ادا دین
کچھ ہم سے چپکون ہون ابھی جو سر اٹھا دین
گریبان رہے دو مین ہے نو عوض ہون
قاصد رو ان لکھتا ہون لیکن نتیجہ جو ہے

دیکھا خون جگر سب اب جگر مین خون کہان
اب کسے کب کا ترکیا مین ہون کہان
دست و دامن جیب و آغوش اس لائق نہ
پھول مین بس باغ خوبی سے جو لون کہان
عاشق و معشوق یان آخر فسانے ہوگئے
لیلے کہان مجنون کہان
عالم ہو گیا جادو کہان
بہت باغ کی ہی سنے افسون کہان

جو کچھ آوے سالک کے آگے ہے خیر	رکھا ہمنے اب گھر سے باہر قدم
ہمین سرکشی سربلندی سے کیا	رہے ضعف مین ہم تو سر در قدم

کہین کیا کف پا مین میر آبلے
چلین ہم سر دہر پر مگر دھر قدم

سیر آج وہ بدمست ہی ہشیار رہو تم	ہے بیخبری اُسکو خبردار رہو تم
جی جاے کسی کا کہ ہے تم کو قسم ہے	مقدور تلک درپے آزار رہو تم
وہ محو جمال اپنے ہی پروا نہین اسکو	خواہان رہو تم اب کہ طلبگار رہو تم
اس معنی کے ادراک سے حیرت ہی ہے حاصل	آئینہ نمط صورت دیوار رہو تم
یکبار رہو دلکی تسلی کا وہ باعث	یہ کیا کہ اسی طور پر ہر بار رہو تم
ہو لطف اسیکا تو کوئی کام کو پہونچے	تسبیح گلے ڈال کے زنار رہو تم

کیا میر بری چال سے جینے کی چلی ہے
بہتر ہی ہے اپنے تئین اب مار رہو تم

مت شتاب جاتی ہین ورنہ جہان سے ہم	کچھ ہو رہے ہین غم مین ترے نیم جان سے ہم
ہر بات کے جواب مین گالی کہان تلک	اب جان بلب ہوئے ہین تمہاری زبان سے ہم
وعدہ کرو تو سوچ لو مدت کو دلمین بھی	یہ حال ہے تو دیر رہینگے کہان سے ہم

کلیات ۲۹۳

[illegible] کبھی
جھکتا [illegible] زمین آسمان [illegible] ہم کبھی
لاوین ہماری خاک [illegible] ہم
پر [illegible] اپنے [illegible] مہربان سے ہم
دربان سنگدل نے خبر [illegible] تک [illegible] ہم
سر مار مار صبح کی اس آستان سے ہم
جب اسکی تیغ [illegible] لگا اپنے پاس ہم
امید قطع کی [illegible] اس جوان سے ہم
بیماری دل [illegible] اپنے بار ہین ہم
[illegible] شکار ہین ہم
[illegible] سر [illegible] ثنا [illegible] نبیمکاری
بے چشم درد [illegible] حیران
[illegible] ہین ہم
حیران عشق تو ہین پہ حرم [illegible]
حور و قصور و غلمان نہر و نعیم جنت
مشتاق یار ہین ہم
[illegible] اپنے ہی عاشقی مین
[illegible] شہر و دیر و دشت و دیار ہین ہم
اب سیل سیل آنسو آتے ہین چشم تر سے
دیوار و در سے کہدو [illegible] ہین ہم
[illegible]
عشق و جنون کی [illegible]
[illegible] ہم عبرت [illegible]
کیا یار [illegible] بے اعتبار ہین ہم
[illegible]

۲۹۲

سکندر ہو کے مالک سات اقلیموں کا آخر گو | گیا دست تہی لے یاں سے یہ کچھ کر گیا حاصل

بلا لحاظ مروت ہے کہ ہے محصول علے پر | کہین ہے چار وانی لا دلہوین جا بجا حاصل

نہ کھینچے کیونکہ نقصان ہم تو فیہ مین نہین کے | خود بسے کوئی نکلے تو اسے ہو وے خدا حاصل

عبارت خوب لکھی شاعری نشاط راز کی | دلی مطلب ہے گم دیکھین تو کب ہو وے خدا حاصل

بہت مصروف کشت و کار تخم ریع مین دنیا کے | اٹھا حسرت سے ہاتھ آخر ہمین یہ کچھ ہوا حاصل

پھر امت میر اپنا گران گوشونکی مجلس مین
سنے کوئی تو کچھ کہیے بھی اس کہنے کا کیا حاصل

ردیف میم

جی کے تئین چھپاتے نہین ہو تو غم سے ہم | پر تنگ آگئے ہین تمھارے ستم سے ہم

اپنے خیال ہی مین گذرتی ہے اپنی عمر | پر کچھ نہ پوچھو کچھ نہین جانتے ہم سے ہم

زانو پہ سر ہے قامت خم گشتہ کی سبب | بیرمین اپنی آن لگے ہین قدم سے ہم

جون حلقہ بیرجاج کا ہے خوار جا بجا | بتخانے مین جو آئے ہین چل کر حرم سے ہم

روتے بھی ان نے دیکھ کے ہمکو کیا نہ رحم | اک چشمداشت رکھتے تھے مژگان تم سے ہم

بدعہدیان ہی کرتے گئے اسکو سال و ماہ | اب کب تسلی ہوتی ہین قول و قسم سے ہم

زنار سا بندھا ہے گلے اپنے اب تو کفر | بدنام ہین جہان مین عشق صنم سے ہم

چاک دل ہے انار کے سے رنگ	چشم پرخون فگار کے سے رنگ
کام مین ہی ہوا سے گل کی موج	تیغ خونریز یار کے سے رنگ
تاب ہی مین رہے ہے اسکی زلف	افعی پیچدار کے سے رنگ
کیا جو افسردگی کے ساتھ کھلا	دل گلی بے بہار کے سے رنگ
برق ابر بہار نے بھی لیے	اب دل بیقرار کے سے رنگ
گنج غنچہ کہین ہین ماموں	ہم بھی لاغر شکار کے سے رنگ
عمر کا بھی سرنگ جاتا ہے	ابلق روزگار کے سے رنگ
برگ گل مین نہ دلکشی ہوگی	کف پاے نگار کے سے رنگ

اس بیابان مین میر محو ہوئے
ناتوان اک غبار کے سے رنگ

ردیف لام

وکی ہزار رنگ گلستان مین آئے گل	پر اُس بغیر اپنے تو جی کو نہ بھائے گل
بلبل کو ناز کیون نہ حنا بان گل پہ ہو	کیا جانے چھاتی پہ پھر کر نہ کھائی گل
کب تک حنائی پانون بن سکے یہ بیکلی	لگ جاے ٹک چمن مین کہین آنکھ پائے گل
ناچار ہو چمن مین نہ ہے کہون ہن جب	بلبل کہے ہے اور کوئی دن برائے گل

کیا پوچھتے ہو شوق کمال تنگ ہو بجو میر
مرتا ہے اہل درد کا ہے انتہا سے شوق

بہشت پہ ہے مرغ گلستان پہ ہمارا شوق
درد اور آہ و نالہ کرے ہے مدام ہم

کیا درد ناک ہے کبھی کوئی ہے لونا شوق
افسوس اپنے گو کہ ہم آشنا نہین

ٹھہری ہمارے ساتھ وہی ہے ادا سے شوق
دیر و حرم مین ہم کو پھرایا ہے دیر تک

[illegible] شوق
ہر چار اور [illegible] ہمارے خاک

معلوم کچھ ہوا نہین یان ہوسکا شوق
وصل و جدائی [illegible] شوق

پیش مژگان دھرے رہے خنجر	آگے زلفون کے دام ہے موقوف
اُنکے صاحب کبھو بلاتے تھے	سو وقار غلام ہے موقوف
اقتدا میر ہمسے کسکے ہوئے	اپنی اب ہان امام ہے موقوف

ردیف قاف

کیا حقیقت کہون کہ کیا ہے عشق	حق شناسونکا ہان خدا ہے عشق
دل لگا ہو تو جی جہان سے اٹھا	موت کا نام پیار کا ہے عشق
اور تدبیر کو نہین کچھ دخل	عشق کے درد کی دوا ہے عشق
کیا دبایا محیط مین غم کے	ہمنے جانا تھا آشنا ہے عشق
عشق سے جا نہین کوئی خالی	دل سے لے عرش تک بھرا ہے عشق
کوہ کن کیا پہاڑ کاٹے گا	پردہ مین زور آزما ہے عشق
عشق ہے عشق کرنے والون کو	کیسا کیسا بہم کیا ہے عشق
کون مقصد کو عشق بن پہونچا	آرزو عشق مدعا ہے عشق

میر مرنا پڑے ہے خوبان پر
عشق مت کر کہ بد بلا ہے عشق

گرباد لے مین تجکو صبا لیکے جا شوق	مجنون کو میری اور سے کیو دعا شوق

ردیف کاف اول

ہر چند صرف غم مین ہے دل جگر سے جان تک
لیکن کبھو شکایت آئی نہین زبان تک

کیا کوئی اُسکے رنگون گل باغ مین کھلا ہے
شور آج بلبلون کا جاتا ہے آسمان تک

۲۹۰

دو چار دن جو ہون اور [illegible] کاٹے
ناچار صبر کرنا عاشق سے ہو کہان تک

ان [illegible] پہ ہمان [illegible]
[illegible] کو پہونچی ہے استخوان تک

تب عشق کی ہماری پہونچی ہے [illegible]
روئے جہان جہان ہم [illegible]

اب ہم [illegible]

ردیف کاف دوم

[illegible]

ہم نہ سمجھے رابطہ ان کو خطوں سے تھا غلط		ہوتے ہیں ہر خود غلط یہ ہو گیا یہ کیا غلط

کہتے ہو کیا کیا لکھا ہے خط میں مجکو میر نے
کب کہا کن نے ہے سب جھوٹھ افترا بیجا غلط

ردیف ظای معجمہ

جو وہ ہے تو ہے زندگانی سے حظ		مزا عمر کا ہے جوانی سے حظ
نہیں وہ سب کچھ یہ بے لطف ہے		نہ کھانے میں لذت نہ پانی سے حظ

کہا درد دل رات کیا میر نے
اٹھایا بہت اس کہانی سے حظ

ردیف عین

آگے جب اس آتشیں رخسار کے آتی ہے شمع		پانی پانی شرم مفرط سے ہوئی جاتی ہے شمع
ہے مری ہر ایک غزل پر اجتماع		خانقہ میں کرتے ہیں صوفی سماع
وجد میں رکھتا ہے اہل فہم کو		میرے شعر و شاعری کا استماع
نیم بسمل چھوڑ دینا رحم کر		اس شکار افگن کا ہے گا اختراع
کچھ ضرر عاید ہوا میرے ہی اور		ورنہ اس سے سب کو پہونچا انتفاع
یار دشمن ہو گیا اسکے سبب		ہے متاع دوستی بھی کیا متاع

دل جگر خون ہوئے رخصت ہوئے
حسرت آلودہ ہے کیا اشک و داغ

میر درد دل نہ کہہ ظالم ہیں اب
ہو گیا ہے سامعین کو تو صداع

ردیف غین

اب نہیں سینے میں میرے جائے داغ
سوز دل سے داغ ہے بالائے داغ

دل جلا آنکھیں جلیں جی جل گیا
عشق نے کیا کیا ہمیں دکھلائے داغ

دل جگر جل کر ہوئے ہیں دونوں ایک
درمیان آیا ہے جیسے پائے داغ

لالہ و شمع و چراغ
منفعل ہیں سب کہاں لے جائے داغ

کیا عاشقی میں جو چھپانی تھی جلے
منہ بھی اب میر جو ہو پائے داغ

وہ نہیں اب ہے جسکو نہ تھا داغ
کہا تھا کیا سارے رکھنے کا اسکو

صحبت کسو سے رکھنے کا کیا بھی کیا تھا داغ
تھا میر بے دماغ کو بھی کیا بلا دماغ

پاتیں کر ہر ساعت ناشگفتہ دل سے کیا
کرتا ہے اس دماغ پر عطار کا دماغ

دو حرف زیر لب کہے پھر ہو گیا خموش
یعنی کہ بات کرنے کا اسکو رہا دماغ

کر فکر اپنی طاقت فکری بھی ہو ضعیف
اب شعر شاعری کیطرف کب لگا دماغ

آتش زبانی شمع نظم میر کی بہت
اب چاہیے معاف رکھیں جل گیا دماغ

ردیف فا

کیا پیام و سلام ہے موقوف
اہم خاطر ہے شام سے موقوف

جرات حسن یار سے چپ ہیں
حرف و کلام ہے موقوف

روز وعدہ ہے ملنے کا لیکن
صبح موقوف شام ہے موقوف

وہ نہیں ہے سا کہ اولی چھوڑ میں
اب تو تم پر کام ہے موقوف

کتنے یہ فتنے ہیں موجب شور کے | قد و خد و گیسو و لعل خموش
مرگیا اس ماہ بن بن کیا عجب | چاندنی سے ہو جو میرا قبر پوش
صافی نے چادر اپنی ہیں نے کی | اور کیا کرتے ہیں مفلس در پوش
دوستوں کا درد دل ٹک گوش کر | گر نصیب دشمنان ہے درد گوش

جب نہ تب ملتا ہے بازاروں میں میر
ایک لوطی ہے وہ ظالم سرفروش

طرح خوش ناز خوش اسکی ادا خوش | خوشا ہم جو نہ رکھے ہم کو ناخوش
نہیں ناساز فقر اپنا کسو کا | خرابی کی ہماری ہے ہوا خوش
بتوں کے غم میں نالاں جب تب ہوں | نہ راضی خلق مجھسے نے خدا خوش
کلی رکھتی ہے گل ہے دل پریشان | کسو کی اس چمن میں گذری کیا خوش
جہاں تنگ کڑھنے ہی کی جا تھی | کوئی دن نہیں تکلف سے رہا خوش
رہا جو نہیں کرتا زمزمہ میں | مری اس باغ میں گذری سدا خوش

گیا اس شہر ہی سے میر آخر
تمہاری طرز بد سے کچھ نہ تھا خوش

فکر میں مرگ کے ہوں سر در پیش | ہے عجب طور کا سفر درپیش

ردیف صاد

ردیف ضاد

ردیف طا

رکاٹ کر ہم اُسکے قدم کے تلے رکھا
ٹیڑھی ہو اُسکی طرف کلاہ اسطرف ہنوز

رت سے مثل شب ہے مرا تیرا روزگار
آتا نہیں وہ غیرت ماہ اسطرف ہنوز

ھر آگئیں ہین آنکھین مری نقش پا کی طور
پڑتی نہیں ہے یار کی راہ اسطرف ہنوز

سکی جہت سے مرنیکے نزدیک پہونچے ہم
پھرتا نہیں وہ آنکے واہ اسطرف ہنوز

کھین ہماری مند چلین ہین جس بغیر یان
وہ دیکھتا بھی تک نہین آہ اسطرف ہنوز

برسو نسے میر ماتم مجنون ہے دشت مین
روتا ہے آکے ابر سیاہ اسطرف ہنوز

ردیف سین

لامت توڑ اپنا اے جرس بس
نہین اس راہ مین فریادرس بس

جو دل کی نہ کہنے پائی اُس سے
جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس

گل و گلزار سے کیا قیدیون کو
ہمین داغ دل و کنج قفس بس

ترساؤ یکایک مار ڈالو
کرو گے کب تلک ہم پر ترس بس

بت کم دیتے تھے یا دل دکھائی
رہے ہم ہی تو تو نے اس برس بس

لسو محبوب کے ہو گور پر گل
ہمارے خاک کو ہے خار و خس بس

چمن کے غم مین سینہ داغ ہے میر
بہت نکلی ہماری بھی ہوس بس

ردیف شین

مبارک تمھین میر ہو عشق ہونا	بہت ہم تو چھپائے دل کو لگا کر
صاف غلطان خون مین ہے نخچیر یار	لے گیا رنگ اسکے دل سے تیر یا
کوہتی کے میرے طول عمر نے	جور مین تو کچھ نہ تھی تقصیر یا
آکڑون کے پانون مین بیڑی ہوئی	ہاتھ مین سونے کی وہ زنجیر یا
ہو کشیدہ جیسے تیغ آفتاب	میان مین رہتی نہین شمشیر یا

میر ہم تو ناز ہی کھینچا کیے
کیون کے کوئی کھینچے ہے تصویر یار

مذہب سے میرے کیا تجھے میرا دیار اور	مین اور یار اور مرا کاربار او
چلتا ہے کام مرگ کا خوب اسکے دور مین	ہوتا ہے گرد شہر کے روز اک مزار او
بندے کو ان فقیر و مین گنیے نہ شہر کے	صاحب نے میرے مجکو دیا اعتبار او
دلکو تو لاگ ہی ہے نکون آہ کب تلک	اس پر ہے یک عذاب شدید انتظا
بسمل پسند کرکے تڑپنا نہ دیکھنا	ہے میرے صید پیشہ کا طور شکار
مین اسکے گرد رہ کا رہا منتظر جھٹ	سو آنکھین دونون لائین مرے اک غبا
درد سراب جو عشق کا ہو گور تک ہے ساتھ	کچھ یہ نشہ ہے اور ہے اسکا خمار ا
کاہیکو اس فراق سے تھا اضطراب خلق	ہوتا ہے ہاتھ رکھنے سے دل بیقرار

ردیف ر

[illegible]

کیون گریبان کو پھرون پھاڑے میر دامن اسکا تو کیسا ہے چھوٹ کر	

...مرغ چمن صبح ہوئی زمزمہ سر کر	دم کھینچ نہ دل سے کوئی ٹکڑے جگر کر
...آئینہ رو باغ کی بھولو مین جو دیکھا	ہم رہ گئے حیران اسی منہ پہ نظر کر
...بیخبری مجکو ترے دیکھے سے ساقی	ہر لحظہ مری جان مجھے میری خبر کر
...ن جا سے سراپا مین نظر جاتی ہو اُسکی	آتا ہے مرے جی مین نہین عمر بسر کر
...بادسے پتھر پہ ہوئین صنعتین کیا کیا	دل جائے جگر کا دمین کچھ تو بھی ہنر کر
...تی ہے نگہ اُس شوخ کی ہر تا ہے وہ احوال	رہ جائے ہے جیسے کہ کوئی بجلی سے ڈر کر
...شوق کا کیا وصل و رہے ایسا دھرا ہے	تا شمع پتنگا بھی جو پہونچی ہے تو مر کر
...شب طرف اس چہرۂ تابان سے ہو ناکا	پھر چاند نظر ہے نہ چڑھا جی اتر کر

کسب اور کیا ہوتا عوض دینے کے کاش پچھتائے بہت میر ہم اس کام کو کر کر	

...ب ہمکلام ہوتا ہے وہ ہمسے پان کھا کر	کس رنگ سے کرے ہے باتین چبا چبا کر
...ی جملہ تن لطافت عالم مین جانکی ہم کو	مٹی مین اٹ گئے ہین اس خاکدان مین آ کر
...ی و طلب بہت کی مطلب کے تئین نہ پہونچے	ناچار اب جہان سے بیٹھے ہین ہاتھ اٹھا کر

ردیف دال

۲۸۴

ہمین اسیر تو ہونا ہے اپنا اچھا یاد	کشش نہ دام کی دیکھے نہ تو کشش صیاد
نہ دردمندی سے یہ راہ تم چلے ورنہ	قدم قدم پہ تھی یان جاے نالہ و فریاد
ہزار فاختہ گردن مین طوق پہنے پھرے	اسے خیال نہین کچھ وہ سرو ہے آزاد
ہجا نہین اتنے ہی آشوب کیا رہینگے بس	ابھی پڑیگا مرے خون بیگنہ سے زیاد
چمن مین اٹھتی ہین سناٹے سے اے بلبل	جگرخراش نالے ہین تیرے منہ سے زیاد
ثبات قصر و در و بام و خشت و گل کتنا	عمارت دل درویش کی رکھو بنیاد
چمن مین یار ہمین لیگئے تھے وانہولے	ہمارے ساتھ ہی غم ہی دل ناشاد
ہمین تو مرنیکا طور اُسکے خوش بہت آیا	طواف کرنے جو مین نخل ماتم فریاد
نظر نہ کرتے طرف صید کے دم بسمل	یہ ظلم تازہ ہوا اُس کشندے سے ایجاد
چلے نہ تیغ اگر ہم نگاہ عجز کرین	ہماری اور نہ دیکھے خدا کرے جلاد
لگ اُن نے دلین کر انصاف ہمپہ لطف کیا	وہی ہے خشم وہی یانسے جا دہی بیداد
تمام رکھیو بچاؤ ہین اتنو پھر بس مرگ	کہا کنھون نے تو کیا عر. اسمہ استاد

اگرچہ گنج بھی ہے پر خرابیان ہین بہت
نہ پھر خرابی مین اے میر خانمان آباد

عشق لو ہو پی گیا سب ہمین ہے سود و درد	پھول میری خاک سے نکلین کبھی تو زرد زرد

بہت سے تن دردیدہ زرد زرد
اسے لکھی گی میری خاک سے گرد زرد

ردیف دال

...ہادو قفس جس سے مجھے چاہو پوچھ لو	مشہور ہے فقیر بھی اہل وفا کے بیچ
...خر تو مین نے طول دیا بحث عشق کو	کوتاہی تم بھی مت کرو جور و جفا کے بیچ
...ئے جو لب پر آہ تو مین اٹھ کھڑا ہوا	بیٹھا گیا نہ مجھسے تو ایسی ہوا کے بیچ
...قبال دیکھ اس ستم و ظلم و جور پر	دیکھون ہون جسکو ہے وہ اسیکی عطا کے بیچ
...ل اس چمن مین بہتون سے میر لگا لئے	بوے وفا بنالے کسو آشنا کے بیچ

جوش و خروش میر کے جاتے رہے نہ سب
ہوتا ہے شور چاہنے کی ابتدا کے بیچ

ردیف ہای حطی

...دا گیا تو بہنے لگین آنکھین جو کی طرح	کچھ آگئی تھی سرو چمن مین کسو کیطرح
...سیان قبا وہ شوخ سدا غصے ہی رہا	چین جبین سے اسکی اٹھائی الو کیطرح
...الی لڑائی آگے تو تم جانتے نہ تھے	اب یہ نکالی تمنے نئی گفتگو کیطرح
...م جانتے تھے تازہ بنائی جہانکو لیک	یہ منزل خراب ہوئی ہے کبھو کیطرح
...سرسبز ہم ہوئے نہ تھے جو زرد ہو چلے	اس کشت مین پڑے یہ ہماری نمو کیطرح
...ہ دن کہان کہ مست سر انداز خم مین تھے	سرا نتو جو جڑا ہی شکستہ سبو کیطرح
...تسکین دلکی کب ہوئی سیر چمن سے کیے	گو پھول دلمین آگئی کچھ اسکے رو کیطرح

[illegible]

ردیف جیم

[illegible]

کلیون کو توڑنے چٹ پٹ ہی باغبان جو توڑا	بلبل کے دل جگر کو ظالم لگی ہے کیا چپٹ
جی ہی ہٹے نہ میرا تو اسکو کیا کرون مین	ہر چند بیٹھتا ہون مجلس مین اُس سے ہٹ ہٹ
دیتی ہے طول بلبل کیا نالہ و فغان کو	دل لے الجھنے سے ہی یہ عاشقونکی پٹ پٹ
مرتے نہ تھے ہم ایسے دریا پہ جب تھا تکیہ	اس گھاٹ گاہ و بیگہ رہنے لگا ہی جمگھٹ
رک رک گے دل ہمارا بیتاب کیون نہووے	کثرت سے درد غم کی رہتا ہے سینہ جھرمٹ

شب میر سے ملے ہم اک وہم رہ گیا ہے
اسکے خیال مو مین اب تو گیا بہت لٹ

خدا جانیے ہووے گی کیا نہایت	اجل تو ہے دل کے مرض کی ہدایت
سخن غم سے آغشتہ خون ہو لیکن	نہین لب مری آشنائی شکایت
نہین یہ گنہگار ملنے کے قابل	کرم کریے تو مہربانی عنایت
گیا آسمان پر جو نالہ تو کیا ہے	نہین یار کے دلمین کرتا سرایت

ہمین عشق مین میر چپ لگ گئی ہے
نہ شکر شکایت نہ حرف و حکایت

ردیف تا ی

تری جستجو یار کی ہے عبث	یہ کوشش گنہگار کی ہے عبث

[illegible]

منہ دکھاتی ہے آرسی ہر صبح
خوب ہے چہرۂ پری لیکن
تو بھی اپنی تو ٹک دکھا صورت
آگے اسکے ہی کیا بلا صورت

قطعہ

کب تلک کوئی جیسے صورت ہا
ایک دن تو یہ کہہ کہ ملنے کے
آوے پیاری بنا بنا صورت
تو بھی ٹھہرا کے کوئی لا صورت

حلقے آنکھو ںمین پڑ گئے منہ زرد
ہو گئی میر تیری کیا صورت

وصل دلبر نہ ٹک ہوا قسمت
ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی
شیخ جنت تجھے مجھے دیدار
پھول چین ہاتھوں نسے سبھونکو دیے
مر چلے ہجر مین ہی یا قسمت
ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت
وان بھی ہر ایک کی ہے جدا قسمت
زخم تیغ اُسنسے اپنی تھا قسمت

کیا ازل مین ملا نہ لوگون کو
تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

زخم جھیلے داغ بھی کھائے بہت
جب نہ تب جاگہ سے تم جایا کیے
دل لگا کر ہمنو پچھتائے بہت
ہم تو اپنی اور سے آئے بہت

ردیف تای ہندی

[illegible]

بے سبب آتا نہین اب دمبدم عاشق کو غش — درد کھینچا ہے نہایت رنج اٹھایا ہے بہت
وادیِ کہسار مین روتا ہون ڈاڑھین مار مار — دلبران شہر نے مجکو ستایا ہے بہت
وا نہین ہوتا کسی سے دل گرفتہ عشق کا — ظاہرا غمگین اسے رہنا خوش آتا ہے بہت

میر گم گشتہ کا ملنا اتفاقی امر ہے
جب کبھو پایا ہے خواہشمند پاتا ہے بہت

ردیف ت

۲۸۰

عجب نہین ہے نجانے جو میر چاہ کی ریت — سنا نہین ہے مگر یہ کہ جوگی کسکی میت
مت ان نمازیون کو خانہ ساز دین جانو — کہ ایک اینٹ کی خاطر یہ ڈھاتے ہینگے مسیت
غم زمانہ سے فارغ ہین مایۂ باختگان — قمار خانۂ آفاق مین ہے ہار جیت
ہزار شانہ و مسواک و غسل شیخ کرے — ہماری عندیٔ مین تو ہے وہ خبیث پلیت
کسو کے بستر و سنجاب و قصر سے کیا کام — ہماری گور کی بھی ڈھیر مین مکان ہے میت
ہوئے ہین سوکھ کے عاشق طنبورے سے تمام — رقیب دیکھو تو گاتے ہین بیٹھے اوری میت
شفق سے ہین در و دیوار زرد شام و سحر — ہوا ہے لکھنؤ اس رہگذر مین پیلی بھیت
کہا تھا ہمنے بہت بولنا نہین ہے خوب — ہمارے یار کو سو اب ہمین سے بات چیت

ملے تھے میر سے ہم کل کنار دریا پر
فتیلہ مو وہ جگر سوختہ ہے جیسے اتیت

[illegible]

بجلی سی اک تجلی آئی تھی آسمان سے	آنکھیں لگا رہے ہیں اہل نظر ادھر سب
اس ماہ بن تو اپنی دکھ میں بسر ہوئی تھی	کل رات آگیا تو وہ دکھ گیا ہے سب

قطعہ

کیا فہم کیا فراست ذوق و بصر سماعت	تاب و توان طاقت یہ کر گئی سفر سب
منزل کو مرگ کے تھا آخر مجھے پہونچنا	بھیجا ہے میں نے اپنا اسباب پیشتر سب

دنیا میں حسن و خوبی میر ایک عجب شے ہے
رندان و پارسایان جس پر رکھیں نظر سب

شیونہیں شب کی ٹوٹی زنجیر میر صاحب	اب کیا مری جنوں کی تدبیر میر صاحب
ہمسر نہ کھینچتے تو وہ تیغ کھینچ نہ سکتے	اپنا گناہ اپنی تقصیر میر صاحب
کھنچتی نہیں کمان اب ہمسے ہو اگل کی	باد سحر لگی ہے جون تیر میر صاحب
کب ہیں جوانی کیسی اشعار شور آور	شاید کہ کچھ ہوئے ہیں اب پیر میر صاحب

تم کس خیال میں ہو تصویر سے جو چپ ہو
کرتے ہیں لوگ کیا کیا تقریر میر صاحب

سب آتش سوزندہ دل سے ہو جگر آب	بے صرفہ کرے صرف نہ کیوں دیدۂ تر آب
پھرتی ہے اڑی خاک بھی مشتاق کسو کے	سر مارے کرتا ہے پہاڑوں میں بسر آب

ردیف تای

ہمیشہ التفات اسکی کسو کے بخت سے ہوگا
نہیں شرمندہ مین تو اسکی لطف گاہ گاہی کا

برنگ کہربائی شمع اسکا رنگ جھمکی ہے
دماغ بیہر اسکو کب ہو بیبری رنگ کاہی کا

کرڑھینگے عہد کے درویش سے اور کیا یارو
کیا ہے لڑکون نے دنیا انھونکو تاج شاہی کا

خراب احوال کچھ بکتا پھرے ہے دیر و کعبے مین
سخن کیا معتبر ہے میر سے واہی تباہی کا

دیکھو نمین اپنی رات کو خون ناب تھا سو تھا
جی دل کے اضطراب سے بیتاب تھا سو تھا

آکر کھڑا ہوا تھا بصد حسن جلوہ تاک
اپنی نظر مین وہ در نایاب تھا سو تھا

ساون ہرے نہ بھادو نمین ہم سوکھے اہل درد
سبزہ ہماری پلکون کا سیراب تھا سو تھا

درویش کچھ گھٹا نہ ملا ملک شاہ سے
فرقہ کلاہ پاس جو اسباب تھا سو تھا

کیا بھاری بھاری قافلے یانسے چلے گئے
تجکو وہی خیال گران خواب تھا سو تھا

برسونسے ہے تفاوت سجادہ و نہار
ہر مسل دل خیال گران خواب تھا سو تھا

ہم خشک لب جو رفتہ رہے جوئین پہ چلے
پر میر دست عشق کا بے آب تھا سو تھا

ردیف بای

ماہ صیام آیا ہے کر قصد اعتکاف اب
جا بیٹھیں میکدہ مین مسجد سے اٹھکے صاف اب

...نہ کہا کچھ نہ آپھرا نہ ملا	کیا جواب ان مرے سوالوں کا

دم نہ لے اسکی زلفون کا مارا
میر کاٹا جیے نہ کالون کا

احوال نوچھو کچھ ہم ظلم رسیدونکا	کیا حال محبت کے آزار کشیدون کا
دیوانگی عاشق کی سمجھو نہ لباسی ہے	صد پارہ جگر بھی ہے ہم جامہ دریدونکا
عاشق ہے دل اپنا تو گلگشت گلستان مین	جدول کے کنارے کی تو بادہ دمیدونکا
نا چار گئے مارے میدان محبت مین	پایا نہ کیا چارہ کچھ اُسکے شہیدونکا
پتے کے کھڑکنے سے ہوتی ہے ہمین وحشت	کیا طور ہے ہم اپنے سائے سے رمیدونکا
کیا کیا نہ گیا اُس بن صبر اور دماغ و دل	رونق گئی بستر سے پھر نور بھی دیدونکا

کرتے ہین پس از سالی دل شادگی تک کر
سو میر وہ ملنا بھی اب ترک ہے عیدونکا

...سطح تھا جو ہاتھو نہین تھا اسکے رخ گلفام کا	ہاتھ ملنا کام ہے اب عاشق بدنام کا
کچھ نہین عنقا صفت پر شہرۂ آفاق ہون	...سے قابل ہی ہونا ہین میرے نام کا
...بحر کی اپنی بڑی چھوٹی جو کٹ جاتی کہین	اسمین کچھ نقصان ہونا تھا مگر ایام کا
...دون یاد زلف مین اسکے تو پھر روتا رہون	صبح تک جاتا نہین ہے مینھ آیا شام کا

دیر مین جو مین گدایانہ گیا اُدھر سا گئے
کیا کہین حسرت لیے جیسے جہان سے کوئی جائے

شاہ جی کیسے کدھر سے آپکا آنا ہوا
یار کے کوچے سے اپنا اسطرح جانا ہوا

میر تیران جور کیشو نکے جو کھائے بیشمار
چھاتی اب چھلتی ہے میری ہی جگر چھانا ہوا

کیا کہے حال کہین دل زدہ جا کر اپنا
دل نہ اپنا ہے محبت مین نہ دلبر اپنا

دور بے یار مین ہے حال دل ابتر اپنا
ہمکو سو کوس سے آتا ہے نظر گھر اپنا

یک گھڑی صاف نہین ہمسے ہوا یار کبھی
دل بھی جون شیشۂ ساعت ہی مکدر اپنا

ہر طرف آئینہ دار مین ہے اسکے رو کے
شوق سے دیکھیے منہ ہووے ہے کدھر اپنا

لب بلب کم کے نہ اس گلکے کبھو ہم سوئے
نہ بساط خسک و خار ہے بستر اپنا

کسطرح حرف ہو ناصح کا موثر ہم مین
سختیان کھینچتے ہی دل ہوا پتھر اپنا

کیسی سوائی ہوئی عشق مین کیا نقل کرین
شہر و قصبات مین مذکور ہے گھر گھر اپنا

اُس گل تر کی قبا کے کہین کھوتے تھے بند
رنگون گلبرگ کے ناخن ہے معطر اپنا

تجھسے بیرحم کے لگ لگنے نہ دیتے ہرگز
زور چلتا کچھ اگر چاہ مین دل پر اپنا

پیش کچھ آؤ ہمین ہم تو ہین ہر صورت سے
مثل آئینہ نہین چھوڑتے ہم گھر اپنا

دل بہت کھینچتی ہے یار کے کوچے کی زمین
لو ہوا اس خاک پہ گرنا ہے مقرر اپنا

کیا تم کو پیار سے وہ اے میر منھ لگاوے
پہلے ہی چومے تم تو کاٹو ہو گال اسکا

زار رکھا بیحال رکھا بیتاب رکھا بیمار رکھا
حال رکھا کچھ بھی ہمنے عشق نے آخر مار رکھا

میلان اسکا تھا کا ہیکو جا الفت کیجئو نکے
اپنی طرف سے ہمنے ابتک اس ظالم سے پیار رکھا

عشق بھی ہم مین ہاے تصرف کیسے کیسے کرتا ہے
دلکو چاک جگر کو زخمی آنکھونکو خونبار رکھا

کیا پوچھو ہو وے نبگے اکابر فاضل کامل صاحب رنج
عزت والے کیا لوگونکو گلیونمین ان نے خوار رکھا

کام اس سے ایکطور پہ لیتے بطور اسکو ہوئے نہ دیتے
حیف ہے میر سپہر دون نے ہمسے اسکو نہ یار رکھا

دل اُٹ دن ہے ہو سینے مین عشق ملتا
ہر چند چاہتا ہون پر جی نہین سنبھلتا

اتنو بدنہین سارے اک پھنک ہی ہوا تش
وہ مہ گلے سے لگتا تو یون جگر نہ جلتا

شب ماہ چاردہ تھا کس حسن سے نمایان
ہوتا بڑا تماشا جو یار بھی نکلتا

اے رشک شمع گویا تو موم کا بنا ہے
جناب مین تجھی کو دیکھا ہے یون پگھلتا

تکلیف باغ ہمکو یارون نے کی وگرنہ
گل پھول سے کوئی دم اپنا بھی دل بہلتا

رونیکا جوش ویسا آنکھونکو ہے یعنہ
جیسے ہو ود کوئی برسات مین ابلتا

کرتا ہے وہ سلوک اتنو جس سے کہ جان جاوے
ہم میر یون نہ مرتے اسیر جو دل نہ جلتا

میر کو کتنے دنوں سے رہتی تھی بے طاقتی
رات دل تڑپا بہت شاید کہ مر کر رہ گیا

عجب نار نے کیا گرمی بازار سے پایا
کبریت نمط جن نے لیا مجھکو جلایا

بیتاب نہ تیغ ستم دہر رہا مین
جبتک نہ گئی جان مجھے صبر نہ آیا

جانا فلک دون نے کہ سرسبز ہوا مین
گر خاک سے سبزہ کوئی پژمردہ اُگایا

اس رخ نے بہت صورتین لوگونکی بگاڑین
اس قد نے قیامت کا سا ہنگامہ اٹھایا

مت راہ سخن دے کہ پھر آپ ہی تو کہے گا
کیون مین نے محبت کی عبث منہ کو لگایا

ہر چند کہ تھی بجھنے کی جا بے ترے لب
پر گالیان اپنی دین انھونسے کہ رجھایا

گردش مین رہا کرتے ہین ہم دید مین انکے
آنکھون نے تری خوب سماں ہمکو دکھایا

کس روز یہ اندوہ جگر سوز تھا آگے
کب شب لب و یارب بھی مری یونہین جدا یا

دن جی کے الجھنے کی ہر جگہ مین کٹی ہے
رات اسکے خیالات سے رہتے ہین قضا یا

کیا کیسے دماغ اسکا کہ گلگشت مین گل میر
گل شاخون سے جھک آئے تھے پر منہ نہ لگایا

جب گل کبھو اپنے تئین یار کی رو سا
تب آنکھون تلے میرے اُترتا ہے لہو سا

تحقیق کرون کس سے حقیقت کے نشتے کو
خضراب لے کہتا ہے آتش کے ہو سا

مین گلستانمین آکے عبث آشیان کیا
بلبل نے بھی نہ طور گلون کا بیان کیا

پھر اسکے ابردان کا خم وتاب ہے وہی
تلوار کے تلے بھی مرا امتحان کیا

دون کسکو دوس دشمنی جانی تھی دوستی
اس سود مین صریح مین نقصان جان کیا

گالی ہے حرف یار قلم نے قضا کی ہاے
صورت نکالی خوب دلی بدزبان کیا

اس جنبش خرش کے پیچھے کھپا مین جاؤ کیا
مین نے کسو کا کیا کیا اپنا زیان کیا

اڑکے جا نا باد کے یک شہر کرتے ناز
آجاتے ہین بغل مین اشارہ جہان کیا

مین منتظر جواب کا نامے کے مرگیا
ناچار میر جان کو اُدھر روان کیا

دفا بھی مہر بھی اخلاص تھا تلطف تھا
کبھو مزاج مین اسکے ہمین تصرف تھا

جو خوب دیکھو تو ساری وہی حقیقت ہے
چھپانا چہرے کا عشاق سے تلطف تھا

اسیر عشق نہین باد خواہ خون رکھتے
ہمارے قتل مین اُسکو عبث توقف تھا

نہ پوچھو خوب ہی بد عہد یونکی مشق اُسکو
ہزار عہد کئے پر وہی تکلف تھا

جہا نمین میر سے کاہیکو ہوتے ہین پیدا
سنا یہ واقعہ جن نے اُسے تاسف تھا

جنونمین ساتھ تھا کل لڑکونکا لشکر جہانین تھا
چلی آتی تھی چار دن ماد رہے تھے جہانمین تھا

۲۷۲

عاشقونکی پائمالی مین اسے اصرار ہے
چشمک اس سر کی سی دلکش دید مین آئی نہین

یعنی وہ محشر خرام اب پانون پھیلانے لگا
گو ستارہ صبح کا بھی آنکھ جھپکنے لگا

کیونکر اس آئینہ روسے میر ملیے بیحجاب
وہ تو اپنے عکس سے بھی دیکھو شرمانے لگا

ضبط کرنے کرتے اب جو لب ہین نے وا کیا
آنکھ پڑتی تھی تمھاری منہ پہ چنبک چین تھا
گو رہی اُسکو جھنکائی عشق جسکے ہان گیا
دیکھ خبطی مجبور ستے بند ہو جاتی ہین اب

سو بھی رہتا ہون یہ کہتا ہای دل نے کیا ک
کیا کیا تمنے کہ مجھ بیتاب اسے پردہ کیا
اس طبیعت بدشگون نے کسکے تئین اچھا کیا
عشق نے کیا کوچہ و بازار مین سوا کیا

لوگ دل دیتے سنے تھے میر دہی گذار ہے جی
ایک اپنے طور پر ان نے بھی اک سودا کیا

سینہ کوبی ہے طپش سے غم ہوا
آنکھین دوڑین خلق جا اُدھر گری
کیا لکھون رویا جو لکھتے جون قلم
ہم جو اس بن خوار ہین حد سے زیاد
آگیا یون ہی خرامان وہ تو پھر

دل کے جانے کا برا ماتم ہوا
اٹھ گیا پردہ کہان ادھم ہو
سب مرے نامے کا کاغذ نم ہوا
باریا تنگ آن کر کیا گم ہوا
حشر کا ہنگامہ ہی برہم ہوا

…و تیر چلا اسکا سو میر بطرف آیا	اس عشق کے میدان مین ہی تو نشانا تھا
…جب تونے نظر پھیری تب آ گئی ہاسکی	مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ بہانا تھا
…ب و غزل کہتا مین اس مین بین لیکن	پردے مین مجھے اپنا احوال سنانا تھا

کہتا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
کل میر کھڑا تھا یان سچ ہے کہ دیوانہ تھا

…ہل ایسا نتھا آخر جی سے مرا جانا تھا	ٹک رنجہ قدم کر کر مجھ تک اسے آنا تھا
…یا مو کی پریشانی کیا پردے مین بہائی	منہ یار کو ہر صورت عاشق سے چھپانا تھا
…لذت سے نتھا خالی جانا تہ تیغ اسکے	اے صید حرم تجکو اک زخم تو کھانا تھا
…یا صورتین بگڑی ہین مشتاقونکی ہجر امین	اس چہرے کو اے خالق ایسا نہ بنانا تھا
…ت سہل ہمین سمجھو پہونچے تھے ہم تب ہم	برسون تئین گردون نے جب خاک کو چھانا تھا
…کیا ظلم کیا بیجا یاراجیون سے ان نے	کچھ شور بھی تھی اسکی کچھ اسکا ٹھکانا تھا
…ی شور قیامت اٹھ صدمے سے قیامت سے	خوابیدہ مری خون کو ظالم نہ جگانا تھا
…وباغ وبہار آیا گل پھول کہین پایا	جلوہ اسے یان اپنا صد رنگ دکھانا تھا

کہتے نہ تھے ہم وان سے پھر آ چکے جیتے ہم
میر اس گلی مین تم کو زنہار نہ جانا تھا

اعجاز منہ تکے ہے ترے لب کے کام کا
کیا ذکر یان مسیح علیہ السلام کا

رقعہ ہین جو آتے ہو سو تیر مین سندھا
کیا دیجے جواب اجل کے پیام کا

کچھ سدھ سنبھالتی ہو کبھی ان نے بگڑی میر
ممنون مین نہین ہون جواب سلام کا

منہ دیکھو مدرکا کہ تری روکشی کرے
تو یون ہی نام لے ہے کسو ناتمام کا

نوبت ہو اپنی جب کبھی کوچ کا ہے شور
بجنا سنا نہین ہے کبھو یان مقام کا

کنج لب اسکا دیکھ کے خاموش رہ گئے
یعنی کہ تھا مقام یہ ختم الکلام کا

اس رو و مو کے محو کو کیا روزگار سے
جلوہ ہی کچھ جدا ہے مرے صبح و شام کا

صاحب ہو مار ڈالو مجھے تم دگر نہ کچھ
جز عاشقی گناہ نہین ہے غلام کا

کب اقتدا ہو مجھسے کسو کی سوائے میر
بندہ ہون دل سے مین اسی سیّد امام کا

ہو نشان کیون نہ تیر خوبان کا
مجھ پہ تو دا ہوا ہے طوفان کا

ہاتھ زنجیر ہو جنون مین رہا
اپنی زنجیرۂ گریبان کا

چپکے دیکھو جھمکتے وے لب سرخ
ذکر یان کیا ہے لعل و مرجان کا

ایک رہزن ہوا اسکی کافر زلف
غم ہی رہتا ہے دین و ایمان کا

عمر آوارگی مین سب گذری
کچھ ٹھکانا نہین دل و جان کا

...کر لگی ہے پانو میں زلف اسکی بیچدار	بازی نہیں یہ سانپ جو کوئی کھلائیگا
...نی رہیگی خاک جنون کرتی دشت دشت	کچھ دست اگر یہ بے سر و سامان پائیگا

درپے ہے اب وہ قاتل صد کینہ جو بہت
دیکھیں تو میر کے تئیں کوئی بچائیگا

...وہ جو گلشن میں جلوہ ناک ہوا	پھول غیرت سے جل کے خاک ہوا
...و سکے دامن تلک نہ پہونچا ہاتھ	تھا سر دست جیب چاک ہوا
...کس قدر تھا جیب شیخ شہر	اسکے مرنیسے شہر پاک ہوا
...ریے اس شنک خور کی گرمی سے	کچھ تو ہے ہمسے جو تپاک ہوا

میر ہلکان ہو گیا تھا بہت
سو طلب ہی میں پھر ہلاک ہوا

...ارتے ہمیں کو یون آن کر کے مارا	مہر بت دگر سے طوفان کر کے مارا
...بت کا میری بوجہ آئینے سو کرنے ہے	یعنی کہ اُن نے مجکو حیران کر کے مارا
...گانہ جان اُن نے کیا چوٹ رات کو کی	منہ دیکھ دیکھ میرا پہچان کر کے مارا
...لے گلے لگایا پھر ست جو ڈھایا	مارا تو اُن نے لیکن احسان کر کے مارا
...س ست عہد نے کیا کی تھی قسم مجھی سے	بہتوں کو اُن نے عہد و پیمان کر کے مارا

دل اگر کہتا ہون تو کہتا ہے وہ بیدل ہو گیا
الیسے نادان دلربا کے ملنے کا حاصل ہے کیا

جانتا باطل کسو کو یہ قصور فہم ہے
حق اگر سمجھے تو سب کچھ حق ہی یان باطل ہو گیا

یان کوئی دن رات وقفہ کرکے قصد آگے کا کر
کاروان گاہ جہان رفتنی منزل ہو گیا

تکتے ہی ہین اُسکے سو ہم تک رہے ہین ایک سے
دیدۂ حیران ہمارا دیدۂ بسمل ہے کیا

وہ حقیقت ایک ہی ساری نہین ہے سب مین تو
آب سا ہر رنگ مین یا اور کچھ شامل ہو گیا

چوٹ میرے دلمین ایسی ہو کہ ہو نہین دم بخود
وہ کشندہ یونہین کہتا ہو کہ تو گھایل ہو گیا

کہتے ہین ظاہر ہے ایک ہی ہفت اقلیم مین
اس عبارت کچھ نہین معلوم کچھ محمل ہے کیا

ہم تو سو سو بار مر رہتے ہین ایک ایک آن مین
عشق مین اُسکے گذرنا جان سے مشکل ہے کیا

شاخ پر گل یا نہال اُدھر جھکے جاتے ہین سب
قامت دلکش کا اُسکے سرو ہے مائل ہو گیا

مرثیہ میرے بھی دل کا رقت آور ہے بلا
محتشم کو میر مین کیا جانون اور مقبل ہے کیا

ان دلبرون سے رابطہ کرنا ہے کام کیا
کر ایک سلام پوچھنا صاحب کا نام کیا

حیرت سے کھولین چشم تماشا کہان کہان
حسن و جمال ایسا ہی اسکا خرام کیا

کی اک نگاہ گرم جہان اُس سے مل گئے
عاشق کو دلبرون سے سلام و پیام کیا

شکر خدا کہ سر نہ فرو لائے ہم کہین
کیا جانین سجدہ کہتے ہین کسکو سلام کیا

خاک و خون میں لوٹ کر یہاں ہی کا لطف کو عمر گیا
جان کو کیا جو سلامت ہم جہان میں لے گیا
سرگزشت عشق کہنے کو نہ پہنچایا ان کوئی لے گیا
سرمہ پیش دوستان یہ داستان میں لے گیا
عرصۂ دشت قیامت باغ ہو جاتا سب
اسطرح سے جو یہ چشم خونفشان میں لے گیا
ذکر دل جا بیٹھا وہ جس سے سینہ کس کہنے لگا
یہ سناتے ہوئے کیا مہربان میں لے گیا
ہر کہ جہان سرو وفا کی جنس تھی میر نے
لیکن اسکو بھی لایا جہان میں لے گیا
ریختہ کا بیٹھو تھا اس رتبہ عالی میں میر
جو زمین نکلی اسے تا آسمان میں لے گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوان سوم

میرے مالک نے مرے حق میں یہ احسان کیا	خاک ناچیز تھا میں سو مجھے انسان کیا
اس سرے دل کی خرابی ہوئی اے عشق دریغ	تو نے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا
ضبط تھا جب تئیں چاہت نہ ہوئی تھی ظاہر	اشک نے بہ کے مرے چہرے پہ طوفان کیا
انتہا شوق کی دل کی جو صبا سے پوچھی	اک کف خاک کوئی ان نے پریشان کیا

مجکو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

دین و دل کی غم کو آسان ناتوان میں لے گیا	یا محبت کہکے یہ بار گران میں لے گیا

جو زمین تقلید عمل تھی
بیسرا ہی خلل میں
مجنون سے باغ میں نکلا
دل لوٹ گیا تو خون سر نکل تھا
چشم یہ بہت ہی اسکی بھووین
نہیں سب کی نظر میں بتندل تھا
افسوس یہ [illegible]
یکبار گی [illegible]

اس فن میں نظر ہی کا [illegible]
تھا نزع میں دست [illegible]
کرنا جنون جہان [illegible]
اک جمع [illegible]
شب شمع کی بھی مجلس میں [illegible]
ہم آگے شوق [illegible]
رخ [illegible]
گھر میں [illegible]
ہر سم [illegible]
شیخ [illegible]
ایمان [illegible]
اپنی بھی [illegible]
باغ میں ہماری ساری [illegible]
نو خط [illegible]
بنتی اسے ذوق اے میر عادت ہے
یہ جو دل تو خون کیا تو [illegible] آیا
دل

جل گیا دل مگر ایسی جو بلا نکلی ہے
نزع میں کیون جاتی ہے منہ سے ہوا نکلی ہے
نفت دل قطرۂ خون ہو کے جگر ہو ہو کے
کیا کہون میں بہری آنکھ سے کیا نکلی ہے
میں جو برسو لگون ہون دیکھ ہو کے مضطر
آنسو ہمیر سے ساتھ کیا نکلی ہے
یار ساقی دھری رہی پیالی کسی مین شیخ
وہ اس راہ کچھ مستی میں آ نکلی ہے
گو کہ پردہ کرے جون ماہ شب ابر وہ شوخ
کب چھپا رہتا ہے ہر چند چھپا نکلی ہے
پھر مین مچائی ہین آسمان سے اس [illegible]
سیکڑوں میں سے وہ تلوار چلا نکلی ہے
بنی ہے ساتھ اسکے کبھی سجدہ ہی و
جی مجھتا ہے جو اس بت میں ادا نکلی ہے
کہیں نالہ کستان ہم میں کہ عرس ادر
شور و ہنگامے کا اک طور بنا نکلی ہے
اجرے خالی نہیں عشق میں مارا جانا

کب ملے میر ملک دارون سے	وہ گدائی شہ ولایت ہے

مطرب نے غزل میر کی کل مین نے پڑھائی
اللہ رے اثر سب کے تئین رفتگی آئی

اس مطلع جانسوز نے اوسکے لبو پر
کیا کہیے کہ کیا صوفیونکی چھاتی جلائی

خاطر کے علاقے کی سبب جان کھپائی
اس دل کی دھڑکنے سے عجب کوفت اٹھائی

گو اس رخ مہتابی سے وان چاندنی جھلکی
یان رنگ شکستہ سے بھی چھٹتی ہے ہوائی

ہر بحر مین اشعار کہے عمر کو کھویا
اس گوہر نایاب کی کچھ بات بنائی

بھیڑین ٹلین اس برے خمار کے ملتے
لاکھوں مین اوس اوباش نے تلوار چلائی

دل اور جگر جل کے مرے دونون ہوئے خاک
کیا پوچھتے ہو عشق نے کیا آگ لگائی

قاصد کے تصنع نے کیا دل کے تئین داغ
بیتاب مجھے دیکھ کے کچھ بات بنائی

جھپکی ہے مری آنکھ لب لعل بتان سے
اسکے تئین چاہتی ہے ساری خدائی

مین دیر ہو چکے نہ کیا قصد حرم پھر
اپنی سے جرس نے کی بہت ہرزہ درائی

فریاد انھیں رنگون ہے گلزار مین ہر صبح
بلبل نے مری طرز سخن صاف اڑائی

مجلس مین مرے ہوتے رہا کرتے ہو چپکے
یہ بات مری ضد سے تمھین کن نے بتائی

گردش مین جو ہین میر مہ و مہر ستارے
دن رات ہمین رہتی ہے یہ چشم نمائی

ہے کسی پر جو کوئی سر کہیں پان بھی پا نکلی ہے
کس چلے ہے کہ اس غریب عنبر سے بو نکلی ہے
ناز کرتے ہوئے اس راہ صبا نکلی ہے
کیا ہوا اقبال سر اس دشمن جان کے آتے
متوجہ ہے ہر ایک سے سوبار دعا نکلی ہے
سیرے چین کا بھی دل جیسے بلا سے اپنا
نکلے ہے چھاتی سے لگا نکلی ہے
داغ ہو رہے ہیں دل عطار و طبیب
دیکھے ہوئے اس کی دوا نکلی ہے
مارے ہے بیماری کی رفتار کہ [illegible]
دل کے بیتابی کا [illegible]

تمام شد دیوان دوم

بسم اللہ

دیدنی ہے شکستگی دل کی	کیا عمارت غمون نے ڈھائی ہے
ہر تصنع کہ لعل ہین وے لب	یعنی ایک بات سی بنائی ہے
دلسے نزدیک اور اتنا دور	کس سے اوسکو کچھ آشنائی ہے
بیستون کیا ہے کوہ کن کیسا	عشق کی زور آزمائی ہے
جس مرض مین کہ جان جاتی ہے	دلبرون ہی کی وہ جدائی ہے
یان ہوئے خاک سے برابر ہم	وہان وہی ناز خود نمائی ہے
ایسا موتی ہے زندہ جاوید	رفتۂ یا تھا جب آئی ہے

مرگ مجنون سے عقل گم ہے میر
کیا دیوانے نے موت پائی ہے

سیر کی ہمنے ہر کہین پیارے	پھر جو دیکھا تو کچھ نہین پیارے
خشک سال وفا مین ایک مدت	پلکین لوہو مین تر رہین پیارے
یک نظر دیکھنے کی حیرت مین	آنکھین تو پانی ہو بہین پیارے
پہونچی ہے ضعف سے یہ اب حالت	جہان پہونچا رہا وہین پیارے

بجھ گلی مین رہے ہے میر اگر
دیکھین ہین جب نہ تب نہین پیارے

۲۶۵ کلیات

کیفیت چمن جہان تو تیغ جلادون سے سر بسیط
وان مین بھی ہون ضرور شہادت کے واسطے
سجدہ کسو کا سر ہے تو در یار پہ سر رکھ
ہمجا ہے پای اگر شرط عبادت کے واسطے
آئے نہ تہہ تو ویسی عمر پنج عبادت کے واسطے

زندگانی چین ہے مرجائے
کچھ نہین تو یہ شعر کہ جائے
آئے ہین جو یان تو کچھ نہین سوچ ہے
قصد ہے سیکے کا ایسے دربار جائے
کیا ہے منہ جو اب ہے سو خرابہ
خانمان آباد جو ہے کہ گھر جائے
ہر لشکر مین اٹھیے سر کہ جائے

ہم مرون اسقدر یہ پیا میر
عشق کر کیسے اور بتانا میر
دل مرا مضطرب نہایت ہے
بلکہ آخر ہان کی ہوا داری ہے

عاشقی اب بلا ہے ہمین سرکار کی کفایت ہے
ہم سے عشق مین یہی رعایت ہے

نہ بھائین تجھے میری باتین وگرنہ | رکھی دھوم شہرونمین اس گفتگو...
رقیبوںسے سرجوڑ بیٹھو ہو کیون کر | ہمین تو نہین دیتے ٹک پاؤن چھو...
پھر اس سال سو پھول سونگھاتے ہین نے | دیوانہ کیا تھا مجھے تیری بو...
مداوا نکرنا تھا مشفق ہمارا | جراحت جگر کے لگے دکھنے دو...
کڑھایا کسو کو کھپایا کسو کو | برائی ہی کی سب نے اُس خوب...
وہ گھر اک ہے شور جسکا جہان مین | پڑی ہینگے اسکے محل آج سو...

تری چال ٹیڑھی تری بات روکھی
تجھے میر سمجھا ہے یان کم کسو نے

پٹہ بازی سے چرخ گردان کی | سر ہمارے ہین گوے میدان کی...
جی گیا اُسکے تیر کے ہمراہ | تھی تواضع ضرور مہمان کی...
ہین یہ مژگان و ابروے خنجر و تیغ | ترچھی پلکین تری بھوین بانکی...
پھوڑ ڈالین گے سر ہی اُس در پر | منت اٹھتی نہین ہے دربان کی...
میر دامن سے گفتگو کریے | بات بگڑی لب گریبان کی...
اُس بت شوخ کی ہے طینت مین | دشمنی میرے دین و ایمان کی...
آدمی سے ملک کو کیا نسبت | شان ارفع ہے میر انسان کی...

اس تنگنای دہر مین تنگی نفس سے کی | جون صبح ایکدم ہی ہے ہم جو یان رہے

آل قافلے سے گرد ہماری نہ ٹک اٹھے
حیرت ہے میر اپنے تئیں ہم کہان رہے

کیا حال بیان کرے عجب طرح پڑی ہے | وہ طبع تو نازک ہو کہانی یہ بڑی ہے
کیا فکر کرو ہمین کہ ٹلے آگے سے گردون | یہ گاڑی مری راہ مین بیڈول اڑی ہے
ہی چشمک انجم طرف اس مہ کے اشارا | دیکھو تو میری آنکھ کہان جاکے لڑی ہے
کیا اپنی شرر ریزی کہین پلکون کے صف کی | ہم جانتے ہین ہم پہ جو یہ باڑھ چڑھی ہے
وے دن گئے جو پہرون لگی رہتی تھین آنکھین | اب یان ہمین مہلت کوئی پل کوئی گھڑی ہے
ایسا ہوا ہوگا کوئی واقعہ آگے | اک خواہش دل ساتھ ہی جیتی گڑی ہے
کیا نقش مین مجنون ہو کہ تھی رفتگی عشق | لیلے کی بھی تصویر تو حیران کھڑی ہے
جاتے ہین چلے متصل آنسو جو ہمارے | ہر تار نگہ آنکھو نمین موتی کی لڑی ہے
کھینچتا ہے نہین ہمسے قدم خم شدہ ہر گز | یہ سست کمان ہاتھ پر اب کتنی کڑی ہے
گل کہاتے ہین افراط سے ہین عشق مین اسکے | اب ہاتھ مرا دیکھو تو پھولونکی چھڑی ہے

وہ زلف نہین منعکس دیدۂ تر میر
اس بحر مین اشعار سے زنجیر پڑی ہے

۲۶۳

ان دلبرون کو دیکھ لیا بیوفا ہین یہ
بے دید و بے مروت و ناآشنا ہین یہ
حال آنکہ خصم جان ہین پر دیکھیے جو خوب
ہین آرزو دو دلونکی بھی یہی مدعا ہین یہ
اب حوصلہ کرے سب ہمارا بھی تنگ ان
جانے بھی دو ہو تو شے تین کیا خدا ہین یہ
گل پھول اس چمن کے چلو صبح دیکھ لین
شبنم کے رنگ پر کوئی دم مین ہوا ہین یہ
کیسی دلیل جو نہ ہو ون کے خالی نہین جب
مغرور اپنی خوبی کے اوپر بجا ہین یہ
ہرچند راستے برسون چھپا ہم بلا کے ہین
ظاہر وسے ہم یہ ہوا جنگل کی ہین یہ
کیا جانو میر صاحب و قبلہ کے ڈھب کو ہم
جوہی مسلم اپنی وسے پہ بلا ہین یہ

	کیا جانو چشم تر سے اُدھر دل پہ کیا ہو کسکو خبر ہے میر سمندر کے پار کی	

جب نسیم سحر ادھر جائے	ایک سناہٹا گذر جاہے
کیا اس آئینہ رو سے کہیے ہاے	وہ زبان کرکے پھر مکر جاہے
جب سے سمجھا کہ ہم چلاؤ ہین	حال پرسی تک آکے گر جاہے
وہ کھلے بال سووے ہے شاید	رات کو جی مرا بکھر جاہے
دور اگرچہ گیا ہون مین جی سے	کب وطن میرے یہ خبر جاہے
وہ اگر جیت چڑھا رہا ایسا	آجکل جی سے مہ اُتر جاہے

	جی نہین میر مین بنو لو تند بات کہتے ابھی وہ مر جاہے	

دزدیدہ نگہ کرنا پھر آنکھ ملانا بھی	اس لوٹنے دامن کو پاس آکے اٹھانا بھی
پامالی عاشق کو منظور رکھے جانا	پھر چال کذھب چلنا ٹھوکر نہ لگانا بھی
برقع کو اٹھا دینا پر آدھے ہی چہرے سے	کیا منھ کو چھپانا بھی کچھ جھمکی دکھانا بھی
دیکھ آنکھیں مری نیچے اک مارنا پتھر بھی	ظاہر مین ستانا بھی پردے مین جتانا بھی
صحبت سے یہ ویسی ہی اے جان کی آسایش	ساتھ آن کے سونا بھی پھر منھ کو چھپانا بھی

یان ہم براے بیت جو بسے خانمان رہے
سو یون رہے کہ جیسے کوئی میہمان رہے
تھا ملک جنکا زیر نگین صاف مٹ گئے
تم اس خیال مین ہو کہ نام و نشان رہے

ردیف ے (۲۶۲)

آنسو چلے ہی آتے ہین منھ پہ متصل
اب کہ رہا محبت نہان رہے
کیا بیچ اب کرے وہ ابرو جو خم رہے
ہم جب نظر پڑے ہین تو وہ درمیان رہے
تیغ اپنے اسکے سر کو تراشا ہو یون وے
کوئی بھی اپنے سر کو جو نہ میری زبان رہے

جو تیغ کیا آرزو ہے پھر دون تو خون رہے
لیے دو دون تیغ خون ہے کب ہمارے ان کرے
سیلاب بہری آنکھون سے کیا زار جہان رہے
دیکھین منہ بقصد حسن مین عزیز ہین جہان رہے
اسکے تو ہم عزیز ہے [illegible] اضطراب ہے
مقصود شمر کیا ہے تب ویسا ہے آسمان رہے
ورنہ کا بہکیو یون آسمان رہیے نہ تن
کچھ بن زخمی تنے بیان جو ہے مہربان رہے
کیا اپنی صحبت تن رکھا جو سر کو نکلے ہے ہے
شمر کا تمام ہو [illegible] رکھا تیغ ہے [illegible] عیان رہے
جو زیان تیغ سے [illegible] عشق [illegible] سر زمین کہے
اس [illegible] صحبت [illegible] جان رہے

اس

[illegible]

جیسے دیکھا اسکو ہنسے جی ڈہا جاتا ہے میر
اس خرابی کے یہ چشم روسیہ پانی ہوئے

جنون کا عبث میرے مذکور ہے
جوانی دیوانی ہے مشہور ہے

کہو چشم خونبار کو چشم تر
خدا جانے کب کا یہ ناسور ہے

فلک پر جو مہ ہے تو روشن ہے یہ
کہ منہ سے ترے نسبت دور ہے

گدا شاہ دونون ہین دل باختہ
عجب عشق بازی کا دستور ہے

قیامت ہی ہوگا جو رفع حجاب
نہ بے مصلحت یار مستور ہے

ہم اب ناتوانون کو مرنا ہے صرف
نہین وہ کہ جینا بھی منظور ہے

ستم مین ہمارے قسم ہے تمھین
کرو صرف جتنا کہ مقدور ہے

نیاز اپنا جس مرتبے مین ہے یان
اُسی مرتبے مین وہ مغرور ہے

ہوا حال بندے کا گو کچھ خراب
خدائی ابھی اُسکی معمور ہے

گیا شاید اُس شمع رو کا خیال
کہ اب میر کے منہ پہ کچھ نور ہے

آج کچھ بیحجاب ہے وہ بھی
کیا ہو مستِ شراب ہے وہ بھی

مین بھی جلتا نہین جدا دل سے
دور مجھ سے کباب ہو وہ بھی

[illegible]

تک گریبان مین سر کو ڈال کے دیکھ | دل بھی دامن وسیع صحرا ہے
دلکشی اُسکے قد کی سی معلوم | سرو بھی یون جوان رعنا ہے

دست و پا گم کیے ہین تو نے میر
تیری بے طاقتی سے پیدا ہے

وہی شورش موئے پر بھی ہے اب تک سایہ یان میرے | ہما کے آشیانے مین جلے ہین استخوان میرے
عزیزان غم مین اپنے یوسف گم گشتہ کی بردم | چلے جاتے ہین آنسو کاروان در کاروان میرے
تمھاری دشمنی ہم دوستون سے لانہایت ہے | وگرنہ انتہا کینے کو بھی ہے مہربان میرے
لب لہجہ غزلخوانی کا کسیکو آجکل ایسا | گھڑی بھر کو ہوئی مرغ چمن ہمداستان میرے
نظر مت لے پری پر کر کہ آنسو جہان پھر ہون | ہوئے پرواز کے قابل یہ ٹوٹے پر جہان میرے
کہان تک سر کو دیوار سے یون مارا کرے کوئی | رکھو نہین اس پہ پیشانی نصیبے ہے کہان میرے
مجھے پامال کر یکسان کیا ہے خاک سے تو بھی | وہی رہتا ہے صبح و شام درپے آسمان میرے
خزان کی یاد حسرت مین گلستن کے تطاول سے | تبرک ہو گئے یکدست خار آشیان میرے
کہا مین شوقین طفلان تہ بازار کی کیا کیا | سخن مشتاق ہین اب شہر کے پیر و جوان میرے
زمین سر پر اٹھالی ٹک لٹے رفتار رنگین سے | خرامان ناز سے ہو تو ہی اے سرو روان میرے

سخن کیا میر کریے حسرت و اندوہ حرمان سے

زبان حاجت بیان حالات مین سارے عیان ہو گئے [illegible]
[illegible] پتھر لالہ گل [illegible]
[illegible] ایک کی دوری سے [illegible] بھاگ گئے
[illegible] جو اُس کو [illegible] بھاگ گئے
لب دریا گئین کیون رہین یون بھاگ گئے
ابتو ان گیسو کی یاد مین [illegible]
کو قیامت کو [illegible] ہون دو نالے
رہتی دل کی [illegible] کب آئی ہم
[illegible] سو پھرین یہی ورانی [illegible]

وحشت کو پھر انہم دل مین خیمہ آئی ہوئی
ایکی جو اُسکے سوزش خوب عیانی ہوئی
بادُسے [illegible] جنگل [illegible] تعجب کر سکے
عقل کی باتین کہان کیا ہے نادانی ہوئی
وہ پیالی ایک دو دونون نے کیا ہم [illegible]
یعنی دل لوہو ہوا سب چشم سب پانی ہوئی

کیا ہے دعا ہے خط شوق
تو دو افشانی ہوئی
کیا چھپا کچھ [illegible] خون مین ہے
رقعہ وار [illegible] جو دیکھا گھر کے [illegible]
[illegible] خانہ ویرانی ہوئی
اٹھا اٹھا کر [illegible]
[illegible] آدمی [illegible] دیوانی ہوئی
[illegible] واجب عقل [illegible]
[illegible] سودائی ہوا ایمان آخر اپنی جان دی
[illegible] دشمن جانی ہوئی
[illegible] بیمار کی [illegible] پشیمانی ہوئی
[illegible] حیرانی ہوئی
[illegible] پشیمانی ہوئی
[illegible] ارزانی ہوئی

ردیف ی

پھولی بہار ہے مسلی پھر آنکھین ہین جیکین	جیب پیرہن گل بھی اس خوبی سے جھلس جاوے

ہے میر عجب کوئی درویش برشتہ دل
بات اسکی سنو تم چھاتی بھی جھلس جاوے

میر دریا ہے سنی شعر زبانی اسکی	اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اسکی
خاطر بادیہ سے دیر مین جاویگی کہین	خاک مانند بگولے کے اڑانی اسکی
ایک ہی عہد مین اپنے وہ پراگندہ مزاج	اپنی آنکھون نہ آیا کوئی ثانی اسکی
منہ تو بوچھار کا دیکھا ہے برستے تمنے	اسی انداز سے تھی اشک فشانی اسکی
بات کی طرز کو دیکھو تو کوئی جادو تھا	پر ملی خاک مین کیا سحر بیانی اسکی
کرکے تعویذ رکھین اسکو بہت بھاتی ہے	وہ نظر پانون پہ وہ بات دوانی اسکی
اسکا وہ عجز تمھارا یہ غرور خوبی	منتین اسنے بہت کین پہ نمانی اسکی
کچھ لکھا ہے تجھے ہر برگ پہ اے رشک بہار	رقعہ واریں ہین یے اوراق خزانی اسکی
سرگذشت اپنی کس اندوہ سے شب کہتا تھا	سو گئے تم نہ سنی آہ کہانی اسکی
مرثیے دل کے کئی کہکے دیے لوگون کو	شہر دلی مین ہے سب پاس نشانی اسکی
میان سے نکلی ہی پڑتی تھی تمھاری تلوار	کیا عوض چاہ کا تھا خصمی جانی اسکی
آبلے کی سی طرح ٹھیس لگی پھوٹ بہے	دردمندی مین گئی ساری جوانی اسکی

حیف صد حیف کہ کچھ قدر نجانی اسکی [illegible] افسوس نہین کبھی پل
متاع دل اس عشق نے سب [illegible] جھلادی
[illegible] دن ہے مین [illegible] دل ہے [illegible]
[illegible] اس [illegible] پایان [illegible]
[illegible] عجب [illegible] چھاتی سے جلنے [illegible]
وفا لوگ [illegible] آہ [illegible] شہری سے
پھر اس [illegible] الالان شہری [illegible]
صبا اسطرف [illegible] چلی جل [illegible]
ہوا یہ سبب اپنے مرنے کا [illegible] دل
[illegible] محبت نے [illegible] وادی
[illegible] جنت مین پیر مغان کو
[illegible] دیوار میخانہ [illegible]
[illegible] عشق کا شور تا میر [illegible]
[illegible]

سارا جہان راہ مین ایک کاروان سا ہے

مین پانون اسکے نازک گل برگ سے بجا ہے
یون خاک منھ پہ ملکر کنتک پھرا کرو مین
اے کاش قصہ میرا ہر فرد کو سناوے
ترک بتان کا مجھسے لیتے ہین قول یونہین
عاشق کو مرگئے ہی بنتی ہے عاشقی مین

عاشق جو رہگذر مین آنکھونکے تئین بچھاوے
یارب زمین پھٹے تو یہ رو سیہ سماوے
تا دل کسو سے اپنا کوئی نہ یہان لگاوے
کیا الٹے ہاتھ اٹھاؤن گو اسمین جان جاوے
کیا جان جسکی خاطر شرمندگی اٹھاوے

جسمین بگڑ رہا ہے تب میر چپ ہو بیٹھا
چھیڑو ابھی تو کیا کیا باتین بنا کے لاوے

تجھ کنے بیٹھے گھٹا جاتا ہے جی
یونتو مردے سے پڑے رہتے ہین ہم
ہاے اسکے شربتی لب سے جدا
ایکی اوسکی راہ مین جو ہو سو ہو
گیا کہین جسسے کہ اُس شعلہ بغیر
عشق آدم مین نہین کچھ چھوڑتا
اٹھ چلے پر اُسکے غش کرتے ہین ہم
آ نہین پھرتا وہ مرتے وقت بھی

کاہشین کیا کیا اٹھا جاتا ہے جی
پر وہ آتا ہے تو آ جاتا ہے جی
کچھ بتاسا سا گھلا جاتا ہے جی
یاد بھی آتا ہے یا جاتا ہے جی
جی ہمارا کچھ جلا جاتا ہے جی
ہولے ہولے کوئی کھا جاتا ہے جی
یعنی ساتھ اُسکے چلا جاتا ہے جی
حیف ہے اسمین رہا جاتا ہے جی

[illegible]

بو گئی کمھلائے جاتی ہو نزاکت ہائے رے
ہاتھ لگتے میلی ہوتی ہو لطافت ہائے رے

یار بے پروا دمغترا اور مین بے اختیار
بیش کچھ جاتی نہین منت سماجت ہائے رے

سختی کھینچی کوہکن نے قیس نے رنج و تعب
کیا گئی برباد ان یارونکی محنت ہائے رے

شور اٹھتا ہی جو ہوتی جلوہ گر ہو نازسے
بیچنا قد کا بلا آفت قیامت ہائے رے

خانقہ والی ہر کچھ تنہا نہین الفت مین غلام
کیبون کیبونکی گئی ہے شفقت عزت ہائے رے

عشق مین افسوس سا افسوس اپنا کر چکے
زیر لب کہتے رہے ہم ایک مدت ہائے رے

رتبہ تجھ ہی کے ہے قابل یار کی ترکیب میر
واہ واری چشم و ابرو قد و قامت ہائے رے

رشتہ کیا ٹھہریگا یہ جیسے کہ مو نازک ہے
چاک دل پلکونسے مت سی کہ رفو نازک ہے

شاخ گل کا ہیکا اس لطف سے پہ لچکے ہی کہین
لاگ والا کوئی دیکھے تجھے تو نازک ہے

چشم انصاف سے برقع کو اٹھا دیکھو اسے
گل کے منھ سے تو گئی پردہ رو نازک ہے

لطف کیا دیکھتے ہین نقش حصیر درویش
بوریا پوشون سے پوچھو تو یہ تو نازک ہے

برگ گل کھاتا ہے تو آتا ہی نظر پان کا رنگ
کسقدر ہائے رے وہ جلد گلو نازک ہے

گل سمجھکر نہ کہین بیکلی کرنے لگیو
بلبل اس لالۂ خوش رنگ کی خو نازک ہے

رکھی تا چند خیال اس سر پر شر کا میر
دل تو کا پنا ہی کرے ہو کہ سبو نازک ہے

وہ گئے تھے جاکر ابھی تو اس گلی مین سے پکار
چپکے چپکے میر جی تم اٹھ کے پھر کدھر چلے

غیرت سے دیکھ جس جا یہان کو گھر بنی ہے
پردین چشم ڈھکنے دیوار و در بنی ہے

ہین دل گداز جسکے کچھ چیز مال ڈہین
ہوتی ہین ملتفت تو پھر خاک زر بنی ہے

شب جوش غم سے جسدم لگتا ہے دل تڑپنے
ہر زخم سینہ ایں دم یک چشم تر بنی ہے

یان ہر گھڑی ہماری صورت بگڑتی ہیگی
پھر ہو وان انھونکا دو دو پہر بنی ہے

تک رک کے صاف طینت نکلی ہے اور کچھ ہو
پانی گہر جو ہووے تو پھر گہر بنی ہے

ہو شعبدہ کے فن مین کیا دست میکشو نکا
زاہد انھونکا جاکر آدم سے خر بنی ہے

نکلے ہے صبح ہی یہان صندل ملے جبین کو
عالم مین کام کسکا بے دردسر بنی ہے

سانے کیونکے ای دل ہو جائیگی تلافی
صحبت ہماری اسکی تک بھی اگر بنی ہے

ہر یک سے ڈھب جدا ہے سارے زمانیکا بھی
بنتی ہے جس کسو کی یک طور پر بنی ہے

برسون لگے رہے ہین جب مہرومہ کی آنکھین
تب کوئی ہمسا صاحب صاحب نظر بنی ہے

یاران دیر و کعبہ دونون بلا رہے ہین
اب دیکھین میر اپنا جا ناکدھر بنی ہے

یک عمر دیدہ ہائے ستمدیدہ تر رہے
آخر کو پھوٹ پھوٹ بھی قہر گہر رہے

شمس و قمر کے دیکھے جی اُسمین جا رہے ہے
اُس دلفروز کی بھی رخسار ایسے ہی تھے

دامن کے پاٹ سارے تختے ہوئے چمن کے
بس اے سرشک خونین درکار ایسے ہی تھے

تو ہو نہ کیون رلائے انکا گداز ہونا
یہ دل جگر ہمارے غمخوار ایسے ہی تھے

ہر دم جراحت آسا کب ہتے تھے ٹپکتے
یہ دیدہ نمین کیا خونبار ایسے ہی تھے

آزار دہ دلونکا جیسا کہ تو ہے ظالم
اگلے زمانمین بھی کیا یار ایسے ہی تھے

ہو جائے کیون نہ دوزخ باغ زمانہ ہم پر
ہم بے حقیقتون کے کردار ایسے ہی تھے

دیوار سے پٹک سر مین جو موا تو بولا
کچھ اس ستمزدہ کے آثار ایسے ہی تھے

اک حرف کا بھی اونکو دفتر ہے گرد کھانا
کیا کہیے میر جی کے بستار ایسے ہی تھے

کبھو میر سطرف آکر جو چھاتی کوٹ جاتا ہے
خدا شاہد ہے اپنا تو کلیجہ ٹوٹ جاتا ہے

خرابی دلکی کیا انبوہ درد و غم سے پوچھو ہو
وہی حالت ہے جیسے شہر لشکر لوٹ جاتا ہے

شکست اس رنگ آئی بیخودی عشق مین دلکو
نشے مین مست سے جیسے کہ شیشہ پھوٹ جاتا ہے

نہ یون ہو دے کہ اٹھ جاؤن ہے افسوس کی جاگہ
جب لیا طائر خوش لہجہ پھنس کر چھوٹ جاتا ہے

نہین کچھ عقل مین آتا کہ دیوانہ سا میر ادھر
کبھو آتا جو ہے کدھر کو مارے روٹھ جاتا ہے

کلیات میر ۲۵۴

چشمے کہین ہین جو شتاب کہین ہین جاری — آنارا بنلک ہین یار و نکلے چشم تر کے

رہنے کی اپنی جا تو نے دیر ہے نہ کعبہ — اٹھے جو اُسکے در سے تو ہو جیے کدھر کے

اس شعر و شاعری پر اچھے بندھے نہ ہمسے — محو خیال شاعریون ہی مین اُس کمر کے

دنیا مین ہے بسیرا یار و سرائے کا سا — یہ رہروان ہستی عازم ہین سب سفر کے

ہے یہی چھاتیان ہین زخمون سے جو بھری ہین — کیا ہے جو بوالہوس نے دو چار کھائے جگر کے

نہ بیخودی کی اپنی کیا کچھ دری دھری ہے — ہم بے خبر ہوئے ہین پہونچے کسو خبر کے

اس آستانکی دوری اس دلکی ناصبوری — کیا کہیے آہ غمسے گھر گے ہوئے نہ در کے

خاک ایسے عاشقی مین ٹھکرائے بھی گئے گل
پاؤن کنی سے اسکی پہ میرجی نہ سر کے

ہم نہ کہتے تھے رہیگا ہم مین کیا یانسے گئے — سو ہی بات آئی اٹھی اس یان سے جانسے گئے

کیا بجو د رہتا ہمارا کچھ رکھے ہے اعتبار — آپ مین آئے کبھو اب ہم تو جہانسے گئے

جب تلک ہنا بنا دل تنگ غنچے سے رہے — دیکھیے کیا گل کہے گا اب گلستانسے گئے

کیا غزالون ہی کو ہم سے وحشت بسیار ہے — کوہ بھی نالان ہے جب ہم بیابانسے گئے

لائی آفت خانقاہ و مسجد او پردہ نگاہ — صوفیان دین سے گئے سب شیخ یمانسے گئے

دور کر خط کو کیا چہرہ کتابی ان نے صاف — اب قیامت ہے کہ ساری حرف قرآنسے گئے

شہرے نہ چرخ نیلی پہ انجم کی چشم شوخ — اس قصر مین لگا جو ہو کیا لاجوردے

سے جدا ہوئے ہین کہ ایسے ہین دردمند
منہ میر جی کا آج نہایت ہی زرد ہے

وہ کہان دہوم جو دیکھے گئے چشم تر سے — ابر کیا کیا اٹھے ہنگامے سے کیا کیا برسے
ہو برافروختہ وہ بت جو مے احمر سے — آگ نکلی ہے تماشے کے تئین پتھر سے
ڈھب کچھ اچھا نہین برہم زدن مژگان کا — کاٹ ڈالیگا گلا اپنا کوئی خنجر سے
لاغر شتے ہین کہ یون سوکھ کے مر بیٹھے ہمین — استخوان تن پہ نمودار ہین سب مسطر سے
گر نو دس گز کی زبان ہم بھی تبان رکھتے ہین — بات کو طول نہین دیتے خدا کے ڈر سے
سیر کرنے جو چلے ہے کبھو وہ فتنہ خرام — شہر مین شور قیامت اٹھی ہر ہر گھر سے
عشق کے کوچہ مین پھر پاؤن نہین رکھنے کو ہم — ایکی ٹل جاتی ہے کلول یہ اگر سر پر سے
مہر کی اس سے توقع غلطی اپنی تھی — کہین دلداری ہوئی بھی ہے کسو دلبر سے
کوچۂ یار ہے کیا طرفہ بلاخیز مقام — آتے ہین فتنہ و آشوب چلے ادھر سے

ساتھ سونا جو گیا اسکا بہت دل تڑپا
برسون پھر میر بہ پہلو نہ لگے بستر سے

مرا دل پیر مرشد ہو مجھے ہو اعتقاد اس سے — فراموش آپ کو کرنا محبت مین ہے یاد اس سے

مشتاق ہم جو ایسے سو ہم ہی ہے بے پروا
جب سطر قسمے نکلے تب منہ کو اپنے ڈھانکے

ہو پر غبار عالم جانا ہے یا نسے اچھا
اس خاکداں میں یکسر کیا کوئی خاک پھانکے

گل باغ میں گئے تھے روئے چمن چمن ہم
کچھ سرو میں جو پائے انداز اس جوانکے

جانان کی وہ سی آنکھیں جس بتس کی لگ رہی ہیں
رفتہ ہیں لوگ سارے یاں پاؤں کے نشانکے

خمیازہ کش رہی ہے اے میر شوق سے تو
سینے کے زخم نے کہ کیونکر رہیں گے ٹانکے

برسوں ہوئے گئے ہوئے اس مہ کو بام سے
کاہش مجھے جو ہے وہی ہونی ہو شام سے

تڑپے اسیر ہوتے جو ہم یک اٹھا غبار
سوجھا نہ ہم کو دیر تلک چشم دام سے

دنبال ہر نگاہ ہے صد کاروان اشک
برسے ہے چشم اپنی ہی دھوم دھام سے

تھا اس دہان تنگ کے ہیں کوئی کچھ کہو
رہتا ہے ہمکو عشق میں کام اپنے کام سے

یوسف کے پیچھے خوار زلیخا عبث ہوئی
کب صاحبی ہی ہو ملے ایسے غلام سے

لڑکے ہزار جھولی میں پتھر لیے ہیں ساتھ
مجنوں پھرا ہے کاہیکو اس ازدحام سے

وہ ناز سے چلے تو کہیں حشر ہو چکے
پھر بحث آپڑیگی اسیکے خرام سے

جھک جھک سلام کرنیسے سرکش ہوا وہ اور
ہو بیٹھے نا امید جواب سلام سے

وے دن گئے کہ رات کو یک جا معاش تھی
آتا ہے ابتو ننگ اسے میر نام سے

قطعہ

گہ سرگذشت آنی فرہاد کی نکالے | مجنون کا گاہ ہے قصہ بیٹھا کیا کرے ہے

ایک آفت زمان ہے یہ **میر** عشق پیشہ

پردے مین سارے مطلب اپنے ادا کرے ہے

یار بن تلخ زندگانی تھی — دوستی مدعی جانی تھی

سر سے اسکے ہوا گئی نہ کبھو — عمر برباد یون نہین جانی تھی

لطف پر اسکے ہمنشین مت جا — کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی

ہاتھ آتا جو تو تو کیا ہوتا — برسون تک ہمنے خاک چھانی تھی

شیب مین فائدہ تامل کا — سوچنا تب تھا جب جوانی تھی

میرے قصے سے سب کی گئین نیندین — کچھ عجب طور کی کہانی تھی

عاشقی جی ہی لے گئی آخر — یہ بلا کوئی ناگہانی تھی

اس رخ آتشین کی شرم سے رات — شمع مجلس مین پانی پانی تھی

پھر سخن نشنوی ہے دلسے ہی — رات ایک آدھ بات مانی تھی

کوئی قاتل سے بچ کے نکلا خضر — اسی مین اسکی زندگانی تھی

فقر پر بھی تھا میر کے اک رنگ — کفنی پہنے سوزعفرانی تھی

۲۵۱

رات دن رخسار اسکے دل اب تک بہلائے

آفتاب و ماہ سے دل و محبت نہین رہی

وہ رابطہ نہین وہ سمجھے الفت نہین رہی

اس بیوفا کو ایسے نظر سے گرا دیا

دیکھا تو شکل اسکی ہمہ مین عزت نہین رہی

ہمکو فرصت نہین رہی

ہوسکتی ہین سدرہ پلکین کہین دریکی
آنکھوں سے رکے ہے کب دریا جو بہا چاہے
جب تونے زبان چھوڑی تب کاہیکا حرفہ ہے
بے صرفہ کہی کیون نہ جو کچھ کہ کہا چاہے
دل جاتے ہو جون رفتے شبنم نے کہا گل سے
اب ہم تو چلے یانسے رہ تو رہا چاہے
ضبط ستم زمانہ تھی ہمنے بھی لکھا اسکو
نہ دلکی لکھے کیونکر عاشق جو لکھا چاہے
رنگ گل و بوی گل ہوتے ہین ہوا دونون
کیا قافلہ جاتا ہے جو تو بھی چلا چاہے
ہم میر ترا مرنا کیا چاہتے تھے لیکن
رہتا ہے ہوئے بن کب جو کچھ کہ ہوا چاہے

آنکھیں جو نکو اسکی خاطر خواہ کیونکر دیکھیے
سو طرف جب دیکھ لیجے تب ٹک ادھر دیکھیے
گرچہ زردی رنگ کی بھی ہجر ہی ہے وے
منہ مرا دیکھو ہو کیا یہ کوفت جی پر دیکھیے
اُنکی گل ہم ہے پڑ رنگ اور چشمک ان ہے زرد
اور دل اپنا بھی جلتا ہے بہت پھر دیکھیے
آتے ہو جب جہان یان آنکھوں مین آ بیٹھے ہوا
دیکھیے ہمکو تو یون بیمار مضطر دیکھیے
اشک بر سرخی ابھی ہے ہو تو آگے ہمنشین
رنگ لاوے کیسے کیسے دیدۂ تر دیکھیے
دیر و کعبے سے بھی ٹک جھپکی نہ چشم شوخ یار
شوق کی افراط سے تا چند گھر گھر دیکھیے
پڑ رہے یون یہ گہ کی کنج مین تو حسن کیا
عشق جب ہے تب گلے کو زیر خنجر دیکھیے
برسون گذرے خاک ملتے منہ پر آئینے کی طور
کیا غضب ہے آنکھ اٹھا کر ٹک تو ادھر دیکھیے

جیکو بچار کھینگے تو جائینگے بہر قفس میں
ہرچند میر صاحب قبلہ ہیں منکرے

دل شتاب بزم عشرت سے اٹھایا چاہیے	ایکدن نہ کر اسباط ناز جایا چاہیے
یہ قیامت اور جی پر گل گئے پائے زمیں	دل خس و خاشاک گلشن سے لگایا چاہیے
خانہ سازدین جو ہوا سو یہ خانہ خراب	اینٹ کی خاطر جسے مسجد کو ڈھایا چاہیے
کام کیا بال ہما سے ہیں یہ سے کیا غرض	سر پر اک دیوار ہی کا اسکے سایا چاہیے
اتقا پر خانقہ والے بہت مغرور ہیں	مست ناز ادھر اس سے یکبار لایا چاہیے
یکبار یوں ہی میں پڑے رہیگا سائیگی روش	اپنے ہوتے اک موسم گل کا آیا چاہیے
یہ ستم تازہ کہ اپنی ناکسی پر کر نظر	جن سے بگڑا چاہیے انسے بنایا چاہیے
جی نہیں رہتا ہے ٹک ناچار ہمکو اسکی اور	گرتے پڑتے ضعف میں بھی روز جایا چاہیے
گاہ برقع پوش ہو گہ مو پراگندہ کرو	ہمکو ہمسے منھ بہر صورت چھپایا چاہیے

وہ بھی تو ٹک دست و تیغ اپنے کی جانے قدر میر
زخم سارے ایک دن اسکو دکھایا چاہیے

عشق میں ذلت ہوئی خفت ہوئی تہمت ہوئی	آخر آخر جان دی یاروں نے یہ صحبت ہوئی
عکس اس بد بد کا تو متصل پڑتا تھا صبح	دن چڑھے کیا جانوں آئینے کی کیا صورت ہوئی

وہ بھی آ نکلے تو تماشا ہے
شور بازار مین ہے یوسف کا
محو یکسر ہزار سودا ہے
دل مین پھرتے ہین خال و خط و زلف
عقل اس مقام مین کیا ہے

کوئی ہو دل کھنچے جاتے ہین ادھر	فضولی ہو تجسس یہ کہ کیا ہے
مرو نہین اسمین پارہ جاؤن جینا	یہی شیوہ مرا مہر و وفا ہے
صبا اودھر گل اودھر سرو اودھر	اسیکے باغ مین اب تو ہوا ہے
تماشا کردنی ہے داغ سینہ	یہ پھول اس تختے مین تازہ کھلا ہے
ہزارون ان نے ایسی کی ادائین	قیامت جیسے ایک اسکی ادا ہے
جگر افسوس کی ہے بعد چندے	ابھی تو دل ہمارا بھی بجا ہے

قطعہ

جو چپکے ہون کہے چپکے ہو کیون تم	کہو جو کچھ تمھارا مدعا ہے
سخن کریے تو ہووے حرف زن یون	بس اب منہ موندلے مین نے سنا ہے

قطعہ

کب اس بیگانہ خو کو سمجھے عالم	اگرچہ یار عالم آشنا ہے
نہ عالم مین ہے نے عالم سے باہر	یہ سب عالم سے عالم ہی جدا ہے

لگا مین گرد سر پھرنے تو بولا
تمھارا میر صاحب سر پھرا ہے

دیوانگی مین گاہ ہنسے گاہ رو چکے	وحشت بہت تھی طاقت دل ہاتھ کھو چکے

گل کہتے ہین اس بستی مین میر جی مشتاقانہ ہوئے
تجھسے کیا ہے جہان کی دشمن وے بھی محبت کہتے تھے

بار یک وہ کمر ہے ایسی کہ بال کیا ہے
دل ہاتھ جو نہ آوے اسکا خیال کیا ہے

جو بکلی ہے ایسی چاہت گلونکی اتنی
کیا جانے ہمصفیر و تواب کی سال کیا ہے

پہونچا ہم علاقہ اسے غربتی کسو سے
کرنا معاش اکیلی اتنا کمال کیا ہے

آغاز تو یہ کچھ روتے ہین خون ہر دم
کیا جانے عاشقی کا یار و مآل کیا ہے

پامال راہ اسکے کیا کیا عزیز دیکھے
آئی نہ جب سمجھ مین گردونکی چال کیا ہے

وہ سیم تن ہونگا تو لطف تن پر اسکے
سوچی گئے تھے صدقے اک جان و مال کیا ہے

سرگرم جلوہ اسکو دیکھے کوئی سو جانے
طرز خرام کیا ہے حسن و جمال کیا ہے

قطعہ

مین بینوا اڑا تھا بوسے کو ان لبون کے
ہر دم صدا یہی تھی دے گذرو ٹال کیا ہے

پر چپ ہی لگ گئی جب ان نے کہا کہ کوئی
پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

گہ آپ مین نہین ہو گہ منتظر کہین تو ہو
کچھ آپ میر جی تمھارا ان روزون حال کیا ہے

جیسے اندوہ محرم عشق کب تک دل اسے لگے
عید سی ہو جائے اپنے ہان لگے جو تو گلے

قطعہ

۲۴۵

قطعہ

جگر سب جل گیا لیکن بان لبی نہین اپنی
مبادا اس آتشین خو کو مخالف کچھ لگا دیوے

کوئی بھی میر سے دلریش سے یون در بدر ہے
ٹک اس درویش سے مل چل کہ تجھکو کچھ دعا دیوے

کیا خور ہو طرف یار کے روشن گہری سے
مانا ہے حضور اسکی چراغ سحری سے

سبزان چمن ہو دین برابر ترے کیونکر
لگتا ہے ترے سائے کو بھی ننگ پری سے

ہشیار کہ ہے راہ محبت کی خطرناک
مارے گئے ہین لوگ بہت بیخبری سے

ایک آن مین سعنائیان تیری تو ہین سو سو
کب عہدہ برائی ہوئی اس عشوہ گری سے

زنجیر تو پانو مین لگی رہنے ہمارے
کیا اور ہو رسوا کوئی آشفتہ سری سے

جب لب ترے یاد آتے ہین آنکھون سے ہمارے
تب ٹکڑے نکلتے ہین عقیق جگری سے

عشق آنکھون کے نیچے کیے کیا میر چھپے ہے
پیدا ہے محبت تری مژگان کی تری سے

کچھ کرو فکر مجھ دیوانے کی
دھوم ہے پھر بہار آنے کی

دل کا اس گنج لب سے دے ہین نشان
بات لگتی تو ہے ٹھکانے کی

وہ جو پھرتا ہے مجھسے دور ہی دور
ہے یہ تقریب جی کے جانے کی

تیز یون ہین نہ تھی سب آتش شوق
تھی خبر گرم اسکے آنے کی

کیا رنگ نے بو د باد سحر سب ہین گرم آہ
گیا ہی جو اس چمن مین ہی ایسی ہوا چلی

تو دو قدم جو راہ چلا گرم اے نگار
ٹھنڈی کفک کی آگ دلو مین لگا چلی

فتنہ ہے اسی شہر مین برپا ہزار جا
تلوار اسکی چال یہ کیا ایک جا چلی

جور و رنجش تھے کہان آگے عشق مین
تجھ سے جفا و تیر سے رسم وفا چلی

آہ رو کر ان جانیوالے کسطرح گھر کے ترے
گاڑ دیوین کاش مجکو بیچ مین در کے ترے

لالہ و گل کیون نہ ہیکے اپنی آنکھو مین لگین
دیکھنے والے ہین ہم تو رنگ احمر کے ترے

بے پروبالی سے اپنی گوکہ بلبل تو ہی چپ
یاد مین سب گے تئین وہ چھپے پر کے ترے

آج کا آیا تجھے کیا پاوے ہم حیران ہین
ڈھونڈھنے والے جو ہین اے شوخ اکثر کے ترے

دیکھ اسکو حیف کھا کر سب مجھے کہنے لگے
والے تو گھر مین بھی اطوار دلبر کے ترے

تازہ تر ہوتے ہین تو گل سے بھی اے نازک نہال
صبح اوٹھتے ہین بچے جو پھول بستر کے ترے

مشک عنبر طبلہ طبلہ کیون نہو کیا کام ہے
ہم دماغ آشفتہ ہین زلف معنبر کے ترے

جیمین وہ طاقت کہان جو ہجر مین سنبھلے رہین
اب ٹھہرتے بھی نہین ہیہات ان تک سر کے ترے

داغ پسینے سو جو ہین بلبل کے دل پر کس لئے ہین
یون تو اے گل ہین ہزارون آشنا دیکے ترے

کوئی آب زندگی پیتا ہی یہ زہراب چھوڑ
خضر کو ہنستے ہین سب مجروح خنجر کے ترے

جیتے رہینگے کیونکر ہم اے طبیب نادان
بیمار ایسے تسپر مطلق دوا نہ پہونچے

لائق ترے نہین ہے خصمی خیر لیکن
وہ باز کیون کہ آوے جبتک سزا نہ پہونچے

ہرچند ہیر خوبان بسر مسجد و نمین مارے
پر اُنکے دامنون تک دست دعا نہ پہونچے

ہین آہ دل کا رکنا بیجا نہین ہمارا
کیا حال ہووے اُسکا جسکو ہوا نہ پہونچے

وینے سخن کی اس سے کسطور راہ نکلی
خط اسطرف نجاوے قاصد کو گیا نہ پہونچے

وہ میر شاہ خوبی پھر قدر دور اسکی
درویش بینوا کی اُس تک صدا نہ پہونچے

۲۴۲

ردیف ے

کرتا ہے کب سلوک وہ اہل نیاز سے
گفتار اُسکے کبر سے رفتار ناز سے

یون کب ہمارے آنسو پونچھیں ہیں کِن تو نے شوخ
دیکھا نکیجو ادھر مژہ کی نسخ باز سے

خاموش رہ سکے نہ تو بڑھ کر بھی کچھ نہ پوچھ
سر شمع کا کٹے ہے زبان دراز سے

اب جا کسو درخت کے سائے مین بیٹھیے
اسطور پھرئیے کب تئین بے برگ و ساز سے

یہ کیا کہ دشمنو مین مجھے سان نے لگے
کرنے کسو کو ذبح بھی تو امتیاز سے

مانند شمع تیکے ہی رہتے ہین انتو اشک
کچھ جلتے جلتے ہو گئے ہین ہم گداز سے

شاید کہ آج رات کو تھے میکدے مین میر
کھیلے تھا ایک مغبچہ مہر نماز سے

مرتے ہوئے بھی ہمکو صورت نہ آ دکھائی — وقت اخیر اچھا منھ کو چھپا کے بیٹھے
عزلت نشین ہوئے جب دل داغ ہو گیا تب — یعنی کہ عاشقی مین ہم گھر جلا کے بیٹھے
جو کفر جانتے تھے عشق بتان کو وہ ہی — مسجد کے آگے آخر قشقہ لگا کے بیٹھے
شور متاع جو بلی اس شوخ کا بلا تھا — بازاری سب دُکانین اپنی بڑھا کے بیٹھے
کیا اپنی اور اُسکی اب نقل کرے صحبت — مجلس سے اٹھ گیا وہ ٹک ہم جو آکے بیٹھے
کیا جائے تیغ اسکی کب ہو بلند عاشق — یون چاہیے کہ سر کو ہر دم جھکا کے بیٹھے

قطعہ

پھولونکی سیج پر سے جو بید ماغ اٹھے — مسند پہ نازکی کے جو تیوری چڑھا کے بیٹھے
کیا غم اُسے زمین پر بے برگ و ساز کوئی — خار و خسک ہی کیون نہ برسون بچھا کے بیٹھے

وادیِ قیس سے پھر آئے نہ میر صاحب
مرشد کے ڈھیر پر دے شاید کہ جا کے بیٹھے

جا ہمین قتل گہ سے ترا اختیار ہے — ہم جانین جو گئی ہین سو رہ پر غبار ہے
ہم آپ سے گئے سو الٰہی کہان گئے — مدت ہوئی کہ اپنا ہمین انتظار ہے
بس وعدۂ وصال سے کم دے مجھے فریب — آگے ہی مجکو تیرا بہت اعتبار ہے
ترلی اُس سے طائر قدسی نہ کر سکے — اس ترک صید بند کا وہ تو شکار ہے

چلتا نہین ہے دل پر کچھ اسکے بس وگرنہ	عرش اے عاجزون سے اکثر بلا کیا ہے
ہم کو ہنوں جہانمین آخر جہان تو ہوگا	تونے بدی نکوکی ہو ظالم بھلا کیا ہے

ہے منھ پہ میر کے کیا گرد ملال تازہ
یہ خاک مین ہمیشہ یو نہین رُلا کیسا ہے

کیا تن نازک ہو جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے	کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے
گرد جب اٹھتی ہو اک حسرت سے رہ جاتے ہین دیکھ	وحشیان دشت کی آنکھ اس شکار افگن پہ ہے
کثرت پیکان سے میرے ہو گئی ہیبت اور	اب شرف دلکو ہمارے پارۂ آہن پہ ہے
کون یون اے آزل رعنا تربت فتراک تھا	خون سے گلکاری عجب اکزین کے دامن پہ ہے
سر اٹھانیکی نہین ہو ہمکو فرصت عشق مین	ہر دم اک تیغ جفا ہے تازہ یان گردن پہ ہے
نوحہ کر کر مجھکو دکھلایا غم دل نے مدام	شیون اب موقوف یارو اکثر شیون پہ ہے
ہو چکا رہنا مرا بستی مین آخر کب تلک	نالۂ شب سے قیامت روز مرد و زن پہ ہے
خرمن گل سے لگے ہین در پہ کوڑے کے ڈھیر	تو بھر و ویسے ہمارے رنگ اک گلخن پہ ہے
دی پھرین پلکین الٹ دیتی ہین صف اک آن مین	اب لڑائی ہند مین سب اس سیہ پلٹن پہ ہے

تو تو کہتا ہے کہ مین نے اسطرف دیکھا نہین
خون ناحق میر کا یہ کسکے پھر چتون پہ ہے

مین شوق پرواز گلشن مین کیون نہ ابھرون
کا پان کیون پروا کرے
قیامت ہے ... پا کرے
... دیکھو تو جا نہ
کنارہ ... دریا کرے
... ہون اپنا بھی نہ
دو ہر بات کا ... سودا کرے
وہی ... ہی ان سے ... سودا کرے
بہ طفلان بازاری ... سودا کرے
... عشق ... کیا کرے
... کیسی کیسی ... پیدا کرے
... ہم فلک ... کیا کرے
... کیا خون دل سے تو پیدا کرے
... مت کرے
... ذی شعور ... کرے

۲۴۰

گرداب وار ... صدمے ... پایئے
دریا کا پھیر ... ہو جی ... پایئے
سر مار مار ... ان ... تیزی ... پایئے
... سے ... سر ... پایئے
... قید حیات ... پایئے
... ان ... سے ... چھوڑ ... پایئے

قطعہ

... ہم ... بھی ... ہے
... سیدھی ... ہے
... جہان ... فقیر ... ہے
... ہاتھ اٹھا ... ہے
... فقیر جی ... ہے

ہر کوئی اس مقام مین دس روز | اپنی نوبت بجائے جاتا ہے
کھل گئی بات تھی سو اک اک پر | تو دہی منہ چھپائے جاتا ہے
یان ملپتھن نگل گیا وان غیر | اپنی ٹکی لگائے جاتا ہے
رویئے کیا دل و جگر کے تئین | جی بھی یان پر تو ہائے جاتا ہے
کیا کیا ہے فلک کا مین کہ مجھے | خاک ہی مین ملائے جاتا ہے
جنھین کچھ ہے انکے تئین ہر گام | عرق شرم آئے جاتا ہے

قطعہ

جائے غیرت ہے خاکدان جہان | تو کہان منھہ اٹھائے جاتا ہے
دیکھ سیلاب اس بیابان کا | کیاہی سر کو جھکائے جاتا ہے

وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے

بے مین جان لب تھے ہم دوری بتان سے | آئے ہین پھر کے یارو ابکی خدا کے ہان سے
تصویر کے سے طایر خاموش رہتے ہین ہم | جی کچھ اچٹ گیا ہے اب نالہ و فغان سے
ب کوندھتی ہی گلی تب جانب گلستان سے | رکھتے تھو چھیڑ میری خاشاک آشیان سے
یا خوبی اسکے منھہ کی اے غنچے نقل کریے | تو تو نہ بول ظالم بو آتی ہے وہان سے

جاگنا تھا ہمکو سو بیدار ہوتے رہ گئے
کاروان جاتا رہا ہم ہائے سوتے رہ گئے

بیٹھیں ہیں رو دیکھو تو دریا ہی روا ٹھیں ہیں
جوش و خروش یہ تھے تب ہم لگے کنارے

لاتے نہیں ہو مطلق سر تم فرو خدا سے
یہ ناز خوبرویان بندے ہیں ہم تمھارے

کوئی تو ماہ پارہ اس بھی رواق میں ہے
چشمک زنی میں سکو یون ہی نہیں ہیں تارے

لگ کر گلے نہ سوے اس منھ پر منھ نہ رکھا
جی سے گئے ہم آخر ان حسرتون کے مارے

بیتابی ہو دونونکو بیخوابی ہے شبون کو
آرام و صبر دونون مدت ہوئی سدھارے

آفاق میں جو ہوتے اہل کرم جو سنتے
ہم برسون رعد آسا بیتاب ہو پکارے

جل تجھے اب تو بہتر مانند برق خاطف
جون ابر کسکے آگے دامن کوئی پسارے

ہمنے تو عاشقی میں کھویا ہے جان کو بھی
صدقے کیے میر جی کے دے ڈھونڈتے ہیں وارے

اس باغ بے ثبات میں کیا دل صبا لگے
کیا کیا نہال دیکھتے یان پاؤن آ لگے

حرص و ہوس سے باز رہے دل تو خوب ہے
ہو قہر اس کلی کے تئین گر ہوا لگے

تلخ اب تو اپنے جی کو بھی لگتی ہو اس نمط
جیسے کسو کے زخم پہ تیز اک دوا لگے

کسکو خبر ہے کشتی تباہونکے حال کی
تختہ مگر کنارے کوئی بہکے جا لگے

ایسے لگے پھرے ہیں بہت سایہ کے روش
جاتے ہیں ایسے حور پری سے بلا لگے

وہ ہی چمن فرد ز تو بلبل ہے سامنے
گل ایسے منھ کے آگے بھلا کیا بھلا لگے

کسکو لاکے کہ نہ لوہو مین ڈبایا اسکو — اسکے شمشیر کی جدول بھی بہا کیا کیا کی
جان کے ساتھ ہی آخر مرض عشق گیا — جی بھلا تک نہ ہوا ہمنے دوا کیا کیا کی
اُسنے چھوڑی نہ طرح جور و جفا کی ہرگز — ہمنے بھی اپنی طرف سے تو وفا کیا کیا کی
سجدہء اک صبح نے لا کا کردن اس خاطر — مین نے محراب مین راتون کو دعا کیا کیا کی
آگ سی پھکتی ہی دن رات رہا کی تئین — جان غمناک ترے غم مین جلا کیا کیا کی

میر نے ہونٹھون سے اُسکے نہ اٹھایا جی کو
خلق اونکے تئین یہ سنکے کہا کیا کیا کی

کب تلک حوال یہ جب کوئی ترا نام لے — عاشق بیحال دونون ہاتھ سے دل تھام لے
ناتوانی سے اگر مجھ مین نہین ہے جی تو کیا — عشق جو چاہے تو مردے سے بھی اپنا کام لے
پہلوئے عاشق نہ بستر سے لگے تو ہے بجا — دل سے آفت ہو بغل مین جسکے کیا آرام لے
اب دل نالان پھر اُس زلف سیہ مین جا چکا — آج یہ بیمار دیکھین کسطرح سے شام لے
شاخ گل تیری طرف جھکتی جو ہے اے مست ناز — چاہتا ہو تو بھی میرے ہاتھ سے اک جام لے
دل کی آسایش نہین امکان زلف یار مین — یہ شکار مضطرب ہو دم نہ زیر دام لے
عزت ای پیر مغان کچھ حاجیونکی ہی ضرور — آئے ہین تیرے کنے ہم جامہٴ احرام لے
کیا ملا مفتی کا لونڈا سر چڑھا ہے اندنون — او دہے گویا کہ مجھ پر قاضی کا اعلام لے

نہ ٹھہری ایک بھی چشمک ستارون کی آنکھون مین / کلیجا جل گیا اے عمر تیری نوشتابی سے

نکل آتے ہو گھر سے چاند سے یہ کیا طرح پکڑی / قیامت ہو رہیگی ایکدن اس بے حجابی سے

یہ جھگڑا اتنا آکر بین رکھا روز شمار اوپر / کرون کیا تم تو لڑنے لگتے ہو حرف شتابی سے

بہت رویا نوشتے پر مین اپنے دیکھ قاصد کو / کہ سر ڈالے خراب آیا تھا خط کی بیجوابی سے

مبادا کاروان جاتا رہے تو صبح سوتا ہے
بہت ڈرتا ہون مین اے **میر** تیری دیرخوابی سے

آنکھین نہین یان کھلتی ادھر کو نظر بھی ہے / سدھ اپنی نہین ہمکو کچھ تم کو خبر بھی ہے

گو شکل ہوائی کی سر چرخ تئین کھینچا / اے آہ شرر افشان کچھ تجھ مین اثر بھی ہے

اس منزل دلکش کو منزل نہ سمجھیے گا / خاطر مین رہے یان سے درپیش سفر بھی ہے

مجھ حال شکستہ کی تا چند یہ بیوقری / کچھ کسر مین اب میرے اے شوخ کسر بھی ہے

یہ کیا کہ منہ نوچے نے چاک کرے سینہ
کر عرض جو کچھ تجھ مین اے **میر** ہنر بھی ہے

دور ہین اسکے گور کنارے ہم آرہے / جی ان دنون جنون کی کہین انہین کیا رہے

اس آفتاب حسن کے ہم داغ شرم مین / ایسے ظہور پر بھی وہ منہ کو چھپا رہے

اب بکہ حسن خلق پہ بھولے پھرے ہین لوگ / اس بیوفا سے ہم بھی بہت آشنا رہے

پھرتی ہین اُسکی آنکھین آنکھون تلے ہمیشہ
تصدیع ایک دن ہووے تو کوئی کھینچے
اک اس مغل بچے کو وعدہ وفا نہ کرتا
...تک وفا کریگا یون حوصلہ ہمارا
اس جسم خاکی سے ہم مٹی مین اٹ رہے ہین
آیندہ درو ندو باد سحر کبوتر

رہنا ہو آب دیدہ یان تا گلے ہمیشہ
تڑپے جگر ہمیشہ چھاتی جلے ہمیشہ
کچھ جا کہین تو کرتا آرے بلے ہمیشہ
در پیشی درد اکثر غم جی ملے ہمیشہ
یون خاک مین کہانتک کوئی رہے ہمیشہ
قاصد نیا اُدھر کو کبتک چلے ہمیشہ

مسجد مین چلکے ملیے جمعے کے دن بنے تو
ہوتی ہین میر صاحب وان دن ڈھلے ہمیشہ

...دی کہنے مین رہا ہو غم سے گرا حوال کچھ
...ے زری داغ ہین لیکن لبون پر مُہر ہے
...کام کو مشکل دل پر آرزو نے کر دیا
...دل ترا آیا کسو کے پیچ مین جو سدھ گئی
...سو ماہی تلک اس داغ ہین ہین مبتلا
...یکدن کنج قفس مین ہم کہین رہ جائینگے
...اس تشباز کے لونڈے کا اتنا شوق میر

جان بلب رہتی ہین پر کہتے نہین ہین حال کچھ
کہیے حاجت اپنی لوگون سے جو دے ہون مال کچھ
یاس کلی ہو چکی تو پھر نہین اشکال کچھ
متصل بکھرے رہا کرتے ہین منھ پر بال کچھ
کیا بلاے جان ہو میر تمھارا حال کچھ
بیکلی گل بن بہت رہتی ہو ایکی سال کچھ
بے چلی ہو دیکھ کر اوسکو تمھاری رال کچھ

ردیف یا

بندیکے درد دل کو کوئی نہیں پہونچتا — ہر ایک بے حقیقت یان ہے خدا رسیدہ

کیا وسوسہ ہے مجکو عزت ہے جیسے کا یان — نکلا نہ میرے دل سے یہ خار نا خلیدہ

ہم کاڑھ کر جگر بھی آگے تمھارے رکھا — پھریا نصیب اس پر تم جو ہوئے کبیدہ

سائے سے اپنی وحشت ہمکو رہی ہمیشہ — جون آفتاب ہم بھی کیسے رہے جریدہ

منظور کی نظر تھی جو دار کی طرف سے — پھل وہ درخت لایا آخر سر بریدہ

ذوق سخن ہوا ہے اتنو بہت ہمین بھی
لکھ لینگے میر جی کے کچھ شعر چیدہ چیدہ

لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھ — چاہ وہ ہے جو ہو نباہ کے ساتھ

وقت کڑھنے کے ہاتھ دل پر رکھ — جان جاتی ہے نہ آہ کے ساتھ

عشق مین ترک سر کئے ہی بنے — مشورت تو بھی کر کلاہ کے ساتھ

ہو اگرچہ آسمان پہ ولے — نسبت اُس مہ کو کیا ہے ماہ کے ساتھ

سفری وہ جو مہ ہوا تا ... — چشم اپنی تھی گرد راہ کے ساتھ

جاذبہ تو ان آنکھون کا دیکھا — جی کھنچے جاتے ہین نگاہ کے ساتھ

میر سے تم بُرے ہی رہتے ہو
کیا شرارت ہے خیر خواہ کے ساتھ

یاد جب آتی ہے وہ زلف سیاہ
سانپ سا چھاتی پہ پھر جاتی ہے آہ

کھل گیا منہ اب تو اس محبوب کا
کچھ سخن کی بھی نکل آویگی راہ

شرم کرتے تھے مرا سر کاٹ کر
سو تو تولے اور ٹیڑھی کی کلاہ

یار کا وہ ناز اپنا یہ نیاز
دیکھیے ہوتا ہے کیونکر یون نباہ

دین مین اس کافر بے رحم کے
اجر اک رکھتا ہے خون بے گناہ

پتھرون سے سینہ کوبی مین نے کی
دل کے ماتم مین مری چھاتی سراہ

مول لے چک مجکو آنکھین موند کر
دیکھ تو قیمت ہے میری اک نگاہ

لذت دنیا سے کیا بہرہ ہمین
پاس ہے رنڈی دلے ہے ضعف باہ

روٹھ کر کیا آپ سے ملنے مین لطف
ہووے وہ بھی تو کبھو ٹک عذر خواہ

ضبط بہتیرا ہی کرتے ہین ولے
آہ اک منہ سے نکل جاتی ہے گاہ

اُسکے رخ کے رفتہ ہی آئینہ ہین یان
آج سے تو کچھ نہین یہ جی کی چاہ

دیکھ رہتے دھوکے اُس رخسار کے
دایہ منہ دھوتی جو کہیے ماہ ماہ

شیخ تو نے خوب سمجھا میر کو
واہ وا اے بے حقیقت واہ واہ

ہمسے کیون الجھا کرے ہو آ سمجھ آنا سمجھ
کج طبیعت جو مخالف ہین انھون نے جا سمجھ

بیکران بھولی باتون بجا ہمنشین سمجھ
ایک فتنہ ہے وہ اوسکو آہ مت لڑکا سمجھ
خبر و عشاق سے ہے بیچ اسکے ہین سہی
ترے چہرے خوش نما ہے بین بے ... ہو مت اچھا سمجھ
باغبان بیحد عمل نے دیر ہو یہ سم ہوا
آشیان اس باغ مین بلبل نے باندھا آ گیا سمجھ
ہین جو برمی کی تو دونا سر چڑھا وہ بدمعاش سمجھ
کھانے ہی کو دوڑتا ہے اب مجھے جلوا سمجھ
دور سے دیکھی جو بدحالی وہین سے ٹل گیا سمجھ
دو قدم مرا سے نہ آیا مجھکو وہ مرتا سمجھ
میر سی عیاریان معلوم ہین کون کو نہین
کرتے ہین کیا کیا ادا ہین اسکو سادا سا سمجھ

ظالم یہ کیسی نکالی رفتار رفتہ رفتہ
اس چال پر چلے گی تلوار رفتہ رفتہ
ہجران مین ہمکو تجھ بن اک دل بر سر آئی ہے
کیا آگیا زمانہ اے یار رفتہ رفتہ
کیا کہیے کیونکہ جاتے ہین بے پردہ جا بجا یان
اس معنی کا بھی ہوگا اظہار رفتہ رفتہ

۲۲۳

پر یہ بھی سلوک اسکا ... مفت
پامال ہون گا ... ہم ناچار رفتہ رفتہ
اب ہو گیا ہے سب کچھ ہموار رفتہ رفتہ
چاہت مین دخل مت دے زنہار آرزو کو
ہے دل کی خواہش بیمار رفتہ رفتہ
خاطر نہ جمع رکھو ان پلکون کی خلش سے
میر دل سے کاڑھے ہین یان خار رفتہ رفتہ
لطف ایک ہم وسے دونون سودا کی دیکھ
ہر بات پر برابر آنی تکرار رفتہ رفتہ
آخر کو بنگلہ مین جانا ایسا ہے ہم جی کا
تو تار سبحہ ہوگا زنار رفتہ رفتہ

دل پاس اپنے ہے ... سے ہین ... دیدہ
گویا کہ ہین یہ ... زمانہ دیدہ
ابر خاک تو ہماری سب ... ہو جائیگا
کب منہ ادھر کیا وہ آہو رمیدہ
روز ... کوئی ... اس ماہ کو طلوع
ہر روز رات دن کا ... تشنہ دیدہ

تا چند انتظار قیامت شتاب ہو
وہ چاند سا جو نکلے تو رخ کو حجاب ہو
احوال کی خرابی مری بیچھی اس ...
پھر بھی وہ ...

اس طرح پھر سکتے تھے وہی چال پیرہن کچھ
دل مگر ان جامہ زیبون کو دیا جا بجا میر
گوش زد گل ہے نہین ہو تمام اشیان کچھ
ہون تو نالان زیر دیوار چمن اے عندلیب
آشنا ہوتا نہین وہ دوستی کی دشمن کچھ
جان کوئی کیونکر ہم ...

گلی مین اُسکے رہا جاکے جو کوئی سوز ہا	وہی تم جا وہی ہو دان جس کسو کی آئی ہو
لب سوال نہ اک بوسے کے لیے کھولون	ہزار مہر و محبت مین بے نوائی ہو
زمانہ یار نہین اپنی بخت سے اتنا	کہ مدعی سے اُسے ایک دن لڑائی ہو
جفا و جور و ستم اُسکے آپ ہی سہیے	جو اپنے حوصلے مین کچھ بھی سمائی ہو
ہزار موسم گل تو گئے اسیر ہین	دکھائی دی ہو ہوئے کبھی پا بے ہائی ہو

چمکتے دانتونسے اُسکے ہوئی ہے روکش میر
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جاے ہنسائی ہو

ہوتی کچھ عشق کی غیرت بھی اگر بلبل کو	صبح کی یاد سے لگ لگنے نہ دیتی گل کو
مین نے سر اپنا دھنا تھا تبھی اس شوخ کی جیب	پگڑی کی پیچ سے باندھا تھا اٹھا کا گل کو
مستی اُن آنکھونسے نکلی ہے اگر دیکھو خوب	خلق بدنام عبث کرتی ہے جام مل کو
جیسے ہوتی ہو کتاب ایک ورق بن ناقص	نسبت تام اسی طور ہے خبر سے کل کو

ایک لٹکے ہی مین بل سارے نکل جائے میر
پیچ اس زلف کے دینے تھے دکھا سنبل کو

اب بیری سے بجین تو دیکھینگے گلشن کبھو	تھا ہمارا بھی چمن مین آشیانا مسکن کبھو
ہم بھی اک امید پر اس صید گہ مین ہین پڑے	کتے ہین آتا ہوا دھر وہ شکار افگن کبھو

ردیف ہای ہوز

باد

لطف شراب ابر سے ہے جب نامہ ہلال ہو
ایک دم کی ہاتھ مین آفتاب ہو
عیش ہے ... سر اپنا ... شراب ہو
جلے سے ... کباب ہو
اسکی ... خط ... کہین ...

جی مین تو ہے کہ دیکھیے آوارہ میر کو
لیکن خدا ہی جانے وہ گھر مین ہو یا نہو

ملتفت ہوتا نہین ہے گاہ تو
مجھسے کتنے جان سے جاتے رہے
بیخودی رہتی ہے اب اکثر مجھے
اُسکے دل مین کام کرنا کام ہے
فرش ہین آنکھین ہی تیری راہ مین
جی تلک تو منھ نہ موڑین تجھسے ہم
کاہش دل بھی دو چندان کیون نہون
دل وہی کیا کی ہے یون ہی چاہیے

کس قدر مغرور ہے اللہ تو
کسکی میت کے گیا ہمراہ تو
حال سے میرے نہین آگاہ تو
یون فلک پر کیون نہ جاے آہ تو
آہ ٹک تو دیکھ کر چل راہ تو
گر جفا و جور خاطر خواہ تو
آنکھ مین آوے نہ دو دو ماہ تو
اے زہے تو آفرین دواہ تو

میر تو تو عاشقی مین کھپ گیا
مت کسی کو چند روز اب چاہ تو

عنایت ازلی سے جو دل ملا مجکو
تنک شراب ضعیف الدماغ ہو ساقی
پڑا ہے کوئی مرد ساکب تلک خاموش

محل شکر ہے آتا نہین گلا مجکو
دم سحر مئے پُر زور مت پلا مجکو
ہلا کہین لب جان بخش کو جلا مجکو

کلیات ۲۳۱

دم رہے ہیں پیاسی مژگان ہی دیکھنے
سرمہ لگاکے اور ہمین مت خفا کرو
کہتا ہون اسکے طالب اب کچھ دعا کرو
پر اضطراب دل کا ہے اب دشمنون سے بھی
ہوتے ہوے داغ تو کچھ ٹک ادھر کرو
یوسف کا شور دور ہی سے ہم نے سنا کرو
آنکھین ادھر کو موند نہ اپنی کبھو کرو
ہر بند بند کیون نہ ہمارا جدا کرو
چون [illegible] آرزو نہ کبھو کم کیا کرو

پھر کر کرین ہین وعدے کو اپنے ہم آجکل
دو عسا کے ہین وصال کے تم بھی وفا کرو
دشمن ہین اپنے جی کے تمھارے سبب بہت
تم بھی عشق و دوستی کے کچھ ادا کرو
اپنا بچھڑ کے آپ ہی سب لطف کرو
یہ کون چاہتا ہے کسی کا بھلا کرو

یار و خصوصیت تو رہی اپنی اسکے ساتھ	میر آکہو جو حال تو اس سے جدا کہو
آشفتہ ہو اس پریشان خراب حال	دیکھو مجھے تو خبطی دوانہ سڑا کہو

کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر جی
خط تمنے جو لکھا اسے کیا کیا لکھا کہو

رکھے گردن کو تری تیغ ستم پر ہو سو ہو	جیبین ہمنے یہ کیا ہے اب مقرر ہو سو ہو
قطرہ قطرہ اشکباری تا کجا پیش سحاب	ایکدن تو ٹوٹ پڑ اے دیدۂ تر ہو سو ہو
بند مین ناز و نعم ہو کے رہے کیونکر فقیر	یہ فضولی ہو فقیر مین میسر ہو سو ہو
آگے کوچے سے تیرے جانا ہو گئی ان پر اشب	تیرباران ہو کے برسے تیغ یکسر ہو سو ہو
صاحبی کیسی جو تمکو بھی کوئی تمسا ملا	پھر تو خواری بیوقاری بندہ پرور ہو سو ہو
کبتلک فریاد کرتے یون پھرین اب قصد ہی	داد لیجے اپنی اس ظالم سے اڑ کر ہو سو ہو
بال تیرے سر کے آگے تو جیون کے ہین وبال	سر منڈا کر ہم بھی ہوتے ہین قلندر ہو سو ہو
سختیان دیکھین تو ہمسے چند کچھ آتا ہی عشق	دلکو ہمنے بھی کیا ہے اب تو پتھر ہو سو ہو

کہتے ہین ٹھہرا ہے تیرا اور غیرون کا بگاڑ
ہین شریک اے میر ہم بھی تیرے ہتیر ہو سو ہو

جون غنچہ میر اتنے نہ بیٹھے رہا کرو	گل پھول دیکھنے کو بھی ٹک اٹھ چلا کرو

جو جیسا کہ جان سے ہی عشق میر ایک
اس درد لا علاج سی کچھ بھی تو دوا نہو
ظالم ہو میری جان پہ ناآشنا نہو
بے رحمی اتنی عیب نہین بیوفا نہو
کرتے ہی عشقبازی کو ہے ایسی وبال
کیا کھیلے وہ جوا جسے پچھا ہی ہی نہو

[illegible]

۲۲۹

جنبش کبھی اسکے آگے ہونٹھون کو ہو تو کہیو
یون اپنے طور پر تم باتین بہت بنالو

دونون ہی مین سب کے ہوگا مکان ہو کا
سُن رکھو کان رکھکر یہ بات بستی والو

نام خدا ستم ہین تم نا مور تو ہوتے
پھر ایک دو کو یون ہی لتمار ڈالو

زلف اور خال و خط کا سودا نہین ہے اچھا
یارو ہے تو سر سے جلد اس بلا کو ٹالو

یاران رفتہ ایسے کیا دور تر گئے ہین
ٹک کرکے تیز گامی اس قافلے کو جالو

بازاری سارے وہی کہتے ہین از بیٹھے
جنکو ہمین کہا ہے تم منہ سمت نکالو

یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کروگے
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو

اتنا کہا نہ ہمسے تمنے کبھو کہ آؤ
کاہیکو یون کھڑے ہو وحشی سے بیٹھ جاؤ

یہ چاند کے سے ٹکڑے چھپتے نہین چھپائے
ہر چند اپنے منہ کو برقع مین تم چھپاؤ

دو چار تیر یارو اس سے بھلی ہے دوری
تم کھینچ کھینچ مجکو اس پلے پر نہ لاؤ

ہو شرم آنکھ مین تو بھاری حجاز سے ہی
مت کرکے شوخ چشمی آشوب سا اٹھاؤ

آتے ہو تو اُدھر لحظہ جی گھٹے ہے
پھر لطف کیا جو آکر آدھا بھی تم بناؤ

تھی سحر یا نگہ تھی ہم آپ کو تھے بھولے
اس جادوگر کو گویا پھر بھی تنک کھاؤ

بار گیئی سو گذری جی بھر بھر آتی ہین گیا
آیندہ میر صاحب دل مت کہین لگاؤ

زنہار اپنی آنکھ مین آتا نہین وہ صید
پھوٹا دو سار جسکے جگر مین نہ تیر ہو

ہوتے ہین میکدے کے جوان شیخ جی برے
پھر در گذر یہ کرتے ہین گو کہ پیر ہو

کسطرح آہ خاک مذلت سے مین اٹھون
افتادہ تر جو مجھسے مراد ستگیر ہو

حد سے زیادہ جور و ستم خوشنما نہین
ایسا سلوک کر کہ تدارک پذیر ہو

دم بھر نہ ٹھہرے دلمین نہ آنکھون مین ایک پل
اتنے سے قد پہ تم بھی قیامت شریر ہو

ایسا ہے اسکے گھر کو ہی آباد دیکھو
جس خانمان خراب کا یہ دل مشیر ہو

قطعہ

تسکین دل کے واسطے ہر کم بغل کے پاس
انصاف کرتے کب تئین مخلص حقیر ہو

یک وقت خاص حق مین مرے کچھ دعا کرو
تم بھی تو میر صاحب و قبلہ فقیر ہو

ملا یار کہین اس صید افگن سر بسر کین کو
زہ افشان کیجیے خون اپنے سے اس کے دامن دین کو

گئے وے سابقے سارے خصومت سے رہے پیار
کبھو در رنگ تو آ باری ہمارے دل کی تسکین کو

پیر جاتی نہین اب لہو کے گھونٹ پی مجھسے
بہت پی پی گیا ڈر سے ترے مین اشک خونین کو

نہ لکھین یار کو محضر ہمارے خون ناحق کا
دکھا دیوینگے ہم محشر مین اسکے دست رنگین کو

بجز حیرت نہ بن آئیگی کوئی شکل پھر اس سے
دکھایا ہمنے گر چہرہ ترا صورت گر چین کو

طول رکھتا ہے درد دل میرا
سہو جو مجھ یاد کسو کے عرش میں تو
دیر ہے کی جانشین یہ چمن
مجھ دیوانے کی مت ہلا زنجیر

لکھنے بیٹھوں تو خط ترسل ہو
جبکہ قلقل ہے شیشے کے قل قل ہو
بوے گل ہو صفیر بلبل ہو
کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر غل ہو

منکشف ہو رہا ہے حال میر
کاش تک یار کو تامل ہو

ستجال سے بیخبر ہیں یہان تو
اس تن پہ نثار کرنے لیکن
برباد نہ دے کہیں سراسر
کیا اسکے گئے ہے ذکر دل کا
کیا کیا نہ عزیز خوار ہونگے
غنچے لگے منہ تمہارے لیکن
کیا اس سے رکھیں امید بہبود
یہ طالع نارسا بھی جاگیں
مت تربت میر کو مٹاؤ

برہم زدہ شہر ہے جہان تو
اپنی بھی نظر میں ٹھہرے جان تو
رہتی تھیں شمع سان زبان تو
ویران پڑا ہے یہ مکان تو
ہونے دو اسے ابھی جوان تو
صحبت کا اسے بھی ہو دھیان تو
پھرتا ہے خراب آسمان تو
سو جاے تک اسکا پاسبان تو
رہنے دو غریب کا نشان تو

نہ میرے باعث شور وفغان ہو | ابھی کیا جانیے بیان کیسا سمان ہو
یہی مشہور عالم ہین وو عالم | خدا جانے ملاپ اس سے کہان ہو
جہان سجدہ مین ہم نے غش کیا تھا | وہین شاید کہ اُسکا آستان ہو
ہنووے وصف اُن بالونکا مجھ سے | اگر ہر مو مرے تن پر زبان ہو
جگر تو چھن گیا تیرون کے مارے | تمھاری کس طرح خاطر نشان ہو
نہ دل سے جا خدا کی تجکو سوگند | خدائی مین اگر ایسا مکان ہو
تم اے نازک تمنا ہہ کے سب کے | تمنائے دل وآرام جان ہو
لے ٹک اب کہ اوسنے مار ڈالا | کہے جو کوئی گر جی کے امان ہو

قطعہ

سنا ہے چاہ کا دعوے تمھارا | کہو جو کچھ کہ چاہو مہربان ہو
کنارا یون کیا جاتا نہین پھر | اگر پاس محبت درمیان ہو
ہوئے ہم پیر سو ساکت ہین اب میر | تمھاری بات کیا ہے تم جوان ہو

مت سگ یار سے دعوے اساوات کرو | اس کنے بیٹھنے پاؤ تو مباہات کرو
صحبت آخر ہے پیارے نہ کرو پھر افسوس | متصل ہو سکے تو ہم سے ملاقات کرو

ردیف واو

!! میرے اور یار آج اک خوش کمر کو — قدرت سے اسکے دلکی کل پھیردے ادھر کو

بیطاقتی مین شب کی پوچھو نہ ضبط میرا — ہاتھون مین دلکو رکھا دانتون تلے جگر کو

پھولا پھلا نہ ابتک ہرگز درخت خواہش — برسون ہوے کہ دون ہون خون دل اس شجر کو

بے روزگار میرا ایسا ہی یکرو یا رو — مشکل ہے فرق کرنا تک شام سے سحر کو

ہرچند ہے سخن کو تشبیہ در سے لیکن — باتین مری سنو تو تم پھینک دو گہر کو

نزدیک ہو کہ جاوین ہم آپ سے اب آگے — ملتے ہین دوستون سے جاتے ہوئے سفر کو

کب میر ابر ویسا برساوے کر اندھیری
جیسا کہ روتے ہمنے دیکھا ہے چشم تر کو

نہ مائل آرسی کا رہ سراپا درد ہوگا تو — نہو گلچین باغ حسن ظالم زرد ہوگا تو

یہ پیشہ عشق کا ہے خاک چھنوائیگا صحرا کی — ہزار اے بیوفا جون گل چمن پرورد ہوگا تو

غبار اُٹھنے لگے گا تیری اس نازک طبیعت سے — بسان گردباد آخر بیابان گرد ہوگا تو

علاقہ دل کا لکھوائیگا دفتر ہاتھ سے تیرے — تجرد کی جریدہ مین قلم سا فرد ہوگا تو

نہ اک دم صبح تک بھی آنکھ لگنے دیگا دل جلنا
یہی پھر میر سا سرگرم آہ سرد ہوگا تو

ہو تم جو میری جیر کی فرطہ شوق وصل
کیا جانو دل کسو سے تمہارا لگا نہیں

آئینے پرسے تک نہیں اٹھتی تری نظر
اس شوق کس کے منہ سے تجھ کچھ حیا نہیں

رنگ اور بو تو دلکش و دل چسپ ہیں کمال
لیکن ہزار حیف کہ گل میں وفا نہیں

تیر ستم کا تیری ہدف کب تلک رہوں
آخر جگر ہے لوہے کا کوئی توا نہیں

اُسنے تو آنکھیں موند یہا نہیں اِدھر سے وان
آیا دہ دن میں دیکھیے یان کیا ہو کیا نہیں

اٹھے ہو میر دیر سے تو کعبے چل رہو
مغموم کاہے کو ہو تمہارے خدا نہیں

کیا کہیں آتشِ ہجران سے گلے جاتے ہیں
چھاتیاں سلگیں ہیں ایسی کہ جلے جاتے ہیں

گوہر گوش کسو کا نہیں جی سے جاتا
آنسو موتی سے مرے منہ پہ ڈھلے جاتے ہیں

یہی مسدود ہے کچھ راہ وفا ورنہ ہم
سب کہیں نامہ و پیغام چلے جاتے ہیں

بار حرمان و گل و داغ نہیں اپنے ہی ساتھ
شجر باغ وفا پھولے پھلے جاتے ہیں

حیرتِ عشق میں تصویر سے رفتہ ہی رہے
ایسے جاتے ہیں جو ہم بھی تو بھلے جاتے ہیں

ہجر کے کوفت جو کھینچے ہیں انھیں سے پوچھو
دل دیے جاتے ہیں جی اپنے لیے جاتے ہیں

یاد قد میں ترے آنکھوں سے بہے ہیں جو یہ
گر کسو باغ میں ہم سرو تلے جاتے ہیں

دیکھیں پیش آوے ہے کیا عشق میں اب سنبل
ہم بھی اس راہ میں سر گاڑے چلے جاتے ہیں

شب آنکھون سے دریا سا بہتا رہا	انھین نے کنارے لگایا ہمین
ہمارا نہین تم کو کچھ پاس رنج	یہ کیا تمنے سمجھا ہے آیا ہمین
لگی سر سے جون شمع پاتک گئی	تب اس داغ نے آہ کھایا ہمین
جلین پیش و پس جیسے شمع و پتنگ	جلا وہ بھی جسنے جلایا ہمین
ازل مین ملا کیا نہ عالم کے تئین	قضا نے یہی دل دلایا ہمین

رہا تو تو اکثر الم ناک میر
ترا طور کچھ خوش نہ آیا ہمین

کیا عبث مجنون پے محمل ہے میان	یہ دوانا باولا عاقل ہو میان
قند کا کون اسقدر مائل ہو میان	جو ہے اُن ہونٹھون ہی کا قایل ہو میان
ہمنے یہ مانا کہ واعظ ہے ملک	آدمی ہونا بہت مشکل ہے میان
چشم تر کی خیر جاری ہے سدا	سیل اس دروازیکا سائل ہے میان
مرنیکے پیچھے تو راحت سچ ہے لیک	بیچ مین یہ واقعہ حائل ہے میان
دلکی پامالی ستم ہے قہر ہے	کوئی یون دلتا ہے آخر دل ہے میان
آج کیا فردا ے محشر کا ہراس	صبح دیکھین کیا ہو شب حائل ہے میان
دل تڑپتا ہے بہین کیا جانیے	کس شکار انداز کا بسمل ہے میان

گہ نسیم صبا ہے گاہ سموم | اس چمن میں ہوائیں کیا کیا ہیں
شور ہے ترک شیخ کا لیکن | چپکے چپکے دعائیں کیا کیا ہیں

منتظر دیدۂ قصور دل اے میر
شہر تن میں بھی جائیں کیا کیا ہیں

فراق آنکھ لگنے کی جا ہے نہیں | پلک سے پلک آشنا ہے نہیں
گلہ عشق کا بد و خلقت سے ہے | غم دل کو کچھ انتہا ہے نہیں
محبت جہاں کی تھا ان ہو چکی | کچھ اس روگ کی بھی دوا ہے نہیں
دکھایا کیے یار اُس رخ کا سطح | کبھی آرسی کو حیا ہے نہیں
وہ کیا کچھ نہیں حسن کے شہر میں | نہیں ہے تو رسم وفا ہے نہیں
چمن محو اُس رنگ و خوش کا ہے سب | گل تر کی آب و ہوا ہے نہیں

نہیں دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہمارا کوئی کیا خدا ہے نہیں

دل لیکے کیسے کیسے جھگڑے چکا دیں ہیں | بد وضع یاں کے کرتے کیا خوش معاملے ہیں
گھبرا کے لگتی یاں ہیں کر رگ کے تمیز جانیں | کرتے ہیں جو وفائیں اُن ہی کے حوصلے ہیں
کیا قدر تھی سخن کی جب یہاں بھی جلیں صحبتیں | سر بات جائزہ ہے ہر بیت پر صلے ہیں

محبت نے کھویا کھپایا ہمیں
بہت ڈھونڈھا پیدا کیا ہمیں
ان آنکھوں نے کیا کیا دکھایا ہمیں

تم تو پھر اب ہنکو چھوڑ کہ چلے ہو گل لیکن	بیکل ایسا ہی ہا شب تو یہ بیمار کہان
دلکی خواہش ہو کسی کو تو کبھی دلکی نہین	اب یہی جنس بہت ہو پہ خریدار کہان
خاک یان چلتے ہین کیون پھر دلکے لیے	ایسا پہونچے ہو ہم پھر کوئی غمخوار کہان
دم زدن مصلحت وقت نہین اے ہمدم	جیمین کیا آیا ہے مرے پر لب اظہار کہان
شیخ کے آنے ہی کی دیر ہے میخانہ ہمین پھر	سبحہ سجادہ کہان جبہ و دستار کہان
ہمسے ناکس تو بہت پھرتے ہین جی دبیے ولے	زخم تیغ اسکے اٹھانیکا سزاوار کہان
تونے بھی گرد رخ سرخ نکلا خط سبز	باغ شاداب جہانمین گل بیخار کہان
جنانے عقل کی سررشتے گیے گم سارے	اب جو ڈھونڈھو تو گریبانمین کوئی تار کہان
گو کہ گردن تئین یان کوئی لہو مین بیٹھے	ہاتھ اٹھاتا ہے جفاسے وہ ستمگار کہان

ڈوبا لوہو مین پڑا تھا ہمگی پیکر میر
یہ نہ جانا کہ لگی ظلم کی تلوار کہان

لے مجھسے تجکو سو ملے تجھسا نپایا ایک مین	سو سو کہین تونے مجھے منھ پر نہ لایا ایک مین
عالم کی بین نے سیر کی مجکو جو خوش آیا سو تو	سب سے رہا محفوظ تو تجکو نہ بھایا ایک مین
یہ جوش غم ہوتے بھی ہین یون ابر تر روتے بھی ہین	چشم جہان آشوب سے دریا بہایا ایک مین
تھا سینہ کو دعوے عشق کا لیکن نہ ٹھہرا کوئی بھی	دانستہ اپنی جانسے دلکو اٹھایا ایک مین

ان دلبرونکی آنکھ نہین جاے اعتماد	جبتک ہین یہ چاہیے پیش نظر رہین
فردا کی فکر آج نہین مقتضاے عقل	کل کی بھی دیکھ لیوینگے کل ہم اگر رہین

تیغ و تبر رکھا نہ کرو پاس میر کے
ایسا نہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین

دلکو لکھون ہون آہ وہ کیا مدعا لکھون	دیوانون کو جو خط لکھون تیلا و کیا لکھون
کیا کیا لقب ہین شوق کے عالم مین یار کے	کعبہ لکھون کہ قبلہ اُسے یا خدا لکھون
حیران ہو میرے حال مین کہنے لگا طبیب	اس دردمند عشق کی مین کیا دوا لکھون
وحشت نے دونکو نامہ لکھون ہون نہ کس طرح	مجنون کو اسکے حاشیے پر مین دعا لکھون

کچھ روبرو ہوئے پہ جو سلجھے تو سلجھے میر
جی کے الجھنے کا اُسسے کیا ماجرا لکھون

جیسے ہو اسکی ابروے خمدار درمیان	رہتی ہو میرے خلق کی تلوار درمیان
برپا ہوا ہجوم سے یک حشر تازہ وان	آیا جہان کہین قدم یار درمیان
اس کام جانہین ہم مین ہوا ہے حجاب چشم	یون ہے آہ کب تئین دیوار درمیان
سو بار اس سے فتنے بہانین اٹھے دلے	دیکھی نہ ہمنے وہ کمر یکبار درمیان
کیا کہیے آہ جیکو قیامت ہے انتظار	آتا نہ کاش وعدۂ دیدار درمیان

رکھی ہی کٹی دوزخ [illegible] یار درمیان
لوگ نہین ہے خون کا سزاوار درمیان
ثابت ہو سارے خلق کے اوپر کو تب ایک
حاجت نہین بہ [illegible] یہ تکرار درمیان
آیا کیے دماغ کے اعضا مین بھی فتور
[illegible] قتل نہین کیا نہین سردار درمیان
بازار مین دکھائی ہے کیا کیا جنس حسن
جبتک نہین [illegible] ہین خریدار درمیان
دیکھین چمن [illegible] داغ سینے [illegible]
بیلا ادب ہے یہ قطعۂ گلزار درمیان
کیجیے [illegible] پانی اسکی تو تلوار جوہر مین
مارا گیا عشق یہ گنہگار درمیان
[illegible] ابھی جون سیخ پیچ گریبان کا ذکر کیا
[illegible] بھی جو رہا ہو کوئی تار درمیان
[illegible] دونون سے میر کا نالہ نہین سنا
شاید نہین ہے اب وہ گرفتار درمیان

اتفاق ایسا ہے کہ رہتے ہی سدا ایک جا ہین
ایک عالم مین ہین ہم یہ جدا رہتے ہین

[illegible] سیل بلا
[illegible] تلوار کہ [illegible] جاتے ہین
پیش [illegible] ہم اس کوچہ مین جاتے ہین
[illegible] ان ہو ٹھوکرون سے
کام [illegible] میر سب کو جاتے ہین
[illegible] اسکی اٹھی جو پھر
وحشت مین [illegible] کو اٹھاتے ہین
[illegible] ادھر ہی خوبی سے
وحش و طیر [illegible] کہین بکارتے ہین
کیا تری گرمی بازار سے یوسف بیکار [illegible]
[illegible] اسکی تو ہی اپنا لیکن
سیکڑون آن سے [illegible]
[illegible] ہو مین بلا پایا ہین [illegible]
[illegible] سرو دان [illegible] یاد ولاون ہین [illegible]
[illegible] صحبت [illegible] بھلا [illegible] میر
[illegible] اسکی قد و قامت دلکش [illegible]
[illegible] وقت کہان عمر کہان [illegible]

کیا کیا تامل اس فکر مین گیا گھل	سمجھا نہ آپکو مین کیا جانیے کہ کیا ہون
ہوتا ہو گرم گیا تو اے آفتاب خوبی	یک آدھ دم مین مین تو شبنم نمط ہوا ہون
پیری سے جھکتے جھکتے پہنچا ہون خاک تک مین	وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون

مجکو بلا ہے وحشت اے میر دور اس سے
جا گہہ سے جب اٹھا ہون آشوب سا اٹھا ہون

کوچین پیر میر کا مطلق اثر نہین	کیا جانیے کدھر کو گیا کچھ خبر نہین
ہے عاشقی کے بیچ ستم دیکھنا ہی لطف	مرجانا آنکھین موند کے یہ کچھ ہنر نہین
کب شب ہوئی زمانہ مین جو پھیر ہوا نہ روز	کیا اے شب فراق تجھی کو سحر نہین
ہر چند ہمکو مستونسے صحبت رہے ہے لیک	دامن ہمارا ابر کے مانند تر نہین
گلگشت اپنی طور پہ سو تو خوب یان	شایستہ پریدن گلزار پر نہین
کیا ہو جی حرف زن گذر دوستی سے آہ	خط لیگیا کہ راہ مین پھر نامہ بر نہین
آنکھین تمام خلق کی رہتی ہین اسکی اور	مطلق کسو کو حال پہ میر کے نظر نہین
کہتے ہین سب کہ خون ہی بہتا ہے تنک چشم	زانو تو گر بکا ہے یہی تو جگر نہین

جا کر شراب خانے مین رہتا نہین تو پھر
یہ کیا کہ میر جمعہ ہی کی رات گھر نہین

اُس ڈھنگ سے ہلا کہ بجا دل نہیں رہے | اس گوشہ سے گرے دم آئے ہیں ناک میں
ابکی جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے | دامن کی چاک اور گریبان کی چاک میں

کیسے لطافت اُس تن نازک کی میر کیا
شاید یہ لطف ہوگا کسو جان پاک میں

محمل نشین ہیں کتنے خدام یار میں یہاں | لیلیٰ کا ایک ناقہ سو کس قطار میں یہاں
سُن شور گل قفس میں دل داغ سب ہوا | کیا پھول گل کھلے ہیں اُس کی بہار میں یہاں
کب دلکشی ہو میری رونہیں اتریچھے | دریا بھرے ہیں ایک ایک دامن کے تار میں یہاں
تم تو گئے دکھا کر ملک برق سے جھمکے | آیا بہت تفاوت صبر و قرار میں یہاں
ہم مرگئے ولیکن سوز دروں وہی ہے | ایک آگ لگ اٹھی ہے کنج مزار میں یہاں
ہجران ہر گھڑی ہے سو سو برس تعب سے | روز شمار یارو ہے کس شمار میں یہاں

جن راتوں میر ہم کو رونے کا مشغلہ تھا
رہتا تھا بحر اعظم سو تو کنار میں یہاں

آج ہمارے گھر آیا تو کیا ہے یاں جو نثار کریں | الّا کھینچ بغل میں تجھکو دیر تلک ہم پیار کریں
خاک ہوئے برباد ہوئے پامال ہوئے سب محو ہوئے | اور شدائد عشق کی دیکھیے کیسے ہم ہموار کریں
زرد رخ رونا ہر دم کا شاہد جب ایسا ہو | چاہت کا انصاف کرو تم کیونکر ہم انکار کریں

دیکھے ہین کیا کیا ڈھلکتے اشک میر
بیٹھے موتی سے پروتے عشق مین

کرتے ہین جو کہ جبین ٹھانے ہین	خوبرو کسکی بات مانے ہین
مین تو خوبان کو جانتا ہی ہون	پر مجھے یہ بھی خوب جانے ہین
جا ہمین اُس گلی مین گر ہے نا	ضعف و بے طاقتی بہانے ہین
پوچھ اہل طرب سے شوق اپنا	وے ہی جانے جو خاک چھانے ہین
اتنوا افسردگی ہی ہے ہر آن	وے نہ ہم ہین نہ وے زمانے ہین
قیس و فرہاد کے وہ عشق کے شور	اب مرے عہد مین فسانے ہین
دل پریشان تمھین تو خوش دے لوگ	عشق مین جنکے جی ٹھکانے ہین
مشک و سنبل کہان وہ زلف کہان	شاعرون کے یہ شاخسانے ہین

عشق کرتے ہین اُس پریرو سے
میر صاحب بھی کیا دوانے ہین

آپ اُس جنس کے ہین ہم بھی خریدار نہین	بگڑی جاتی ہے جسکے لیے بازار نہین
باغ فردوس کا ہے رشک وہ کوچہ لیکن	آدمی ایک نہین اُسکے ہوادار نہین
ایک کے بھی وہ برے حال مین آیا نہ کبھو	لوگ اچھے تھے بہت یار کی بیمار نہین

دل پریشانی مجھے دیہی بکھیرے گل کے رنگ
ایک چشمک ہی چلی جاتی ہو گل کی سبزرنگ
خوار تو آخر کیا ہے گلیو نہین تونی مجھے
خاک آڑانا اشک فشان آن نکلو نہین توبھی
کعبے جانیسے نہین کچھ شیخ مجکو اتنا شوق

آنکھو جون غنچہ کیونکر آہ مین یکجا کرون
یعنی بازار جنو مین جاوان کچھ سودا کرون
تو سہی اے عشق جو تجکو بھی مین رسوا کرون
دشت کو دریا کرون بستی کے تئین صحرا کرون
چال وہ بتلا کہ مین دلمین کسو کے جا کرون

اب کی ہمت صرف کر جو اس سے جی اچٹے مرا
پھر دعا اے میر مت کریو اگر ایسا کرون

کیا کوفتین اٹھائین ہجرانکی درد غم مین
گو قیس منہ کو نوچے فرہاد سر کو چیرے
اہل نظر کسو کو ہوتی ہے جو محبت
کلفت مین گذری ساری مدت تو زندگی کی

تڑپا ہزار نوبت دل ایک ایک دم مین
یہ کیا عجب ہی ایسے ہوتی ہین لوگ ہم مین
آنکھو نکے اندھی ہم تو مدت رہی حرم مین
آسودگی کا منہ اب دیکھین گے ہم عدم مین

کرتے ہین میر ملکر واعظ سے جنس دم کا
کیا یہ بھی آگئے ہین اس پوچ گو کی دم مین

عشق مین جی کو صبر و تاب کہان
بیکلی دل ہی کے تماشا تھی
اس سے آنکھین لگین تو خواب کہان
برق مین ایسے اضطراب کہان

[illegible] محبوب کا جواب کہان
ہستی اپنی ہی بیچ مین ہے حجاب
ہم نہ ہووین تو پھر حجاب کہان
گریہ شب سے سرخ ہین آنکھین
مجھ بلانوش کو شراب کہان
عشق ہے عاشقون کے جلنے کو
یہ جہنم مین ہے عذاب کہان
داغ رہنا دل و جگر کا دیکھ
جلتے ہین اسطرح کباب کہان
محو ہین اس کتابی چہرے کے
عاشقون کو سر کتاب کہان
عشق کا گھر ہے میر سے آباد
ایسے پھر خانمان خراب کہان

ردیف ن

یارو مجھے معاف رکھو مین نشے مین ہون
اب دو تو جام خالی ہی دو مین نشے مین ہون
ایک ایک قرط دور مین یون ہی مجھے بھی دو
جام شراب پر نہ کرو مین نشے مین ہون
مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ
جو چاہو تم بھی مجکو کہو مین نشے مین ہون
یا ہاتھون ہاتھ لو مجھے مانند جام مے
یا تھوڑی دور ساتھ چلو مین نشے مین ہون
معذور ہون جو پاؤن مرا بیطرح پڑے
تم سرگران تو مجھ سے نہ ہو مین نشے مین ہون
بھاگی نماز جمعہ تو جاتی نہین ہے کچھ
چلتا ہون مین بھی ٹک تو رہو مین نشے مین ہون
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
جون شیشہ میرے منہ نہ لگو مین نشے مین ہون

[illegible]

[illegible]

بیٹھنے سے کسو دل صاف کے مہرت تو جرچہ ہے
خوب یار کرکے تامل تو اثر پانی مین

آتش عشق نے راون کو جلا کر مارا
گرچہ لنکا سا تھا اس دیو کا گھر پانی مین

جوشش اشک مین سب دل بھی گیا سینے سے
کچھ نہ معلوم ہوا ہائے اثر پانی مین

بردباری ہی مین کچھ قدر ہی گو جی ہو فنا
عود پھر لکڑی ہو ڈوبی نہ اگر پانی مین

چشم تر ہی مین ہے کاش وہ رہے خونتر نگ
پھول رہتا ہو بہت تازہ و تر پانی مین

رووُن تو آتش دل شمع نمط بجھتی نہین
مجھکو لیجا کے ڈبو دیوین مگر پانی مین

گریہ و زاری مین بتیابی دل طرفہ نہین
سیکڑون کرتے ہین پیراک ہنر پانی مین

برگ گل جون گذر آب سے آتے ہین چلے
رونیسے وہ نہین پیرے لخت جگر پانی مین

محو کر آپ کو یون ہستی مین اُسکے جلیسے
بوند پانی کی نہین آتی نظر پانی مین

وہ گہر آنکھ سے جاوے تو تھمے آنسو میر
اتنا رویا ہون کہ ہون تا بہ کمر پانی مین

جوشش اشک سے ہون آٹھ پہر پانی مین
گرچہ ہوتے ہین بہت خوف و خطر پانی مین

ضبط گریہ نے جلایا ہو درونہ سارا
دل اچنبھا ہو کہ ہے سوختہ تر پانی مین

آب شمشیر قیامت ہے برندہ اسکے
یہ گہر ہائے نہین پاتی ہین ہر پانی مین

طبع دریا جو ہو آشفتہ تو پھر طوفان ہے
آہ بالون کو پراگندہ نہ کر پانی مین

[illegible]

فردوس ہو نصیب پدر آدمی تھا خوب | دلکو دیا نہ اسنے کسو خوش پسر کے تئین
ٹک دلکی بیقرار ہین جاتی ہین جی چلے | ہر دم طپش سرہنے میرے جگر کے تئین
تم دسے جو گئے سو خرابی بہت رہی | پھر بھی بساؤ آکے اُس اجڑے نگر کے تئین
اللہ ری نازکی نہین آتی خیال مین | کس کس طرح سے باندھتے ہین اس کمر کے تئین
حالت یہ ہو کہ بیخبری دم بدم ہے یان | وہ ابتلک بھی آتے نہین ٹک خبر کے تئین

مدت ہوئی کہ اپنی خبر کچھ ہمین نہین
کیا جانیے کہ میر گئے ہم کدھر کے تئین

کیا کہون وا بخود تو دیر مین آتا ہون مین | پھر جو یاد آتا ہے وہ چپکا سا رہ جاتا ہون مین
داغ ہون کیونکہ نہین دو روشن یار جب نہ تب | بوریا پوشون ہی مین وہ شعلہ جو پاتا ہون مین
ہجر مین اُس طفل بازی کوش کے رہتا ہون جب | جائے رہ کو نہین ٹک پتہ دلکو بہلاتا ہون مین
ہون گرسنہ چشم دیدار خوبان کا بہت | دیکھنے پر انکے تلوارین کھڑا کھاتا ہون مین
آب سب ہوتا ہون پاکر آپ کو جیسے حباب | یعنی اس ننگ عدم ہستی سے شرماتا ہون مین
ایک جا گہ کب ٹھہرنے دے ہے مجھکو درد گاہ | کیون تم اکتائے ہو اتنا آجکل جاتا ہون مین
ہو کمال عشق پر بیطاقتی دلکی دلیل | جلوہ دیدار کی اب تاب کب لاتا ہون مین
آسمان معلوم ہوتا ہے درے کچھ آ گیا | دور سے آہ کیسا کیسا گھبراتا ہون مین

کوئی بجلی کا ٹکڑا اب تنک ہے ۔ پڑا ہوگا ہمارے آشیان مین

پھرے ہے چھانتا ہی خاک اے میر
ہوس کیا ہے مزاج آسمان مین

نہین تجال لعل دلربا مین ۔ گہر پہونچا ہم آب بقا مین
غریبانہ کوئی شب روز گزران ۔ ہمیشہ کون رہتا ہے سرا مین
اٹھاتے ہاتھ کیون نومید ہوکر ۔ اگر پاتے اثر کچھ ہم دعا مین
کہے ہے ہر کوئی اللہ میرا ۔ عجب نسبت ہے بندہ مین خدا مین
ہتھیلی مین لگائی اُسنے مہندی ۔ بھری لو ہو مین بہتیرون کی جا مین
ادھر جانیکو امدے تو ہے لیکن ۔ سبکپائی سی ہے باد صبا مین
بلا نہ دار بحر عشق نکلا ۔ نہ ہمنے انتہا کی ابتدا مین
ملے برسون وہی بیگانہ ہے وہ ۔ ہنر ہے یہ ہماری آشنا مین

اگرچہ خشک ہین جیسے پر کاہ
اڑے ہین میر جی لیکن ہوا مین

مرمر گئے نظر کر اُسکے برہنہ تن مین ۔ کپڑے اُتارے اول جب پہونچے ہم کفن مین
گل پھول سے کب اُس بن لگتی ہین اپنی آنکھین ۔ لائی بہار ہم کو زور آوری چمن مین

بھوین آنکھین ہوسے رہنے لگین	یہ رنگ اپنا دیکھا مروت سے ہم

نہ مل میر ابکی امیرون سے تو
ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم

کبتک رہینگے پہلو لگائے زمین سے ہم	یہ درد اب کہینگے کسو شانہ مین سے ہم
تلوارین کتنی کھائی ہین سجدہ مین اسطرح	فریادی ہونگے ملکے لہو کو جبین سے ہم
فتراک تک یہ سر جو نہ پہونچا تو یا نصیب	مدت لگے رہے ترے دامان زین سے ہم
ہوتا ہو شوق وصل کا انکار سے زیادہ	کب تجھسے دل اٹھاتے ہین تیری نہین سے ہم
چھاجو پشیدستی کرے نور ماہ پر	دیکھے عجب سفیدہ ترے آستین سے ہم
یہ شوق صید ہونیکا دیکھو کہ آپ کو	دکھلا یا صیدگہ مین بسیار و یمین سے ہم
تکلیف درد دل کی نگر تنگ ہونگے لوگ	یہ بات روز کہتے رہے ہمنشین سے ہم
اڑتی ہو خاک شہر کی گلیون مین اب جہان	سونا لیا ہے گود مین بھر کر وہین سے ہم

آوارہ گردی اپنی کھنچی میر طول پر
اب چاہینگے دعا کسو عزلت نشین سے ہم

ردیف نون

مدعی مجھکو کھڑے صاف برا کہتے ہین	چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین

کچھ ہند ہی مین میر نہین لوگ جیب چاک
ہو میرے ریختون کا دوانا دکن تمام

بخت سیہ کی نقل کرین کس سے چال ہم
منھدی لگی قدم سے ہوی پائمال ہم

کیونکر نہ اس چمن مین ہون آشفتہ حال ہم
یان پھول سونگھ سونگھ رہے ہین وصال ہم

باہر گلی مین سبکہ دون جسن جا ملیح تھے
یا زلف وخط کو دیکھتے ہین خال خال ہم

گذری ہی جی مین گہ وہ دہن گاہ وہ کمر
کیا جانین لوگ رکھتے ہین کیا کیا خیال ہم

جاتی نہین اٹھائی یہ اب سر گرانیان
مقدور تک تو اپنی گئے ٹال ٹال ہم

لوہو کہان ہی گریۂ خونین سے تن کے بیچ
کرتے ہین منھ کو اپنے طمانچو سے لال ہم

وہ تو ہہی ہی کہ مرتے ہین سب تیرے طور پر
حور و پری کو جان کے کب ہین دوال ہم

گذری ہے سبکہ کی جدائی دلو نپہ شاق
منہ نوچ نوچ لے ہین علی الاتصال ہم

منظور سجدہ ہی ہمین اس آفتاب کا
ظاہر مین یون کرین ہین نا زوال ہم

ظاہر ہوا انھین بھی ہمارے دم اور ہوش
آئے نہ پھر تمھارے گئے تک بحال ہم

مطلق جہا نمین رہنے کو جی چاہتا نہین
اب تم بغیر اتنے ہوئے ہین وبال ہم

نقصان ہوگا اسمین تظاہر کمال کا
ہو وینگے جس زمانے کے صاحب کمال ہم

تھا کب گمان ملیگا وہ دامن سوار میر
کل راہ جاتے مفت ہوئے پایال ہم

مشتاق ان لبون کے ہین سب مرد و زن تمام
دفتر لکھے گئے ہین نہوا پر سخن تمام

سرون پر ہانتھ کبھی تیغ پر کبھو اسکا	اچھا ایک قسم نہین میرے آشنا کی قسم

جدال دیر کی رہیان سنین کہان تک میر
اٹھو حرم کو چلو اب تمھین خدا کی قسم

اب سوکھی ہی جاتی ہو سب کشت ہوس ظالم	ای ابر تر آ کر ٹک دھر بھی برس ظالم
صیاد بہار ایکی سب لوٹ گیا ہین نہین	ٹک باغ ملک لے چل ہمرا بھی قفس ظالم
کس طور کوئی تجھسے مقصود کرے حاصل	نے رحم ترے جی مین نے دلمین ترس ظالم
کیون سر چڑھے ناحق ہم بخت سیاہ ہونگے	مت بیچ مین پگڑیکے بالونکو گھرس ظالم
جون برہمن ونا تھا جون برق تو ہنستا تھا	صحبت نرہی یون ہی ایک آن دھر برس ظالم
کیا کھوئی ہوئی محمل یان گرم حکایت ہے	چل راہ مین کچھ کہتا مانند جرس ظالم
مطلق نہین گنجایش اب حوصلے مین ایسے	ازار کوئی کھینچے یون کب تئین بس ظالم
سر رشتہ ہستی کو ہم دیکھے ہاتھون سے	کچھ ٹوٹتے ہی جاتی ہین اب تار نفس ظالم

تا چند رہیگا تو یون داغ غم اس مہ کا
چھاتی تو گئی تیری اے میر جھلس ظالم

محرم سے کسو دبر وہون کاٹنگے اب ہم	بیوجہ غضب ہیگا پوچھین جو سبب ہم
تدبیرین کرین اپنی تن زار زبون کی	افراط سے اندوہ کی ہون آپ مین جب ہم

گو نوح جی لیا منھ کو کسو گوٹ کی چھاتی
ابتک تو نہین پاتے ہین کچھ یار کی چھاتی
دل تنگی ہجران سے ہین مغلوب غضب ہم
آغاز محبت مین تمامی ہوئی اپنی
اسی واسطے ہوسکا کر بسر روز طلب ہم
تربت ہماری نہ اٹھی گرد بھی اے میر
جی سے گئے لیکن نہ کیا ترک ادب ہم

اب چھیڑیے جہان وہین گویا ہو ورد و سب
عمر کیا ہے ترے غم مین تن تمام
آیا تھا عمر سر صید وہ جیسے ہرن تمام
دیکھا ادھر ہی گرتے ہین اپنے سے ہم تمام
آوارہ گرد و باد سے تھے ہم دیوانہ پن تمام
کیا خاک مین ملا ہے پہ ہو مرے تنک پوش تن تمام
کیا لطف تن چھپا ہو مرے اسکا بدن تمام
اس کار دست لیتہ پپہ ایکا ہے ملا کر

غنیمت جان فرصت آج کے دن
سحر کیا جانے کیا ہو سب ہو حاصل

اگرچہ ہم نہین ملنے کے لائق
کسو طرح تو ہمسے بھی بھلا مل

لیا زاہد نے جام بادہ کف پر
بحمد اللہ کھلا عقد انامل

وہی پہونچے تو پہونچے آب ہم تک
نہ یان طالع رسانے جذب کامل

ہوا دل عشق کی سختی سے ویران
ملائم چاہیے تھا یان کا عامل

پس از مدت سفر سے آئے ہین میر
گئین وہ اگلی باتین تو ہے جاہل

ردیف میم

کچھ نہ پوچھو بہک رہے ہین ہم
عشق کی مے سے چھک رہے ہین ہم

سوکھ غم سے ہوئے ہین کانٹا سے
پر دلونمین کھٹک رہے ہین ہم

دقعۂ مرگ اب ضروری ہے
عمر طے کرتے تھک رہے ہین ہم

کیونکہ گرد علاقہ بیٹھ سکے
دامن دل جھٹک رہے ہین ہم

کون پہونچے ہے بات کی تہ کو
ایک مدت سے بک رہے ہین ہم

اُسنے دینے کہا تھا بوسۂ لب
اُس سخن پر اٹک رہے ہین ہم

نقش پا سے رہی ہین کھل آنکھین
کسکی یون راہ تک رہے ہین ہم

[illegible]

اس سرو کمان پر جو قربان ہین ہم نہ سویا کوئی شور سب سے مرے	ہمین کو نشانا بناتے ہین لوگ قیامت اذیت اٹھاتے ہین لوگ

اُن آنکھونکے بیمار ہین میر ہم
بجا دیکھنے ہم کو آتے ہین لوگ

ردیف لام

مار بھی آسان ہے دشنام سہل	یار اگر ہے اہل تو ہے کام سہل
جون نگین ہین گے جگر کاوی بہت	کیا نکلتا ہے کسو کا نام سہل
جان دی یارون نے تب آنکھین لگین	کسنے پایا آہ یان آرام سہل
مدعی ہو چشم شوخ یار کا	کیا لگا ہو نہین ہوا بادام سہل

تمنے دیکھا ہوگا بچپن میر کا
ہم کو تو آیا نظر وہ خام سہل

پوشیدہ کیا ہے ہے قدرت نمائے دل	دیکھے ہے بیتو نہین پر زآزمائے دل
ہے تیرہ یہ بیابان گرد و غبار سب	دہ راہ کب دکھائے ہے رہنمائے دل
اندوہ غم سے اکثر رہتا ہو نہین مکدر	کیا خاک مین ملی ہے میری صفائے دل
پیش آوے کوئی صورت منہ موڑتے نہین وے	آئینہ سان جنھین ہے کچھ آشنائے دل

[illegible]

توہم ہین اور آپ ہین دی کسی کو دخل ... ہوتے ہین فتنہ ساز یہی درمیان کے لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون تو بہت و لے ... کم آشنا ہین طور سے اس کام جان کے لوگ

پتہ کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم ... جو محرم روش ہین کہو اُس بدگمان کے لوگ

بت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتے ہین سب ... خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستان کے لوگ

فردوس کو بھی آنکھ اٹھا دیکھتے نہین ... کس درجہ سیر چشم ہین کوئی تیان کے لوگ

کیا سہل جیسے ہاتھ اٹھا بیٹھتے ہین ہاے ... یہ عشق پیشگان ہین الٰہی کہان کے لوگ

منہ تکتے ہی رہے ہین سدا مجلسون کے بیچ
گویا کہ میر محو ہین میری زبان کے لوگ

کیا عشق خانہ سوز کے دلمین چھپی ہو آگ ... اک سارے تن بدن مین مرے پھک رہی ہے آگ

گلشن بھرا ہے لالہ و گل سے اگرچہ سب ... پر اُس بغیر اپنے تو بھائین لگی ہے آگ

پانو مین پڑ گئے ہین پھپھولے مرے تمام ... ہر گام راہ عشق مین گویا دبی ہے آگ

جل جل کے سب عمارت دل خاک ہو گئی ... کیسے نگر کو آہ محبت نے دی ہے آگ

اب گرم و سرد دہر سے یکسان نہین ہے حال ... پانی ہو دل ہمارا کبھی تو کبھی ہے آگ

کیونکر نہ طبع آتشین اُسکی ہمین جلائے ... ہم مشت خس کا حکم رکھین ہین پری ہے آگ

کب لگ سکے ہے عشق جہان سوز کو ہوس ... ماہی کی زیست آب سمندر کی جی ہے آگ

[illegible]

ظاہر ہے سب ... خوبیون ... کا رنگ

[illegible] ... کا رنگ

رہتا تھا ابتداے محبت مین منہ سفید ... اب زرد سب ہوا ہون یہ ہے انتہا کا رنگ

[illegible] ... کا رنگ

اس ... [illegible] ... لوگ

جاتی ہین خط سے لیا چہرہ دو دستے
اب کار شوق میرا پہونچا ہی ہے پایان تک
آتا نظر نہین کچھ جاوے نظر کہان تک
ہوتا ہے جھانکا اپنے آنکھون مین ہی ہمیشہ
پہونچی ہے دشت پر بھی از گریہ گلستان تک
اس مہر کے سرا بن جاتی ہے آسمان تک
بجلی کا چمکنا خانہ آشیان تک
اس راہ سے بہار تنگ دل کو بست جلایا

خاک پہ ہے سدا جبین نیاز	اور کوئی ہو جبہ سا کیا خاک

تربت میر پر چلے تم دیر
اتنی مدت مین وان رہا کیا خاک

آجکل سے کچھ نہ طوفان آہے چشم گریہ ناک	موج زن ہر سونسے ہو دریا ہو چشم گریہ ناک
یون نہ رُو تو نہ رُو ورنہ رو دیا ہے	ہر قدم اس دشت مین پیدا ہو چشم گریہ ناک
دلسے آگے ٹک قدم رکھو تو پھر بھی دلبرو	سیر قابل دیدنی اک جا ہو چشم گریہ خاک
بے گداز دل نہین امکان رونا اسقدر	تہ کو پہونچو خوب تو پردا ہے چشم گریہ ناک
سوجھنا اپنا کرے کچھ ابر تو ہو مصلحت	جوش غم سے جیسے نابینا ہو چشم گریہ ناک
سبز ہو رنیسے میرے گوشہ گوشہ دشت کا	باعث آبادی صحرا ہے چشم گریہ ناک

دے حنائی پا مری آنکھون ہی مین پھرتے ہی میر
یعنی ہر دم اُسکی زیر پا ہے چشم گریہ ناک

سو خونچکان لگی ہین لب سے مری زبان تک	جی ڈونڈہ گیا ہو ظالم اب رحم کر کمان تک
ملنے مین میر سے گاہی تک تن دیا نہ اُس نے	حاضر رہا ہون مین تو اپنی طرف سے جان تک
ہر چند مین نے سر پر اس رہ کی خاک ڈالی	لیکن نہ پہونچین آنکھین اس بانو کے نشان تک
ان ہڈیونکا جلنا کوئی ہما سے پوچھو	لاتا نہین ہے منہ وہ اب میری استخوان تک

رہتی ہین میری آنکھین
رکھتے ہین دو دو دم تک

ردیف کاف فارسی

دماغ اور دل مین اسیرہ دونون
زخم سینا پر کہ پہونچا جگر تک

میر جی زرد ہوتے جاتے ہو
کیا کہین تمنے بھی کیا ہے عشق

ردیف کاف

دیکھی تھی تیرے کانکے موتی کی اک جھپک
جاتی نہین ہے اشک کے رخسار کی دھمک

یارب اشتیاق نکلتا ہے چال سے
ملتے پھرے ہین خاک مین کسکے لیے فلک

طاقت ہو جسکی دلمین وہ دو چار دن رہے
ہم ناتوان عشق تمہارے کہان تلک

برسون ہوے کہ جان سے جاتی نہین خلش
ٹک ہان گئے تھے آگے مرے وہ پھر پلک

آتے نہ ہاتھ میر کے میت پر کل نماز
تابوت پر تھی اسکے نپٹ کثرت ملک

عزت اپنی اب نہین ہے یار کو منظور ٹک
پاس جاتا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور ٹک

حال میرا شہر مین کہتے رہینگے لوگ دیر
اس فسانیکے تئین ہونے تو دو مشہور ٹک

پشت پا مارے ہین شاہی پر گدائے کوے عشق
دیکھو تم یان کا خدا کے واسطے دستور ٹک

چاہنے کا مجھ سے بے قدرت کا کیا ہے اعتبار
عشق کرنے کو کسو کے چاہیے مقدور ٹک

حق تو سب کچھ تھا ہی ناحق جان دی کسو واسطے
حوصلے سے بات کرتا کاشکے منصور ٹک

سنکر حسن بتان کیونکر ہووے شیخ میر
حق ہے اسکے آگے وہ آنکھوں سے ہو معذور ٹک

کیا جانے ... گذری ہے کس طرح سے لیل و نہار عاشق

آخر کو بے کارے پردہ اٹھ گیا	سقدور تک تو چھاتی لے ہمنے چھپائی داغ

دلکی گرہ مین غنچۂ لالہ کے رنگ میر
سوز درون سے کچھ نہین ہے اب سوائے داغ

ردیف ف

میلان دل ہو زلف سیہ فام کیطرف
جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف

دل اپنا عدل داور محشر سے جمع ہے
کرتا ہے کون عاشق بدنام کی طرف

اس پہلوے فگار کو بستر سے کام کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹے ہے آرام کی طرف

یک شب نظر پڑا تھا کہین تو سو اب مدام
رہتی ہے کون چشم تری بام کی طرف

آنکھین جنجو نکی زلف و رخ یار سے لگین
وے دیکھتے نہین سحر و شام کی طرف

جون چشم یار بزم مین اگلا پڑے ہے آج
ٹک دیکھ شیخ مو کی بھرے جام کیطرف

خارا شگاف و سینہ خراش ایک سی نہین
لیکن نظر نہین ہے تجھے کام کی طرف

دل پک ہی ہین جنکی انھین سے ہمین ہے شوق
میلان طبع کب ہے کسو خام کی طرف

دیکھی ہے جب سے اُس بُت کافر کی شکل میر
جاتا نہین ہے جی تنک اسلام کی طرف

ردیف قاف

کیا کہون تمسے مین کہ کیا ہے عشق
جان کا روگ ہے بلا ہے عشق
عشق ہی عشق ہے جہان دیکھو
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق
عشق ہے طرز و طور عشق کے تئین
کہین بندہ کہین خدا ہے عشق
عشق معشوق عشق عاشق ہے
یعنی اپنا ہی مبتلا ہے عشق

قصد حج ہے تو شیخ کو لے چل	کعبے جانے کو یہ خبر ہے شرط
قلب یعنی کہ دل عجب زر ہے	اُسکے نظارے کو نظر ہے شرط
حق کے دینے کو چاہیے ہے کیا	بان نہ اسباب نے ہنر ہے شرط

دل کا دینا ہے سہل کیا اے میر
عاشقی کرنے کو جگر ہے شرط

کرتے نہیں ہیں اُس سے بنا کچھ ہم اختلاط	ہوتا تھا اگلے لوگوں میں بھی باہم اختلاط
تک گرم ہیں ملوں تو مجھی سے ملے خنک	اور ان سے تو وہی ہو اُسے ہر دم اختلاط
ایسا ہو کہ شیخ دغا دیوے ہمنشین	ابلیس سے کرے ہو کوئی آدم اختلاط
بیگانگی مجھی سے چلی جاتی ہو خصوص	رکھتا ہو یوں تو یار سے یک عالم اختلاط

کس طور اتفاق پڑے صحبت اُس سے دیر
ہے میر بد دماغ و قیامت کم اختلاط

ردیف عین

تیرے ہوتے شام کو گر بزم میں آجاے شمع	ہو خجل ایسی کہ منہ اپنا پھر دکھلائے شمع
کیا جلے جاتے ہیں تجھسے وہ دیے سے دیکھتے	گر یہی بانکا ہو ڈھب تو حیف محفل وائے شمع
کسکے تئیں ہوتا ہو قطع زندگانی کا یہ شوق	سر کٹا نیکو گلی میں جمع ہیں گھائے شمع

ردیف غین

عشق میں کچھ نہیں دوا سے نفع

وہ شوخ دشمن جان اہل وفا کا خواہان
رہتی ہے اُس مرض مین پھر کس غذا کی خواہش
خون جگر ہی کھانا آغاز عشق مین ہے
کیا کریے بیان کہین ہم جنس وفا کی خواہش
رکھتے ہین یار جی مین اسکی جفا کی خواہش
کیا جانے کیا ہو یارو فردا کی خواہش

کرتا ہے کوئی ظالم ایسی بلا کی خواہش
ہم پیروا جر رکھتے ہو جور و جفا ہمیش
خوبی رہا کرے ہے مری جان لیا ہمیش

شش جہت اب تو تنگ ہو ہم پر	اس سے ہوتے نہ ہم دو چار اے کاش
مرتے بھی تو ترے ہی کوچے مین	ملتے یان جائے گور دار اے کاش
ان لبون نمکی گلی سے دل ہے بھرا	چل پڑی بات پیش یار اے کاش

بے اجل میر اب پڑا مرنا
عشق کرتے نہ اختیار اے کاش

کیا کہیے کیا رکھین ہین ہم تجھسے یار خواہش	یک جان و صد تمنا یکدل ہزار خواہش
لے ہاتھین قفس تک صیاد چل چمن تک	مدت سے ہو ہمین بھی سیر بہار خواہش
نے کچھ گنہ ہو دل کا نی جرم چشم اُمین	رکھتی ہو ہمکو اتنا بے اختیار خواہش
حالانکہ عمر ساری مایوس گذری تسپر	کیا کیا رکھین ہین اُسکے امیدوار خواہش
غیرت سے دوستی کی کسکس سے ہو جے دشمن	رکھتا ہو یار ہی کی سارا دیار خواہش
ہم مہر ورز کیونکر خالی ہون آرزو سے	شیوہ بھی تمنا فن و شعار خواہش
اٹھتی ہو موج ہر یک آغوش ہی کیصورت	دریا کو ہو یہ کسکا بوس و کنار خواہش
صد رنگ جلوہ گر ہے ہر جادہ غیرت گل	عاشق کی ایک پاوے کیونکر قرار خواہش
یکبارگی اروے اُس سے امید دل کی	اظہار کرتے کبتک یون بار بار خواہش
کرتے ہین سب تمنا پر میر جی نہ اتنی	رکھے گی یار تمکو پایان کار خواہش

ردیف الکاف

[illegible]

خندہ وچشمک حرف وسخن زیر لبی	کیسے جواک افسون ہو دلدار کے پاس
داغ ہونا نظر آتا ہو دلون کا آخر	یہ جواک خال پڑا ہے ترے رخسار کی پاس
خط نمودار ہوئے اور بھی دل ٹوٹ گئے	یہ بلا نکلی نئی زلف شکن دار کے پاس
در گلزار پہ جانیکے نصیب اپنے کہان	یونہین ہی مریگا قفس کی کبھو دیوار کے پاس
کیا رکھا کرتے ہو آئینے سی صحبت ہر دم	ٹک کبھو بیٹھو کسی طالب دیدار کے پاس
دلکو یون لیتے ہو کھٹکا نہین ہونے پاتا	تربیت پائی ہو تمنے کسی عیار کے پاس
مورچہ جیسے لگے تنگ شکر کو آکر	خط نمودار ہے یون لعل شکر بار کے پاس
جسطرح کفر بندھا ہی گلے اسلام کہان	یون تو تسبیح بھی ہم رکھتے ہین زنار کے پاس
ہم نہ کہتے تھے نہ مل مغبچون سے اے زاہد	ابھی تسبیح دھری تھی تری خمار کی پاس
نارسائی بھی نوشتی کی میر دور کھینچے	اتنی مدت مین نہ پہونچا کوئی خط یار کے پاس

اختلاط ایک تمھین میر ہی غمکش سے نہین
جب زتب یون تو نظر آتے ہو دو چار کے پاس

عزت نہین ہے دلکی کچھ اس دلربا کے پاس	رہتی ہو آرسی ہی دھری خود نما کی پاس
ہیرون شبونکو غم مین تری جاگتی رہے	ہو آہ نہین جگر سو گرے بیوفا کے پاس
راہ روش یہ کھین ہین جدا دردمند عشق	زنہار یہ کھڑے نہین ہوتے دوا کے پاس

۲۰۱

[illegible]

ردیف شین

[illegible]

دیکھا تھا خانہ باغ مین پھر اسکو کہین
گل چہرہ کی ہے صورت دیوار سا ہنوز

مدت سے ترک عشق کیا ہم نے دوستی
زار و زبون و زرد ہے بیمار سا ہنوز

کبتک بھلا بنا وے کیون صبح شام روز

عاشق کے اسکو گریۂ خونین کا درد کیا
آنسو نہین ہو آنکھ سے جیسلے گرا ہنوز

کیا جانے وہ کہ گذری ہو یارونکی جی پہ کیا
مطلق کسو سے اسکا نہین دل لگا ہنوز

برسون مین نامہ برسے مرا نام جو سنا
کہنے لگا کہ زندہ ہو وہ تنگ کیا ہنوز

گھگھیاتے رات دنتین یا جھین تو بہت پر کہین
نا واقف قبول ہے لیکن دعا ہنوز

کیا کیا کرے ہو جھینتین قاصد سے لینے خط
حالانکہ وہ ہوا نہین حرف آشنا ہنوز

سو بار ایکدم مین گیا ڈوب ڈوب جی
پر بحر غم کی پائی نہ کچھ انتہا ہنوز

خط سے بیوفائی حسن اسکے آئینہ
ہم سادگی ہو کہتے ہین چشم وفا ہنوز

سو عقدہ فرط شوق ہی پیش آوے ڈالکو یان
وان بند اس قبا کے نہین ہوتے وا ہنوز

یان میر ہم تو پہنچ گئے مرگ کے قریب
وان دلبرونکو ہے وہی قصد جفا ہنوز

ہو میرے لو ہو رونے کا آثار سا ہنوز
کو چہ کوئی کوئی ہے چمن زار سا ہنوز

کبتک کھنچے گی صبح قیامت کی شام کو
عرصہ مین ہین کھڑا ہون گنہگار سا ہنوز

مدت ہوئی کہ خون جگر مین نہین وے
جاتا ہو آنسو ون کا چلا تار سا ہنوز

سایہ سا آگیا تھا نظر اسکا ایک دن
مبہوت مین پھرون ہون پریدار سا ہنوز

برسو نسے گل چمن بنے نکالے رنگ رنگ
نکلا نہین ہے ایک رخ یار سا ہنوز

منظور بندگی نہین میری تو کیا کرون
حاضر ہے پاس اور سے یون تو غلام روز

ردیف سین

قیامت ۲۰۰

قیامت ہے جو نہ اے سر مایہ جب ان بس

مجھکو قفس مین سنبل و ریحان بھی کیا عجب
کرے نسیم صبح گلستان سے گری کیا عجب
رہتا ہے ایک نشۂ نہین جنکو ہوش تاختن
بے زاہد و بیکو مستی و عرفان کی کیا عجب
سب پوچھتے جوان بیٹھتا سر کوئی اور ہی کیا عجب
اب بعد مرگ قیس بیابان کی کیا عجب
سب باد جاہ ہوئی ہے یان کوئی دولت تو کیا عجب
زیادہ ہے ایک ہمکو یہ سلیمان کی کیا عجب
میر اس جوان شہر غریبان سے تازہ بر کیا عجب

نہ دیکھی ایک واشد اپنے دل کی اس گلستان مین | کھلے پائی ہزارون غنچۂ دلگیر بھی آخر
سر و کار آہ لکنت خامہ و کاغذ سے یون رکھے | لکھے ہو انتہا احوال کی تحریر بھی آخر
پھرے ہی باؤلا سا پیچھے ان شہری غزالونکے
بیابان مرگ ہو گا اس چلن سے میر بھی آخر

رہجاؤن چپ نہ کیونکے برا جیمین مان کر | آؤ بھلا کبھو تو سو جاؤ زبان کر
کہتے ہین چلتے وقت ملاقات ہو ضرور | جاتی ہین ہم بھی جاتے ٹک یکھو آن کر
کیا لطف تھا کہ میکدے کی پشت بام پر | سوتے تھے مست چادر مہتاب تان کر
آیا نہ چل کے یان تئین وہ باعث حیات | مارا ہوا نے جان سے ہم کو تو جان کر
ایسی ہو تیر دوست ہو خونریز مین تو پھر | رکھو گے تیغ جور کی یک چند میان کر
یہ بیمروتی کہ نگہ کا مضایقہ | اتنا تو میر یجان نہ مجھسے سیان کر
رنگین گور کرنی شہیدونکی رسم ہے | تو بھی ہماری خاک پہ خون کے نشان کر
رکھتا تھا وقت قتل مرا امتیاز ہا | سو خاک مین ملایا مجھے سب مین سان کر
تم تیغ جور کھینچ کے کیا سوچ مین گئے | مرنا ہے اپنا جیمین ہم اُسین ٹھان کر
وہ دن گئے کہ طاقت دل کا تھا اعتماد | اب یون کھڑے کھڑے نہ مرا امتحان کر
اُس گوہر مراد کو پایا نہ ہمنے میر | پایان کار مر گئے یون خاک چھان کر

اب تلک ہون محبت مین جوان حال پریشان اور ہمنی کیا
لاکھو ہو میرے جی کا اُنسی ہی دوستی کا
جبتک شگاف تھی سینہ زمانہ جی اُس سے تھا
بچتا ہے ہم نہایت سینے کی چال سی
قصہ نہین سنا کیا یوسف کا ہو جو اون
اب بھاگتا ہون جنگل ہی ترک اُسنی
ناسازی و وحشت جنگل ہی چاہتی

شہر و یمن ہم نہ دیکھا یارہ بہت گیا
پھر آج اشک خونین مین نہین چھپا
رہ رہ گیا ہون یون لوہو کو اپنی
کسی دردی کو اس بن بھائی ہے زندگی
بس جی چکا بہت مین ایسا کرو نگاہی
حرف غلط کو عادت یہ خون سے ہوا
جو کچھ کیا ہے مین پیلے اُسے سہی
دن رات ارطرح کرے تین بھی بہت کہا ہون
جو تجھے ہو سکے سو اب تو بھی سمجھی
ابھی تو کوئی بان لگتا نہین ہے
تو بھی جو بان ہے تو زنہار مت بدی
تھی جبتک جوانی بیج و تعب اٹھا
اب کیا ہے میر جیمین ترک ستمگری

ردیف زای

اس شوخ سے ستا نہین نام صبا ہنوز
غنچہ سے وہ نہین اسکو ہوا ہنوز
عاشق

مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
ہے میر راہ ورسم وفا یار او وفا کچھ اور

چمکی ہو جب سے برق سحر گلستان کی اور
جی لگ رہا ہے خار و خس آشیان کی اور

وہ کیا دل لگی ہو فنا ہین کہ رفتگان
منہ کرکے بھی نہ سوئے کبھو پھر جہان کی اور

رنگ سخن تو دیکھ کہ حیرت سے باغ مین
رہ جائینگے دیکھکے گل اس زبان کی اور

آنکھین سی کھل ہی جائینگی جو مر گیا کوئی
دیکھا نہ کر غضب سے کسو خستہ جان کی اور

کیا بیخبر ہے رفتن رنگین عمر سے
جوبے چمن مین دیکھ ٹک آب روانی کی اور

یان تاب سعی کسکو مگر جذب عشق کا
لاوے اسیکو کھینچ کسو ناتوان کی اور

یارب ہو کیا مزا سخن تلخ یار مین
رہتے ہین کان سب کے اسی بدزبان کی اور

یا دل و دیدہ تھی جگہ یا کہ تجھ بغیر
اب دیکھتا نہین ہے کوئی اس مکان کی اور

آیا کسے تکدر خاطر ہے زیر خاک
جاتا ہے اکثر اٹھ کے غبار آسمان کی اور

کیا حال ہو گیا ہے ترے غم مین میر کا
دیکھا گیا نہ ہمسے تو ٹک اس جوان کی اور

نئے طور سیکھے نکالے ڈھب اور
مگر اور تھے تب ہوئے ہو اب اور

ادا کچھ ہے انداز کچھ ناز کچھ
تہ دل ہے کچھ اور زیر لب ہے اور

آئینے کی مشہور ہے پریشان نظری
تو سادہ ہے ایسوں کو نہ دیدار دیا کر

سو بار کہا غیر سے صحبت نہیں اچھی
اس حیف کو مجلس میں نہ تو بار دیا کر

کیوں آنکھوں میں سرمے کا تو دنبالہ رکھے ہے
مت ہاتھ میں ان مستوں کے تلوار دیا کر

کچھ خوب نہیں اتنا ستانا بھی کسو کا
ہے میر فقیر اسکو نہ آزار دیا کر

ردیف ی

طاقت نہیں ہے جان میں کڑھنا ہے اور
بے لطفیاں کرو ہو یہ تس پر غضب ہے اور

ہر چند چپ ہوں لیک مرا حال ہے عجب
احوال پرسی تو نہ کرے تو عجب ہے اور

آنکھ اسکی اسطرح سے نہیں پڑتی ٹک ادھر
اب خوب دیکھتے ہیں تو چتون کا ڈھب ہے اور

کیا کہیے حال دلکا جدائی کی رات میں
گذری ہے کب کہانی کہو سو یہ شب ہے اور

دل لیجیے دکھا کے رخ خوب کو تبھی
اب منہ چھپا جو بیٹھے یہ حسن طلب ہے اور

اس دل لگے کے روگ کو نسبت مرض سے کیا
اپنا یہ جلتے رہنا ہے کچھ اور تب ہے اور

طور اگلے تیرے ملتے نہیں اسطرح سے ٹک
وہ اور کچھ تھا ہمسے پیارے یہ اب ہے اور

کیا بات تیری ہے ہمہ عیاری و فریب
آنکھیں کہیں ہیں اور سخن زیر لب ہے اور

اسباب مرگ کے تو مہیا ہیں سارے میر
شاید کہ زندگانی کا اپنی سبب ہے اور

ہمنشین کسو کے مت عشق کی ہوس کر [illegible]
جانی ہیں یوں ہی ناواں جاہیں نہیں [illegible]
وضع اس چمن کی ہے گل ویسے ہیں جو [illegible]
[illegible]

مسافر: [illegible]

خط کتابت سے یہ کہتے تھے نہ بھولینگے تجھے
آوینگے گھر یار کے تیری خبر کو بار بار

جب گیا مین یاد سے تب کسکا گھر کاہیکا یار
آفرین صد آفرین اے مردمانِ روزگار

اب بیابان در بیابان ہے مرا شور و فغان
گو چمن مین خوش کی تمنہ میری جا نالے لنہار

ہے مثل مشہور یہ عمر سفر کوتاہ ہے
طالع برگشتہ بھی کرتے ہین اب امداد کار

اک پر افشانی مین بھی ہے یہ وطن گلزار سا
سامعون کی چھاتیان نالون سے ہووینگی فگار

منہ پر آوینگے سخن آلودۂ خونِ جگر
کیون کہ یارانِ زمان سے چاک ہے دل جون انار

لب سے لیکر تا سخن ہین خونچکان شکوے ہے جبر
لیک ہے اظہار رہنا کس سے اپنا ننگ و عار

چپ بھلے گو تلخکامی کھینچیے ہمین تیری
بیت بخشی طبع نازک پر ہے اپنی ناگوار

آج سے کچھ ہجیبانی جو رشمن مردم نہین
ایسے اہل دل سدا کھینچے ہین رنج بیشمار

کام کے جو لوگ صاحب فن ہین سو محسود ہین
بے تہی کرتے رہینگے حاسدانِ نابکار

بس قلم رکھ ہاتھ سے جانے بھی دے یہ حرف میر
کاہے کے جا ہے نہین کہسار ہوتے بے وقار

آغشتہ خون دل سے سخن تھے زبان پر
رکھے نہ تمنے کان تک اس داستان پر

کچھ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

بے دلبری کے فن و فریب اتنی عمر مین
جھنجھلاہٹ آتو آدی ہے اسکے بیان پر

کلیات ۱۹۶

بیٹھا وہ اس قماش سے آکر دکان پر
ٹھہرو بقدر یک مژہ تم اس مکان پر
مارا بہت پتنگ نے سر شمعدان پر
اعماض کر کے جاتے ہین ہرگز زبان پر
تشنہ ہون شعر مین ہو پارہ نان پر
[illegible]

کیا سر جھکا رہے ہو میر اس غزل کو سنکر
بارے نظر کرو ٹک اے مہربان ہمین پر

کیا کیا نہ ہمنے کھینچے آزار تیری خاطر
اب ہو گئے ہین آخر بیمار تیری خاطر

غیرون کی بیدماغی بیتابی چھاتی داغی
یہ سب ستم اٹھائے اے یار تیری خاطر

کیا جانیے کہ ہی تو کیا جنس بیش قیمت
جانے ہین پکڑے جامی بازار تیری خاطر

اکبار تونے آکر خاطر نرکھی میری
ہین جی سے اپنے گذرا سو بار تیری خاطر

ہین کیا کہ آہ کافر دین کے اکابرون نے
قشقے لگائے پہنے زنار تیری خاطر

گو دل دھسک ہی جاوے آنکھین اُبل ہی آوین
سب اونچ نیچ کی ہی ہموار تیری خاطر

ایک آن تیری آئی ایدھر جھکے بنائی
سو سو ہین ہین نے کھینچی تلوار تیری خاطر

کیا چیز ہی تو پیارے مفلس ہین داغ تیرے
پیسے لیے پھرین ہین زردار تیری خاطر

تجھسے دوچار ہونا پھر آہ بن نہ آیا
دی جان میر جی نے ناچار تیری خاطر

ای صبا گر شہر کے لوگو ںمین ہو تیرا گذار
کہیو ہم صحرا نوردون کا تمامی حال زار

خاک دہلی سے جدا ہم کو کیا یکبار گی
آسمان کو تھی کدورت سو نکالا یون غبار

منصب بلبل غزلخوانی تھا سو تو ہو اسیر
شاعری زاغ و زغن کا کیون نہ ہووے اب شعار

رفتار میں یہ شوخی رحم ایک جوان زمین پر
لاتا ہے تازہ آفت تو ہر زمان زمین پر
آنکھیں لگی رہی ہیں کی برسوں ہیں سبھوں کی زمین پر
ہوگا قدم کا اس کے جس جا نشان زمین پر
ہیں مشت خاک یارب بار گران غم تھا
کیا بیچ آپڑا ہے اک آسمان زمین پر
آنکھیں ہیں بچھ رہی ہیں تو کوئی تیرہ میں
ٹک دیکھ کر قدم رکھ اے کام جان زمین پر
قابل ہے یکسان ہر ایک ہوئے کیسے تو
مارا تھا فلک نے سارا جہان زمین پر
جوشش کہیں ہیں چوشیان خونین کہیں ہیں جاری
جون ابر ہم نہ روئے اس بن کہان زمین پر
آتا نہ تھا فروتر جن کا کل آسمان سے
ہیں ہو کے سرو نیمن اوج اشتہوان زمین پر
جو کوئی یان سے گزرا آگیا آپ زمین پر
پانی رہا ہے اتنا ہو کر روان زمین پر
پھر بھی اچھال سر کو تیغ زمین پر
کیا آگیا ہو انتہا سے یان زمین پر
مجھ بھی مناسبت ہے یان عجز وان زمین پر
وے آسمان ہیں یہ سر میں ناتوان زمین پر
پست و بلند یا نکاہ ہے اور ہی طرف سے
اپنی نظر نہیں ہے کچھ آسمان زمین پر
قصہ جنان تو ہم نے دیکھا نہیں ہے
شاید نہ ہووے دنیا آوے کوئی مکان زمین پر
ان خاک ہو اجھونکی لوگون زمین پر
آثار میں جنھوں کے برابر تھا عیان زمین پر
سکا

ردیف دال

بہت روئے اس عم او سی صورت کے بعد
نظر میر سے کیسی حسرت سے کی
نہ ہوئے شکایت کے بعد
سخن میں تکلف ہم سے
کوئی بات مانی ہے منت کے بعد
رہے کو ہمارے لب ان سے سنا
پڑی تری اس شرارت کے بعد
نکال آگ پانی کو دو دوست کے بعد

	اسیر میر نہوتے اگر زبان رہتی ہوئی ہماری یہ خوش خوانی سحر صیاد	

لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید	بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید
سب پریشان دلی میں شب گذری	بال اُسکے بکھر گئے شاید
کچھ خبر ہوتی تو نہوتے خبر	صوفیان بے خبر گئے شاید
ہین مکان وسرا وجا خالی	یار سب کوچ کر گئے شاید
آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہین	دل کو لیکر مکر گئے شاید
لو ہو آنکھو نمین اب نہین آتا	زخم اب دل کے بھر گئے شاید
اب کہین جنگلو نمین ملتے نہین	حضرتِ خضر مر گئے شاید
بیکلی بھی قفس مین ہے دشوار	کام سے بال و پر گئے شاید

	شور بازار سے نہین اٹھتا رات کو میر گھر گئے شاید	

بنی تھی مجھ اک اس سے مدت کے بعد	سو پھر بگڑی پہلی ہی صحبت کے بعد
جدائی کے حالات مین کیا کہون	قیامت تھی ایک ایک ساعت کے بعد
موا کوہکن بے ستون کھود کر	یہ راحت ہوئی ایسی محنت کے بعد

[illegible]

یان ناز سرکشی سے کیا دیکھنا نہیں ہے	گج اس چمن میں ٹھہری گلگی کلاہ تا چند
جب مہ ادھر سے نکلا جاتا وہ گھر سے نکلا	رکھتا ہے داغ دیکھیں یہ اشتباہ تا چند

ایذا بھی کھینچ چکے جو ہفتے عشرے کی ہو
اسطرح مرتے رہیے اے مہؔر تا چند

تجھ بن اے نوبہار کے مانند	چاک ہے دل انار کے مانند
پہونچی شاید جگر تک آتش عشق	اشک ہیں سب شرار کے مانند
گرد ماغ اُسکی رہ سے اٹھنے کا	بیٹھے اب ہم غبار کے مانند
کوئی نکلے کلی تو لالہ کی	اس دل داغدار کے مانند
سرو کو دیکھ غش کیا ہمنے	تھا چمن میں وہ یار کے مانند
ہمکر شب گلے پڑے اُسکے	ہم بھی پھولونکے ہار کے مانند
برق تڑپی بہت دلے ہوئی	اس دل بیقرار کے مانند

قطعہ

اُن نے کھینچی تھی صیدگہ میں تیغ	برق ابر بہار کے مانند
اُسکے گھوڑے کے آگے سے نہ ٹلے	ہم بھی دبلے شکار کے مانند
زخم کھا بیٹھیو جگر پر مست	تو بھی مجھ دل فگار کے مانند

[illegible]

مرنے تو ہو ستم پہ نہیں ہٹتے گو ہیں | کچھ اور ہو گئے جو کسو خستہ جانکی طرح
نقشہ الٰہی دل کا مرے کون لے گیا | کہتے ہیں سارے عرش میں ہے اس مکانکی طرح
مرغ چمن نے زور دلایا سبھو کے تئین | میری غزل پڑھی ہے بسکر وضعہ خوانکی طرح
لگ کر گلے سے اُسکے بہت میں لگا گیا | ملتے تھے سرو باغ میں کچھ ہم جوانکی طرح
جو کچھ نہیں تو بجلی سے ہی بھول پڑ گیا | ڈالی چمن میں ہمنے اگر آشیانکی طرح

یہ باتیں رنگ رنگ ہماری ہے ورنہ میر
آجاتی ہو گلی میں کبھو اس دہانکی طرح

دور گردون سے ہوئی کچھ اور میخانکی طرح | پھر نہ آوین کیونکہ آنکھیں میری پیمانیکی طرح
آنکلتا ہے کبھو ہنستا تو ہو باغ و بہار | اُسکی آمد میں ہے ساری فصل گل آنیکی طرح
چشمک انجم میں اتنی دلکشی آگے نہ تھی | سیکھ لی تارون نے اُسکی آنکھ جھمکانیکی طرح
ہم گرفتارون سے وحشت ہی کرے ہے وہ غزال | کوئی تو بتلاؤ اُسکے دام میں لانیکی طرح
ایکدن دیکھا جو آتے بید کو تو کہا او ٹھا | اس شجر میں کتنی ہے اس میر دیوانیکی طرح
آج کچھ شہر وفا کی کیا خبر آئی ہو نئی | عشق نے مدت سے یان ڈالی ہو ویرانیکی طرح
پیچ سا کچھ ہو کہ زلف و خط سے ایسا ہی بنا | ہو دل صد چاک میں بھی رنگ شانیکی طرح
کسطرح جیسے گذر جاتی ہیں آنکھیں موند کر | دیدنی ہو درد مندونکی بھی مرجانیکی طرح

قطعہ

بلبل خموش و لالہ و گل دونوں سرخ و زرد / شمشاد محو بکلی اک نسترن کے بیچ
کل ہم بھی سیر باغ میں تھے ساتھ یار کے / دیکھا تو اور رنگ ہو سارے چمن کے بیچ

قطعہ

یا ساتھ غیر کے یہ تمھیں ویسی بات چیت / سو سو طرح کے لطف ہیں اک اک سخن کے بیچ
یا پاس میر کے لگتی ہو جب ایسی آن کر / گویا زبان نہیں ہو تمھارے دہن کے بیچ

فرہاد و قیس و میر یہ آوارگان عشق
یو نہیں گئی ہے سبکے رہی منکی من کے بیچ

ہوٹھ ہر چند نہیں یار کی گفتار کے بیچ / دیر لیکن ہے قیامت ابھی دیدار کے بیچ
کسکی خوبی کے طلبگار ہیں عزت طلبان / حرفے بکنے کو چلے آتے ہیں بازار کے بیچ
خضر و عیسیٰ کے تئیں نام کو جینا سن لو / جان ہو ورنہ کب اسکی کسو بیمار کے بیچ
اگلے کیا بیچ تمھارے نہ تھی بس عاشق کو / بال جو اور گھر سنے لگے دستار کے بیچ
عشق ہے جسکو ترا اس سے تو رکھ دلکو جمع / زندگی کی نہیں امید اس آزار کے بیچ
ہم بھی اک ترک وفا ہی کرینگے کیا کریے / جنس یہ بکتی نہیں آپ کی سرکار کے بیچ
دیدنی دشت جنون ہو کہ پھپھولے پا کے / ہیں نے موتی سے پروئے ہیں ہر خار کے بیچ

کیا سبب ہے اب مکان پر جو کوئی پاتا نہیں
میر صاحب آگے تو رہتے تھے اپنے گھر بہت

ملامت گر نہ مجھکو کر ملامت
جلے کو اور تو اتنا جلا مت

گلے مل عید قربان کو سبھون نے
ہمارا آہ تم کاٹو گلا مت

ترے نا آشنائی کے ہین بندے
نہ وہ اب ربط نے صاحب سلامت

بہت رونے نے رسوا کر دکھایا
نہ چاہت کی چھپی ہمسے علامت

کبھو تلوار وہ کھینچے ہے اے میر
لڑی قسمت تو سر کو ٹک بلا مت

ردیف جیم فارسی

آگ سا تو جو ہوا اے گل تر ان کے بیچ
صبح کی باد نے کیا پھونک دیا کانکو بیچ

ہم نہ کہتے تھے کہین زلف کہین رخ نہ دکھا
اک خلاف آیا نہ ہندو و مسلمان کے بیچ

باوجود ملکیت نہ ملک مین پایا
وہ تقدس کہ جو ہے حضرت انسان کے بیچ

پاسبان سے ترے کیا دور جو ہو ساز رقیب
ہے نہ اک طرح کی نسبت سگ دربان کے بیچ

جیسی عزت مرے دیوانگی امیرون مین ہوئی
ویسی ہی انکی بھی ہوگی مرے دیوان کے بیچ

ساتھ ہی اس سر عریانی کے یہ وحشت کرنا
پگڑی الجھی ہے مری اتو بیابان کے بیچ

…کسکی صورت انگر اصوات و اعظا
…آہو کو اسکی چشم سخن گو سے من ملا

یون بار گل سے اکی جھکے ہین نہال باغ
…آزردہ دلکو حرف پہ لانیکا لطف گیا

مرجان کوئی کہے ہے کوئی ان لبونکو لعل
کب آدمی کی جنس کرے ہے پکار بات

شہر بسے کرسکے ہے کہین بھی گنوار بات
جھک جھک کے جیسے کرتے ہین دو چار یار بات

کرتی جو خونچکان مرے اب سے گذار بات
کچھ رفتہ رفتہ پا ہی رہیگی قرار بات

یون چپکے چپکے میر تلف ہو گا کب تلک
کچھ ہو وے بھڑ کر اس سے بھی کرا کیبار بات

…ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یار و پرائی بات
…جانے نہ تجھکو جو یہ تصنع تو اس سے کر

…لگ کر تو ورنہ گئے دیوار باغ سے
…کتنے تھے اس سے ملنے کو کیا کیا نہ کہیے لیک

…اتنے ہوئے ہین ہم بھی ترے ڈھب سے آشنا
…بلبل کے بولنے مین سب انداز ہین مرے

…بھڑکا نہ ارات دیکھ کے وہ شعلہ خو مجھے
…عالم سیاہ خانہ ہے کسکا کہ روز و شب

پر ہمسے تو تھمی نہ کبھو منہ پر آئی بات
تسپر بھی تو چھپی نہین رہتی سنائی بات

رفتار کی جو تیری صبا نے چلائی بات
وہ آگیا تو سامنے اسکے نہ آئی بات

وان تو نے کچھ کہا کہ ادھر ہمنے پائی بات
پوشیدہ کب ہی ہے کسیکی اڑائی بات

کچھ وسیہ رقیب نے شاید لگائی بات
یہ شور ہے کہ دیتی نہین کچھ سنائی بات

بعد میرے اس غزل پر بھی بہت رووینگے لوگ
مین بھی ہر ہر بیت پر اُسکے بکا کرتا تھا ات
جون چراغ وقف دل سوز سے جلا کرتا تھا ات
[illegible]
وہ بھی [illegible] میر ایسا کرتا تھا ات
[illegible]
زر درج [illegible] لالہ گون آنسو بہا کرتا تھا ات
[illegible]
[illegible] دل وہ بنا کرتا تھا ات
[illegible]
[illegible] دعا کرتا تھا ات
[illegible]

گفتگو شاہد سے ہو نہ ہے غیبت نہ گلہ
خانقہ کی سی نہین بات خرابات کی بات

سنکے آواز سگ یار رہو ہم خاموش
بولتے وان ہین جہان ہووے مساوات کی با[ت]

منہ ادھر اور سخن زیر لبی غیر کے ساتھ
اُس فریبندہ کی گفتنی ہو گھات کی با[ت]

ایسے شیخ ہو جیکا کپٹ شہر مین شور
ہم سمجھتے نہین یہ شادی طامات کی با[ت]

یہ کس آشفتہ کی جمعیت دل تھی منظور
بال بکھرے ترے منہ پر کہین ہین انکی با[ت]

گفتگو وصف سے اس ماہ کے گر ہے اے میر
کاہش افزا ہے کرون اُسکی اگر ذات کی بات

ہم تمسے چشم رکھتے تھے دلداریان بہت
سو التفات کم ہے دل آزاریان بہ[ت]

دیکھین تو کیا دکھائے یہ افراط اشتیاق
لگتی ہین تیری آنکھین ہمین پیاریان بہت

جبتک ملے چلے سے جفائین نہین اٹھ سکین
کرنے لگے ہو اب تو ستمگاریان بہت

آزار ہین تو عشق کے جاتا ہے بھول جی
یون ہوئین نہین تو یاد مین بیماریان بہت

شکوہ خراب ہونے کا کیا چاہتے ہین میر
ایسی تو اے عزیز ہین یان خواریان بہت

یاد ایامی کہ ہنگامہ رہا کرتا تھا ات
شور شر سے میرے اک فتنہ رہا کرتا تھا ا[ت]

کام کیا تھا جیب و دامن سے مجھے پیش از جنون
سینہ چاکی اپنی مین بیٹھا کیا کرتا تھا ا[ت]

میر اکثر دل کا قصہ بیان کیا کرتا تھا ات
[illegible]
کیا پوچھتے ہو آہ [illegible] کی بات
گویا وفا سب عہد مین اسکے کبھو کی بات
اس باغ مین نہ آئی نظر خوبی مری
گر سبز بھی ہوا ہون تو جیسے کسو کی بات

[illegible] سامنے
[illegible] رو برو کی بات
[illegible] اٹھایا نہ شرم سے
[illegible] کی بات
[illegible]

[illegible]
جل بھی [illegible]
[illegible]

بلا آشوب تھا کو جان پر آغاز الفت مین
ہوا سو ہو ہوا اندیشہ انجام کر لیے اب

محبت کی یا صنم کوئی ہو کے مشہور کافر ہے
وظیفہ کوئی دن اپنا خدا کا نام کر لیے اب

زبان خامہ کی ہے خزار دن اشتیاق نے ہین
حقیقت اپنے دل کی ہے کیا ارقام کر لیے اب

کہانتک سب کا منہ تا کام اس خاجب سے سر کر لیے اب
اڑ تیلوار ہاتھ آوے تو اپنا کام کر لیے اب

فسانہ شاخ در شاخ اس کا اس نہال حسن عمر کا ب
کہان اے میر بے ہو وین ... و نوا اتنا سر کر لیے اب

کہان اے میر ... چھپن وہ آفتاب
برقع مین کیا چھپے ہین ... حرف بنایا

رخسار تیرے پیارے ہین آخر نے ... ناب
انکل ہین سو ان سے ایک تیر ... ناوکان کی

ہر چند بلا کشش ہم ... غفلت سے ... خواب
سیکھو فدر ہین ... جانی ... صحبتین ہوئین

انکھین سی کھل ... لالچی ہے سارے
ان بن ہی سبب یان اس ...

یان ہو فقیری محض وان چاہیے اسباب
اس جز حسن سا ... دیکھا ب مین کیا

جاتا ہے صدمے سے جو لحظہ لحظہ دل اب
ایجیج ... کوئی نہین ہے خواہان

جنس وفا اگرچہ بہت ہی گیا ب
تھی چشم ... پلکون سے آگ ہے لیکن

ہو گئی ہے بند کوئی دن ... راہ سیلاب

	گذرے ہے میر لوٹتے دن رات آگ مین	
	ہے سوز دلسے زندگی اپنی ہمین عذاب	

جو کہو تم سو ہے بجا صاحب	ہم برُے ہی سہی بھلا صاحب
سادہ ذہنی مین نکتہ چین تھے ہم	اب تو ہین حرف آشنا صاحب
نہ دیا رحم ٹک بتون کیا کم ہے	کیا کیا ہاے یہ خدا صاحب
بندگی ایک اپنی کیا کم ہے	اور کچھ تم سے کیسے صاحب
ہر افزا ہے منہ تمھارا ہی	کچھ غضب تو نہین ہوا صاحب
خط کے پھٹنے کا تمسے کیا شکوہ	اپنے طالع کا یہ لکھا صاحب
پھر گئین آنکھین تم نہ آن پھرے	دیکھا تم کو بھی واہ وا صاحب
شوقِ رخ یاد لب غمِ دیدار	جی مین کیا کیا مرے رہا صاحب
بھول جانا نہین غلام کا آپ	یاد خاطر رہے مرا صاحب

	کسنے سن شعر میر یہ نہ کہا	
	کہیو پھر ہاے کیا کہا صاحب	

عجب صحبت ہے کیونکر صبح اپنی شام کرے اب	جہانتک آن بیٹھے ہم کہا آرام کرے اب
ہزار دن خواہش مرده مرنے سرو سنے نکالا ہے	قیامت جی پہ ہے دیدار کو ٹک عام کرے اب

قطعہ

لوبھی تو مختلط ہو سبزہ مین ہے ساقی
ابر بغلی مین ظالم مینا ہے بادہ ناب

گلی ہین اپنی کلیان اس [illegible] چمن مین
سوجو بجو جصل [illegible] ہین اجابر

کیا لعل لب کے ... اسا ... نار
[illegible] ہم ... بتائے ہو نار

ردیف ت

پوچھا بھی ملاقات کی بات
لنا اپنا ... سو وہ بات کی بات

گفتگو

عشاق کے تئین ہے عجز و نیاز واجب
ہے فرض عین رونا دل کا گداز واجب
رہنا سجود مین ہے جیسے نماز واجب
عشق و ہوس مین اب ہے کچھ امتیاز واجب
صرفہ نہین ہے مطلق جان عزیز کا بھی

اب تشنگانِ عشق کے ہین کام کے وہ لعل	کیا آپ کو جو ہووے عقیقِ یمن مین آب
تب قیس جنگلون کے تئین آگ دے گیا	ہم بھر چلے ہین دیدے اب سارے بہین آب
اُس سوز دل کو میر بہت روئی رات شمع	بیرون بزم لائے ہین بھر بھر لگن مین آب

دیکھو تو کس روانی سے کہتے ہین شعر میر
دُر سے ہزار چند ہے انکے سخن مین آب

جیسا مزاج آگے تھا میرا سو کب ہے اب	ہر روز دل کو سوز ہے ہر شب تعب ہے اب
سدھ کچھ سنبھالتے ہی وہ مغرور ہو گیا	ہر آن بیدماغی و ہر دم غضب ہے اب
دوری سے اسکی آہ عجب حالمین ہین لوگ	کچھ بھی جو پاس وہ نہ کرے تو عجب ہے اب
طاقت کی جس سے تاب جفا تھی سو ہو چکی	تھوڑی سی کوفت مین بھی بہت سا تعب ہے اب
دریا چلا ہے آج تو بوس و کنار کا	گر جی جلاوے کوئی دوانا تو ڈھب ہے اب
جان بخشیان جو پیشتر از خط کیا کئے	انھین لبون سے خلق خدا جان لب ہے اب
رنجش کی وجہ آگے تو ہوتی بھی تھی کوئی	روپوش ہمسے یار جو بے سبب ہے اب
نے جاوے وہ اُسے ہو نہ مجھکو ہے وہ دماغ	جانا مرا ادھر کو بشرطِ طلب ہے اب

جاتا ہون دن کو ملنے تو کہتا ہے دن کو میر
جو شب کو جاے تو کہے ہے کہ شب ہے اب

اس آفتاب حسن کے جلوے کی کس کو تاب

...لکھتا تھا ہاتھ مین سرشتہ بہت سینے کا	رو گیا دیکھ رفو چاک مرے سینے کا
...طپش لوہو ہے میرا جو نہ چھوٹ گئی	کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہے لوہو پینے کا
...مین حیران ہون کس کسکا گلا تجھسے کرون	بد گمانی کا تغافل ترے کینے کا

میر کی نبض پہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

...عشق سے دل یہ تازہ داغ جلا	اس سینہ خانہ مین چراغ جلا

میر کی گرمی تم سے اچرج ہے
کس سے ملتا ہے یہ دماغ جلا

ردیف باے

...ندوہ سے ہوئی نہ رہائی تمام شب	مجھ دل زدہ کو نیند نہ آئی تمام شب
...ب مین شروع قصہ کیا آنکھین کھولدین	یعنے تھی مجھکو چشم نمائی تمام شب
...تک چلی گئی تھی ستارونکی صبح تک	کی آسمان نے دیدہ درائی تمام شب
...عنت سینہ دبر مین کل یاوری سرکی	تھی دشمنون سے سکے لڑائی تمام شب
...تنی ہی گذری دعدے کی شب وہ نہ آیا	ایذا عجب طرحکی اٹھائی تمام شب
...ناہے سے دلسی گذر جائین سو کہان	بلبل نے گو کہ نالہ سرائی تمام شب

جادو کرتے ہین اک نگاہ کے بیچ	ہاے رے چشم دلبران کی ادا
بات کہنے ہین گالیان دے ہے	سنتے ہو میرے بدزبان کی ادا
دل جلے جاے ہین خرام کے ساتھ	دیکھی چلنے مین ان بتان کی ادا

خاک مین مل کے امیر ہم سمجھے
بے ادائی تھی آسمان کی ادا

رہا مین تو عزت کا اعزاز کرتا	چلا عشق خواری کو ممتاز کرتا
ہوتا ہین حسرت مین محتاج گریہ	جو کچھ آنسوؤن کو پس انداز کرتا
نہ ٹھہرا مرے پاس دل ورنہ اب تک	اُسے ایسا ہی مین تو جانباز کرتا
جو جانو کہ در پر ہے ایسا وہ دشمن	تو کاہے کو الفت سے مین ساز کرتا
تو تمکین سے کچھ نہ بولا وگرنہ	مسیحا صنم ترک اعجاز کرتا
گلو گیر ہی ہو گئی یا وہ گوئی	رہا مین خموشی کو آواز کرتا

زیارت گہ کبک تو ہو بلا سے
ٹک آ امیر کی خاک پر ناز کرتا

عید آئندہ تک رہیگا گلا	ہو چکی عید تو گلے نہ ملا
ڈوبا لو ہو مین دیکھا سر خار	حیف کوئی بھی آبلہ نہ چھلا

اندوہ و غم سے جوش دل کہ خون ہوا
ابھی بیٹھے ہمارے آئے جنون ہوا
اچھا نہین ہے رفتن جمین بھی اسفند ر
سینہ پر اس چال پہ آگ اور خون ہوا
جبین تھا خوب جلے خرابے مین وے
سیلاب آیا آگے چلا آب نیگون ہوا
نخچیر تھا وہ عشق مین افراط صید سے
روح الامین کا نام مری کری کیا شکار زبون ہوا
ہون داغ نازکی ... تھا خیال بوس
حجب جو سیاوہ ہو بہو تھا نیلگون ہوا
مین دو دو ہون آخر جو برابر ہون خاک
مین نقش پا ہی مرار سمون ہوا
اس رہ مین سرگزشت سنی ساری ان کی

یہی جنس دل کی گران قدر تھی
بہت روئے ہم شبنم وگل کو دیکھ
مجھے اے دل چاک کیا شانہ کیا

ولے جب تلک تو خریدار تھا
کہ چسپان ہمین بھی کہین پیار تھا
کسو زلف سے کچھ سروکار تھا

گیا میر یان سے کر وگے جو یاد
کہوگے کہ مسکین عجب یار تھا

دل گیا مفت اور دکھ پایا
مر گیا تس پہ سنگسار کیا
یہ شب ہجر سر کرے ہے پری

ہوگے عاشق بہت مین پچتایا
نخل ماتم مرا یہ پھل پایا
ہو سفیدی کا جس جگہ سایا

صحن مین میر اے گل مہتاب
کیون شگوفہ تو کھلنے کا لایا

چاک کر سینہ دل مین پھینک دیا
تمکو جیتا رکھے خدا اے بتان
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان

کھینچے ایذا ہمیشہ کس کی بلا
مر گئے ہم تو کرتے کرتے وفا
دل ہے اک داغ ہی جدا نہوا

اٹھ گیا میر وہ جو بالین سے
پھر مری جان مجھ مین کچھ نہ رہا

ہیں رواں اس کے آگے ... جادو

ٹپکتے پلکوں سے رومال جسگھڑی سرکا | طرف ہوا نہ کبھو ابر دیدۂ تر کا
کبھو تو دیر میں ہو نہیں کبھو ہون کعبہ بین | کہاں کہاں لیے پھرتا ہے شوق اس در کا
غم فراق سے پھر سوکھ کر ہوا کانٹا | بچھا جو پھول اٹھا کوئی اسکے بستر کا
اسیر جبر گمین ہو جاؤ نہین تو ہو جاؤن | وگرنہ قصد ہو کس کو شکار لاغر کا
ہمین کہ جلتے سو خوگر ہین آگ مین ہر عیش | محیط مین تو تلف ہوتا ہے سمندر کا
قریب خط کا نکلنا ہو سو خط موقوف | غبار دور ہو کس طور میرے دلبر کا
بتا کے کعبے کا رستہ اسے بھلا دون اہ | نشان جو پوچھے کوئی مجھ سے یار کے گھر کا
کسو سے مل چلے تک وہ تو ہے بہت ڈر | سلوک کا ہیکو شیوہ ہے اس ستمگر کا
شکستہ پائی و لب بستگی پر اب کی نجا | چمن مین سور مرا اب تلک بھی ہے پر کا
تلاش دل نہین کام آتی اس زنخ مین گئے | کہ چاہ مین تو ہے مرنا پڑا اشنا در کا
پھرے ہی خاک ملے منہ پہ یا نمد پہنے | یہ آئینہ ہے نظر کردہ کس قلندر کا

نہ ترک عشق جو کرتا تو میر کیا کرتا
جفا کشی نہیں ہے کام ناز پرور کا

حلقہ ہوئی وہ زلف گمان کو چھپا رکھا | طاق بلند پر اسے سب نے اٹھا رکھا
اس مہ سے دل کی لاگ وہی متصل رہی | گو چرخ نے بصورت ظاہر جدا رکھا

کیا مین بھی [illegible] اس مہر نے ایک اجالا دکھا رکھا
کیا جانون ان بتون نے ستم کیون روا رکھا [illegible]
ہزار دل نہین ہے کسو دین مین [illegible] رکھا
اس راہ مو فنا کی مین کیون [illegible] رکھا
ہم مر ہی جاتے عشق مین [illegible] رکھا
اس بوالہوس نے [illegible] نام رکھا
[illegible] کوئی دل [illegible] رکھا
[illegible] زخمون نے [illegible] رکھا
[illegible] لگا تھا اسکی [illegible]
کیا ان نے خون کر کے کسو کا دبا رکھا
[illegible] رکھا

کیا آنکھ چشم یار کو کوئی بیان کرے
جسکی طرف نگاہ کی اسکو بھلا رکھا
ہر چند شعر میر کا دل معتقد نہ تھا
پر اس غزل کو سبھی نے لکھا رکھا
مین [illegible] مین [illegible]
گردن شیشہ ہی مین دست رکھا

١٨٢

[illegible]

اتفاق ایسے پڑے ہم تو منافق ٹھہرے
چرخ ناسازنے غیروں سے اسے یار کیا

ایسے آزار اٹھانیکا ہمیں کب تھا دماغ
کوفت نے دلکی تو جینے سے بھی بیزار کیا

جی ہی جاسنے ہیں عشق کے مشہور ہوئے
کیا کیا ہمنے کہ اس راز کو اظہار کیا

دیکھے اس ماہ کو جو کتنے مہینے گذرے
بڑھگئی کاہش دل ایسی کہ بیمار کیا

نالۂ بلبل بیدل ہے پریشان کیا
موسم گل نے مگر رخت سفر بار کیا

میر اے کاش زبان بند رکھا کرتے ہم
صبح کے بولنے نے ہم کو گرفتار کیا

شب رفتہ بین اسکے در پر گیا
سگ یار آدم گری کر گیا

شکستہ دلی عشق کی جان گیا
نظر پھیری تو نے تو وہ مر گیا

ہوئے یار کیا کیا خراب اس بغیر
وہ کس خانہ آباد کے گھر گیا

کشندہ نظارہ کا ہے ناکردہ خون
مجھے دیکھکر مختصر ڈر گیا

بہت رفتہ رہتے ہو تم اسکے اب
مزاج آپ کا میر کیدھر کو گیا

بیطاقتی مین تو تو اے میر مر رہے گا
ایسی طپش سے دلکی کوئی جگر رہیگا

کیا ہے جو راہ دلکی طے کرتے مر گئے ہم
جون نقش پا ہمارا تا دیر اثر رہیگا

گیا وہ بوجھ سب [illegible] / مناسب تھا نہ جانا اس گلی میں بار بار اپنا

بجا ہیں ابتلک [illegible] دل مار مار اپنا

[illegible] جو آ کے [illegible] گزارا اپنا

[illegible] ہمیں بار بار اپنا

[illegible] اختیار اپنا

دل چنتا ہے [illegible] عشق کا [illegible] اختیار اپنا

[illegible]

کچھ زرد زرد چہرہ کچھ لاغری بدن مین
کیا عشق مین ہوا ہے اے میر حال تیرا

فرد آتا نہین سر زمانے سے اب کے امیرون کا	اگرچہ آسمان تک شور جاوے ہم فقیرون کا
تبسم سحر ہے جب پان لب سرخ ہون اسے	دلون مین کام کر جاتا ہے یان جادو کے تیرون کا
رہا اسکے بان پاس سے ہو شب کو بھی مشکل	سر زنجیر زیر سر رکھے ہے ہم اسیرون کا
گئے ہیں تو نکسے سر لڑکون نے جو یہ بندھنون باندھے	شہید اک مین ہین ان باندھنون کے سرخ چیرونکا
قفس کے چاک سے دیکھون ہون مین تو تنگ آتا ہون	چمن مین غنچہ ہوتا گلون پر ہم صفیرونکا
ہمارے دیکھتے زیر نگین تھا ملک سب جن کے	کوئی اب نام بھی لیتا نہین ان ملک گیرونکا

دل پر کو تو ان پلکون ہی نے سب چھان مارا تھا
کیا میر ان نے خالی یون ہی ترکش اپنے تیرونکا

ہوئین سونیان جسکی لیے چھوٹا دیار اپنا	ہوا وہ بے مروت بیوفا ہرگز نہ یار اپنا
خدا جانے ہمین اس بیخودی نے کسطرف پھینکا	کہ مدت ہو گئی ہم کھینچتے ہین انتظار اپنا
ذلیل اسکی گلی مین ہون تو ہون آزردگی کیسے	کہ رنجش اس جگہ ہووے جہان ہو اعتبار اپنا
اگرچہ خاک اڑائی دیدۂ تر نے بیابان کی	ولے نکلا نہ خاطر خواہ رونے سے غبار اپنا
کیا یہ وضع لوگون نے جو دیکھا رات کو ملتے	ہوا صحبت مین ان لڑکون کی ضائع روزگار اپنا

ربط دل زلف سے اسکے جو نہ چسپان ہوتا / [illegible] حال ہمارا نہ پریشان ہوتا

[illegible] اپنا جانے اگر آج گریبان ہوتا

میری زنجیر کی جھنکار نہ کوئی سنتا / شور مجنون نہ اگر سلسلہ جنبان ہوتا

[illegible] آئینہ رہتا ہے ترا منہ تکتا [illegible] حیران ہوتا

دل کی تقصیر [illegible] کرتا تو نہ حیران ہو

وصل کے دن [illegible] شب ہجران [illegible] نقصان ہوتا

[illegible] عالم مین [illegible] طوفان ہوتا

[illegible] نوح کا طوفان [illegible]

دیکھئے [illegible] ویران ہوتا

[illegible] چمن مین [illegible] انسان ہوتا [illegible] مسلمان ہوتا

[illegible] عشق [illegible]

[illegible] دل [illegible]

اتفاق

خاطر اگر ہو جمع پریشانی بھی نہین [illegible] گیا
سو دل تو دو طرف تری زلفون سے بٹ گیا
آہ رات اپنے منہ سے ہوا تھا مقابل [illegible] گیا
[illegible]

کیا کم تھا شعلہ شوق کا شعلے سے طور کے	پتھر بھی ان کے جل گئے جا کر جہان گرا

ڈوبا خیال چاہ زنخدان مین اسکے میر
دانستہ کیون کنوئین مین بھلا یہ جوان گرا

آتے ہی آتے تیرے یہ ناکام ہو چکا	وان کام ہی رہا تجھے یان کام ہو چکا
موسم گیا وہ ترک محبت کا ناصحا	مین اب تو خاص و عام مین بدنام ہو چکا
یا خط چلے ہی آتے تھے یا حرف ہی نہین	شاید کہ سادگی کا وہ ہنگام ہو چکا
نا آشنا ہو حرف تھا وہ شوخ جب نہ تھے	ہمسے تو ترک نامہ و پیغام ہو چکا

تڑپے ہی جب کہ سینے مین اُچھلے ہو دو دو ہاتھ
گر دل یہی ہے میر تو آرام ہو چکا

سنبل تمھارے گیسوؤنکے غم مین لٹ گیا	ابرو کی تیغ دیکھ مہ عید کٹ گیا
عالم مین جانکے مجھکو تنزہ تھا اتو مین	آلودگی جسم سے پانی مین اٹ گیا
ظلم و جفا و جور پہ اصرار اس قدر	ہٹ دیکھ دیکھ تیری دل اپنا بھی ہٹ گیا
اٹھ سمان نہین کہ وہ کام جان خلق	مغموم ہم کو دیکھ کے دوڑا لپٹ گیا
دشوار ہمسے ہینگے جو بیدھب بھی ہین جیب	بیطوریون سے اسکے دل اپنا پھٹ گیا
دامان و جیب دونون ہوئے ٹکڑے ایک جا	ابکی یہ کام ہاتھ سے میرے سمٹ گیا

[illegible]

قطعہ

حرف نشنو کوئی اسے بھی ملا
نہ تو ہین سے کیا سو مان گیا
دل سے مت جا کہ [illegible] وہ پچھتایا
[illegible] جان گیا
[illegible] پھر تلاش میں اس
[illegible] میر اہی یون نہ جان گیا

اب جو [illegible] فلک [illegible] وہ بھی
شوق مین برسون خاک چھان گیا
کون جی سے [illegible] اسا میر
[illegible]

حیف ہے [illegible] زر تو جو ان [illegible]
ہنگامہ سنج غم جگر عاشق ہوا
سوید درون کے نام کباب ورق ہوا
بندہ خدا ہے پھر تو اگر کذب [illegible]
مرتا ہے جو کوئی اس [illegible] مین حق ہوا
دل مین رہا نہ کچھ [illegible] ضبط شوق
پہ شہر جب تمام [illegible] سبق ہوا
وہ رنگ وہ روشنی وہ طرح سب [illegible]

عجب کیا جو اس زلف کا سایہ دار	پھرے راتون کو بھی پر بیدار سا

نہین میر مستانہ صحبت کا باب
مصاحب کرو کوئی ہشیار سا

حیران ہو لحظہ لحظہ طرز عجب عجب کا	جو رفتہ محبت واقف ہو اسکے ڈھب کا
کہتے ہین کوئی صورت بن معنی یان نہین ہے	یہ وجہ ہے کہ عارف منھ دیکھتا ہو سب کا
نسبت درست جسکی اس دو موے پاتے	ہو درہم اور برہم حال اسکے روز و شب کا
افسوس ہے نہین تو انصاف دست ورنہ	شایان لطف دشمن شایستہ مین غضب کا
سودائی ایک عالم اسکا بنا پھرے ہے	ہرچند عزلتی ہے وہ خال کنج لب کا
منھ اسکے منھ کے اوپر شام و سحر رکھون ہون	اب ہاتھ سے دیا ہے سررشتہ مین ادب کا

کیا آجکل سے اسکی یہ بے توجہی ہے
منھ ان نے اسطرف سے پھیرا ہو میر کب کا

سیکڑون بیکسون کا جان گیا	پر یہ تیرا نہ امتحان گیا
وائے احوال اس جفا کش کا	عاشق اپنا جسے وہ جان گیا
داغ حرمان ہو خاک مین بھی ساتھ	جی گیا پر نہ یہ نشان گیا
کل نہ آنے مین ایک بان تیرے	آج سو سو طرف گمان گیا

اپنے ہی جی [illegible] باغ مین [illegible] چمن [illegible]
برسون تری گلی مین [illegible] شفق ہوا
سودہ [illegible] گریبان [illegible] فلق ہوا
لیکن [illegible] عشق [illegible]
کس [illegible] ورق مین [illegible] سبق ہوا

اس [illegible] ورق مین تو [illegible]
بیٹھا جو [illegible] مین تو [illegible] جہان [illegible]
گل مین کہان وہ طور [illegible] شعلہ [illegible]
دل نے جگر کی اور اشارت [illegible] تیرا
منظر خراب [illegible] چشم [illegible] تیرا
پھر [illegible] نہین جو یہ [illegible] تیرا
روح القدس [illegible] سہل کیا [illegible] تیرا
آہ تیرے بین وہ مرغ بلند آشیان تیرا
پھونچا ہی [illegible] مقصود دل تیرا
یعنی [illegible] وہی ہے بین ناتوان تیرا
نو [illegible] نہاد [illegible] اٹھا نہ [illegible] تیرا
جب نے [illegible] خیال [illegible] آسمان تیرا
گیا

جب رات سر پٹکنے نے تاثیر کچھ نکی
ناچار میر منڈکری سی مار سو رہا

لعل پر لب دل مرا مائل ہوا
اُس لب خاموش کا قایل ہوا

لڑ گئین آنکھین اٹھالی دل نے چوٹ
یہ تماشائی عبث گھایل ہوا

ناشکیبی سے گئی ناموس فقر
عاقبت بوسے کا مین سایل ہوا

ایک تجھ ہم وے ہوتے ہست اگر
اپنا ہونا بیچ مین حائل ہوا

میر ہم کس ذیل مین دیکھ اُسکی آنکھ
ہوش اہل قدس کا زائل ہوا

کوئی فقیر یہ اے کاشکے دعا کرتا
کہ مجھکو اُسکی گلی کا خدا گدا کرتا

کبھو جو آن کے ہمسے بھی تو ملا کرتا
تو تیرے جی مین مخالف نہ اتنی جا کرتا

چمن مین پھول گل اب کی ہزار رنگ کھلے
دماغ کاشکے اپنا بھی ٹک وفا کرتا

فقیر بستی مین تھا تو زیان کیا تھا
کبھو جو آن نکلتا کوئی صدا کرتا

علاج عشق نے ایسا کیا نہ تھا اسکا
جو کوئی اور بھی مجنون کی کچھ دوا کرتا

قدم کے چھونے سے استادگی مجھے ہوئی
کبھو وہ یان تو مرے ہاتھ بھی لگا ہوتا

بدی نتیجہ ہے نیکی کا اس زمانے مین
بھلا کسو سے جو کرتا تو تو برا کرتا

[illegible]

وان سے تو نامہ بر کو ہی کب جواب صاف	مین سادگی سے لاگو ہون خط کے جواب کا
ٹپکا کرے ہی زہر ہی حرف اُس نگاہ سے	وہ چشم گھر ہے غصہ و ناز و عتاب کا

لایق تھا ربیت ہی کے مصراع قد یار
مین معتقد ہون میر ترے انتخاب کا

خندۂ دندان نما کرنا جو وہ کافر گیا	گوہر تر جون سرشک آنکھون سے گر گر گیا
کیا گذر کوئی محبت مین ہنسی ہی کھیل ہے	پانون رکھا جسنے ٹک اُدھر پھر نگا سر گیا
کیا کوئی زیر فلک اونچا کرے پھر فرق غرور	ایک پتھر حادثے کا لگا سر پہ گیا
نیزہ بازان مژہ مین دلکی حالت کیا کہون	ایک ناکسبی سپاہی دکھینو نہین گھر گیا
بعد مدت اسطرف لایا تھا اسکو جذب عشق	بخت کی برگشتگی سے آتے آتے پھر گیا
تیز دست اتنا نہین وہ ظلم مین اب فرق ہی	یعنی لوہا تھا کرا تیغ ستم کا گر گیا

سخت ہم کو میر کے مرجانے کا افسوس ہے
تختہ دل پتھر کیا وہ جان سے آخر گیا

اس بد زبان نے حرف سخن آہ کب کیا	چپکے ہی چپکے اُن نے ہمین جان بلب کیا
طاقت سے میرے دلکی خبر تجھکو کیا نہ تھی	ظالم نگاہ چشم ادھر کی غضب کیا
یکسان کیا نہین ہے ہمین خاک سے آج	ایسا ہی کچھ سلوک کیا اُن نے جب کیا

[illegible]

...سے کہ تجھی کو جاتے ہین — جاتا نہین احتراز تیرا
...ں جنسے شراب توپیے ہے — کہ دیتے ہین وہ ہی راز تیرا
...ہ عشق و ہوس مین فرق بھی کر — کید ھر ہے وہ امتیاز تیرا

کہتے نہ تھے میر مت کڑھا کر
دل ہو نہ گیا گداز تیرا

...نھ لگا ہی کرے ہو جس کسی کا — حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا
...تام سے کچھ بجھا سا رہتا ہون — دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
...نے بُرے مغبچے کے تیور لیک — شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
...اغ انجمن سی کھل رہین ہین سب — ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا

قطعہ

...جرم ظرف ہے بسان حباب — کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا
...یض اے ابر چشم تر سے اٹھا کر — آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کس کو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

...نسو مری آنکھو مین ہر دم جو نہ آجاتا — تو کام مرا اچھا پردے مین چلا جاتا

تھا لطف زیست جنسے وے اب نہین میسر
مدت ہوئی کہ ہمنے جینے سے ہاتھ اٹھایا

مہندی لگی تھی تیرے پانون نہین کیا پیارے
ہنگام خون عاشق سر پر جو تو نہ آیا

یہ پیروی کسو سے کا ہیکو ہوسکے ہے
رکھتا ہو داغ ہمکو قامت کا اسکے سایہ

دیکھی نہ پیش جاتے ہر گز خرد وری ہین
دانستہ باؤلا ہم اپنے نہین بنایا

کتنی تھی بیدماغی اک شور ماومن مین
آنکھو نکے مندگئے پر آرام سا تو پایا

گل پھول سے بھی تو جو لیتا ہے منہ کو پھیرے
مکھڑے سے کسکے تونے اے میر دل لگایا

نکتہ مشتاق دیار ہے اپنا
شاعری تو شعار ہے اپنا

بیخودی لیگئی کہان ہمکو
دیر سے انتظار ہے اپنا

روتے پھرتے ہین ساری ساری رات
اب یہی روزگار ہے اپنا

دیکھے دل ہم جو ہو گئے مجبور
اس مین کیا اختیار ہے اپنا

کچھ نہین ہم مثال عنقا لیک
شہر شہر اشتہار ہے اپنا

جسکو تم آسمان کہتے ہو
سو دلون کا غبار ہے اپنا

صرفہ آزار میر مین نہ کرو
خستہ اپنا ہے زار ہے اپنا

یاکون بیتابی شب ہے کہ ناچار سن تغیر | دل مرے سینے مین دو دو ہاتھ اچھلکر رہ گیا
لیاہمین کو یار کے تیغنے کمانکر دم کیا | ایسے سہتیرونکو یہ اثر در نگل کر رہ گیا
دوقدم ساتھ اس جفا جو کی چلا جاتا ہی جی | بوالہوس عیار تھا دیکھا نہ ٹل کر رہ گیا
آنکھ کچھ اپنی ہی اسکے سامنے ہوتی نہین | جن نے وہ خونخوار دیکھی دیکھی دل کر رہ گیا

ایک ڈھیری راکھ کی تھی صبح جائے میر پر
برسون سے جلتا تھا شاید رات جل کر رہ گیا

طریق خوب ہو آپسمین آشنائی کا | نہ پیش آوے اگر مرحلہ جدائی کا
واہو کنج قفس ہی کی بی پریمین خوب | کہ پر کی سال تلک لطف تھا رہائی کا
ین ہین دیروحرم اتو یہ حقیقت ہے | دماغ کسکو ہو ہر در کی جبہہ سائی کا
نوچھندی لگائیگی خوبیان اپنی | جگر ہے خستہ ترے پنجۂ حنائی کا
ین جہانمین کسطرف گفتگو دسیی | یہ ایک قطرۂ خون ہو طرف خدائی کا
سو پہاڑمین جو کوہ کن سر پٹ مارین | خیال ہم کو بھی ہو بخت آزمائی کا
بارہا نہ دل شیخ شور محشر سے | جگر بھی چاہے ہو کچھ تھا منادی کا
کہاہے باز ہمین دربدر کے پھرنیسے | سرونیہ اپنی ہے احسان شکستہ پائی کا
کہین تو دکھاوینگے عشق کا جنگل | بہت ہی خضر کو عزہ ہے رہنمائی کا

اُس کام وجان دل نے عالم کا جان مارا
بلبل کا آتشین دم دلکو لگا ہمارے
خون کچھ نہ تھا ہمارا مرگو زخاطر اُسکو
سرچشمۂ حسن کا وہ آیا نظر نہ مجھکو
صبر و حواس و دانش سب عشق کی زبونین
کیا خون کا مزا ہے اے عشق تجھکو لازم
ہم عاجزونپہ آکر یون کوہ غم گرا ہے
کب جی بچے ہے یارو خوش رو و مو تبان سے

زلفون کی درہمی سے برہم جہان مارا
ایسا کنھون نے جیسے چھاتی مین بان مارا
للہ اک ہمین بھی یون درمیان مارا
اس راہ زن نے غافل گیا کاروان مارا
مین کا دش مژہ سے عالم جہان مارا
ایک ایک دم مین تونے سو سو جوان مارا
جیسے زمین کے اوپر ایک آسمان مارا
گر صبح بچ گیا تو پھر شام آن مارا

کینے نہ تھے کہ صاحب اتنا کڑھا نہ کریے
اس غم نے میر تمکو جی سے ندان مارا

یہ میر ستم کشتہ کسو وقت جوان تھا
جادو کی پری پرچۂ ابیات تھا اُسکا
جس راہ سے وہ دل زدہ دلی سے نکلتا
افسردہ نہ تھا ایسا کہ جون آب زدہ خاک
کس مرتبہ تھی حسرت دیدار مرے ساتھ

انداز سخن کا سبب شور و فغان تھا
منھ تکیے غزل پڑھیے عجب سحر بیان تھا
ساتھ اُسکے قیامت کا سا ہنگامہ روان تھا
آندھی تھی بلا تھی کوئی آشوب جہان تھا
جو پھول مری خاک سے نکلا نگران تھا

[illegible]

وہ آتش کا مجھے پر کیا ہے سر گرم جفا	مارے گلوروں کے ان نے بہتوں کو آلو کیا
ہاتھ پر رکھ ہاتھ اب وہ دو قدم چلتا نہیں	جن نے بالش خواب کا برسوں مرا بازو کیا

پھول نرگس کا لیے بہو چک کھڑا تھا راہ میں
کسکی چشم پر فسون نے میر کو جادو کیا

عاشق ترے لاکھوں ہوے مجھسا نہ پھر پیدا ہوا	تجھپر تو لی ای کام جان دیکھا نہ یوں مرتا ہوا
مدت ہوئی الفت گئی برسوں ہوے طاقت گئی	دل مضطرب ایسا نہ تھا کیا جانیے اب کیا ہوا
کل صبح سیر باغ میں دل اور میرا رک گیا	بلبل نہ بولا منہ سی کچھ گل ٹک نہ مجھسے وا ہوا
وہ دن گئے جو یاں کبھو اٹھتا تھا دل سے جوش سا	اب لگ گئے رونے جہاں پل مارتے دریا ہوا
کتنوں کے دل بیجان ہو سکتے نہ جانا کیا ہوے	چلنے میں اسکے دو قدم ہنگامہ اک برپا ہوا
مستی میں لغزش ہوگئی معذور رکھا چاہیے	ای اہل مسجد اسطرف آیا ہوں میں بہکا ہوا
جون حسن ہے اک فتنہ گر یوں عشق بھی ہے پردہ در	وہ شہرۂ عالم ہوا میں خلق میں رسوا ہوا
فرہاد و مجنوں دن گئے ہم اور وامق یوں چلے	اس عارضے سے چاہ کے وہ کونسا اچھا ہوا

یاں صرف خط ہے درمیاں یا گیسوؤں کا ہی بیاں
کیا میر صاحب کے تئیں پھر اندنوں سودا ہوا

تمام روز جو کل میں پیے شراب پھرا	لباں جام لیے دیدۂ پر آب پھرا

[illegible]

چمن میں بے ثباتی پہ آشیان بنایا [illegible]

بلبل نے کیا [illegible] آشیان بنایا

[illegible] جہان بنایا

قطعہ

معمار نے فضا سے دل کیا مکان بنایا

صحن [illegible] وسعت اللہ ری تیری صنعت

کیا غنچہ تنگ آیا جب وہ دہان بنایا

[illegible]

دل نے خون ہو عشق خوبان مین بھی کیا بدمین رنگ
چہرہ ونکو غازہ ہو ہو نکا رنگ پان ہوا

تم جو کل اس راہ نکلے برق سی ہنستے گئے
ابر کو دیکھو کہ جب آیا ادھر گریان ہوا

جی سے جانا بن گیا اس بن ہمین پل مارتے
کام تو مشکل نظر آتا تھا پر آسان ہوا

جب سے ناموس جنون گردن بندھا ہے تب سے میر
جیب جان وابستۂ زنجیر تا دامان ہوا

آیا ہے ابر جب کا قبلہ سے تیرا ابترا
مستی کے ذوق مین مین آنکھین بہت سی چیرا

خجلت سے ان لبونکے پانی ہوئے چلے ہین
قند و نبات کا بھی نکلا ہی خوب شیرا

مجنون نے حوصلے سی دیوانگی نہین کی
جا گہ سے اپنے جانا اپنا نہین و تیرا

اس شہر سے ملکر دل کیونکر کھو نہ بیٹھین
انداز و ناز و اوچکے غمزہ اوٹھائی گیرا

کیا کم ہے ہولناکی صحرائے عاشقی کی
شیرونکو اس جگہ پر ہوتا ہے قشعریرا

آئینے کو بھی دیکھو پر ٹک ادھر بھی دیکھو
حیران چشم عاشق دیکھے ہی جیسے ہیرا

نیت پہ سب بنا ہی یان مسجد اک بڑی تھی
پیر مغان ہوا سو اسکا بنا خطیرا

ہمراہ خون تلک ہو ٹک پاؤنکے چھوبسیے
ایسا گناہ مجھسے وہ کیا ہوا کبیرا

غیرت سے میر صاحب سب جذب ہو گئے تھے
نکلا نہ بوند لوہو سینہ جوان کا چیرا

۱۷۰

ہم نہ جانا اختلاط اس طفل بازیگوش کا ۔ گرم بازی آگیا تو ہم کو بھی بہلا گیا
کیا کرون ناچار ہون مرنیکو ہم اتنا رہون ۔ دل کی روز و شب کی بیتابی سے جی گھبرا گیا
جی کوئی لگتا ہے اُسکے اٹھ گئے پر باغ مین ۔ گل نے بہتیرا کہا ہمسے نہ ٹک ٹھہرا گیا
ہوگئے تحلیل سب اعضا مرے پا کر گداز ۔ رفتہ رفتہ ہجر کا اندوہ مجھکو کھا گیا

یون تو کہتا تھا کوئی ویسے کو باندھے ہے گلے
پر وہ پھندنا سا جو آیا میر بھی پھندلا گیا

دل عشق مین خون دیکھا آنکھونکو کیا دیکھا ۔ پیغمبر کنعان نے دیکھا نہ کہ کیا دیکھا
مجروح ہے سب سینہ تسپر ہے نمک پاشی ۔ آنکھون کے لڑانیکا ہم خوب مزا دیکھا
یکبار بھی آنکھ اپنی اُسپر نہ پڑی مرتے ۔ سو مرتبہ بالین سے ہم سر کو اٹھا دیکھا
کاہش کا مری اب یہ کیا تجھکو تعجب ہے ۔ بیمارئ دل والا کوئی بھی بھلا دیکھا
آنکھین گئین پھر تجھ بن کیا آ کیا نہ عزیزو بھی ۔ پر تونے مروت سے ٹک اُنکو نہ جا دیکھا
جی دیتے ہین مرنے پر سب شہر محبت مین ۔ کچھ ساری خدائی سے یہ طور نیا دیکھا

کہ دل کو گنوایا ہے یا رنج اٹھایا ہے
اے میر تجھے ہمنے کچھ آج خفا دیکھا

ناگہ جو وہ صنم ستم ایجاد آگیا ۔ دیکھے سے طور اسکے خدا یاد آگیا

[illegible]

بالفعل تو ہی قاصد محو اس خط و گیسو کا
تابوت پہ بھی میرے پتھر پڑے لیجاتے
ہی حق بطرف اسکے یون جسکے گیا ہو تو
کیا کہیے کہ پتھر سے سر مارتے ہم گذرے
صنعت گریان ہمنے کین سیکڑون یان لیکن

ٹک جیتے تو ہم پوچھین کیا بخبر آیا
اس نخل مین ماتم کے کیا خوب ثمر آیا
سج ایسی تری دیکھی ہمکو بھی خطر آیا
یون اپنا زمانا تو بن یار بسر آیا
جسے کبھو وہ ملتا ایسا نہ ہنر آتا

درپہی کے تئین تکتے پتھرا گئین آنکھین تو
وہ ظالم سنگین دل کب میرے گھر آیا

یار بے میر کا مگر گل سا
یان کوئی اپنی جان دود شوار
دو دل کو ہمارے ٹک دیکھو
شوق ان اسکے لنبے بالون کا
کب تھی جرأت رقیب کی اتنی
ایک نگہ ایک چشمک ایک سخن
بارے مستون نے ہوشیاری کی
شرم آتی ہے پہونچنے ادھر

کہ سحر نالہ کش ہے بلبل سا
وان وہی ہے سو بے تساہل سا
یہ بھی پر پیچ اب ہے کاکل سا
یان چلا جائے ہے تسلسل سا
تم نے بھی کچھ کیا تغافل سا
اسمین بھی تم کو ہے تامل سا
دے کے کچھ غضب کا منھ جھلسا
خط ہوا شوق سے ترسل سا

[illegible]

چاہیے جینے گذرے اس کا نام
منہ مین جنبک زبان ہے گویا

سر بسر کین ہے لیک وہ پرکار
دیکھو تو مہربان ہے گویا

حیرت روے گل سے مرغ چمن
چپ ہے یون بیزبان ہے گویا

مسجد ایسی بھری بھری کب ہے
میکدہ اک جہان ہے گویا

جاے ہے شور سے فلک کیطرف
نالۂ صبح بان ہے گویا

بسکہ ہین اس غزل مین شعر بلند
یہ زمین آسمان ہے گویا

وہی شور مزاج شیب مین ہے
میر اتبک جوان ہے گویا

ان سختیو نہین کسکا میلان خواب پہ تھا
بالین کی جاے ہر شب یان سنگ زیر سر تھا

ان ابرو و مژہ سے کب میرے جبین ڈر تھا
تیغ و سنان کے منہ پر اکثر مرا جگر تھا

ان خوبصورتونکا کچھ لطف کم ہو مجھپر
یکعمر ورنہ اس جا پر یون ہی کا گذر تھا

تیشے سے کوہکن کے کیا طرفہ کام نکلا
اپنے تو ناخنو نہین اس طور کا ہنر تھا

عصمت کو اپنی وان رو تو نے ملک پھرے ہی
لغزش ہوئی جو مجھسے کیا عیب مین بشر تھا

کل ہم وہ دونون یکجا ناگاہ ہوگئے تھے
وہ جیسے برق خاطف مین جیسے تیز تر تھا

ہوش اڑ گئے سبھون کے شور سحر سے اسکے
مرغ چمن اگرچہ اک مشت بال و پر تھا

[illegible]

تسکین دل ہو تب کہ کبھو آگیا بھی ہو
اس لف و رخ کو بھولے مجھے مدتین ہوئین
رہتے تھے مکان پہ وے آپ مین نہ تھے
اب چھیڑ یہ رکھی ہو کہ پوچھے ہے بار بار
اکدم مین عجب کہ مرے سر پہ پھر گیا

برسون سے اسکا آنا یہی صبح پر رہا
لیکن مرا نہ گریہ یہ شام و سحر رہا
اس بن ہمین ہمیشہ وطن مین سفر رہا
کچھ وجہ بھی کہ آپ کا منھ ہو ادتر رہا
جواب تیغ برسون تری تا کمر رہا

کاہے کو مین نے میر کو چھیڑا کہ اُن نے آج
یہ درد دل کہا کہ مجھے درد سر رہا

دل دفعتہ جنون کا مہیا سا ہو گیا
تک جوش سا اٹھا تھا مری دسے ان کو
بے رونقی باغ ہو جنگل سے بھی بری
جلوہ ترا تھا جب تئین باغ و بہار تھا

دیکھی کہان وہ زلف کہ سودا سا ہو گیا
دیکھا تو ایک پل ہی مین دریا سا ہو گیا
گل سو کہے ترے ہجر مین کانٹا سا ہو گیا
اب دلکو دیکھتے ہین تو صحرا سا ہو گیا

کل تک تو ہم وے ہنسنے چلے آئے تھے نہین
مرنا بھی میر جی کا تماشا سا ہو گیا

دلکے واسطے لیے گل باغ مین ناک گیا
عشق کی سوزش نے دلمین کچھ چھوڑا کہین

سن گلہ بلبل سے گل کا اور بھی جی رک گیا
لگ اٹھی یہ آگ ناگاہی کہ گھر سب پھک گیا

[illegible]

[illegible]

کیا کیا ناخن سے مرے سینہ خراشی مین جگر دل دونون [illegible] رہا
[illegible] وہ دیکھنے کی آنکھون نہین گھر ہمنے ترے ہمسایہ ہو [illegible]
طلب حسرت لیے جاتا ہے جہان سے کوئی [illegible] رہا
[illegible] سفر ہمنے [illegible] رہا
[illegible] جلبہ ہمنے [illegible] رہا
[illegible] رخ و زلف کی تسبیح ہے یان [illegible] سرشت [illegible] رہا
[illegible] [illegible] رہا
استقدر آدھر نہین [illegible] مغرور رہا
سبب نظارا ادھر نہین [illegible] منظور رہا
[illegible] عشق مین [illegible] رہا

نے صبر ہے نہ ہوش ہے نے عقل ہو نہ دین	آتا ہے اسکے پاس سے عاشق لٹا ہوا
اٹھتا ہے میرے دل سے کبھو جوش سا تو پھر	جاتا ہو دونون آنکھون سو دریا بہا ہوا
جون صید نیم کشتہ تڑپتا ہے ایک سا	کیا جانیے کہ دل کو مرے کیا ملا ہوا
خط آئے پر جو گرد وہ پرکار مل چلا	مین سادگی سے جانا کہ آشنا ہوا
ہم تو لگے کنارے ہوئے غیر ہمکنار	ایکونکی عید ایکونکے گھر مین ڈہا ہوا
جون برق ہنستے مجھکو نہ دیکھا کسو نے آہ	پایا تو ابر سا کہین روتا کھڑا ہوا
جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ مین	وہ آج مین سنا تو ہے میر کا کہا ہوا
پایا مجھے رقیب نے اُسکی زیر تیغ	دلخواہ بارے مدعی کا مدعا ہوا

بیمار مرگ سا تو نہین روز اب بتر
دیکھا تھا ہم نے میر کو کچھ تو بھلا ہوا

کل دل آزردہ گلستان سے گذر ہمنے کیا	گل لگے کہنے کہو منہ نہ اُدھر ہمنے کیا
کر گئے خواب سے بیدار انھین صبح کے پاس	بیدماغ اتنے جو ہو ہم یہ مگر ہمنے کیا
سیدھی تلوار کے منہ پر ترے کہ ہم آئے چلے	کیا کرین اس دل خستہ کو سپر ہمنے کیا
نیمچہ ہاتھ مین مستی سے لہو سی آنکھین	سچ تری دیکھ کے اے شوخ حذر ہمنے کیا
پانو کے نیچے کی مٹی بھی نہو گی ہم سے	کیا کہین عمر کو اسطرح بسر ہمنے کیا

وصل و ہجران سے نہین [illegible]
[illegible] ہویان غافل [illegible]
[illegible] ویران کیا معمورے کیا
[illegible] ہجران سے شکایت کیا
[illegible] مین بھی معذور کیا
ہم نہین سکتا [illegible]
غالبین بچے ہوں عاجز [illegible]

سب مین پنہان [illegible]
[illegible] اس مرتبے مین کیا [illegible]
لطف کے حرف [illegible]
[illegible] جانی مین [illegible]
[illegible] میری [illegible]
[illegible] بولا [illegible]
[illegible] کا رنگ [illegible]

[illegible] رکھتا ہو جام رہا
[illegible] صبح تئین بے خبر رہا
شب [illegible] مسجد ہو آٹھا مین
[illegible] کہ طوفان کر رہا
جون ابر قبلہ دل ہمایت [illegible]
[illegible] اس جاسے وہ [illegible]
[illegible] ہو کر [illegible] رہا
[illegible] بار رو رو [illegible] ہوا

ردیف (ی) ۱۶۴

از خویشی رفتہ ہیں ہی نہیں اپنی راہ میں
آتا نہیں ہے پھر کے ادھر کا گیا ہوا

دل کا لگاؤ کوئی رہا ہے چھپا ہوا

بلبل کو موا پایا کل بو نکی دوکان پہ
بند و دل قدم تیرا اٹھتا تھا لڑکپن میں
مرغان قفس سارے تسبیح میں تھے لگ گئے
سب سطح ہی پانی کا آئینہ کا ساتختہ
خوگر نہیں ہم یوں ہی کچھ ریختہ کہنے سے
کھوون تھی تم جس دم سج نکلے تھی اک بجا

اس مرغ کے بھی چمن کیا شوق چمن کا تھا
رونا ہمیں اول ہی اس تیری چمن کا تھا
ہر چند کہ ہر اک کا ڈھلکا ہوا منکا تھا
دریا میں کہیں شاید عکس اس کے بدن کا تھا
معشوق جو اپنا تھا باشندہ دکن کا تھا
اسمن ان کو تھیں دیکھا تھا مرا اٹھنکا

رہ میری فریاد نہ جاتا تھا چلا روتا
ہر گام گلا لب پر یاران وطن کا تھا

یہ وش ہی دلبر دنکی نہ کسو سے سار کرنا
کوئی عاشق تباہی کرے نقل کیا مشت
ہمیں نہ میری آنکھ شب و روز ضعف ہی
یہ بھی طرفہ ماجرا ہے کہ اسی کو چاہتا ہوں
نہیں کچھ ہا تو ڈر کا تجھے یہ غرور ہی اب
کوئی عاشقوں کی ہیٹ انھوں نے اٹھائی بھی ہے
یہی میر کھینچے شفقت و درو دیوار پر تھے سا جد

کوئی خاک بھی ہو کیا ان وہی ننگو مار کرنا
انھیں نار ہر تیرے تنہا انھیں جی نثار کرنا
نہ تو آنکھ مجھے میر سمجھ چشم باز کرنا
تجھے چاہیئے ہی جیسے بہت احتراز کرنا
ہوس اور عاشقی میں ٹک اک امتیاز کرنا
انھیں بات ہو جو تھوڑی اسے بھی دراز کرنا
نہیں اعتماد قابل انھوں کا نماز کرنا

ہوئی آخر کو سارے کام ضائع ناشکیبی سے	کوئی دن اور تاب ہجر دل لاتا تو کیا ہوتا
...وان بناہم آکر زیر لب کچھ کچھ کہا سب نے	جو وہ بے رحم بھی کچھ منھ سے فرماتا تو کیا ہوتا
...ے سے غیر کے وہ تو نہ بیٹھا وہ مین یار نبیسے	لیے جاتا اگر لگ چاہ کا ناتا تو کیا ہوتا
کبھی سرگرم بازی ہم ہوتے یہان بھی آجاتا	ہمین بکچند اگر وہ اور بہلاتا تو کیا ہوتا

گئے ہے میر کو کل قتل کرنے آسکے زیر بے
جو وہ بھی گھر سے باہر ٹک آتا تو کیا ہوتا

...مین غش کیا جو خط لے ادہر نامہ بر چلا	یعنی کہ فرط شوق سے جی بھی ادہر چلا
...سد ہے گئی تہی بھی کوئی زلف مشکبو	گیسو کے بچیدار جو منھ پر بکھر چلا
...لڑکا ہی بھانہ قاتل ناکردہ خون ہنوز	کیڑے گلے کے سارے مرے خون مین بھر چلا
...ابی مایۂ حیات گیا جس کنے سے تو	آفت رسیدہ پھر وہ کوئی دم مین مر چلا
...طیاری آج رات کہین ہنسے کی سی ہے	کس خانمان خراب کے اب وہ مہ تو گھر چلا
...دیکھو گے کوئی گوشہ نشین ہو چکا غریب	تیر نظرہ اس ابرو کمان کا اگر چلا
...ے مری رہا بہار ہے ساری ہزار حیف	لطف ہوا مین شیخ بہت بیخبر چلا

قطعہ

...تسے تکلف اسکا چلا جاری رہی	کل راہ مین ملا تھا سو منھ پھیر کر چلا

طرفہ آتش خیز سنگستان ہے دل	تپش یان سے ہے شعلہ طور کا

قطعہ

مر گئے پر خاک ہے سب کبر و ناز	مت جھکو سر گو کسو مغرور کا
ٹھیکرے کو قدر ہے اسکو نہین	ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا

قطعہ

ہو کھڑا وہ تو پری سی ہے کھڑی	منھ کھلے تو جیسے چہرہ حور کا
دیکھ اُسے کیونکر ملک بھیجیں کر	آنکھ کے آگے یہ تکا نور کا

چشم بہنے سے کبھو رہتی نہین
کچھ علاج اے میر اس ناسور کا

نظر مین طور رکھ اس کم نما کا	بھروسا کیا ہے عمر بیوفا کا
گلون کے پیرہن ہین چاک سارے	کھلا تھا کیا کہین بند اس قبا کا
پرستش اب اسی بت کی ہے ہر سو	رہا ہوگا کوئی بندہ خدا کا
بلا مین قادر انداز اسکو آنکھین	کیا یکہ جانہ جسکو تاکا
بجا ہے عمر سے اب ایک حسرت	گیا وہ شور سر کا زور پا کا
مدارا خاطرون سے تھا وگرنہ	ہر ایک مرتبہ تھا انتہا کا

قطعہ

ردیف ی ۱۶۲

[illegible]

ہم پلہ اپنا کون ہے اس بھرکے بیچ
اُکسکے تراز و یار کا تیرِ نگہ ہوا

ایسا فقیر ہونا بھلا کیا ضرور تھا
دونون جہان مین میرؔ عبث روسیہ ہوا

مذکور میری سوختگی کا جو چل پڑا
پہونچے ہے کوئی اُس تن نازک کے لطف کو
مین جو کہا اک آگ سے سلگے ہے دل کے بیچ
بل کیون نہ کھائیے کہ دگا رہنے اتو ان
تھے اقتلال اگرچہ مزاج مین اب تلک
رہتا نہین ہے آنکھ سے آنسو ترے لیے

مجلس مین سن سپند کا اک اُچھل پڑا
گل کو چمن مین جامے سے اپنے نکل پڑا
کہنے لگا کہ یون ہی کوئی بس تو جل پڑا
الو نہین اوریچ مین پگڑی کے بل پڑا
ہلنے مین اُس پلک کے نہایت خلل پڑا
دیکھی جو اچھی شے تو یہ لڑکا مچل پڑا

ہرسکے پانون سے نہین اُٹھتے ستم ہے میرؔ
گر خوش غلاف غنچہ اُسکا اُگل پڑا

دل فرطِ اضطراب سے سیماب سا ہوا
شاید جگر گداختہ یک لخت ہو گیا
دو دن گئے کہ اشک سے چہرہ کا دھسا کیا
اک دن کیا تھا یار نے غنزانے سے بلند

چہرہ تمام زرد زر ناب سا ہوا
کچھ آب دیدہ رات سے خونناب سا ہوا
اب رستے لگ گئے ہین تو تالاب سا ہوا
خجلت سے سرو جوئے چمن آب سا ہوا

[illegible]

۱۶۰

گرتے ہی نہیں ترک تہاں طور جفا کا
شاید ہمیں دکھلاوینگے دیدار خدا کا

ہے ابھی جا و رشفقی جوش سے گل کے
مئخانے کے ہاں دیکھیے یہ رنگ ہوا کا

بہتیری گرہ جنس کلا لونکی پڑی ہے
کیا ذکر ہے واعظ کے مصلی و ردا کا

رہ جائیگا باتوں میں کوئی غمزدہ یونہی
ہر لحظہ نہو ممتحن ارباب وفا کا

تدبیر بھی تسکین کے لیے لوگونکی وہ ند
معلوم تھا مدت سے ہمیں نفع دوا کا

ہاتھ آئینہ رویوں سے اٹھا بیٹھیں دکیوں
بالعکس اثر پاتے تھے ہم اپنی دعا کا

آنکھ اسکی نہیں آئینہ کے سامنے ہوتی
حیرت زدہ ہوں یار کی میں شرم و حیا کا

برسوں سے تو یوں ہے کہ گھٹا جب امنڈ آئی
تب دیدۂ تر سے بھی ہوا ایک جھڑا کا

آنکھ اس سے نہیں اٹھتی کی صاحب نظروں کی
جس خاک پہ ہوگا اثر اسکی کف پا کا

تلوار کے سایے ہی میں کاٹے ہے تو اے میر
کس دلزدہ کو ہوئے ہے یہ ذوق فنا کا

رہتا ہے ہڈیوں سے مری جو ہما لگا
کچھ درد عاشقی کا اسے بھی مزا لگا

غافل نہ سوز عشق سے رہ پھر کباب کا
گر لاگ اس آگ کا ٹک دلکو جا لگا

دیکھا ہمیں جہاں وہ تہاں آگ ہوگیا
بھڑکا رکھا ہے لوگوں نے اسکو لگا لگا

مہلت تنک بھی ہو تو سخن کچھ اثر کرے
میں اٹھ گیا کہ غیر ترے کانوں آ لگا

دانی نہ قدر اُس گہر شب چراغ کی
تقصیر جان دینے مین ہمنے کبھو نہ کی
گرمی چراغ کی سی نہین وہ مزاج مین
داگ ہو رہا ہی خدا جانے غیر نے
سنا کہا تھا فرش تری رہ کے ہم ہون کاش
ب گھٹتے گھٹتے جا مین طاقت نہین رہی
لی نگاہ کرنے دم اپنا بھی ہر گھڑی
چشم تو نے بار کہ کمو لاو رستم

دل ریزہ حذف کیطرح مین اُٹھا دیا
جب تیغ وہ بلند ہوئی سر جھکا دیا
اب دل فسردگی سے ہون جیسے بجھا دیا
میر بطرف سے اُسکے تئین کیا لگا دیا
سو تو نے مارے مارتے آگر بجھا دیا
ٹک لگ چلی صبا کہ دیا سا بڑھا دیا
گر اٹھنے نے دیکھے جی کو ہمارے کھپا دیا
کس مدعی خلق نے تجھکو جگا دیا

کیا کیا زیان میر نے کھینچے ہین عشق مین
دل ہاتھ سے دیا ہی جدا سر جدا دیا

ستون کے آگے تھا یہی آزار عشق کا
ے پر دگی بھی یاد کا ہوتا ہی لازمہ
ندانی سیکڑون میرے آگے سہ ہوے
ابان مرگ مین ہی ہوا ہون گر نیا
ھوکنے جو سر کو کٹایا تو کیا ہوا

جتیا رہا ہی کوئی بھی بیمار عشق کا
کھلتا ہی ہے زندان یہ اسیر عشق کا
چھوٹا نہ مین ہی تھا جو گنہگار عشق کا
جی بیچ ہی بھرے ہے خریدار عشق کا
ہر سر کہین ہوا ہی سزاوار عشق کا

شاید کباب کر کر کھایا کبوتروں نے
نامہ اڑا پھرے ہے اسکی گلی میں پر سا

وحشی مزاج ازبس مایوس بادیہ ہیں
انکے جنوں میں جنگل اپنا ہوا ہے گھر سا

جس ہاتھ میں رہا کی اسکی کمر ہمیشہ
اس ہاتھ مارنے کا سر پر بندھا ہے کرسا

سب ہیچ کی یہ باتیں ہیں شاعروں کی ورنہ
باریک او رنازک موکب ہے اس کمر سا

طرز نگاہ اسکی دل لیگئی سبھوں کے
کیا مومن و برہمن کیا گبر اور ترسا

تم واقف طریق بیطاقتی نہیں ہو
یاں راہ دو قدم ہے اب دور کا سفر سا

کچھ بھی معاش ہے یہ کی ان نے ایک چشمک
جب مدتوں ہمارا جی دیکھنے کو ترسا

لک ترک عشق کرکے لاغر بہت ہوئے ہم
آدھا نہیں رہا ہے اب جسم رنج فرسا

واعظ کو یہ جلن ہے شاید کہ زہد ہے سے
رہتا ہے حوض ہی میں اکثر پڑا مگر سا

انداز سے ہے پیدا سب کچھ خبر ہے اسکو
گو میر بیسر و پا ظاہر ہے بیخبر سا

تیغ ستم سے اسکی مرا سر جدا ہوا
شکر خدا کہ حق محبت ادا ہوا

قاصد کو دیکے خط نہیں کچھ بھیجنا ضرور
جاتا ہے اب تو جی ہی ہمارا چلا ہوا

وہ تو نہیں کہ اشک تھمے ہی نہ آنکھ سے
نکلے ہے کوئی لخت دل اب سو جلا ہوا

حیراں رنگ باغ جہاں تھا بہت رکا
تصویر کی کلی کی طرح دل نہ وا ہوا

رکھنا قدم پہ اسکے قدم کب ملک سے ہو
مخلوق آدمی نہ ہوا ایسی چال کا

شخصیت ایسی کسکی تھی ختم رسل کے بعد
تھا مشورت شریک حق لایزال کا

توڑا بتوں کو دوش نبی پر قدم کو رکھ
چھوڑا نہ نام جگ میں کفر و ضلال کا

راہ خدا میں اولی دیا اپنے بھی تئیں
یہ جود منہ تو دیکھو کسو آشمال کا

نسبت نہ بندگی کی ہوئی جیسی یہاں درست
رو لمحے ہے حشر میں اسکے ہی عیال کا

فکر نجات میر تو کیا مدح خوان ہے وہ
اولاد کا علی کے محمد کے آل کا

لذت سے نہیں خالی جانوں کا کھپا جانا
کب خضر و مسیحا نے مرنے کا مزا جانا

ہم جاہ و حشم یاں کا کیا کہیے کہ کیا جانا
خاتم کو سلیمان کی انگشتری پا جانا

یہ بھی ہے ادا کوئی خورشید نمط پیارے
منہ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا

کب بندگی میری سی بندہ کریگا کوئی
جانے ہے خدا اسکو میں تجھکو خدا جانا

تھا ناز بہت ہمکو دانست پہ اپنی بھی
آخر وہ برا نکلا ہم جسکو بھلا جانا

گردن کشی کیا حاصل مانند بگولے کے
اس دشت میں سر گاڑے جوں سیل چلا جانا

اس گریہ خونیں کا ہو ضبط تو بہتر ہے
اچھا نہیں چہرے پر لوہو کا بہا جانا

یہ نقش دلوں پر سے جانیکا نہیں اسکو
عاشق کے حقوق اوپر نا حق بھی مٹا جانا

دیوا میں شعر گر نہیں نعت رسول کا
جلوہ نہیں ہے نظم میں حسن قبول کا
حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو
ایسا وسیلہ ہے بھی خدا کے حصول کا
ختم رسل سا شخص ہے ضامن نجات کا
[illegible] نامہ سیاہی کی فکر ہے
مذکور ذکریاں نہیں صوم و صلوات کا
[illegible] نہیں حرف کرم سے ہی
مصحف کو کھول دیکھ [illegible] انداز بات کا
ہر صفحے میں ہے محو کلام اپنا دس جگہ
[illegible] عین ذات کا
بالذات ہے جہاں میں وہ موجود [illegible]

مطلوب ہے زمان و مکان جہان سے
محبوب ہے ملک کا فلک کا عقول کا
احمد کو شب جان رکھا ہے وہی احد
مذہب کچھ اور ہوگا کسی بوالفضول کا
ہیں مردمان کو آنکھیں دیا ہی خدا نے [illegible]

دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر ذی حیات کا تو سبب ہے جو حیات کا
نکلے ہے جی ہی اسکے لئے کائنات کا

بکھرے ہو زلف اس رخ عالم فروز پر
ورنہ بناؤ ہووے نہ دن اور رات کا

در پردہ وہ ہی معنی مفہوم نہوں اگر
صورت نہ پکڑی کام فلک کی ثبات کا

ہو محیل خاک سے اجزائے نو خطان
کیا سہل ہے زمیں سے نکلنا نبات کا

مستہلک اسکے عشق کے جاتے ہیں قدر مرگ
عیسے و خضر کو ہے مزا کب وفات کا

اشجار خامہ ہووین خامہ و آب سیہ بحار
لکھنا نہ تو بھی ہو سکے اسکی صفات کا

اسکے فروغ حسن سے چمکے ہے سب میں نور
شمع حرم ہو یا کہ دیا سومنات کا

بیت ۱۵۶

سر کرتے ہیں وہ کہ تری خاک دھول سے
مقصود ہے علی کو دل کا سبھی سے تو
ہے قصد سب کو تیری رضا کے حصول سے

قطعہ

[illegible] باغ فدک جبر فساد کی
[illegible] اصول سے

[illegible]

بعد قفس کیا ہوں سا جو دے میں بلبل مر گیا
اے آہ سرد وعدۂ محشر میں پر نبیج جب
جلتا ہو نہیں سنو کہ جسم تھہ تیرا
تیری ہی گلبدن میں جی کل میں جا رہا شفع تیرا
نبیو کہ بیجسے آج ہی روئے وصل عرض نہیں ہی
آیا خط لکھو نہیں تو پھر ہی کتابت بہی رہی
انتہا ہوں ہے خطے پوشیدہ و قاصد آج نامہ
بھیجوں ہے یار کو چھپایا
چلا ہے یار

تمام شد دیوان اول میر تقی

...وگا ستم و جور سے تیرے ہی گمانہ — دو شخص جہان شکوۂ ایام کرینگے
...میزش بیجا ہے تجھے جن سے ہمیشہ — وے لوگ ہی آخر تجھے بدنام کرینگے
...الون نے مرے رات کے غافل نہ ہا گر — اک روز یہی دلمین ترے کام کرینگے

گر دل ہے یہی مضطرب الحال تو اے میر
ہم زیر زمین بھی بہت آرام کرینگے

...طر مین آوے گا جب جی کا کھونا — ملے گا نیند بھر تب مجکو سونا
...را خون تجھ پہ ثابت ہی کریگا — کنارے بیٹھکر ہاتھوں کو دھونا

وصیت میر نے مجھکو یہی کی
کہ سب کچھ ہوتا تو عاشق نہو نا

...س آستان داغ سے مین زر لیا گیا
گلدستہ دستہ جسکو چراغی دیا گیا

...یا بعد مرگ یاد کرونگا وفا تجھے
سہتا رہا جفائین مین جبتک جیا گیا

اب وہ جگر طپش سے تڑپتا ہے تشنہ لب
مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا

روز شمار مین بھی مناسب ہے گر کوئی
اُس شہر دل کو تو بھی جو دیکھے اب تو کہے
منہ پر لیے نقاب تو اے ماہ کیا چھپے
کس رشک گل کی باغ مین زلف سیہ کھلی
کیا دل مجھے بہشت مین لیجائیگا بھلا
سُن کان کھول کر کہ تنک جلد آنکھ
رہ آشنائے لطف حقیقت کے بحر کا

تولے حساب کچھ نہ کر آخر حساب ہے
کیا جانیے کہ بستی یہ کب کی خراب ہے
آشوب شہر حسن ترا آفتاب ہے
موج ہوا مین آج نپٹ پیچ و تاب ہے
جسکے سبب یہ جان پہ میری عذاب ہے
غافل یہ زندگانی فسانا ہی خواب ہے
ہر رشک زلف و چشم جو موج حباب ہے

آتش ہے سوز سینہ ہمارا مگر کہ میر
نامے سے عاشقون کے کبوتر کباب ہے

کیا کیا بیٹھے بگڑ بگڑ تم پر ہم تمسے بنائے گئے
چپکے باتین اوٹھائے گئے سر گاڑے دوہین آئے گئے

اوٹھی نقاب جہانسے یارب جسسے تکلیف بیچ مین ہے
جب نکلے اُس راہ سے ہوکر منہ تم ہمسے چھپائے گئے

کب کب تم نے سچ نہین مانی جھوٹی باتین غیرونکی
تم ہم کو یونہین جلائے گئے وے تم کو وہین لگائے گئے

جہان کی مسلخ تمام حیرت نہین ہے تسپر نگہ کی فرصت
نظر پڑیگی بسانِ بسمل کبھو جو مژگان کو واکروگے

اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جل کے آخر ہوئے پتنگے
ہوا جو یان کی یہ ہے تو یارو غبار ہو کر اڑا کروگے

بلا ہے ایسا طپیدنِ دل کہ صبر اس پر ہے سخت مشکل
دماغ اتنا کہان رہیگا کہ دست بر دل رہا کروگے

عدم مین ہم کو یہ غم رہیگا کہ اور ون پر اب ستم رہے گا
تمھین تو لت ہے ستانے ہی کے کسو پر آخر جفا کروگے

اگرچہ ابتو جفا ہو لیکن موئے گئے پر کبھو ہمارے
جو یاد ہم کو کروگے پیارے تو ہاتھ اپنے ملا کروگے

سحر تو محراب تیغ قاتل کبھو جو یارو ادھر ہو مائل
تو ایک سجدہ بسانِ بسمل میر بطرف سے ادا کروگے

غم محبت سے میر صاحب بہ تنگ ہو نین فقیر ہو تم
جو وقت ہوگا کبھو مساعد تو میرے حق مین دعا کروگے

کس حسن سے کہو نین اُسکی خوش اختری کی
اس ماہرو کے آگے کیا تاب مشتری کی

قطعہ

بعد ایک عمر کہین تم کو جو تنہا پایا	ڈرتے ڈرتے ہی کچھ احوال سنایا ہمنے
یان فقط ریختہ ہی کہنے نہ آئے تھے ہم	چار دن یہ بھی تماشا سا دکھایا ہمنے
بلبلے گل مین جا مرغ چمن سے مل کر	خوبی گل کا مزا خوب اوڑایا ہمنے
تازگی داغ کی ہر شام کو بے ہیچ نہین	آہ کیا جانے دیا کس کا بجھایا ہمنے
دشت و کہسار مین سر مارکے چندے تجھ بن	قیس و فرہاد کو پھر یاد دلایا ہمنے
بیکلی سے دل بیتاب کی مر گذرے تھے	سو تہ خاک بھی آرام اوٹھایا ہمنے

یہ ستم تازہ ہوا اور کہ پائیز مین میر
دل خس و خار سے ناچار لگایا ہمنے

ظالم کہین تو مل کبھو دارو پئے ہوئے	پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوئے
آؤگے ہوش مین تو تنک اک سدھ بھی لیجیو	اتنو نشے مین جاتے ہو زخمی کیے ہوئے
جی ڈوبتا ہے اس گہر تر کی یاد مین	پایان کار عشق مین ہم مر جیئے ہوئے
سی چاک دل کہ چشم سے ناصح لہو تھمے	ہوتا ہے کیا ہمارے گریبان سے ہوئے

کافر ہوئے بتو نکی محبت مین میر جی
مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دئے ہوئے

غم سے یہ راہ مین نے نکالی نجات کی	سجدہ اس آستان کا کیا پھر وفات کی

خوب تھے وے دن کہ ہم تیرے گرفتاروں مین تھے
غمزدون اندوہ گینوں ظلم کے مارون مین تھے

دشمنی جانی ہوا اب تو ہمسے غیروں کے لیے
اک سمان سا ہو گیا وہ بھی کہ ہم یارون مین تھے

مت تجنر سے گذر قمری ہماری خاک پر
ہم بھی اک سرو رواں کے ناز برداروں مین تھے

مرگئے لیکن نہ دیکھا تو نے اودھر آنکھ اٹھا
آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیمارون مین تھے

گرچہ جرم عشق غیرون پر بھی ثابت تھا و لے
قتل کرنا تھا ہمین ہم ہی گنہگارون مین تھے

اک رہا مژگان کی صف مین ایک کے ٹکڑے ہوئے
دل جگر جو میر دونون اپنے غمخوارون مین تھے

بغیر دل کہ یہ قیمت ہے سارے عالم کی
کسو سے کام نہین رکھتی جنس آدم کی

کوئی ہو محرم شوخی ترا تو مین پوچھون
کہ بزم عیش جہان کیا سمجھ کے برہم کی

ہمین تو باغ کی تکلیف سے معاف رکھو
کہ سیر و گلگشت نہین رسم اہل ماتم کی

تنک تو لطف سے کچھ کہہ کہ جان لب ہو نہین
رہی ہے بات مری جان اب کوئی دم کی

گذرنے کو تو کجے و لیکن اپنی گذری ہے
جفا جو ان نے بہت کی تو کچھ نہ ظالم کی

گھری ہین درد و الم مین فراق کے ایسے
کہ صبح عید بھی یان شام ہے محرم کی

قفس مین میر نہین جوش داغ سینے پر
ہوس نکالی ہے ہم نے بھی گل کے موسم کی

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میان خوش رہو ہم دعا کر چلے

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

شفا اپنی تقدیر ہی مین نہ تھی
کہ مقدور تک تو دوا کر چلے

وہ کیا چیز ہے آہ جسکے لیے
ہر اک چیز سے دل اوٹھا کر چلے

کوئی ناامیدانہ کرتے نگاہ
سو تم ہمسے منہ بھی چھپا کر چلے

بہت آرزو تھی گلی کی تری
سو یانسے لہو مین نہا کر چلے

دکھائی دیے یون کہ بیخود کیا
ہمین آپ سے بھی جدا کر چلے

قطعہ

جبین سجدہ کرتے ہی کرتے گئی
حق بندگی ہم ادا کر چلے

پرستش کی یانتک کہ اے بت تجھے
نظر مین سبھونکی خدا کر چلے

قطعہ

جھڑے پھول جس رنگ گلبن سے یون
چمن مین جہان کے ہم آ کر چلے

نہ دیکھا غم دوستان شکر ہے
ہمین داغ اپنا دکھا کر چلے

قطعہ

گئی عمر در بند فکر غزل
سو اس فن کو ایسا بڑا کر چلے

چھوڑ مت نقد وقت نسیہ پر بند ہو تجھسے یہ کھلا نہ کبھو سینہ چاکی بھی کام رکھتی ہے		آج جو کچھ ہے سو کہان کل ہے دل ہے یا خانۂ مقفل ہے یہی کر جب تلک معطّل ہے

قطعہ

اُنکی ہاتھو نمین شوق کے رکھتی ہیں رے ٹک گریبانمین سر کو ڈال کے دیکھ		دامن بادیہ کا آنچل ہے دل بھی کیا لق و دق جنگل ہے

قطعہ

ہجر باعث ہے بدگمانی کا		غیرت عشق ہے تو کب کل ہے

مر گیا کو ہکن اسی غم مین
آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

جا نگداز اتنی کہان آواز عود و چنگ ہے رو و خال و زلف ہین سنبل و سبزہ و گل بیستون کھودے کیا آخر ہوے سار عشق آہ ان خوش قامتونکو کیونکہ بر مین لائیے عشق مین وہ گھر ہے اپنا جسمین مجنون سے ایک		دل کے سے نالونکا ان پردونمین کچھ آہنگ ہے آنکھین ہون تو یہ چمن آئینہ نیرنگ ہے بعد از ان آکو ہکن سر ہے ترا اور سنگ ہے جنکے ہاتھو نسے قیامت پر بھی عرصہ تنگ ہے ناخلف سارے قبیلہ کا ہمارے ننگ ہے

میر نام اک جوان سنا ہوگا
اوسی عاشق کے یار ہین ہم بھی
اپنے تو یار دلفگار ہین ہم بھی
گر خود رفتہ ہین ستم زدہ بار ہین ہم بھی
عاقبت دو عاشق ہین ہم بھی
باغ مین بلبل اسیر ہین ہم بھی
نالہ کر ہو مجھسے اے بلبل
دیکھا جان سے گزار دل مرگ ہین ہم بھی

غفلت مین گئی آہ مری ساری جوانی
اے عمر گذشتہ مین تری قدر نہ جانی
تھی آبلۂ دل سے ہمین تشنگی مین چشم
پھوٹا نہ تو آیا نظر اک بوند بھی پانی
مدت سے ہین اک مشت پر آوارہ چمن مین
نکلی ہے یہ کسکی ہوس بال فشانی
بھائی ہے مجھے اک طرح بوسہ مین اون کی
لکنت سے اوبجھا کے اسے بات نہ آنی

تری بن دیکھے مین مکدر ہون	آنکھون پر اب غبار رہتا ہے
خبر یہ ہے کہ تیری خاطر دل	روز بے اختیار رہتا ہے
دل کو مت بھول جانا میرے بعد	مجھے یہ یادگار رہتا ہے
دور مین چشم مست کے تیرے	فتنہ بھی ہوشیار رہتا ہے
بسکہ تیرا ہوا بلا گردان	سر کو میرے دوار رہتا ہے
ہر گھڑی رنجش ایسی باتو نمین	کوئی اخلاص و پیار رہتا ہے
تجھ بن آئے ہین تنگ جینے سے	مرنے کا انتظار رہتا ہے
دل کو گو ہاتھ مین رکھو اب تم	کوئی بے بیقرار رہتا ہے
غیر مت کھا فریب خلق اوسکا	کوئی دم مین وہ مار رہتا ہے
دلبرو دل چراتے ہو دیمین	یون کہین اعتبار رہتا ہے

کیون نہووے عزیز دلہا میر
کسکے کوچے مین خوار رہتا ہے

آج کل بیقرار ہین ہم بھی	بیٹھ جا چلتے یار ہین ہم بھی
آئینے کچھ ہین آئینے کچھ ہین	تحفۂ روزگار ہین ہم بھی
منع گریہ نہ کر تو اے ناصح	اسمین بے اختیار ہین ہم بھی

کہین آگ سی سر گشتہ پریشانی
کان آگے سو سرگشتہ پریشان صحبت
باقی ہے کسو سر کی تہین بہتی ہوئی جانی
دیکھین تو سہی کب تئین اوباش و ہمین جانی
ہم جی سے گئے دوست ہین تیرا وہ ابھی
مجنون بھی نہ رسوائے جہان ہو ندوانی
مکتب مین جو تجرا نے یہ لیلی تھی دوانی

قطعہ

اک شخص مجھی سا تھا کہ وہ تجھ پہ تھا عاشق
وہ اوسکی وفا پیشگی وہ اوسکی جوانی
یہ کہکے جو رویا تو لگا کہنے نہ کہہ میر
سنتا نہین مین ظلم رسیدون کی کہانی
کوئی دم مین بھی تیغ سیدوہ ہمکنے فیصل
روز حضرت غم سے دل مین آج بھی ہے
بیکن اپنی یہ دل مین خوبان

کل صبح ہی مستی مین سر راہ نہ آیا
یان مرا شیشۂ دل چور ہوا ہے

کیا سوجھے اُسے جسکی ہو یوسف ہی نظر مین
یعقوب بجا آنکھو نمین معذور ہوا ہے

پر شور ہے بس عشق مغنی پسران سے
یہ کاسۂ سر کاسۂ طنبور ہوا ہے

تلوار لیے پھر نا تواُسکا سنا مین
نزدیک مرے کب یہ سر دور ہوا ہے

خورشید سے محشر مین طپش ہو گی کہانتک
کیا ساتھ مرے داغونکا محشور ہوا ہے

ای رشک سحر بزم مین لے منہ پہ نقاب اپنے
اک شمع کا چہرہ ہے سو یہ نور ہوا ہے

اُس شوق کو ٹک دیکھ کہ چشم نگران ہے
جو زخم جگر کا مرے ناسور ہوا ہے

چل قلم غم کی رقم کوئی حکایت کیجے
ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجے

گو کہ سر خاک قدم پر ترے لوٹے ہمین
اپنا شیوہ ہی نہین یہ کہ شکایت کیجے

ہم جگر سوختہ نکی جمین جو آوے تو ابھی
درد دل ہو کے فلک تجھ مین سرایت کیجے

عشق مین آپ گذری نہ ہماری تو مگر
عوض جور و جفا ہم پہ عنایت کیجے

مت چلا عشق کی رہ کہ کسے ہو یان خضر
آپ ہی گمراہ ہین ہم کسکو ہدایت کیجے

کسکے کہنے کو ہے تاثیر کہ اک میر ہی سے
رمز و ایماؤ اشارات و کنایت کیجے

دل دین ہوش و صبر سب ہی گئے	آگے آگے تمھارے آنے کے
کب تو سوتا تھا گھر مرے آکر	جاگے طالع غریب خانے کے

قطعہ

تیر و تلوار و سیل یک جا ہین	سارے اسباب مار جانے کے

مژہ ابرو نگہ سے اسکے میر
کشتہ ہین اپنے دل لگانے کے

ملا غیر سے جا جفا کیا نکالی	اوگت لیکے آخر ادا کیا نکالی
طبیبون نے تجویز کی مرگ عاشق	مناسب مرض کی دوا کیا نکالی
نہین اس گذرگہ سے آتی ادھر اب	نئی راہ کوئی صبا کیا نکالی
دلا اسکے گیسو سے کیون اگ چلا تو	یہ اک اپنے جی کی بلا کیا نکالی
رجھا ہی دیا آہ رے قدر دانی	وفا کی ہمارے جزا کیا نکالی
دم صبح جون آفتاب آج ظالم	نکلتے ہی تیغ جفا کیا نکالی

لگے در بدر میر چلانے پھرنے
گدا تو ہوئے پر صدا کیا نکالی

کم فرصتی گل جو کہین کوئی نمانے	ایسے گئے ایام بہاران کہ نجانے

ٹک آنکھ بھی کھولی نہ زخود رفتہ نے اسکی
ہر چند کیا شور قیامت نے سرہانے
شایان نگہ نصیبون مین تھے یون ہاتھ سے [illegible]
لوہے کے توے ہین جب [illegible] ابل محبت
[illegible] میر تری زلفون [illegible]
اب ہین ارے تیر تمہی سے کہ نشانے
اس درد مین کس کس کو کیا نفع دوانے
کا بیکو یہ انداز تھا اعراض بتان کا
[illegible] ہی سخن ہم نے کہ سلف محبت
ظاہر ہے کہ منھ پھیر لیا ہے خدا نے
پیکان [illegible] ہین جو باقی نہین جاتے ہین [illegible]
ان ہی چیزو مین کہ جسمو نہین بین رجھا
اب ہم بھی نہین در رہو ہین سکو دین نہ بنانے
کن کن روشون ہم کو پھرا یا ہے ہوا نے
ہمراہ جوانی کے گئے ہین [illegible]
سب ہو گئے آگے ہین شور نراس [illegible]
[illegible] شہر مین اپنی جنون [illegible]

۱۴۶

[illegible] عزت [illegible] ہو [illegible]
کب کب مری عزت کے لئے ہو ب پاس
سب یمھ ہو مجلس سے اوٹھانے
اے [illegible] تو جو سرشتہ سرو اپنے
[illegible] سبھی جو ہم [illegible] سے سبین برچھانے
پا پاپی نہ پہنچے دل [illegible]
[illegible] اسکی سراہ کی کوئی نظر سے
کاکل اسکی سراہ کی سبھی پہنچانے
[illegible] ہمارے جگرون [illegible] سحر شہر [illegible]
پیچھ [illegible] نام سر [illegible]
آئے جو جو ہو [illegible] طفلان کو [illegible]
[illegible] سارے [illegible] تیغ و دوا
بیچو [illegible] چمن [illegible] کیا عاقبت کار
[illegible] سلسلہ [illegible] اسکے یہا سے
[illegible] ہی پریشان سے پھر ہین
[illegible] رنگ و بیلے [illegible] چھکا ہے
[illegible] سبھی سے نقد و رہوا ہے
[illegible] سے تجویز ہے [illegible]
[illegible] کیا سمع مبارک ہین مشہور ہوا ہے
[illegible] شہر [illegible] دیکھون ہون ہمارے
[illegible] حال کا [illegible]

روز آتے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف
عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے

خرقہ مندیل و ردا مست لیئے جاتے ہیں
شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

قطعہ

ہے موذن جو بڑا مرغ مصلے اُسکے
مستو نے نوک ہی کی بات چلی جاتی ہے

ہر سحر در پے آزار مے آشامان ہے
مکر و طامات کی اک گھات چلی جاتی ہے

پانوں رکھا نہیں مسجد سے دم آخر بھی
مرنے پر آیا ہے پر لات چلی جاتی ہے

ایک ہم ہی سے تفاوت ہے سلوک میں میر
یون تو اورون کی مدارات چلی جاتی ہے

منصف ہو تو ہو کب تئین یہ دکھ اٹھائیے
کیا کیجے میری جان اگر مر نجائیے

اظہار راز عشق کیئے بن ہے نہ اشک
اس طفل ناسمجھ کو کہانتک پڑھائیے

تمنے جو اپنے دل سے بھلایا ہمین تو کیا
اپنے تئین تو دل سے ہمارے بھلائیے

فکر معاش یعنی غم زیست تابکے
مر جائیے کہین کہ ٹک آرام پائیے

جاتے ہین کیسی لئے دلمین حسرتین
ٹک دیکھنے کو جان بلبون کے بھی آئیے

لوٹون ہون جیسے خاک چمن پر مین اے اسیر
گل کو بھی میری خاک پہ دہنین لٹائیے

پہونچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر

شب خواب کا لباس ہے عریان تنی میں | جب سوئیے تو چادر مہتاب تانئے

قطعہ

اپنا یہ اعتقاد ہے تجھ جستجو مین یار | لے اس سرے سے اس سرے تک خاک چھانئے
پھر یا نصیب بھی ہو طالع کی یاوری | مرجائین ہم تو اسپہ بھی ہم کو نہ جانئے

لوٹے ہی خاک و خون مین غیرون کے ساتھ میر
ایسے تو نیم کشتہ کو ان مین نہ سانئے

مری اس گت مرجانیے وہ غافل ہو جاتا ہے | گذرنا جان سے آسان بہت مشکل ہو گیا جانے
کوئی سر سنگ سے مارو کسی وا سپین دم ہو | وہ آئینے مین اپنے ناز پر مائل ہو گیا جانے
نظر مطلق نہین ہجر ابین اسکو حال پر میر کے | مرا دل اسکے غم مین گویا اسکا دل ہو گیا جانے
جنونی خبطی دیوانہ سڑی کوئی عشق کو سمجھو | خلاطہ سے نہین یان بحث وہ غافل ہو گیا جانے
تڑپنا نقش پائے ناقہ پر جاتے ہی اک مجنون | بیابان مین وہ لیلے کا کدھر محمل ہو گیا جانے
پڑھا یا اسکو سحر اکہ مت لا راز دل منہ پر | یہ طفل اشک کو دیکھا تو قابل ہو گیا جانے

طرف ہونا مرا مشکل ہے میر اس شعر کے فن سے
یونہین سودا کبھو ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے

کیا کرون شرح خستہ جانی کی | مین نے مر مر کے زندگانی کی

اس تنک آفتاب کو دیکھے تو شرم سے ۔ ماہ فلک نہ شہر مین منھ کو دکھا سکے

قطعہ

کیا دلفریب جا ہے آفاق ہمنشین ۔ دو دن کو یان جو آ سوے رو ن بچارے سکے
مشعر ہے اسپہ مردن دشوار رفتگان ۔ یعنی جہان سے دل کو نہ آسان اٹھا سکے

بد ہو نگا اس غزل کے بھی مین قافیے کو میر
پھر فکر کو نہ عہدے اُسکے بر آسکے

کیا غم مین وے سے خاک فتادہ ہو سکے ۔ دامن پکڑ کے یار کا جو ٹک نرو سکے
ہم ساری ساری رات رہے گریناک لیک ۔ مانند شمع داغ جگر کا نہ دھو سکے
رونا تو ابر کا سا نہین یار جانتے ۔ اتنا تو رو ئے کہ جہان کو ڈبو سکے
برسون ہی منتظر سر راہ پر ہمین ہوے ۔ اس قسم کا تو صبر کسو سے نہو سکے

رہتی ہے ساری رات مرے دم سے چہل میر
نالہ ہے تو کوئی محلے مین سو سکے

آتش کے شعلہ سر سے ہمارے گذر گئے ۔ بس اے تپ فراق کہ گرمی مین مر گئے
منزل نہ کر جہان کو کہ ہمنے سفر سے آہ ۔ جن کا کیا سراغ سنا وہ گذر گئے
منت نمک سے بھی تو کبھو یاد کر ہمین ۔ اب داغ کھاتے کھاتے فلک جی کو بھر گئے

قطعہ

قطعہ

ہیہری پرسش پہ تری طبع اگر آویگی
محو اُسکا نہین ایسا کہ جو چلنے گا شتاب
کتنے پیغام چمن کو ہین سو دلمین ہین گرہ
ابر مت گور غریبان پہ برس غافل آہ

صورت حال تجھے اچھی نظر آویگی
اُسکے بیخودکی بہت دیر خبر آویگی
کبھو دن ہم تئین بھی باد سحر آویگی
ان دل آزردونکے جیمین بھی لہر آویگی

میر مین جیتو نہین آؤنگا اسی دن جسدن
دل نہ تڑپے گا مرا چشم نہ بھر آویگی

ناز چمن وہی ہے بلبل سے گو خزان ہے
گر اس چمن مین وہ بھی اک ہی لب و دہان ہے
ہنگام جلوہ اُسکے مشکل ہے ٹھہر رہنا
پتھر سے توڑنیکے قابل ہے آرسی تو
باغ و بہار ہے وہ مین کشت زعفران ہون
ہرچند ضبط کرے چھپتا ہے عشق کوئی
اس فن کو کوئی بے تہ کیا ہو مرا معارض
عالم مین آب و گل کا ٹھہراو کسطرح ہو
چرچا رہیگا اسکا تا حشر میکشا نمین

ٹہنی جو زرد بھی ہو سو شاخ زعفران ہے
لیکن سخن کا تجھسے غنچے کو منہ کہان ہے
چتون ہو دلکی آفت چشمک بلاے جان ہے
پر کیا کرین کہ پیارے منہ تیرا درمیان ہے
جو لطف اک ادھر ہے تو یان بھی اک سمان ہے
گذرے ہو دلپہ جو کچھ چہرے ہی سے عیان ہے
اول تو مین سند ہون پھر میری یہ زبان ہے
گر خاک ہی اُڑی ہے اور آب ہی دوان ہے
خونریزی کی ہماری رنگین داستان ہے

...الہ عجز نقش الفت ہے	رنج و محنت کمال راحت ہے
...غش بھی گریۂ ندامت ہے	ورنہ عاشق کو چشم خفت ہے
...ادم مرگ غم خوشی کا نہین	دل آزردہ گر سلامت ہے
...دل نارسو پھر جدھر چاہے	ہر طرف کوچہ جراحت ہے
...رونا آتا ہے دمبدم شاید	کسو حسرت کی دل سے رخصت ہے
...ھتے رہتے ہین اُسکے سائے مین	قد و قامت ترا قیامت ہے
...ہ تجھے رحم نے اسے ٹک صبر	دلیہ میرے عجب مصیبت ہے

قطعہ

...تو تو نادان ہے پنٹ ناصح	کب موثر تری نصیحت ہے
...دل یہ جب میرے آگے یہ ٹھہرا	کہ مجھے خوش دلی اذیت ہے
...رنج و محنت سے باز کیونکہ رہون	وقت جاتا رہے تو حسرت ہے
...کیا ہو پھر کوئی دم کو کیا جانو	دم غنیمت یہان جو فرصت ہے

قطعہ

...تیرا شکوہ مجھے نہ میرا اب تجھے	چاہیے یون جو فی الحقیقت ہے
...تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ	واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

آوارہ میر شاید وان خاک ہوگیا ہے
یک گرد اوٹھ چلی ہے گاہ اوسکی رہگذر سے

وعدہ وعید پیارے کچھ تو قرار ہووے
دلکی معاملت ہو کیا کوئی خوار ہووے

فتراک سے نہ باندھے دیکھے نہ تو تڑپنا
کس آرزو پہ کوئی تیرا شکار ہووے

ازبس لہو پیا ہی مین تیرے غم مین گلرو
تربت سے میری شاید جشن بہار ہووے

مین مست مرگیا ہون کرنا عجب نہ ساقی
گر سنگ شیشہ میرا سنگ مزار ہووے

اے غیر میر تجھکو گرجوتیان نہ مارے
سید ہووے پھر تو کوئی چمار ہووے

رہی نہ پختگی عالم مین دور خامی ہے
ہزار حیف کمینون کا چرخ حامی ہے

نہ اٹھ تو گھر سے اگر چاہتا ہو ہون مشہور
نگین جو بیٹھا ہو گر کر تو کیسا نامی ہے

ہوئی ہین فکرین پریشان میر یارون کی
حواس خمسہ کرے جمع سو نظامی ہے

انجام دل غم کش کوئی عشق مین کیا جانے
کیا جانئے کیا ہوگا آخر کو خدا جانے

وان آرسی ہے وہ ہو یان سنگ ہے چھاتی ہے
گذرے ہے جو کچھ ہم پر سو اسکی بلا جانے

ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی
ہے حق بطرف اسکے چکھے تو مزا جانے

بیت ۱۰۱

آگے اس کے دیدہ نم سے
مفت یون ہاتھ سے جاتے ہین ہم
کہین پیدا بھی ہوتے ہین ہم سے

قطعہ

قطعہ

مانند نقش پا ہی قدم سنبھل کے رکھ کہ تو جان ناتوان نہین
ایسا اسیر خستہ [illegible] سر راہ کون ہے
ہر راہ میر جسکی ہے [illegible] مین سنا نہین
دیکھا [illegible] ہے کان سکان ہے
[illegible] تجھ بن منتظر ہے تو یہ ہے
ہم غمزدون نے [illegible] ہے کیا [illegible] تو یہ ہے
روئے مین دن [illegible] ملنا اک وداع ہے فلک آیا چلانا
عمر شغل ہے [illegible] آہ و فغان [illegible] تو یہ ہے
[illegible] جگر کو میر [illegible] تو یہ ہے
[illegible] عاشق [illegible] کوئی [illegible]
[illegible]

...ہی چالاکیان ہاتھونکی تھین جو دل تھین	اب گریبان مین سر رہ گئے ہین تار کئی
...ف تنہائی نہین کر تو جہان سے تو سفر	ہر جگہ راہ عدم مین ملینگے یار کئی
...ضطراب و قلق و ضعف مین کسطور جیون	جان واحد ہے مری اور ہین آزار کئی
...یون نہو خستہ بھلا مین کہ ستم کے تیرے	تیر ہین پار کئی وار ہین سوفار کئی

اپنے کوچے مین نکلو تو سنبھالے دامن
یادگار مژہ میر وہان خار کئی

...سایہ چمن پہ ٹپٹ راز کون ہے	نالان و مضطرب پس دیوار کون ہے
...گان بھی پھر گئین تری بیمار چشم دیکھ	دکھ درد مین سوائے خدا یار کون ہے
...لے جو آج سنتے ہین سو ہین جگر خراش	کیا جانئے قفس مین گرفتار کون ہے
...یا نہ آشیانۂ بلبل مین کام بھی	سمجھا تو خار باغ مین بیکار کون ہے

بازار دہر مین ہے عبث میر عرض ہنر
یان ایسی جنس کا تو خریدار کون ہے

...سوز بعد مرگ سے آگاہ کون ہے	شمع مزار میر بجز آہ کون ہے
...س ہون مضطرب ہون مسافر ہون بیوطن	دوری راہ بن مرے ہمراہ کون ہے
...ریز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر	ایسا بتونکے بیچ وہ اللہ کون ہے

دو چار روز [illegible]
کوئی ہوا نہ روکش [illegible]
کیا کیا نہ ابر آکر یہان روز روز برسے
وحشت سے میری یارو خاطر نہ جمع رکھیو
پھر آوے یا نہ آوے [illegible]
اب جون [illegible] نظر سے
[illegible] خاک مین [illegible]
دیر و حرم [illegible]
ہر صبح اک قیامت [illegible]
داغ ایک ہو چلا بھی [illegible]
اب بخت کیا ہے [illegible]
دل کی طرح نہ کھینچین انتظار [illegible]
ہم کیا ہے مین [illegible]
انجام کار بلبل دیکھا ہم اپنی آنکھون
آوارہ تھی چمن مین دو چار [illegible]
[illegible] دل کی [illegible] ہمارے گھر سے
آفت ہمارے جی کی آئی ہمارے گھر سے
[illegible] آخر دیکھا تو راہ بھی
[illegible] ہم سفر سے
آوارہ

رہو حال لکا ایک سا تو رجوع کرتے کہیں بھلا | سو تو یہ کبھو ہمہ داغ ہو کبھو نیم سوختہ کبا[ب]
کہنے لگے انھیں لوگ کیا یہی رسمی ہی تم سدا | نہ کسو کی تم کو ہو ٹک حیا نہ ہمارے منھ سے حجا[ب]
چلو میکدہ میں بسر کرین کہ رہی ہے کچھ برکت وہین | لب نان تو انکا کباب ہو دم آب انکا شرا[ب]
نہیں کھلتیں آنکھیں تمھاری ایک کمال پر بھی نظر کرو | یہ جو وہم کی سی نمود ہے اسے خوب دیکھو تو خوا[ب]
کبھو وقت آئیں ہیں ہاتھ گئے ہوئے انکو گنوا خراب نسب | تجھے کرنا ہو وے سو کر تو اب کہ یہ عمر برق شتا[ب]
کبھو لطف سے نہ سخن کیا کبھو بات کہ نہ لگا لیا | یہی لحظہ لحظہ خطاب ہو وہی لمحہ لمحہ عتا[ب]
نو جہان کے بحر عمیق میں سر پر ہوا نہ بلند کر | کہ یہ پنجروزہ جو بود ہے کسو موج پر کا حبا[ب]
رکھو آرزو مے خام کی گرد گفتگو جام کی | کہ سیاہ کاروان حشر میں نہ حساب ہے نہ کتا[ب]

میر شور سنکے جو لوگون نے کیا پوچھا تو کہو ہو کیا
جسے کہتے ہین صاحبو یہ وہی تو خانہ خراب ہے

سینہ ہو چاک جگر پارہ ہے دل لب لب خون ہے | تسپہ یہ جان بلب آمدہ بھی محزون ہ[ے]
اسی آنکھوں کو ملاجی ہین رہے کیونکر بات | چشم اعجاز مژہ سحر نگہ افسون ہ[ے]
کبھو اس دشت سے اوٹھتا ہو جو ایک ابر تنک | گرد غمناک پریشان شدہ مجنون ہ[ے]
آہ یہ رسم وفا ہووے پر افتاد کہین | اس ستم پر بھی مرا دل اُسی ممنون ہ[ے]
کیونکہ بے بادہ لب جو یہ چمن میں یہ رہے | عکس گل آب میں تکلیف مے گلگون ہ[ے]

اسی دشت میں اے سیل سنبھل ہی کے قدم رکھ
ہر سمت کو یان دفن مری تشنہ لبی ہے
ہر ایک سے کہا نہ میں پر کوئی نہ سمجھا
شاید کہ مرے حال کا قصہ عربی ہے
عزلت سے نکل شیخ کہ تیرے لئے تیار
حوروں کی بہشت آرزو ہی مے بھی ہے
اسا چرخ نہ تو روز سیہ میر پہ لانا
بیچارہ وہ اک نعرہ زن نیم شبی ہے
زاہد جو صفت تجھ میں ہے سو ورد نجبی ہے
کہنا بڑا سا منھ یہ تو بے ادبی ہے
مرجی ہو جھنجھلی ہے وہ شگفتہ سے مجنون ہے
ہم کی بات پہ ہر وقت جو جھنجھلایا نہ کر
وہ نہ سمجھا کہ مرے نامے کا کیا مضمون ہے
خون ہر ایک رقم شوق سے تھا لخت جگر
[illegible]
صبح کی نالہ جگر کاوی ہو موزون ہے
[illegible]

دو سو پہ ورود دل کو میر اگر کوئی نشان ہے
ہو ہمین چراغ پر شتہ باد سحر کہان ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

صید افگنوں سے ملنے کی تدبیر کرینگے
اس دل کے تئین مشق تسخیر کرینگے

فریاد اسیران محبت نہیں بے ہیچ
یہ نالے کسو دلمین بھی تاثیر کرینگے

دیوانگی کی شور نہین دکھلائینگی لیلیٰ
آتی ہو بہار اب ہمین زنجیر کرینگے

وا اس سے سر حرف تو گو کہ یہ سر ہو جائے
ہم خلق بریدہ ہی سے تقریر کرینگے

رسوائی عاشق سے تسلی نہین خوبان
مرجاویگا تو نعش کو تشہیر کرینگے

یارب وہ بھی ن ہویگا جو مصر سے چلکر
کنعان کیطرف قافلہ شبگیر کرینگے

شب دیکھی ہو زلف اسکی بجز دلم اسیری
کیا یار اسی خواب کی تعبیر کرینگے

غصے مین تو ہو ویگی توجہ تری ادھر
ہر کام مین ہم جان کے تقصیر کرینگے

نکلا نہ منا جاہتون سے کام کچھ اپنا
اب کوئی حزا باتی جوان پیر کرینگے

بازیچہ نہین میر کے احوال کا لکھنا
اس قصے کو ہم کرتے ہی تحریر کرینگے

دل کیطرف کچھ آہ سے دل کا لگا وہی
ٹک آپ بھی تو آؤ یہان زور باؤ ہی

اٹھتا نہین ہی ہاتھ ترا تیغ جور سے
ناحق کشی کمان تئین یہ کیا سبھاؤ ہے

باغ نظر ہے چشم کی منظر ہیں بہار
ٹک ٹھہر ویان تو جاتو کہ کیسا دکھاؤ ہے

تقریب ہمنے ڈالی ہوئی جو کی اب
جو ین پڑی ہی ٹک تو ہمارا ہی داؤ ہی

ادا یسان تھین مری عاقبت مین قابل پیر
صنم کدہ مین تو تک آکے دل لگا بھی ہے
کہیں کے پاس آس آزار کی دوا بھی ہے
بہت سی جائے ہین ہم درد عشق کے بیمار
سماجت اتنی بھی سب سے کوئی خدا بھی ہے
حصول کام کا دلخواہ یان ہوا بھی ہے
آئی نامہ برکو اپنے لیجا سکی کتاب آوے
پیتا ہے دل سوزان اپنے ہم نسا خط مین
پیالہ بمین اگر دوون تو شہر ومین بھی آب آوے
بغل پروردہ طوفان ہون نمین یہ موج بیجا ہم ہی
سے لگا عرق بر رو ومین چو مینا شراب آوے
ابر آوا دل مرا جام ابلا لب کیطرح سا گر کی

کہاں تک غیر جاسوسی کے لینے کو لگا آوے
الٰہی اس بلائے ناگہان پر بھی بلا آوے

رُکا جاتا ہی جی اندر ہی اندر آج گرمی سے
بلا سے چاک ہی ہو جائے سینہ تنگ ہو آوے

ترا آنا ہی اب مرکوز ہے ہم کو دم آخر
یہ جی صدقے کیا تھا پھر نہ آوے تمہیں یاد آوے

یہ رسم آمد و رفت دیار عشق تازہ ہے
ہنسے وہ جا بجا میری اور روتا یوں چلا آوے

اسیری نے چمن سے میری دل گرمی کو دھو ڈالا
وگرنہ برق جا کر آشیان پیر جلا آوے

امید رحم ان سے سخت نافہمی ہی عاشق کی
یہ بت سنگین دلی اپنی نچھوڑین گر خدا آوے

یہ فن عشق ہی آوے اسی طینت میں جسکی ہو
تو زاہد پیر نابالغ ہی بے تہ تجھکو کیا آوے

ہماری دلمیں آنیسے تکلف کو غم بیجا ہے
یہ دولت خانہ ہے اُسکا وہ جب جا ہی چلا آوے

برنگ بوے غنچہ عمر ایک ہی رنگ میں گذری
میسر میر صاحب گر دل ہمدعا آوے

گو ننگ اُسکو آوے ہو عاشق کی نام سے
ہو میر کام میرے تئیں اپنے کام سے

دُرد صفر ہو خوب تئیں جسمین صاف سے
کیا میکشوں کو اول ماہ صیام سے

پڑھتے نہیں نماز جنازے پر اوسکے میر
دل میں غبار جسکے ہو خاک امام سے

اچنبھا ہی اگر چپکا رہوں مجھپر عتاب آوے
دگر قصہ کہوں اپنا تو سنتے اُسکو خواب آوے

کہیں تو ہم کو بہت کچھ نہیں مطلب
زبان سے ہم نے کچھ نہ کہا جو کچھ کہا بھی ہے
نگاہ غور سے کر مجھمین پیرہن مین ہون
جراحت اُسکو دکھاتا ہو مرا بھی ہے

کہاں تلک شب و روز آہ و درد دل کہیے
ہر ایک بات کو آخر کچھ انتہا بھی ہے
ہوس تو دلمیں ہمارے جگہ کرے لیکن
کہیں ہجوم سے اندوہ کے جا بھی ہے
غم فراق ہی و نالہ تر و عیش و وصال
فقط مزا ہی نہیں عشق مین بلا بھی ہے
قبول کرنے تری کارہ مین جی کو کھو دینا
کبھو بھی یاد ہے تجھکو تو آشنا بھی ہے
کہیں بھی تسکین ہی جو تیرے سر مین ہی مجنون
بیکس کو گرد ہی تیرے تیرا بھی ہے

مجنون دشت مین ہے نہ فرہاد کوہ مین
تھا جن سے لطف زندگی وے یار مر گئے

افسوس وے شہید کہ جو قتل گاہ مین
لگتے ہی اُسکے ہاتھ کی تلوار مر گئے

تجھ سے دوچار ہونے کی حسرت کے مبتلا
جب جی ہوئے وبال تو ناچار مر گئے

گھبرا نہ میر عشق مین اس زیست پر
جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مر گئے

دیکھین یار لب پر سینہ بھی
حیف ہے جان عزیز بھی

کیون تری موت آئی ہے
سامنے میرے جب بھی

حال کہہ چپ رہا میر تو مین بولا
کسکا قصہ ہے ہان کہے کا بھی

قطعہ

کہنے لاگا نہ واہی ہے اتنا
کیون ہوا ہے سر ابے جا بھی

ہین کہا میر جان بلب ہے شوخ
تو نے کوئی خبر لی اُسکی بھی

رات گذری ہو مجھے نزع مین روتے روتے	آنکھین پھر جائینگی اب صبح کی ہوتے ہوتے
کھولکر آنکھ اوڑا دید جہان کا غافل	خواب ہو جائیگا پھر جاگنا سوتے سوتے

جم گیا خون کفِ قاتل پہ ترا میر زبس
اُن نے رو رو دیا کل ہاتھ کو دھوتے دھوتے

یعقوب کے نہ کلبۂ احزان تلک گئے	سو کاروان مصر سے کنعان تلک گئے
بارے نسیم ضعف سے کل ہم اسیر بھی	سنا بٹے ہین جی کے گلستان تلک گئے
ہے نہ دینگے دشت مین مجنونکو چین سے	گر ہم جنون کے مارے بیابان تلک گئے
گو موسم شباب کہان گل کسے دماغ	بلبل وہ چہچہے انھین یاران تلک گئے
کچھ آبلے دئے تھے رہ آورد عشق نے	سو رفتہ رفتہ خار مغیلان تلک گئے

پھاڑا تھا جیب پی کے مئی شوق مین نے میر
مستانہ چاک لوٹنے دامان تلک گئے

جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار مر گئے	اکثر ہمارے ساتھ کے بیمار مر گئے
ہوتا نہین ہے اُس لب نو خط پہ کوئی سبز	عیسے و خضر کیا سبھی یکبار مر گئے
یون کانون کان گل نے نجانا چمن مین آہ	سر کو پٹک کے ہم پس دیوار مر گئے
صد کاروان وفا سے کوئی پوچھتا نہین	گویا متاع دل کے خریدار مر گئے

135

تمام اُسکے قد مین سنان کی طرح ہے
رنگیلی نپٹ اس جوان کی طرح ہے

بری ہوتا احوال کو دیکھنا میر
بھلا تو ہی کہ یہ کہان کی طرح ہے

قطعہ

اور طرح خاک گاہ رہی گاہ ویران
آب ویرانان کی بنا کی طرح ہے

تغلق کرو میر اس پہ جو چاہو
ای جان جہان کی طرح ہے

محمل کے ساتھ اُسکے بہت شور مین رہے
نالون سے نہ ہوش جرس کے اُڑ ادب

فصاد خون فشا دیر ہے مجھے
نشتر نہ تو لگا دست تو مرا لہو

صورت جرس کی طرز بیابان بیابان
تنہا چلا ہو دل پہ غور کرے

کہان تک

مجھ سا بیتاب ہووے جب کوئی | بیقراری کو جانے تب کوئی
ہان خدا مغفرت کرے اُسکو | صبر مرحوم تھا عجب کوئی
جان دے گو مسیح پر اُس سے | بات کہتے ہین تیرے لب کوئی
بعد میرے ہی ہو گیا سنسان | سونے پایا تھا ورنہ کب کوئی
اُسکے کوچے مین حشر تھی مجھ تک | آہ و نالہ کرے نہ اب کوئی

قطعہ

کہ تلفظ طرب کا سنکے کہے | شخص ہوگا کہین طرب کوئی
اور محزون بھی ہم سنے تھے ولے | میر سا ہوسکے ہے کب کوئی

تڑپتا بھی دیکھا نہ بسمل کا اپنے | مین کشتہ ہون انداز قاتل کا اپنے
نہ پوچھو کہ احوال ناگفتہ بہ ہے | مصیبت کے مارے ہوئے دل کا اپنے
دل زخم خوردہ کی اور ایک لگائے | مداوا کیا خوب گھایل کا اپنے
ٹک ابرو کو میری طرف کیجے مائل | کبھو دل بھی رکھ لیجے مائل کا اپنے
ہوا دفتر قیس آخر ابھی یان | سخن ہے جنون کے اوائل کا اپنے
بنائین رکھین مین نے عالم مین کیا کیا | ہون بندہ خیالات باطل کا اپنے

مقام فنا واقعی مین جو دیکھا | اثر بھی نہ تھا گور منزل کا اپنے

آگے بھی تیرے عشق سے کھینچے تھے درد و رنج | لیکن ہماری جان پر ایسی بلا نہ تھی
وہ اور کوئی ہوگی سحر جب ہوئی قبول | شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی
کب تھا یہ شور نوحہ ترا عشق جب نہ تھا | دل تھا ہمارے آگے تو ماتم سرا نہ تھی
بیگانہ سا لگے ہے چمن اب خزان مین ہاے | ایسی گئی بہار مگر آشنا نہ تھی
آگے ہمارے عہد سے وحشت کو جا نہ تھی | دیوانگی کسو کی بھی زنجیر پا نہ تھی
دیکھا دیار حسن کے مین کاروان مین | لیکن کسو کے پاس متاع وفا نہ تھی
[illegible] پردہ بیچ سے [illegible] | [illegible] عالم تلک [illegible] جا نہ تھی
اُسوقت سے کیا ہے مجھے تو چراغ وقف | مخلوق جب جہان مین نسیم و صبا نہ تھی

ردیف ی
۱۳۴

ہر مردہ اسقدر ہین کہ ہے شبہہ ہم کو بھی | [illegible] بیمار جان کبھی تھی بھی یا نہ تھی

[illegible]

تو ہے بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور
مل گئے خاک مین یان صاحب افسر کتنے

تو گلے ملتا نہین ہمسے تو کیسی خرمی	عید آئی یان ہمارے ہین جامہ ماتمی
جی بھرا رہتا ہے اب آنکھون پھرتے ابر	سیکڑون طوفان بغل مین ہے یہ مژگان نمی
حشر کو زیر و زبر ہوگا جہان سچ ہو وے	ہے قیامت شیخ جی اُسکا رگہ کی برہمی
تجھ سو امجوب آتش طبع اے ساقی نہین	ہو پرستار و نمین تیری گر پری ہو آدمی
سامنے ہو جائین اے ظالم تو دونون مین سے	وہ دم شمشیر تیرا یہ ہماری بیدمی
اُس قیامت جلوہ سے بہتر ہے ہمسے جی اُٹھین	مرگئے تو مرگئے ہم اُسکی کیا ہوگی کمی

کچھ پریشانی ہے ہر سنبل کی جو اُلجھے ہے میر
یک جہان برہم کرے زلفونکی اُسکی درہمی

آہ جسوقت سر اٹھاتی ہے	عرش پر برچھیان چلاتی ہے
ناز بردار لب ہے جان جسے	تیرے خط کی خبر کو پاتی ہے
اے شب ہجر راست کہ تجھکو	بات کچھ صبح کی بھی آتی ہے

چشم بد دور چشم ترا اے میر
آنکھین طوفان کو دکھاتی ہے

گوشۂ چشم بتان یا کنج لب اس وقت میں	خاکمیں ہو تو دل اپنے کا ٹھکانا کیجئے
سیکھے غیرونکے ہان چھپ چھپ کے عالم تیرے	سارے عالم میں ہمارے تئین نشانا کیجئے
رفتہ رفتہ قاصدو نکو رفتگی اس سے ہوئی	جی میں ہے ابکی مقرر اسکو اپنا کیجئے
بیکلی ہو آنکھوں سے گرد کدورت جاتی نہیں	تا کجا تیری گلی میں خاک چھانا کیجئے

آبشار آنے لگے آنسو کی پلکوں سے تو میر
کب تلک یہ آب چادر منھ پہ تانا کیجئے

ہوش ان پوچھیں نہ تک ہجر میں مر جائیے	اب کہو اس شہر نا پرسان سے کیدھر جائیے
کام دل کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں کیونکر بنے	آئیے تا چند و نا امید پھر کر جائیے
مضطرب اس آستانے سے اٹھ کچھ پایا نہ زر	منھ رہا ہو گیا جو پھر اب اسکی در پر جائیے
بعد طوف قیس ہو جی زائر فرہاد بھی	دشت سے اٹھیے تو کوہ میں مقرر جائیے

شوق تھا جو یار کے کوچے ہمیں لایا تھا میر
پانو میں طاقت کہاں اتنی کہ اب گھر جائیے

غالب کہ یہ دل خستہ شب ہجر میں مر جائے	یہ رات نہیں وہ جو کہانی میں گذر جائے
ہے طرفہ مفتن نگہ اس آئینہ رو کی	اک پلمیں کرے سیکڑوں خون اور مکر جائے
نہ بتکدہ ہے منزل مقصود نہ کعبہ	جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ کدھر جائے

[illegible]

کہانتک نازبرداری کرون شام غریبانکی	کہین گرد سفر سے جلد بھی صبح وطن نکلے
جنون ان شورشون پر ہاتھ کی چالاکیان ایسے	مین ضامن ہون اگر ثابت بدن سے پیرہن نکلے

حرم مین میر جتنا بت پرستی پر ہے تو مائل
خدا ہی ہو تو اتنا بتکدے مین برہمن نکلے

قصہ کر امتحان ہے پیارے	اب تلک نیم جان ہے پیارے
سجدہ کرنے مین سر کٹے ہو جہان	سو ترا آستان ہے پیارے
گفتگو ریختے مین ہم سے نہ کر	یہ ہماری زبان ہے پیارے
کام مین قتل کے مرے تن دے	ابتلک مجھ مین جان ہے پیارے
چھوڑ جاتے ہین دلکو تیرے پاس	یہ ہمارا نشان ہے پیارے
شکلین کیا کیا کہان ہین جنکی خاک	یہ وہی آسمان ہے پیارے

قطعہ

جا چکا دل تو یہ یقینی ہے	کیا اب اسکا بیان ہو پیارے
پر تبسم کے کرنے سے تیرے	گنج لب پر گمان ہے پیارے

میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

[illegible]

اب جان جسم خاک سے تنگ آ گئی بہت | کبتک اس نوکری مٹی کو ڈھوئیے

آلودہ اُس گلی کے جو ہون خاک سے تو میر
آب حیات سے بھی نہ دے پانو دھوئیے

شب گئے تھے باغ مین ہم ظلم کے مارے ہوئے | جان کو اپنی گل مہتاب انگارے ہوئے
گور پر میری پس از مدت قدم رنجہ کیا | خاک مین مجھکو ملاکر مہربان یارے ہوئے
آستینین رکھتے رکھتے دیدۂ خونبار پر | حلق بسمل کیطرح لوہو کے فوارے ہوئے
وعدے ہین سارے خلاف و حرف ہین یکسر فریب | تم لڑکپن مین کہان سے ایسے عیارے ہوئے
پھرتے پھرتے عاقبت آنکھین ہماری مند گئین | سو گئے بیہوش تھے ہم راہ کے مارے ہوئے
پیار کرنیکا جو خوبان ہمپہ رکھتے ہین گناہ | اُنسے بھی تو پوچھئے تم اتنے کیون پیارے ہوئے
تم جو ہمسے مل چلے ٹک ٹک سب کرنے لگے | مہربان جتنے تھے اپنے مدعی سارے ہوئے
آج میرے خون پر اصرار ہر دم ہے تمھین | آئی ہو کیا جانئے تم کسکے سنگارے ہوئے
لیتے کروٹ ہل گئے جو کان کے موتی ترے | شرم سے سر در گریبان صبح کے تارے ہوئے

استخوان ہی رہ گئے تھے یان دم خونریز میر
دانتے پڑ کر تیغ اُس شوخ کے آرے ہوئے

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے | زمین سخت ہے آسمان دور ہے

[illegible]

تیری گلی سے بچکر کیون مہر ومہ نہ نکلین	ہر کوئی جانتا ہو اس راہ مین خطر ہے

وے دن گئے کہ آنسو روتے تھے میر اب تو
آنکھونمین لخت دل ہے یا پارہ جگر ہے

شب شمع پر پتنگ کے آنیکو عشق ہی
اس دل جلے کی تاب کے لانیکو عشق ہے

سر مار مار سنگ سے مردہ نہ جی دیا
فرہاد کے جہان سے جانیکو عشق ہے

اٹھیو سمجھ کے جا سے کہ مانند گرد باد
آوارگی سے تیرے زمانیکو عشق ہے

بس اے سپہر سعی سے تیرے تو روز و شب
یان غم ستانے کو ہے جلانیکو عشق ہے

بیٹھی جو تیغ یار تو سب تجھکو کھا گئی
اے سینہ تیرے زخم اوٹھانیکو عشق ہے

اکدم مین تونے پھونکدیا دو جہان تئین
اے عشق تیرے آگ لگانیکو عشق ہے

سودا ہو تب ہو میر کو تو کریے کچھ علاج
اس تیرے دیکھنے کی دوانیکو عشق ہے

کچھ موج ہوا پیچان اے میر نظر آئی
شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

دلی کے نہ تھے کوچے اوراق مصور تھے
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

مغرور بہت تھے ہم آنسو کے سرایت پر
سو صبح کے ہونیکو تاثیر نظر آئی

گل بار کرے ہیگا اسباب سفر شاید
غنچہ کی طرح بلبل دلگیر نظر آئی

[illegible]

واشد کچھ آگے آہ سے ہوتی تھی دل کے تیئن
گرمی نے دل کے ہجر مین اوسکے جلا دیا
خط نے نکل کے نقش دلون کے اٹھا دئے

اقلیم عاشقی کی ہوا اب بگڑ گئی
شاید کہ احتیاط سے یہ تپ بگڑ گئی
صورت بتون کی اچھی جو تھی سب بگڑ گئی

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے بزم گرم
کاہے کو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

جب ونے بیٹھتا ہون تب کیا کسر رہے ہی
آہ سحر کی میری برچھی کے وسوسے سے
آگہ تو رہے اُسکی طرز و رہ روش سے
ان روزون اتنی غفلت اچھی نہین ادھر سے
آبحیات کی سی ساری روش ہو اُسکی
تلوار اب لگا ہی بیڈول پاس رکھتے
ڈرسے کبھو جو آنے دیکھا ہی مین نے اُسکو
آخر کہان تلک ہم اک روز ہو چکین گے

رومال دو دو دن تک جون ابر تر رہے ہے
خورشید کے منہ اوپر اکثر سپر رہے ہے
آنکی اوسکے لیکن کسکو خبر رہے ہے
اب اضطراب ہمکو دو دو پہر رہے ہے
پر جب وہ اٹھ چلے ہی ایک آدھ مر رہے ہے
خون آجکل کسو کا وہ شوخ کر رہے ہے
تب سے اُدھر ہی اکثر میری نظر رہے ہے
برسون سے وعدۂ شب ہر صبح پر رہے ہے

میر اب بہار آئی صحرا مین چل جنون کر
کوئی بھی فصل گل مین نادان گھر رہے ہے

شمع اخیر شب ہون سن سرگذشت میری
پھر صبح ہوتے تک تو قصہ ہی مختصر ہے
مدت ہوئی ہماری منقار زیر پر ہے
اب رحم پر اسکے موقوف ہے کہ یان تو
نے اشک مین سرایت نے آہ مین اثر ہے
ہم مست عشق واعظ بیچ بھی نہین ہین
غافل جو بیخبر ہین کچھ اونکو بھی خبر ہے
اب پھر ہمارا اُسکا محشر مین ماجرا ہے
دیکھین تو اسجگہ کیا انصاف داور ہے

کیا خراب تغافل نے اوسکی ورنہ میر
ہر ایک بات پہ دشنام و سنگ تھا آگے

تجھ بن خراب و خستہ زبون خوار ہوگئے
کیا آرزو تھی ہم کو کہ بیمار ہوگئے

خوبی بخت دیکھ کہ خوبان بے وفا
بے ہیچ میرے درپے آزار ہوگئے

ہمنے بھی سیر کی تھی چمن کی پر اے نسیم
اوٹھتے ہی آشیان سے گرفتار ہوگئے

وہ تو گلے لگا ہوا سوتا تھا خواب مین
بخت اپنے سوگئے کہ جو بیدار ہوگئے

اپنی یگانگی ہی کیا کرتے ہین بیان
اغیار رو بیاو بہت یار ہوگئے

لائی تھی شبخون پہ بھی خرابی تری نگاہ
بیطالعی سے اپنی وہ ہشیار ہوگئے

کیسے ہین وے کہ جیتے ہین صد سال ہمتو میر
اس چار دن کی زیست مین بیزار ہوگئے

تنگ آئے ہین دل اس جی سو اٹھا بیٹھینگے
بھوکون مرتے ہین کچھ اب بھی کھا بیٹھینگے

ابکی بگڑیگی اگر اونسے تو اس شہر سے جا
کسو ویرانے مین تکیہ ہی بنا بیٹھینگے

معرکہ گرم تو ٹک ہونے دو خونریزی کا
پہلے تلوار کے نیچے ہمین جا بیٹھینگے

ہوگا ایسا بھی کوئی روز کہ مجلس سے کبھو
ہمتو ایک آدھ گھڑی اوٹھ کے جدا بیٹھینگے

جانہ اظہار محبت پہ ہوسنا کون کی
وقت کے وقت پہ سب منھ کو چھپا بیٹھینگے

دل عجب جائے ہے پر حیف ہے یان
ایک آن جب جاتا ہے

کیا خرابی ہے میکدے کی سہل
ہاتھ سے تیرے جب جاتا ہے

شہر سے یار سوار ہوا جو وہ شوخ
جب سیر راہ اور جاتا ہے

ایک عالم کا جان گیا ہے
اس سخن ناشنو سے جاتا ہے

عشق تیرے داغ کا عبث ہے علاج
کوئی اب پیش ان جاتا ہے

گو وہ بیرحمانہ آئے ...
سو طرف ہی کی ان جب جاتا ہے

عشق مین جو ... جاتا ہے

لاعلاجی ہی جو رہتی ہے مجھے آوارگی
کیجئے کیا میر صاحب بندگی بیچارگی

کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سے گئین
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا یکبارگی

روئے گل پر روز شب کس شوق سے رہتا ہے باز
رخنۂ دیوار ہے یا دیدۂ نظارگی

اشک خونین آنکھ مین بھر لا کے پی جاتا ہون مین
محتسب کھتا ہے مجھپر تہمت میخوارگی

مت فریب سادگی کھا ان سیہ چشمون کا میر
انکی آنکھون سے ٹپکتی ہے بڑی عیارگی

مشکل ہے ہونا رو کش رخسار کی جھلک سے
ہم تو بشر ہین اس جا پر جلتے ہین ملک کے

مرتا ہے کیون تو ناحق یاری برادری پر
دنیا کے سارے ناتے ہین جیتے جی فلک کے

کہتے ہین گور مین بھی ہین تین روز بھاری
جاوین کدھر الٰہی مارے ہوئے فلک کے

لاتے نہین نظر مین غلطانی گہر کو
ہم معتقد ہین اپنے آنسو ہی کے ڈھلک کے

کل اک مژہ نچوڑی طوفان نوح آیا
فکر فشار مین ہون میر آج ہر پلک کے

گیسوے اسکی مین نے کیون آنکھ جا لگائی
جو اپنے اچھے جی کو ایسی بلا لگائی

تھا دل جو پکا پھوڑا بسیاری الم سے
دکھتا گیا وہ چندان جون جون دوا لگائی

ذوق جراحت اسکا کسکو نہین ہے لیکن
بخت اسکی جسکے ان نے تیغ جفا لگائی

ایک دم تھی نمود بود اپنی	یا سفیدی کی یا اخیر ہوئے
یعنی مانندِ صبح دنیا مین	ہم جو پیدا ہوئے ہو پیر ہوئے

مت مل اہلِ دول کے لڑکون سے
میر جی ان سے مل فقیر ہوئے

نوحہ تیری ہی حیرت مری آنکھو نہ کیا کم	جو مین ہر یک مژہ دیکھون کہ یہ غم ہے
کر کے ہو مو پریشان غم وفا تو تعزیہ تو نے	حیا کر حق صحبت کی کہ اس بیکس کا ماتم ہے
دور نگی دہر کی پیدا ہی یا سنے دل اٹھا اپنا	کسو کے گھر مین شادی ہو کہین ہنگامۂ غم ہے

کہین آشفتگان سے میر مقصد ہووے ہی حاصل
جو زلفین اُسکی درہم ہین مرا بھی کام برہم ہے

جب کہ پہلو سے یار اوٹھتا ہے	درد بے اختیار اٹھتا ہے
اب تلک بھی مزار مجنون سے	ناتوان اِک غبار اٹھتا ہے

ہے بگولا غبار کس کا میر
کہ جو ہو بیقرار اوٹھتا ہے

کیا مر سرور وانکا کوئی مائل آپ سے	سیکڑون ہم خون گرفتہ ہین وہ قاتل ایک ہے
راہ سب کو ہی خدا جان اگر پہونچا ہی تو	ہو طریقے مختلف کتنے ہی منزل ایک ہے

مختلف ہون گو عبارات [illegible] مجمل ایک ہے

دیدہ و دل الغرض دونو کا حاصل ایک ہے

[illegible]

ہم جو اون کو چھوڑا اس سبب [illegible]

[illegible]

نزکھو کان نظم شاعران حال پراتنی
چلو ٹک میر سے پوچھو کہ وہ موتی پروتا ہے

ہمتو اُسکے ظلم سے ہمدم چلے — رہ سکے ہے وہ تو رویان ہم چلے
ٹوٹے جون لالہ ستان سے ایک پھول — ہم نے یانسے داغ ایک عالم چلے
جنبش ابرو تو وان رہتی نہین — کب تلک تلواریان ہمدم چلے
تم جگر کے آیا آخر ہو گئے — اشک خونی کچھ مژہ پر چشم چلے
دیکھئے بخت زبون کیا کیا دکھائے — تم تو خوبان ہم سے ہو برہم چلے
بھاگنے پر بیٹھے تھے گویا غزال — تیری آنکھین دیکھتے ہی رم چلے

مجھ سے ناشایستہ کیا دیکھا کہ میر
آتے آتے کچھ جو آنسو تھم چلے

غیرتی ہمکو ذبح کیا طاقت ہونے یارا ہے — اس گئے ذکر کے دلپر ہی صید حرم کو مارا ہے
باغ کو تجھ بن اپنے بھائین آتش دی ہے بہاران ہے — ہر غنچہ اخگر ہے ہمکو ہر گل ایک انگارا ہے
جیب تجھ بن لگتا ہے تڑ جا ہے نکلا ہاتھون سے — ہے جو گرہ سینے مین اُسکو دل کہتے یا پارا ہے
رہ حدیث جو ٹک بھی کہی کون سکھاتی ہمکو ہے — رو سخن پر کسکو دے وہ شوخ بڑا عیارا ہے
کام اُسکا ہے خون افشانی ہر دم تیری فرقت مین — چشم کو میری آکر دیکھا اب لوہو کا فوارا ہے

قطعہ ۱۲۴

قطعہ

ہر اشک مرا ہے درِ شہوار سے بہتر	ہر لخت جگر رشک عقیق یمنی ہے

پکڑی ہے پٹ میرؔ طپش اور جگر میں
شاید کہ مرے جی ہی پر اب آن بنی ہے

اب کر کے فراموش تو ناشاد کروگے	پر ہم جو نہ ہونگے تو بہت یاد کروگے
زنہار اگر خستہ دلان بیستون جاؤ	ٹک پاس ہنرمندی فرہاد کروگے
غیروں پہ اگر کھینچوگے شمشیر تو خوبان	اک اور مری جان پہ بیداد کروگے

قطعہ

جاگہ نہیں یان دیکھئے جیسر نہ کڑی ہو	کچھ شور سے شر پر تو مجھے یاد کروگے
اس دشت میں اے راہ روان ہر قدم اوپر	مانند جرس نالہ و فریاد کروگے

اگر دیکھوگے تم طرز کلام اوسکے نظر کر
اے اہل سخن میرؔ کو استاد کروگے

خوش سرانجام تھے وے جلد جو ہشیار ہوے	ہم تو اے ہمنفسان دیر خبردار ہوے
جنس دل دونون جہان جسکے بہا بھی اسکا	یک نگہ مول ہوا تم نہ خریدار ہوے
عشق وہ ہے کہ جو تھی جلوتی منزل قدس	وے بھی رسوائی سر کوچہ و بازار ہوے
سیر گلزار مبارک ہو صبا کو ہم تو	ایک پرواز نہ کی تھی کہ گرفتار ہوے

اپنا شمار پوچھو تو مہربان وفا ہے ۔ پرا سکے جیمین ہمسے کیا جانے کہ کیا ہے

بالین پہ میرے اگر ٹک یکھ شوق دیدار ۔ سارے بدنکا جی اب آنکھون مین آرہا ہے

بے اسکے رگ گے مرکے گرے عشق مین تو ۔ کرتے ہین آہ جبتک تب تک یہ کچھ ہوا ہے

شکوہ ہے ونکا یہ بیگانگی سے میری ۔ مژگان تر و گر نہ آنکھون مین آشنا ہے

مت کر زمین دل مین تخم امید ضائع ۔ بوٹا جویان اوگا ہے سو اسگتے ہی جلا ہے

شرمندہ ہوتے ہینگے خورشید و ماہ دونون ۔ خوبی نے منہ کی تیرے ظالم قران کیا ہے

ای شمع بزم عاشق روشن ہے یہ کہ تجھ بن ۔ آنکھون مین میرے عالم تاریک ہوگیا ہے

جیتے ہی جی تلک ہین سیانے علانی سو تو ۔ عاشق ترا مجرد فارغ ہی ہوچکا ہے

صد سحر و یک رقیمہ خط میر جی کا دیکھنا

قاصد نہین چلا ہے جادو سے گر چلا ہے

الم سے یان تئین مین مشق ناتوانی کی ۔ کہ میری جان نے تن پر مرے گرانی کی

چمن کا نام سنا تھا و لے نہ دیکھا ہائے ۔ جہان مین ہمنے قفس ہی مین زندگانی کی

ملائی خوب مری خون مین خاک بسمل گاہ ۔ یہ تھوڑی ملتین مین مجھ پہ سخت جانی کی

بتنگ ہو نہین تیرے اختلاط سے میر ۔ قسم ہے اپنی مجھے اس گئی جوانی کی

جلا ہے کھینچنے تصویر میر رب کی آج ۔ خدا کے واسطے صورت تو دیکھو مانی کی

صنائع مین سب خوار از انجملہ ہو نمین بھی | ہو عیب بڑا اُسمین جسے کچھ ہنر آوے

قطعہ

ای وہ کہ تو بیٹھا ہے سر راہ پہ زنہار | کہیو جو کبھو میر بلا کش ادھر آوے

مت دشت محبت مین قدم رکھ کہ خضر کو
ہر گاہ پہ اُس رہ مین سفر سے حذر آوے

کرون جو آہ زمین و زمان جل جاوے | سپہر نیلی کا یہ سائبان جل جاوے
دی آگ دلکو محبت نے جب سے جلتا ہون | مین جسطرح کسو کا خانمان جل جاوے
دوا پذیر نہین اے طبیب تپ غم کی | بدن مین تک ہو تو استخوان جل جاوے
نہ آوے سوز جگر منھ پہ شمع سان یکبار | بیان کرنے سے آگے زبان جل جاوے
ہمارے نالے بھی آتش ہی ہین پر کائے | سنے تو بلبل نالان کی جان جل جاوے
ہزار حیف کہ دل خار و خس سے باندھے کوئی | خزانمین برق گرے آشیان جل جاوے
متاع سینہ سب آتش ہے فایدہ سب کا | خیال یہ ہے مبادا دکان جل جاوے
نہ پوچھ کچھ لب ترسا بچے کی کیفیت | کہون تو دختر رز کی دکان جل جاوے

نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب
مبادا آہ کرے سب جہان جل جاوے

قطعہ

ردیف ے ۱۲۰

ان دونوں نکلے ہے آغشتہ بخون رنوں کو	دھن ہے نالی کو کسو دل میں اثر کرنیکی
عشق میں تیرے گذرتی نہیں بن سر ٹپکے	صورت اک یہ ہی ہو اب عمر بسر کرنیکی

کاروانی ہے جہان عمر عزیز اپنی میر
رہ ہے درپیش سدا اسکو سفر کرنیکی

لگوائے پتھر اور برا بھی کہا کئے	تمنے حقوق دوستی کے سب ادا کئے
کھینچا تھا آہ شعلہ فشان نے جگر سے سر	برسوں تئیں بڑے ہوئے جنگل چلا کئے
غنچے نے سارے طرز ہمارے ہی اخذ کئے	ہم جو چمن میں برسوں گرفتہ رہا کئے
تدبیر عشق میں بھی نہ کرتے قصور یار	جو اس مرض میں ہوتے بھلے ہم دوا کئے
جون نے نہ تیری کشتی کے لب رہی فغان	ہرچند بند بند بھی اوسکے جدا کئے
کیا حرف دلنشین ہو مرا جیسے خط مدام	اغیار روسیاہ ترے منہ لگا کئے
پھر نام آشیانہ کبھو نکلے گلزار خان	ہر صبح اسنے برسوں تئیں ہم ملا کئے
بے عیب ذات ہیگی خداہی کی اے بتان	تم لوگ خوبرو کہئے بے وفا کئے

اب خاک سی اوڑتی ہے منہ اوپر دو گز میر
اس چشم گریہ ناک سے دریا بہا کئے

برقع کو اٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے	اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

جوشِ دل سی ہم دیدۂ گریان ہوئے
گتنے آب اشک ہو کے جمع کہ طوفان ہوئے

کیا چھپین شہر محبت مین تری خانہ خراب
گھر کے گھر اٹنگے ہین اس بستی مین ویران ہوئے

کسنے لی خصت پرواز پس از مرگ ستم
مشت پر باغ مین آتے ہین پریشان ہوئے

سبزہ و لالہ و گل ابر و ہوا ہے مے دے
ساقی ہم توبہ کے کرنیسے پشیمان ہوئے

دعوی خوش دہنی گرچہ اسو تھا لیکن
دیکھکر منہ کو ترے گل کے تیئن کان ہوئے

جام خون بن نہین ملتا ہی ہمین صبح کو آب
جب سے اس چرخ سیہ کاسہ کے مہمان ہوئے

اپنے جی ہی نے نہ چاہا کہ پئین آب حیات
یون تو ہم میر اسی چشمے پہ بیجان ہوئے

خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کی طاقت کی
نگاہ چشم ادھر تونے کی قیامت کی

انھو نہین جو کہ ترے محو سجدہ رہتے ہین
نہین ہی قدر ہزارون برس کے طاعت کی

اٹھائی رنگ سمجھ تمنے بات کے کہتے
وفا و مہر جو تھی رسم ایک مدت کی

رکھین امید رہائی اسیر کاکل و زلف
مری تو باتین ہین زنجیر حرف الفت کی

ہے کوئی خرابات چھوڑ مسجد مین
ہوا منائی اگر شیخ نے کرامت کی

سوال مین نے جو انجام زندگی سے کیا
قد خمیدہ نے سوئے زمین اشارت کی

نہ میر قدر کی اس سنگدل نے میری کبھو
ہزار حیف کہ تجھ سے میں نے محبت کی

یارب کوئی ہو عشق کا بیمار نہووے
مرجاوے ولے اسکو یہ آزار نہووے

زنہار نہین چھٹنے طوق تڑپ قید مین مرجاے
پر دام محبت مین گرفتار نہووے

اسواسطے کانپون ہون کہ ہوا و نیت سر
یہ باد نہ چلیے کہین یار نہووے

صد سالہ جانکاہ ہین اب شمع چمن
کوئی بال شکستہ پس دیوار نہووے

پژمردہ بہت ہین گل و گلزار ہمارے
شرمندہ تیغ سے دیکھیے ظالم

نالہ ہے دعا خلق سے سروکار نہووے
یارب کبھو اس سے

قطعہ

ہون دوست جو رکھتا مین لبِ لعل یکان سے دشمن
بہتر تو یہی ہے کہ تا خوار نہووے

خوبان برے ہوتے ہین اگرچہ ہین نکو
بے جرم کہین انکا گنہگار نہووے

بازار مین پھرتا ہے سا خون پہ اپنی تو
یوجان بیک تن پہ تب بار نہووے

چھتا ہے سرہ عشق ہوا اس پہ بھی
ایک قدم چل کہین

صحبت محبت ہے قدم دیکھیے
قرب ما و سائے جو سر

بچھول پھرے بن ... دل صد پارہ
من تو کھائی ... چشم ... کی
ابر کی برسات ہی ... عالم کا وبال
کیجیئے ... شام و سحر
دنیا جی جانی ... ہے جی ہمین
نامہ بر ... جی ہم تو ...
کہ حدیث ... اپنی ... کی
بکا ... تاریخ میر ...

گئے دست و پا گم جو بیسر آ گیا
وفا پیشہ مجلس اُسے پا گئی

یکسو کشادہ روئی پر چین نہیں جبیں بھی	ہم چھوڑیں مہر اُسکی کاش اُسکو ہوویں کین بھی
آنسو تو تیرے دامن پوچھے ہو وقت گریہ	ہنسنے نرکھی منہ پر لے ابر آستیں بھی
کرتا نہیں عبث تو پارہ گلو فغاں سے	گذری ہے پار دل کے اک نالۂ حزیں بھی
ہوں احتضار میں میں آئینہ رو شتاب آ	جاتا ہو ورنہ غافل پھر دم تو واپسیں بھی
سینے سے تیر اُسکا جی کو تو لیتا نکلا	پر ساتھوں ساتھ اُسکے نکلی ایک آفریں بھی
ہر شب تیری گلی میں عالم کی جان جا ہے	آگے ہوا ہے اب تک ایسا ستم کہیں بھی
شوخی جلوہ اُسکی تسکین کیونکہ بخشے	آئینوں میں دونکے جو ہو بھی پھر نہیں بھی
گیسو سے کچھ نہیں ہے سنبل کے آفت اُسکا	ہیں برق خرمن گل رخسار آتشیں بھی
تکلیف نالہ مت کر اے درد دل کہ ہونگے	رنجیدہ راہ چلتے آزردہ ہمنشیں بھی
کس کس کا داغ دیکھیں یارب غم بتاں میں	رخصت طلب ہے جان بھی ایمان و دیں بھی

زیر فلک جہاں تک آسودہ میر ہوتے
ایسا نظر نہ آیا یک قطعہ زمیں بھی

گئی چھاؤں اُس تیغ کی سر سے جب کی	جلے دھوپ میں یاں تلک ہم کہ تب کی

…نسان ہین آدمی عالم مین پیدا	خدائی صدقے کی انسان پر سے

تفنگ اوسکی چلی آواز پر لیک
گئی ہے میر گولے کان پر سے

خوب ہی اے ابر یکشب آؤ باہم روئیے	پر نہ اتنا بھی کہ ڈوبے شہر کم کم روئیے
وقت خوش دیکھا نہ اکدم سے زیادہ دہر مین	خندۂ صبح چمن پر مثل شبنم روئیے
شادی و غم مین جہانکی ایک سے دس کا ہے فرق	عید کے دن ہنسیے تو دس دن محرم روئیے
دیکھا ماتم خانۂ عالم کو ہم مانند ابر	ہر جگہ پر جسمین یون آباد ماتم روئیے
ہو جدا فردوس سے یعنی گلی سے یار کے	مدتون تک کھینچیے غم مثل آدم روئیے
…ب یون کریے مقرر اٹھیے جب کہسار سے	وادی مجنون پہ بھی اے ابر اکدم روئیے

عشق مین تقریب گریہ کو نہین درکار میر
ایک مدت صبر ہی کار کھئے ماتم روئیے

ردیف ے
۱۱۷

…پیلا نہین پھر تجھے اشتباہ ہے	دو دو جگر سے میری یہ چھت سب سیاہ ہے
ابر و بہار و بادہ سبھو نین سے اتفاق	ساقی جو تو بھی مل چلے تو واہ واہ ہے
…ر سے ایسی آنکھین ہماری نہین لگین	احوال پر ہمارے تمھین کب نگاہ ہے
کس کسطرح سے ہاتھ بچاتا ہو وعظ مین	دیکھا جو شیخ شہر عجب دستگاہ ہے

غیر سے اب یار ہوا چاہیے
ملتجی ناچار ہوا چاہیے

جسکے تئین ڈھونڈھون وہ سب مین ہے
کس کے طلبگار ہوا چاہیے

تاکہ وہ ٹک آن کے پوچھے کبھو
اسلیے بیمار ہوا چاہیے

زلف کسی کی ہو کہ ہو خال خط
دل کو گرفتار ہوا چاہیے

تیغ بلند اُسکی ہوئی بوالہوس
مرنے کو طیار ہوا چاہیے

مصطبۂ بیخودی ہے یہ جہان
جلد خبردار ہوا چاہیے

مول ہے بازار کا ہستی کے یہ
دل کے خریدار ہوا چاہیے

کچھ نہین خورشید صفت سرکشی
سایۂ دیوار ہوا چاہیے

گر نہ تعلق کہ یہ منزل نہین
آہ سبک بار ہوا چاہیے

گو ظفری اب نہین ظاہر مین میسر
عاقبت کار ہوا چاہیے

یان سرکشان جو صاحب تاج ولوا ہوئے
پامال ہوگئے تو نہ جانا کہ کیا ہوئے

دیکھی نہ ایک چشمک گل بھی چمن مین آہ
ہم آخر بہار قفس سے رہا ہوئے

پچتاوگے بہت جو گئے ہم جہان سے
آدم کی قدر ہوتی ہے ظاہر جدا ہوئے

تجھ بن دماغ صحبت اہل چمن نہ تھا
گل وا ہوئے ہزار ولے ہم نہ وا ہوئے

جیتے ہین جبتلک ہم آنکھین بھی لڑتیان ہین / دیکھین تو جور خوبان کبتک روا رکھین گے
اب چاند بھی لگا ہی تیرے سے جلوے کرنے / شب ہا ہے ماہ چندے تجھکو چھپا رکھینگے
مژگان و چشم و ابرو سب ہین تم کے مائل / ان آفتونسے دل ہم کیونکر بچا رکھینگے

دیوان میر صاحب ہر یک کے ہی بغل مین / دو چار شعر ان کے ہم بھی لکھا کرینگے

تجھسے دوچار ہوگا جو کوئی راہ جاتے / پھر عمر چاہے گی یہ اُسکو بحال آتے
گر دلکی بیقراری ہوتی یہی جواب ہے / تو ہم ستم رسیدہ کاہیکو جینے پاتے
وہ دن گئے کہ اٹھکر جاتے تھے اُس گلی مین / اب سعی چاہیے بالین سے سر اوٹھاتے
کب تھی ہمین تمنا اے ضعف یہ کہ تڑپین / پر زیر تیغ اسکی ہم ٹک تو سر ہلاتے
گر جانتے کہ یون ہی برباد جائینگے تو / کاہیکو خاک مین ہم اپنے تئین ملاتے
شاید کہ خون دلکا پہونچا ہے وقت آخر / تھم جاتے ہین کچھ آنسو راتو نکو آتے آتے
اس سمت کو پلٹتی تیری نگہ تو ساقی / حالِ خراب مجلس ہم شیخ کو دکھاتے
جی دینا دلدہی سے بہتر تھا صد مراتب / اے کاش جان دیتے ہم بھی نہ دل لگاتے

شب کوتہ اور قصہ ان کا دراز ورنہ / احوال میر صاحب ہم تجھکو سب سناتے

تیری گلی سے جب ہم عزم سفر کرین گے
ہر ہر قدم کے اوپر پتھر جگر کرین گے

آزردہ خاطرون سے کیا فائدہ سخن کا
تم حرف سر کروگے ہم گریہ سر کرین گے
عذر گناہ خوبان بدتر گنہ سے ہوگا
کرتے ہوئے تلافی بے لطف تر کرین گے
سر جائیگا ولیکن آنکھین اودھر ہی ہونگی
کیا تیری تیغ سے ہم قطع نظر کرین گے
اپنی خبر بھی ہم کو اب دیر پہنچتی ہے
کیا جانے یار اوسکو کب تک خبر کرین گے

تازگی تو عشق مین کیا دل خلل ہے بوالہوس	یان صعوبت کھینچنے کو جیمن طاقت چاہیے

تنگ مت ہو ابتدائے عاشقی مین اسقدر
خیریت ہے میر صاحب دل سلامت چاہیے

بے یار شہر دل کا ویران ہو رہا ہے	دکھلائی دے جہانتک میدان ہو رہا ہے
اس منزل جہان کے باشندے رفتنی ہین	ہر یک کے ہان سفر کا سامان ہو رہا ہے
اچھا لگا ہے شاید آنکھون نہین یار اپنے	آئینہ دیکھکر کچھ حیران ہو رہا ہے
گل دیکھکر چمن مین تجھکو کھلا ہے جا ہے	یعنے ہزار جی سے قربان ہو رہا ہے
حال زبون اپنا پوشیدہ کچھ نہ تھا تو	سنتا نہ تھا کہ یہ صید بیجان ہو رہا ہے
ظالم اودھر کی سدھ لے جون شمع صبحگاہے	ایک دو دم کا عاشق مہمان ہو رہا ہے
قربان گہ محبت وہ جا ہے جسمین ہر سو	دشوار جان دینا آسان ہو رہا ہے

ہر شب گلی مین اوسکی روتے تو رہتے ہم تو
اک روز میر صاحب طوفان ہو رہا ہے

آہ میری زبان پر آئی	یہ بلا آسمان پر آئی
عالم جان سے تو نہین آیا	ایک آفت جہان پر آئی
پیری آفت ہے پھر نہ تھا گو بلا	یہ بلا جس جہان پر آئی

گریہ ہر وقت کا نہیں بے ہیچ
دل میں کوئی غم نہانی ہے

خاک تھی موج زن جہاں میں اور
ہم کو دھوکا یہ تھا کہ پانی ہے

ہم قفس زاد قیدی ہیں ورنہ
تا چمن ایک پر فشانی ہے

اُسکی شمشیر تیز سے ہمدم
مر رہیں گے جو زندگانی ہے

غم و رنج و الم نکویاں پے
سب تمھاری ہی مہربانی ہے

یاں ہوئے میر تم برابر خاک
واں وہی ناز و سرگرانی ہے

قیامت ہیں یہ چسپاں جامے والے
گلو نہیں جنکے خاطر خرقے والے

وہ کالا چور ہے خالِ رُخِ یار
کہ سو آنکھوں نہیں دل ہو تو چرالے

نہیں اٹھتا دلِ محزوں کا ماتم
خدا ہی اِس مصیبت سے نکالے

کہاں تک دور بیٹھے بیٹھے کہئے
کبھو تو پاس بھی ہمکو بلالے

دلا بازی نہ کر ان گیسوؤں سے
نہیں آسان کھلانے سانپ کالے

طپش نے دل جگر کی مار ڈالا
بغل میں دشمن اپنے ہمنے پالے

مگر بہلے گل آئے کاش یک چند
ابھی زخمِ جگر سارے ہیں آلے

کسے قیدِ قفس میں یادِ گل کی
پڑے ہیں اب تو جینے ہی کے لالے

۱۱۳

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

نازکی اوس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

چشم دل کھول اس بھی عالم پر
یان کی اوقات خواب کی سی ہے

بار بار اوسکے در پہ جاتا ہون
حالت اب اضطراب کی سی ہے

نقطہ خال سے ترا ابرو
بیت اک انتخاب کی سی ہے

مین جو بولا کہا کہ یہ آواز
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

آتش غم مین دل بھنا شاید
دیر سے بو کباب کی سی ہے

میر ان نیم باز آنکھون مین
ساری مستی شراب کی سی ہے

۱۱۲

جہان سے تو رخت اقامت کو باندھ — یہ منزل نہین بے خبر راہ ہے
نہ شرمندہ کر اپنے منہ سے مجھے — کہاں مین نے یہ کب کہ تو ماہ ہے

یہ وہ کاروان گاہ دلکش ہے میر
کہ پھریان سے حسرت ہی ہمراہ ہے

ڈھب ہین تیرے سے باغ مین گل کے — بو گئی کچھہ دماغ مین گل کے
جاے روغن دیا کرے ہے عشق — خون بلبل چراغ مین گل کے
دل تسلی نہین صبا ورنہ — جلوہ سب ہینگے داغ مین گل کے
اس حدیقے کے عیش پر مت جا — مے نہین ہے ایاغ مین گل کے

سیر کر میر اس چمن کی شتاب
ہے خزان بھی سراغ مین گل کے

عشق مین بے خوف و خطر چاہیے — جان کے دینے کو جگر چاہیے
قابل آغوش ستمدیدگان — اشک سا پاکیزہ گہر چاہیے
حال یہ پہونچا ہے کہ اب ضعف سے — اوٹھتے تلک ایک پہر چاہیے
کم ہے شناساے زر داغ دل — اسکے پرکھنے کو نظر چاہیے
عشق کے آثار ہین اے بوالہوس — داغ دل دست لبر چاہیے

[illegible]ست تو کا اُسکے پانی جمع ہو کر رہنا | اور منہ دھونیکے چھینٹو سے ستارے کھیے

رہ گئے سوتے کہ سوتے کاروان جاتا رہا
ہم تو میر اس رہ کے خوابیدہ ہین ہائے دیکھیے

[illegible]نیم آئینہ وار رو تھی کسو کی
نظر اس طرف بھی کبھو تھی کسو کی

[illegible]سحر پائے گل بیخودی ہمکو آئی
کہ اس شست پیمانین بو تھی کسو کی

[illegible]سرگشتہ جبتک رہا اس چمن مین
برنگ صبا جستجو تھی کسو کی

[illegible]ٹھہری تنک اک جان برلب رسیدہ
ہمین مدعا گفتگو تھی کسو کی

[illegible]جلایا شب اک شعلۂ دل نے ہم کو
کہ اُس تند سرکش مین خو تھی کسو کی

[illegible]تھے تجھسے نازک میانان گلشن
بہت تو کمر جیسے مو تھی کسو کی

دم مرگ دشوار دی جان اُن نے
مگر میر کو آرزو تھی کسو کی

[illegible]کس طور ہمین کوئی فریبندہ لبھالے
آخر ہین تری آنکھون کے دیکھنے والے

[illegible]سو ظلم اوٹھائے تو کبھو دور سے دیکھا
ہرگز نہ ہوا یہ کہ ہمین پاس بلالے

[illegible]اُس شوخ کی سرتیز پلک ہین کہ وہ کانٹا
گڑ جائے اگر آنکھ مین سر دل سے نکالے

[illegible]عشق آنکھ ہے جو یار کو اپنے دم رفتن
کرتے نہین غیرت سے خدا کے بھی حوالے

کہان یہ قامت دلکش کہان پاکیزگی ایسی | ملے ہین ہم بہت گلزار اگے نازک نہ
ہدف اُسکا ہوئی نہ ہوئی سینے کو پر ابتک | گھٹا نکلے ہی لخت دل مرا تیر و نگ
ہوا پیرانہ سر عاشق ہوا زاہد مضحکہ سب کا | کہن سالی مین ملتا ہے کوئی بھی خر

رگ گل کوئی کہتا ہے کوئی اے میر مو اُسکو
مگر اس شوخ کی بندھتی نہین اُن خوش خیالو نسے

گئے جی سے چھوٹے بتون کی جفا سے | یہی بات ہم چاہتے تھے خدا
وہ اپنی ہی خوبی سے رہتا ہے نازان | مرو یا جیو کوئی اوسکی بلا
کوئی ہمسے کھلتے ہین بند اس قبا کے | یہ عقدے کھلینگے کسو کی د
پشیمان تو ہے ہوگا عدم مین | کہ غافل چلا شیخ لطف
نہ کھی مری خاک بھی اس گلی مین | کدورت بہت مجھے ہے نہایت د
جگر سوئے مژگان کھنچا جای ہے کچھ | مگر دیدہ تر ہین لوہو کے بیب
اگر چشم ہے تو وہی عین حق ہے | تعصب تجھے ہے عجب ماسو
طبیب سبک عقل ہرگز نہ سمجھا | ہوا درد عشق آہ دونا دو
ٹک اے مدعی چشم انصاف وا کر | کہ بیٹھے ہین یہ قافیے کس اد

نہ شکوہ شکایت نہ حرف حکایت

چھوٹتا کب ہے اسیر خوش زبان
جیتے جی اپنی رہائی ہو چکی

آگے ہو مسجد کے نکلے اوسکی راہ
شیخ سے اب پارسائی ہو چکی

درمیان ایسا نہین اب آئینہ
میرے اوسکے اب صفائی ہو چکی

ایک بوسہ مانگتے لڑنے لگے
اتنے ہی مین آشنائی ہو چکی

بیچ مین ہم ہین نہو تو لطف کیا
رحم کر اب بیوفائی ہو چکی

آج پھر تھا بےحمیّت میر وان
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی

گلگشت کی ہوس تھی سو تو بگیر آئے
آئے جو ہم چمن مین ہو کر اسیر آئے

فرصت مین یکنفس کے کیا درد دل سنو گے
آئے تو تم ولیکن وقت اخیر آئے

دلّی مین ایکی آکر اُن یارون کو نہ دیکھا
کچھ وے گئے شتابی کچھ ہم بھی دیر سے آئے

کیا خوبی اس چمن کی موقوف ہے کسو پر
گل گر گئے عدم کو ٹکڑے نظیر آئے

شکوہ نہین جو اُسکو پروا نہو ہماری
دروازے جسکے ہمسے کتنے فقیر آئے

عمر دراز کیونکر مختار خضر ہے یان
ایک آدھ دینن ہم تو جینے سے سیر آئے

نزدیک تھی قفس مین پرواز روح اپنی
غنچے ہو گلبنون پر جب ہم صفیر آئے

یون میٹھے میٹھے ناگہ گردن لگے ہلانے
سر شیخ جی کے گویا مجلس مین پیر آئے

بیکلی اُسکی نہ ظاہر تھی جو تواے بلبل
دم کش میر ہوئی اس گفتار کے ساتھ

کہتے ہین اڑ بھی گئے جل پر پروانہ	کچھ سنی سوختگان تم خبر پروانہ
سعی اتنی یہ ضروری ہو اٹھی بزم سلگ	اے جگر تفتگی بے اثر پروانہ
کس گنہ کا ہی یہ زمرگ یہ عذر جانسوز	پانون پر شمع کے پاتے ہین سر پروانہ
آپڑا آگ مین اے شمع ہمین سے تو سمجھ	کس قدر داغ ہوا تھا جگر پروانہ

بزم دنیا کی تو دلسوزی سنی ہو گی میر
کسطرح شام ہوئی یان سحر پروانہ

ردیف یای تحتانی

دلکو تسکین نہین اشکِ دمادم سے بھی	اس زمانہ مین گئی ہے برکت غم سے بھی
ہمنشین کیا کہون اس شبِ تابان نہین	صبح عید اپنی ہی بدتر شب ماتم سے بھی
کاش اے جان المناک نکل جاوے تو	انکو دیکھا نہین جاتا یہ ستم ہمسے بھی
آخر کار محبت مین نہ نکلا کچھ کام	سینۂ چاک و دل پژمردہ مژدہ تمسے بھی
آہ عنبر سے تا چند کہون جی کی بات	عشق کا راز تو کہتے نہین محرم سے بھی
دو ٹپے کوچے مین اے غیرت فردوس نزے	کام گذرا ہے مرا گریۂ آدم سے بھی

گور کس دل جلے کی ہے یہ فلک
شعلہ اک صبح یان سے اوٹھتا ہے
خانۂ دل سے زینہار نہ جا
کوئی ایسے مکان سے اوٹھتا ہے
نالہ سر کھینچتا ہے جب میرا
شور اک آسمان سے اوٹھتا ہے
لڑتی ہے اسکی چشم شوخ جہان
ایک آشوب وان سے اوٹھتا ہے
سدھ لے گھر کی بھی شعلۂ آواز
دود کچھ آشیان سے اوٹھتا ہے
بیٹھنے کون دے ہے پھر اوسکو
جو ترے آستان سے اوٹھتا ہے
یون اوٹھے آہ اوس گلی سے ہم
جیسے کوئی جہان سے اوٹھتا ہے
عشق اک میر بھاری پتھر ہے
کب یہ تجھ ناتوان سے اوٹھتا ہے

[illegible]

کیا کیا نہ ہمیں تم نے بچائیں
اچھار جایا اے مہربان آہ

گذری ہے دیکھیں کیونکر ہماری
اس بیوفا سے لے رسم لے راہ

قطعہ

تھی خواہش دل رکھنا حمائل
گردن میں اسکے ہرگاہ و بیگاہ

اسپر کہ تھا وہ شہ رگ سے اقرب
ہرگز نہ پہونچا یہ دست کوتاہ

قطعہ

ہے ماسوا کیا جو میر کہئے
آگاہ ساری اسے ہیں آگاہ

جلوے ہیں اسکے شانیں ہیں اسکی
کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ

ظاہر کہ باطن اول کہ آخر
اللہ اللہ اللہ اللہ

جو ہوشیار ہو سو آج ہو شراب زدہ
زمیں میکدہ یکدست ہیگی آب زدہ

بنی یہ کیونکی ملی تو ہو یا ہمیں تجھسیں
ہم اضطراب زدہ اور تو حجاب زدہ

کرے ہے جسکو ملامت جہاں وہ میں ہی ہوں
اجل رسیدہ جفا دیدہ اضطراب زدہ

جدا ہو رخ سے ترے زلف میں کیوں لجاے
پناہ لیتے ہیں سائے کی آفتاب زدہ

لگا نہ ایک بھی میر اسکی جبیں ابرو کو

قطعہ

نام ہین خستہ و آوارہ بدنام مری
طرفہ صحبت ہو کہ سنتا ہہین تو ایک مری
حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ دوست
درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق
چشم نمناک و دل پرجگر صد پارہ
تجھکو کیا تنی مرنے سے زمانیکے کہ یان

ایک عالم نے غرض مجھکو کہا کیا کیا کچھ
واسطے تیرے سنا ہین نے سنا کیا کیا کچھ
مرگیا ہین پہ مرے جی مین رہا کیا کیا کچھ
آہ عالم سے مرے ساتھ چلا کیا کیا کچھ
دولت عشق سے ہم پاس تھا کیا کیا کچھ
خاک کن کن کی ہوئی صرف بنا کیا کیا کچھ

قطعہ

قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مشفق
پر کہون کیا رقم شوق کی اپنی تاثیر

مضطرب ہوسے گئے وہ ہین نے لکھا کیا کیا کچھ
ہر سر حرف پہ وہ رکھنے لگا کیا کیا کچھ

ایک محروم چلے میر ہمین عالم سے
ورنہ عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ

جی چاہے مل کسو سے یا سب سے تو جدا رہ
کل بے تکلفی ہین لطف اُس بدن کا دیکھا
عاشق غیور جی وے اودھر اسطرف نہ دیکھے

پر ہو سکے تو پیارے ٹک دل آشنا رہ
نکلا نہ پر قبا سے ہر گل ہمیں اٹ چپارہ
وہ آنکھ جو چھپاوے تو تو بھی ٹک چھپا رہ

ردیف ی ۱۰۶

ستے کوچے مین بجز عاشقون کے خار مژگان نہین
جو تو گھر سے کبھو نکلے تو رکھیو پاؤن آہستہ

سے آگے نہین ہنستا تو اکثر صلح کرتا ہون
بلا مین دونون دو دریا تبسم کر تو آہستہ

تعجب ہے مجھے یہ سرو کو آزاد کہتے ہین
سراپا دل کی صورت جسکی ہو وہ کیا دار ستہ

تری گلگشت کے خاطر بنا ہے باغ داغون سے
پر طاؤس سینہ ہے تمامی دست گلدستہ

بجا ہے گر فلک پر فخر سے پھینکے کلاہ اپنی
کہے جو اس زمین مین میر یک مصراع برجستہ

ہم ہین مجروح ماجرا ہے یہ
وہ نمک چھڑکے ہے مزا ہے یہ

آگ تھے ابتدائے عشق مین ہم
اب جو ہین خاک انتہا ہے یہ

بود آدم نمود شبنم ہے
ایک دو دم مین پھر ہوا ہے یہ

شکر اوسکی جفا کا ہو نہ سکا
دل سے اپنے ہمین گلا ہے یہ

شور سے اپنے حشر ہے پردہ
یون نہین جانتا کہ کیا ہے یہ

بس ہوا ناز ہو چکا اغماض
ہر گھڑی ہم سے کیا ادا ہے یہ

نعشین اوٹھتی ہین آج یارونکی
آن بیٹھو تو خوش نما ہے یہ

دیکھ بے دم مجھے لگا کہنے
ہے تو مردہ سا پر بلا ہے یہ

مین تو چپ ہون وہ ہونٹھ ملتے ہین
کیا کہون رتبھے کی جا ہے یہ

۱۰۵

لب پہ شیون مژہ پر خون و نگہ میں اک یاس
دن گیا ہجر کا جس ڈھنگ سے شب مت پوچھو

میر صاحب نئی یہ طرز ہوا سکی تو کہوں
موجب آزردگی کا وجہ غضب مت پوچھو

فرصت نہیں تنک بھی کہیں اضطراب کو
کیا آفت آگئی مرے اس دل کی تاب کو

میری ہی چشم تر کی کرامات ہے یہ سب
پھرتا تھا ورنہ ابر تو محتاج آب کو

گذری ہو شب خیال میں خوباں کے جاگتے
آنکھیں لگا کے لونسے میں ترسوں ہوں خواب کو

خط آگیا پر اسکا تغافل نکم ہوا
قاصد مرا خراب پھرے ہے جواب کو

تو میں جب سے دیکھے ہیں ساقی خمار کی
پیتا ہوں رکھ کے آنکھوں پہ جام شراب کو

اٹھو نقاب منہ پہ لے ظالم کہ شب ہوئی
شرمندہ سارے دن نکیا آفتاب کو

کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
سمجھاؤں کب تک اس دل خانہ خراب کو

کیا ہو اگر بدنامی حالت بنا ہی بھی نہو
عشق کیسا جس میں اتنی روسیاہی بھی نہو

لطف کیا آزردہ ہو کر آپ سے ملنے کی بیچ
ٹک تری جانب سے جب تک عذر خواہی بھی نہو

چاہتا ہے جی کہ ہم تم ایک جا تنہا ملیں
ناز بیجا بھی نہووے کم نگاہی بھی نہو

مجمع ترکاں ہو کوئی دیکھیو جا کر کہیں
جس کا میں کشتہ ہوں اس میں وہ سپاہی بھی نہو

قید حیات قید کوئی سخت ہر کہ روز
مرتے ہیں اُسکی گرفتار ایک دو

کس کس طرح ادسکو ہوے نظر یان ہر ایک شب
جی دے وہین اسکی چشم کے بیمار ایک دو

تو تو دو چار ہوکے گیا کب کا یہان ہنوز
گذرے ہین اپنی جان سے ناچار ایک دو

ابرو ے تیغ زن کی تمھاری تو کیا چلی
کردی ہو جسکا لگتی ہے دار ایک دو

تک چشم مین بھی سرمے کا دنبالہ کھینچئے
اس مست کے بھی ہاتھ مین تلوار ایک دو

کیا کیا عزیز دوست ملے میر خاک مین
کچھ اس گلی مین ہم سے نہین خوار ایک دو

حال تم میر کا لے اہل دفامت پوچھو
اس ستم کشتہ پہ جو گذری خامت پوچھو

جیسے سو بار بھی پاتا ہون آشنام سے تند
کام کرتی ہو جو کچھ میری دعامت پوچھو

استخوان تو زی مری اسکی گلی کے سگ نے
جس خرابی سے مین وان اُٹ رہامت پوچھو

ہوش و صبر و خرد و دین و حواس و دل و تاب
اُسکے آتے ہی مین کیا کیا نہ گیامت پوچھو

اشتعال کی محبت نے کہ درست بھڑکا
شہر دل کیا کہون کس جور جلامت پوچھو

وقت قتل آرزوے دل جو لگے پوچھنے لوگ
بین اشارت کی ادہر ان نے کمامت پوچھو

خواہ مارا انھیں نے میر کو خواہ آپ مرا
جانے دو یارو جو ہونا تھا ہوا مت پوچھو

۱۰۳

قطعہ

صورت تو تری صفحۂ خاطر پہ نقش ہے
ظاہر مین اب ہزار تو مستور کیون نہو

صافی شست سے ہو غرض مشق تیر سے
سینہ کسو کا خانۂ زنبور کیون نہو

مجنون جو دشت گرد تھا ہم شہر گرد ہین
آوارگی ہماری بھی مذکور کیون نہو

تلوار کھینچتا ہے وہ اکثر نشے کے بیچ
زخمی جو اوسکے ہاتھ کا ہو چور کیون نہو

خالی نہین غزل کوئی دیوان سے مرے
افسانہ عشق کا ہے یہ مشہور کیون نہو

مجکو تو یہ قبول ہوا عشق مین کہ میر
پاس اوسکے جب گیا تو کہا دور کیون نہو

ہر دم وہ شوخ دست بشمشیر کیون نہو
کچھ ہم نے کی ہے ایسی ہی تقصیر کیون نہو

اب تو جگر کو ہم نے بلا کا ہدف کیا
انداز اس نگاہ کا پھر تیر کیون نہو

جاتا تو ہے کہین کو تو اے کاروان مصر
کنعان ہی کی طرف کو یہ شبگیر کیون نہو

حیران ہین اسقدر کہ اگر اب کی جائیے
پھر منہ ترا نہ دیکھیے تصویر کیون نہو

تو نے تو رفتہ رفتہ کیا ہم کو تنگ خلق
وحشت دلا کہان تئین زنجیر کیون نہو

جون گل کسو شگفتہ طبیعت کا ہو نشان
غنچہ بھی کوئی خاطر دلگیر کیون نہو

ہووے ہزار وحشت اسے تو بھی یار ہے
اغیار تیرے ساتھ جو ہون میر کیون نہو

سایۂ گل میں لب جو پہ گلابی رکھو	ہاتھ میں جام کو تو آپ کو بدنام کرو
آہ تا چند رہو خانقہ و مسجد میں	ایک تو صبح گلستاں میں بھی شام کرو

رات تو ساری گئی ہنستے پریشاں گوئی
میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

کون کہتا ہے نہ غیروں پہ تم امداد کرو	ہم فراموش ہوؤں کو بھی کبھو یاد کرو
ہیں یہاں مجھ سے وفا پیشہ نہ بیداد کرو	نہ کرو ایسا کہ پھر سے نہیں یاد کرو
ایسے ہم پیشہ کہاں ہوتے ہیں اے غمزدگان	مرگ مجنوں پہ کڑھو ماتم فرہاد کرو
اے اسیران تہ دام نہ تڑپو اتنا	تا نہ بدنام کہیں جنگل صیاد کرو
گو کہ حیرانی دیدار ہے اے آہ سرشک	کوئی روشن کرو آنکھیں کوئی دل شاد کرو
کیا ہوا ہے ابھی تو ہستی ہی کو بھولے ہو	آخر کار محبت کو ٹک اک یاد کرو

اول عشق ہی میں میر جی تم رونے لگے
خاک ابھی منہ کو ملو نالہ و فریاد کرو

دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیوں نہ ہو	آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو
عالم تمام اسکا گرفتار کیوں نہ ہو	وہ نازنین ایک ہے عیار کیوں نہ ہو
استغنا نہ تو جو کرے بیلی ہے سکوت	عاشق کو فکر عاقبت کار کیوں نہ ہو

۱۰۱

[illegible]

وہی جانے جو حیا کشتہ وفا رکھتا ہو | اور رسوائی کا اندیشہ جدا رکھتا ہو

کام یارے جو جذب رسا رکھتا ہو | یا کوئی آئینہ سا دست دعا رکھتا ہو

عشق کو نفع نہ بیتابی کرے ہے نہ شکیب | کرے تدبیر جو درد دوا رکھتا ہو

مین نے آئینہ صفت ورنہ کیا بند غرض | اُسکو مشکل ہے جو آنکھوں مین حیا رکھتا ہو

ہاے اس زخمی شمشیر محبت کا جگر | درد کو اپنے جو ناچار چھپا رکھتا ہو

اُسے تشبیہ دیتے ہین یہ شاعر لیکن | سبب کچھ اُس فرق آگے جو مزا رکھتا ہو

آوے ہے پہلے قدم سر ہی کا جانا درپیش | دیکھتا ہو جو رہ عشق مین پا رکھتا ہو

ایسے نو حال کے آئینے سے بھلی خاموشی | کیسے اُس سے جو کوئی اپنا کہا رکھتا ہو

کیا کرے وصل سے مایوس دل آزردہ جو | زخم ہے یار کا جو چھاتی پہ اگا رکھتا ہو

قطعہ

کب تلک سکی اسیران بلا خانہ خراب | ظلم کی تازہ جو ہر روز بنا رکھتا ہو

ایکدم کھولکے سلفون کے گرہ کھلتے تسین | مدتون تنگ دل عاشق کو لگا رکھتا ہو

گل ہو مہتاب ہو آئینہ ہو خورشید ہو میر
اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

مت پوچھ کچھ اپنی باتین کبھو تو کو ندامت ہو | قد و قامت یہ کچھ ہے تمہارا لیکن قہر قیامت ہو

نزدیک سوز سینے کے رکھ اپنے قلب کو	وہ دل ہی کیمیا ہے جو گرم گداز ہو
ہو فرق ہی مین خبر نہ گرا ز روے وصل	مل بیٹھے جو اسے تو شکوہ دراز ہو
جون تون کی اسکی چاہ کا پردا کیا ہے مین	اے چشم گریہ ناک نہ افشاے راز ہو
جون چشم بسملی نہ مندی آ دیگی نظر	جو آنکھ میری خونی کے چہرے پہ باز ہو

ہے یہ غیر عجز کبھو کچھ بیا نہ میسر
خوش حال وہ فقیر کہ جو بے نیاز ہو

نالہ اگر مرا سبب شور و شر نہ ہو	پھر مر بھی جاؤں تو کسو کو خبر نہ ہو
دل پر ہوا سو آہ کے صدمے سے ہو چکا	ڈرتا ہون یہ کہ اب کہین ٹکڑے جگر نہ ہو
برچھی سی پار عرش کے گذری نہ عاقبت	آہ سحر مین میری کہان تک اثر نہ ہو
سمجھا ہون تیری آنکھ چھپانے سے خوش نگاہ	مد نظر یہ ہے کہ کسی کی نظر نہ ہو

قطعہ

کھینچے ہے دل کو زلف سے گاہے نگہ سے گاہ	حیران نہو وے کوئی تو اس طرز پر نہ ہو
سو دل بھی ہو نہ کام چلے اسکے عشق مین	اک دل رکھو ہون تو کدھر ہو کدھر نہ ہو

قطعہ

جس راہ ہو کے آج مین پہونچا ہون تجھ تلک	کافر کا بھی گذرا الٰہی ادھر نہ ہو

[illegible]

گر سایہ سے گرا تو دل مضطرب تو میر
آرام کر چکا تیرے مشتِ غبار کو

اچھی لگی ہے تجھ بن گلگشت باغ کسکو | صحبت رکھی گلوں سے اتنا دماغ کسکو
بے سوز داغ دل پر گر بھی جلے بجا ہے | اچھا لگے ہے اپنا گھر بے چراغ کسکو
صد چشم داغ وآہین لبریز مے ہین وہ ہون | دکھلا رہا ہے لالہ تو اپنا داغ کسکو
گلچین عاشق ہوتے ہم بھی چمن مین جاکر | آہ و فغان سے اپنے لیکن فراغ کسکو

اُسکی بلا سے جو ہم اے میر گم بھی ہو دین
ہم سے غریب کا ہو فکر سراغ کسکو

دن گذرتا ہے مجھے فکر ہی مین تا کیا ہو | رات جاتی ہے اسی غم مین کہ فردا کیا ہو
سب ہین دیدار کے مشتاق پر ایسے غافل | حشر برپا ہو کہ فتنہ اوٹھے تا کیا ہو
خاک حسرت زدگان پر تو گذرنے دو ہوا | اِن ستم کشتون سے اب عرضِ تمنا کیا ہو
گر بہشت آوے تو آنکھوں مین مری پھیکی لگے | جن نے دیکھا ہو تجھے محوِ تماشا کیا ہو
شوق جاتا ہے ہمین یار کے کوچے کو لیے | جا معلوم ہو کیا جانیے اُسجا کیا ہو
ایک رونا ہے نہین آہ و غم و نالہ درد | ہجر مین زندگی کرینگے نہین کیا کیا ہو

خاک مین لوٹون کہ لہو مین نہاؤن میں میر

[illegible]

٩٧

...تنگ گرہ ہیگی سینے دل کے مانند	اے تنگ شوق یکدم رخسار پر دان ہو
...م دور ماندگان کی منزل سان مگر اب	یا ہو صدا جرس کی یا گرد کاروان ہو
...مسند نشین ہو گر عرصہ ہی تنگ اُس پر	آسودہ وہ کسو کا کیا خاک آستان ہو
...یا چند کوچہ گردی جیسے صبا زمین پر	اے آہ صبحگاہی آشوب آسمان ہو
...ر ذوق سیر ہی تو آوارہ اِس چمن مین	مانند عندلیب گم کردہ آشیان ہو
...جان تو ہی ایک دارہ دست بردل	خاکِ چمن کے اوپر برگِ خزان جہان ہو
...یا ہی حباب سا ن یان دیکھ اپنی آنکھون	گر بیرہن ہین میرے سیراب تجھے گمان ہو
...ز خویش رفتہ ہردم رہتی ہین ہم جو اس بن	کہتے ہین لوگ اکثر اسوقت تم کہان ہو
...بھر سے کو توڑ ڈالون آئینے کو ابھی مین	گر بیچ خوبصورت تیرا نہ درمیان ہو
...اُس تیغ زن سے کہیو قاصد مری طرف سے	اتنک بھی نیم جان ہون گر قصدِ امتحان ہو
...سایہ اس چمن کے کیتے شکستہ پر ہین	اتنا نہیے کہ شاید بایان یا دگلفشان ہو

میرا اوسکو جان کر تو بے شبہہ بلیورہ پر
صحرا مین جو تو مو بیٹھا کوئی جوان ہو

...گرچہ کب دیکھتے ہو پر دیکھو	آرزو ہے کہ تم ادھر دیکھو
...عشق کیا کیا ہمین دکھاتا ہے	آہ تم بھی تو اک نظر دیکھو

بیہوشی سی آتی ہے تجھے اُسکی گلی مین
گر ہو سکے اے میر تو اُس راہ نہ جا تو

خط لکھکے کوئی سادہ نہ اُسکو ملول ہو
ہم تو ہون بدگمان جو قاصد رسول ہو

چاہون تو بھر کے کوئی اٹھا لو نہ کبھی تھین
کیسے ہی بھاری ہو مرے آگے تو پھول ہو

سرمہ جو نور بخشے ہے آنکھون کی خلق کی
شاید کی راہ یار کی ہے خاک دُھول ہو

جاوین نثار ہونیکو ہم کس بساط پر
اک نیم جان رکھین ہین سو وہ جب قبول ہو

ہم ان دنون مین لگ نہین پڑتے ہین صبح شام
ورنہ دعا کرین تو جو چاہین حصول ہو

دل لیکے لونڈی دلی کی کب کا بچا گئی
اب انسے کھائی پی ہوئی شے کیا وصول ہو

ناکام اس لیے ہو کہ چاہو ہو سب کچھ آج
تم بھی تو میر صاحب قبلہ عجول ہو

کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو
ہان کہو اعتماد ہے ہم کو

شوق ہی شوق ہے نہین معلوم
اُسسے کیا دل نہاد ہے ہم کو

خط سے نکلے ہے بیوفائی حسن
اس قدر تو سواد ہے ہم کو

آہ کس ڈھب سے روئیے کم کم
شوق حد سے زیاد ہے ہم کو

شیخ پیر مغان کی خدمت مین
دل سے اک اعتقاد ہے ہم کو

ہوا ہے ابر مین گرمی نہین جو تو ہو ساقی
دم افسردہ کرے منجمد شبحات باران کو

جلین ہین کسکے مژگان آنسوؤنکی گرمجوشی سے
اس آب چشم کی جوشش شعلے آتش دی نیستان کو

غرور ناز سے آنکھین نہ کھولین اُس جفا جو نے
ملا پانوُن تلے جبتک نہ چشم صد غزالان کو

نہ سی چشم طمع خوان فلک خام دستی سے
کہ جام خون دے ہی ہر سحر یہ اپنے مہمان کو

نہو نا واقف شادی اگر ہم بزم عشرت مین
دہان زخم دل سمجھے جو دیکھا دے خندان کو

نہین ہے تاب وان مجنونکی دل کی بیقراری نے
کیا ہے مضطرب ہر ذرۂ گرد بیابان کو

کسکے واسطے رسوائی عالم ہو یہ جبین رکھ
کہ مارا جاوے جو ظاہر کرے اس راز پنہان کو

گری پڑتی ہی بجلی ہی تجھی سے خرمن گل پر
تماک ہنس ہنس بیر دیر کہ دیکھے تیرے دندان کو

غرور ناز قاتل کہ لیے جاتا ہے کوئی پوچھے
چلا تو سونپ کر کسکے تئین اس صید بیجان کو

وہ تخم سوختہ تہ ہم کہ سرسبزی انکی حاصل
ملایا خاک مین دانہ نمط حسرت سے دہقان کو

ہوا ہون غنچۂ پژمردہ آخر فصل کا تجھ بن
ندی برباد حسرت کشتۂ سر در گریبان کو

غم و اندوہ و بیتابی الم بیطاقتی حرمان
کہون اے ہمنشین تا چند غمہاے فراوان کو

بہت رووے جو ہم یہ استین رکھ منہ پہ اے جبنی
نہ چشم کم سے دیکھ اس یادگار چشم گریان کو

مزاج اس وقت ہے اک مطلع تازہ پہ کچھ مائل
کہ بے فکر سخن بنتی نہین ہرگز سخندان کو

یہ رونا بھلا کیا ہے گر کچھ نہیں		کرون کیون کہ انکار عشق آہ مین

کمر اوسکی رشکِ رگِ جان ہے میر
عرض اوس سے باریک تر کچھ نہین

گوش گل سے لگتے تھے جا سو وہ موسم نہین وہ اگر ہو دینگے اوسکے درمیان تو ہم نہین		نالۂ قید قفس سے چھوٹ اب یکدم نہین ہم پہ کھینچی تیغ تو غیرون کو لگ گنے دے

بت برہمن کو کوئی نامحرم نہین اللہ کا
ہے حرم مین شیخ لیکن میر وہ محرم نہین

ہوئی ہین دل جگر بھی سامنے ستم مین یے دونون		تری تیغ ابرو و تیغ و تیز تو ہمدم مین یے دونون
لکھون کیا عشق کے حالات نامحرم ہین یہ دونون		نہ کچھ کاغذ مین ہو نہ لے قلم کو درد نالونکا
جراحت ہین اگر وہ دونون تو مرہم ہین دونون		لہو آنکھو نسے بہتے وقت رکھ لیتا ہون ہاتھونکو
ہمارے دیدۂ نمدیدہ کیا کچھ کم ہین یہ دونون		کسی چشمہ یہ دریا کے دیا اوپر نظر رکھیے
اگرچہ آب حیوان ہین ولیکن سم ہین دونون		لب جان بخش اوسکے مار ہی رکھتے ہین عاشق کو
ہمارے کشت و خون مین متفق باہم ہین یہ دونون		نہین ابرو ہی مائل جھک ہی ہے تیغ بھی ادھر
چمن مین مہرورزی کو گل و شبنم ہین یہ دونون		کھلے سینہ کے داغون پر ٹھہر رہتے ہین کچھ آنسو
غم ہجران نہین جاتی کے ہمارے چشم ہین یہ دونون		کبھی دل رکنے لگتا ہے جگر گاہ ٹوٹتا ہے

تیسرا حصہ ۹۴

ردیف الواو

[illegible] بین دونون
کیا چھپین آفتاب ہین دونون
تن کی معمور چین ہی دل و چشم ہین دونون
[illegible] سو خراب ہین دونون
اب جو دیکھو [illegible] آتش غم سے
دو دل کباب ہین دونون
[illegible] چلے اوسکی آنکھین [illegible] ہین
مست شراب ہین دونون
[illegible] وہ نشہ طلب کا نہین
[illegible] خراب ہین دونون
ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہین دونون
[illegible] جواب ہین دونون
ایسے دریا تھے دیدہ تر سے
[illegible] سراب ہین دونون

[illegible]

کہاں تک یہ تکلیف مالا یطاق	ہوئین مدتون ناز برداریان
خط و کاکل و زلف و انداز و ناز	ہوئین دام رہ صد گرفتاریان
کیا درد و غم نے مجھے ناامید	کہ مجنون کو لے ہی تھین بیماریان
تری آشنائی سے ہی حد ہوئی	بہت کی تھین دنیا مین ہم یاریان

نہ بھائی ہماری تو قدرت نہین
کھنچین میر تجھسے ہی بے خواریان

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین	وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
مثل عنقا مجھے تم دور سے اب لو ورنہ	ننگ ہستی ہون مری جاے بجز نام نہین
خطر راہ وفا بلکہ بہت دور کھینچا	عمر گذری کہ ہم نامہ و پیغام نہین
راز پوشی محبت کے تئین چاہیے ضبط	سو تو بیتابی دل بن مجھے آرام نہین

بیقراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے
کچھ تو ہی میر کہ اک دم تجھے آرام نہین

کیا ظلم کیا تعدی کیا جور کیا جفائین	اس چرخ نے کیان ہین ہم سے بہت ادائین
دیکھا کہان وہ نسخہ اک روگ مین لبایا	جی بھر کبھی نہ پینا بہتیری کی دوائین
اک ننگ گل لیے رہتا یان یو نہین کیا ہے	اس گلشن جہان مین ہین مختلف ہوائین

۹۳

کبتک اس تنگنا مین کھینچے رنج	یاں سے یارب ہی تو نکال ہمین
ترک سبزان شہر کرلے اب	بس بہت کرچکے نہال ہمین

وجہ کیا ہے کہ میر منہ پہ ترے
نظر آتا ہے کچھ ملال ہمین

نہ کیونکہ شیخ توکل کو اختیار کرین	زمانہ ہووے مساعد تو روزگار کرین
گیا وہ زمزمۂ صبح فصل گل بلبل	دعا نہ پہونچے چمن تک ہم اب ہزار کرین
تمام صید سر تیر جمع ہین لیکن	نصیب اوسکے کہ جسکو ترا شکار کرین
تسلی تو ہو دل بیقرار خوبان سے	یہ کاش ملنے نہ ملنے کا کچھ قرار کرین
ہمین تو نزع مین شرمندہ آگے تمنے کیا	رہا ہو ایک رمق جی سو کیا نثار کرین
رہی سہی بھی گئی عمر تیرے پیچھے یار	یہ کہہ کہ آہ ترک کب تک انتظار کرین
کرین ہین حادثے ہر روز دار آخر تو	سنان آہ دل شب کی ہم بھی پار کرین
یہ قتل غیر ہے کیا کام ہمنشینان آج	جو دشمنی نہ کرے وہ تو اوسکو یار کرین

ہوا ہون خاک رہ اسواسطے کہ خوبان میر
گذار گور پہ میری بھی ایک بار کرین

یہ غلط کہ مین جان پر ہو قدح شراب تجھ بن	نہ گلے سے میرے اوترا کبھو قطرۂ آب تجھ بن

91

بڑا کہنا بھی میر خوش آتا اُسکو تو ورنہ
مرے استاد کو فردوس مین اعلیٰ ہے جا گہ

نگاہ چشم پر چشم بتان پر مست نظر رکھنا
شراب خون بن تر سے یون دل لبریز رہتا ہے

تسلی دل ناشاد ہوتا ایک گالی مین
پڑھایا کچھ نہ غیر از عشق تجھکو خرد سالی مین

ملا ہو ہر ایک دل اس شراب پرتکالی مین
بھرے ہین سنگریزے میرؔ نے اس مینا خالی مین

خلاف آن اور خوبان کے سدا یہ جی مین رہتا ہو
یہی تو میر اک خوبی ہے معشوقِ خیالی مین

آہ اور اشک ہے سدا ہی یہان
روز برسات کی ہوا ہے یہان

جس جگہ ہو زمین تفتہ سمجھ
کہ کوئی دل جلا گڑا ہے یہان

گو کدورت سے وہ نہ دیوے رو
آرسی کی طرح صفا ہے یہان

رند مفلس جگر مین آہ نہین
جان محزون ہو اور کیا ہے یہان

قطعہ

کیسے کیسے مکان ہین ستھرے
ایک زان جملہ کربلا ہے یہان

اک سسکتا ہے ایک مرتا ہے
ہر طرف ظلم ہو رہا ہے یہان

صد تمنا شہید ہین یک جا
سینہ کوبی ہے تعزیا ہے یہان

دیدنی ہے غرض یہ صحبتِ شوخ
روز و شب طرفہ ماجرا ہے یہان

[illegible]

مجلس مین تیرے ہم کو کب غیر خوش لگے ہین	ہم بیچ اپنے اُسکے دیوار کھینچتے ہین
بیطاقتی نے ہم کو چارو طرف سے کھویا	تصدیع گھر مین بیٹھے ناچار کھینچتے ہین
منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہوگی	حق جو کہے ہے اوسکو یان دار کھینچتے ہین
شکوہ کرون تو کس کا کیا شیخ و کیا برہمن	ناز اُس بلای جان کے سب یار کھینچتے ہین

ناوک سے میر اُسکے دلبستگی تھی مجھکو
پیکان جگر سے میرے دشوار کھینچتے ہین

سمجھا تنگ اپنی تو سود و زیان کو مین	مانا کیا خدا کی طرح ان بتان کو مین
لادین اُسے بھی بعد مرے میری لاش پہ	پھر کہہ رکھا ہی اپنی ہر اک مہربان کو مین
گردش فلک کی کیا ہی جو دو قدح مے سے	دیتا رہونگا چرخ مدام آسمان کو مین
جی جاوے تو قبول ترا غم نہ جائیو	رکھنا نپٹ عزیز ہون اس میہمان کو مین

عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
پاتا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین

کر نالہ کشی کب تئین اوقات گذارین	فریاد کرین کس سے کہان جا کے پکارین
ہر دم کا بگڑنا تو اب چھوٹنا ہے اُنسے	شاید کسی ناکام کا بھی کام سنوارین
دلمین جو کبھو جوش غم اوٹھتا ہی تو نادیدہ	آنکھون سے چلے جاتے ہین دریا کی سی دھارین

[illegible]

۹۰

[illegible]

[illegible]

عجب ہو شنا ذہین عزّ بھی مین اس فن کا عاشق ہون	کہ بے دھڑکے پھری مجلس مین آمرا رکتے ہین
سے انکے اوڑالیکن یہ سمجھین تو بہتر ہے	کہ خوبان بھی بہت اپنے تئین عیار کہتے ہین

سگ کو میر مین اس شیر حق کا ہون کہ جسکو سب
بنی کا خویش و بھائی حیدر کرار کہتے ہین

ایک پرواز کو بھی رخصتِ صیاد نہین	ورنہ یہ کنج قفس بیضۂ فولاد نہین
شیخ عزلت تو تہ خاک بھی ہوچکیگی ہم	مفت ہی سیر کہ یہ عالم ایجاد نہین
دا دلے چھوڑونہین صیاد سے اپنے لیکن	ضعف سے میرے تئین طاقت فریاد نہین
کیون ہو معذور بھی کہہ تو تو سمجھ لیں شیخ	یہ قدح خوار مرے قابل ارشاد نہین

کیا کہون میر فراموش کیا اُن نے تجھے
مین تو تقریب بھی کی پر تو اسے یاد نہین

آجائین نظر جو کوئی دم بہت ہے یان	مہلت ہمین بسانِ شرر کم بہت ہے یان
یک لحظہ سینہ کوبی سے فرصت ہمین نہین	یعنی کہ دل کے جانیکا ماتم بہت ہے یان
حاصل ہے کیا سوا انرا نیکے دہر مین	اوٹھ آسمان تلے سے کہ شبنم بہت ہے یان
مائل بغیر ہونا تجھ ابرو کا عیب ہے	تھی زور یہ کمان و لیکن خم بہت ہے یان
ہم رہروان راہِ فنا دیر رہ چکے	وقفہ بسان صبح کوئی دم بہت ہے یان

٨٩

[illegible]

وے گنہگار ہمین ہین کہ جنھین کہتے ہین	عاشق زار چمن مرغ گرفتار حسین
خون ٹپکے ہے پڑا نوک سے ہر پلک کے ہنوز	کس ستمدیدہ کے مژگان ہین یہ خار چمن
باغبان ہمسے خشونت سے نہ پیش آیا کر	عاقبت نالہ کشان بھی تو ہین درکار چمن
کم نہین ہو دل پر داغ بھی اے مرغ اسیر	گل مین کیا ہو جو ہوا ہو تو طلبگار چمن
گل پر ایسی تو پڑی اوس خزامین کہ نسیم	سرد ہی ہوگئی وان گرمی بازار چمن

کیا عجز اٹھہتی ہو دیکھے کل حشر کو میر
داغ ہر ایک مرے دل پہ ہو خون دار چمن

بزم مین جو ترا ظہور نہین	شمع روشن کے منھ پہ نور نہین
کتنی باتین بنا کے لاؤن ایک	یاد رہتی تری حضور نہین

قطعہ

فکر مت کر ہمارے جینے کا	تیرے نزدیک کچھ یہ دور نہین
پھر جئینگے جو تجھ سا ہے جان بخش	ایسا جینا ہمین ضرور نہین

عام ہے یار کی تجلی میر
خاص موسی و کوہ طور نہین

داہن پہ تیرے گرد کا کچھو نکر اثر نہین	ہم دل جلو نکی خاک جہا نہین کدھر نہین

شکوہ کرون ہون کی محبت کا اتنی غضب نہ بان	مجکو خدا نخواستہ تم سے تو کچھ گلا نہین
...ائے کیا نہ کرسا تو جو مرے پہ عندلیب	بات مین بات عیب ہے مین نے تجھے کہا نہین
چشم سفید و اشک سرخ آہ دل حزین ہے یان	شیشہ نہین ہے مے نہین ابر نہین ہوا نہین
اک فقط ہے سادگی تسپہ بلائے جان ہے تو	عشوہ کرشمہ کچھ نہین آن نہین ادا نہین
...اب ہوئے ہے ملک عشق تجربہ کی ہے مین بہت	کرکے دوائے درد دل کوئی بھی پھر جیا نہین
...ہو زمانہ کچھ سے کچھ چھوٹے ہے دل لگا مرا	شوخ کسی ہی آن مین تجھ سے تو مین جدا نہین

ناز بتان اوٹھا چکا دیر کو میر ترک کر
کعبے مین جائے بیٹھ میان تیرے مگر خدا نہین

تجھ عشق مین تو مرنے کو تیار بہت ہین	یہ جرم ہے تو ایسے گنہگار بہت ہین
اک زخم کو مین ریزہ الماس سے چیرا	دل پر ابھی جراحت نو کار بہت ہین
کچھ انگڑیان ہین اسکی نہین اک بلا کہ بس	دل زینہار دیکھ خبردار بہت ہین
بیگانہ نہ خو رقیب سے وسواس کچھ نہ کر	فرما دے ٹک بالنسے تو پھر یار بہت ہین

کوئی تو زمزمہ کرے میر آسا دلخراش
یون تو قفس مین اور گرفتار بہت ہین

خوبرو سب کی جان ہوتے ہین	آرزوے جہان ہوتے ہین

گالی سوائے مجھسے سخن مت کیا کرو
غیرون ہی کے سخن کیطرف گوش یار تھے
یہ بیقراریان نہ کبھو اُن نے دیکھیان

اچھی لگی ہین مجکو تری بد زبانیا
اس حرف ناشنو لے ہماری نمایا
جان کا ہیان ہماری بہت سہل

مارا مجھے بھی سانکے غیرو نین ان نے میر
کیا خاک مین ملائین مری جانفشانیان

تا پھونکیے نہ خرقۂ طامات کے تئین
کیفیتین اٹھی ہین یہ کب خانقاہ مین
اور یہ خرام ناز ہے خوبان کی ہمنشین
ہم جانتے ہین یا کہ دل آشنا زدہ
خوبی کو اُسکی ساعد سیمین کی دیکھکر
اتنی بھی حرف ناشنوی غیر کے لیے
سید ہو یا چمار ہو اس جا وفا ہے شرط
حزن کے بے سلوک ہم اب تیری دیکھکر

حسن قبول کیا ہو مناجات کے تئین
بدنام کر رکھا ہے خرابات کے تئین
ٹھوکر سے یہ اٹھاتے ہین آفات کے تئین
کہیے سو کس سے عشق کے حالات کے تئین
صورت گرون نے کھینچ رکھا بات کے تئین
رکھ کان ٹک سنا بھی کرو بات کے تئین
کب عاشقی مین پوچھتے ہین ذات کے تئین
کرتے ہین یاد پہلے ملاقات کے تئین

آنکھون نے میر صاحب و قبلہ ورم کیا
حضرت بکا کیا نہ کرو رات کے تئین

ے عدم ہونیوالے تم تو چلو
ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہین

ایک کہتا ہو نہین تو منھ پہ رقیب
تیری پستی سے سو ستاتے ہین

دیدہ و دل شتاب گم ہون میسر
سر پہ آفت ہمیشہ لاتے ہین

آتا ہو دلمین حال بد اپنا بھلا کہون
پھر آپی آپ جے کے کہتا ہون کیا کہون

پروانہ پھر نہ شمع کی خاطر جلا کرے
گر بزم مین یہ اپنا ترا ماجرا کہون

ست کر خرام سر پہ اوٹھائیگا خلق کو
بیٹھا اگر گلی مین ترا نقش پا کہون

دل اور باعث ایذا و نور عین
کسکے تئین برا کہون کسکو بھلا کہون

آوے سموم جاے صبا باغ سے سدا
گر شمہ اپنے سوز جگر کا مین جا کہون

جاتا ہون میر دشت جنون کو مین اب یہ کہہ
مجنون کہین ملے تو تری بھی دعا کہون

مرے آگے نہ ساغر نام یا وین
قیامت کو مگر عرصے مین آوین

پری سمجھے تجھے وہم و گمان سے
کہا تنگ ور ہم اب دل جیلاوین

مزاج اپنا غیور از بس بڑا ہے
ترے غم مین کسی خاطر مین لاوین

پھر ہی شیخ مجلس ہی مین قصان
ادھر آنکلے تو ہم بھی بخشاوین

قطعہ

زمین سا پایمال اپنا ہون

ملال اپنا ہون

خیال اپنا ہون

زوال اپنا ہون

کجی کو کہوں کے دل بیقرار پاتے ہین
گلہ عبث ہے تری آستانہ بوسی کا
مسیح و خضر بھی وان کم ہی بار پاتے ہین
تمہون شیفتہ کیون اضطراب سے عاشق
ہنوز وان سے دل داغدار پاتے ہین
تری گلی مین مین رویا تھا دل جلا یارب
وہ کوئی نہین [illegible] عبث بسیار پاتے ہین
بہت ہی [illegible] ہم تو خوار پاتے ہین
ابر آنکھون سے گرد دل درم دیکھتے ہین
[illegible]
ابر اس طرح سے لوگ [illegible]
وفا پیشگی قیس تک [illegible]

لایا ہے مرا شوق مجھے پردے سے باہر	مین ورنہ وہی خلوتی راز نہان ہون
جلوہ ہے مجھی سے لب دریائے سخن پر	صد رنگ مری موج ہے مین طبع روان ہون
پنجہ ہے مرا پنجۂ خورشید مین ہر صبح	مین شانہ صفت سایہ رو زلف بتان ہون
دیکھا ہے مجھے جن نے سو دیوانہ ہے میرا	مین باعث آشفتگی طبع جہان ہون
تکلیف نہ کر آہ مجھے جنبش لب کی	مین صد سخن آغشتہ بخون زیر زبان ہون
ہون زرد غم تازہ نہالان چمن سے	اس باغ خزان دیدہ مین مین برگ خزان ہون
رکھتی ہے مجھے خواہش دل بلکہ پریشان	ورنہ یہ اسوقت خدا جانے کہان ہون
اک وہم نہین بیش مری ہستی موہوم	اسپر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہون

خوش باشی و تنزیہ و تقدس تھی مجھے میر
اسباب پڑے یون کہ کئی روز سے یان ہون

آنکھو مین خون دمبدم دیکھتے ہین	نہ پوچھو جو کچھ رنگ ہم دیکھتے ہین
جب بے اختیاری یہی ہے تو قاصد	ہمین آگے اونکے قدم دیکھتے ہین
گہ داغ رہتا ہے دل گہ جگر خون	ان آنکھونسے کیا کیا ستم دیکھتے ہین
اگر جان آنکھون مین اس بن ہے پر ہم	ابھی اور بھی کوئی دم دیکھتے ہین
لکھین حال کیا اوسکو حیرت ہے ہمدم	گہے کاغذ و گہ قلم دیکھتے ہین

قطعہ

تڑپ ہی قیس کے دکھ مین تو زمین اس کی
غزال دشت نشان مزار پاتے ہین
وگرنہ خاک ہوئے کتنے ہی محبت مین
کسیکا بھی کہین مشت غبار پاتے ہین

کلیات میر

شتابی کر اوسے احوال میر جاوے یہ روتا
کہ میرے شوق سے تصدیع یار پاتے ہین
[illegible] کرتا ہون
[illegible] سرتا ہون
[illegible] کرتا ہون

قطعہ

[illegible]

ریزہ الماس یا مشت نمک ہے کیا بُرا
گرچہ کس گنتی میں ہون پر ایکدم مجھ تک تو آ
میں بہت رسوا ہوا ہین اب نہین مقدور کچھ

جو مین اپنی ایسی زخم سینہ کو مرہم کرون
یا ادھر ہون یا اودھر کتنک شمار دم کرون
وہ طرح ڈھونڈھون ہو جسمین ربط تجھسے کم کرون

گو دھوان اوٹھنے لگا دل سے مرے پر پیچ و تاب
میر اس پر قطع ربط خم در خم کرون

کیا مین نے رو کر فشار گریبان
کہین مست چالاک ناخن نہ لاگے
نشان اشک خونی کے اڑتے چلے ہین
جنون تیری منت ہی مجھ پر کہ تو نے
زیارت کرون دل سے خستہ جگر کی
کہین جا یہ دور دامن بھی جلدی

رگ ابر تھا تار تار گریبان
کہ سینہ ہے قرب جوار گریبان
خزان ہو چلی ہے بہار گریبان
نہ رکھا مرے سر پہ بار گریبان
کہان ہو گی یارب مزار گریبان
کہ آخر ہوا روزگار گریبان

پھرون میر عریان نہ دامن کا غم ہو
نہ باقی رہے خار خار گریبان

یارہا وعدون کی راتین آئیان
عشق مین ایذائین سب سے پائیان

طالعون نے صبح کر دکھلائیان
رہ گئے آنسو تو آنکھین آئیان

[illegible]

کلیات میر ۸۲

اوسکو ... دیکھ ...
میر جی یون ہی غبار ہوتے ہین

[illegible]

نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ مین
دل اس ستم کے لیے مستعار لایا ہون

پھر اختیار سے آگے ترا یہ ہے مجبور
کہ دلکو تجھ تئین بے اختیار لایا ہون

یہ جی جو میرے گلے کا ہے ہار تو ہی لے
ترے گلے کے لیے مین یہ ہار لایا ہون

جلا نہ اوٹھکے دہین چپکے چپکے پھر تو میر
ابھی تو اسکی گلی اسے پکار لایا ہون

جا ئین کیا ہیو فا ئیان دیکھین
بھلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین

تری گلی سے جا کے گشتہ ء عالم
ہزارون آئی ہوئے چارپائیان دیکھین

گیا نظر سے جو وہ گرم طفل آتش باز
ہم اپنے چہرہ پہ اوڑتی ہوائیان دیکھین

ترے وصال کے ہم شوق مین ہو آوارہ
عزیز دوست سبھونکی جدائیان دیکھین

ہمیشہ مائل آئینہ ہے تجھے پایا
جو دیکھین ہمنے بھی تو خود نمائیان دیکھین

شہان کہ کحل جواہر تھے خاک پا جنکے
انہین کی آنکھونمین پھرتی سلائیان دیکھین

بنی نہ اپنی تو اوس جنگجو سے ہرگز میر
لڑائین جیسے ہم آنکھین لڑائیان دیکھین

خوش قدان جب سوار ہوتے ہین
سرو قمری شکار ہوتے ہین

ترے بالون کے وصف مین میرے
شعر سب پیچدار ہوتے ہین

دست جو ... کمال رکھتے ہین
سارے عالم ترے ... رکھتے ہین
شب جو وہ مہ ... رکھتے ہین
مرتے ہین یار ... رکھتے ہین
ان لبون کا جواب ہے وہ لعل
ہم بھی ... سوال رکھتے ہین

[illegible]

٨١

کچھ کچھ آہوانگار وہ یہ کہتا تھا وہین مین	آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہین
سو کل ملا مجھے وہ بیابان کی سمت کو	جاتا تھا اضطراب زدہ سا ادھر کہین
تک چل کے مین برنگ صبا یہ اُسے کہا	کاہے خانمان خراب ابھی ہے گھر کہین
آشفتہ جابجا جو پھرے ہے تو دشت مین	جا گہ نہین ہے شہر مین تجھکو مگر کہین
خون بستہ اپنی کھول مژہ پوچھنا بھی گر	رکھ ٹک تو اپنے حال کو مد نظر کہین
آسودگی سے جس کو کرتا ہے کون سو خت	جانی ہو نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہین
ہوتی سی تیرے اشک ہین غلطان کسو طرف	یاقوت کیسے ٹکڑے ہین لخت جگر کہین
تا کے یہ دشت گردی کہانتک یہ خستگی	اس زندگی سے کچھ تجھے حاصل بھی سر کہین
کہنے لگا وہ ہو کے پر آشفتہ یک بیک	مسکن کرے ہے دہر مین مجھسا بشر کہین
آوارہ گونگا ننگ ہی سُننا نصیحتین	مت کہیو ایسی بات تو بار دگر کہین
تعیین جا کو بھول گیا ہون پہ یہ ہے یاد	کہتا تھا ایک روز یہ اہل نظر کہین
بیٹھے اگر یہ نقش زانو بھی دل اٹھا	کرتا ہے جا باش کوئی رہگذر کہین

کتنے ہی آئے لے گئے سر پر خیال میر
ایسے گئے کہ کچھ نہین اُنکا اثر کہین

اب کچھ ہمارے حال پہ تم کو نظر نہین	یعنی تمھاری ہے وے آنکھین نہین رہین

ہنگامۂ قیامت تازہ نہیں جو ہوگا
ہم مطرح کتنے آشوب کر چکے ہیں

رنگ پریدہ قاصد باد سحر کبوتر
کس کس کے ہم حوالے مکتوب کر چکے ہیں

تنکا نہیں رہا ہے کیا اب نثار کریے
آگے ہی ہم تو گھر کو جاروب کر چکے ہیں

کیا جانیے کہ کیا ہے اے میر وجہ ضد کی
سو بار ہم تو اوسکو محجوب کر چکے ہیں

جو حیدری نہیں اُسے ایمان ہے نہیں
ہو گر شریف مکہ مسلمان ہے نہیں

وہ ترک ہمہ پیشہ مرا قصد کیا کرے
دبلے پنے سے تن مین مرے جان ہو نہیں

خال و خط ایسے فتنے نگاہیں یہ آفتین
پھر اک بلا وہ زلف پریشان ہے نہیں

ہین جزو خاک ہم تو غبار ضعیف سے
سر کھینچنے کا ہم کنے سامان ہے نہیں

دیکھی ہو جسنے صورت دلکش وہ ایک آن
پھر صبر اُس سے ہو سکے امکان ہے نہیں

خورشید و ماہ و گل سبھی اودھر رہے ہین دیکھ
اس چہرے کا اک آئینہ حیران ہے نہیں

یکسان ہے تیرے آگے جو دل اور آرسی
کیا خوب و زشت کی تجھے پہچان ہے نہیں

سجدہ اُس آستانہ کا جسکی ہوا نصیب
وہ اپنے اعتقاد مین انسان ہے نہیں

کیا تجھکو بھی جنون تھا کہ جامے مین تیرے میر
سب کچھ بچا ہے ایک گریبان ہے نہیں

کمان کے شمع و پروانے گئے مر | بہت آتش بجان تھے اس چمن مین
کہان عاجز سخن قادر سخن ہون | ہمین ہی شبہہ یارون کے سخن مین

گزار عشق مین یہ بھی گیا میر
یہی دھوکا سا ہے اب پیرہن مین

جنکے لیے اپنی تو یون جان نکلتی ہے | اس راہ مین وے جیسے انجان نکلتے ہین
کیا تیر ستم اُسکے سینے مین بھی ٹوٹے تھے | جس زخم کو چیرون ہون پیکان نکلتے ہین
مت سہل ہمین جانو پھرتا ہی فلک برسون | تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہین
اُسکا ہی قماش ایسا گوڑے بھرے ہین سارے | دیکھو نہ جو لوگون کے دیوان نکلتے ہین

قطعہ

کہ لوہو ٹپکتا ہی کہ لخت دل آنکھون سے | یا ٹکڑے جگر ہی کے ہر آن نکلتے ہین
کرلے تو گلہ کس سے جیسی تھی ہمین خواہش | اب ویسے ہی یہ اپنے ارمان نکلتے ہین

قطعہ

جاگہ سے بھی جاتا ہو منہ سے بھی خشن ہو کر | وہ حرف نہین ہین جو شایان نکلتے ہین
سو کا ہیکو اپنی تو جوگی کے سی پھیری ہے | برسون مین کبھو ادھر ہم آن نکلتے ہین

ان آئینہ رویون کے کیا میر بھی عاشق ہین

ماتم کے ہون مین یہ خرمن تو کیا عجب
حسرت ہمین آنکھونکے دیکھے سے یار کے

ہوتا ہے نیل چرخ کے اس سبز کشت مین
کب یہ نشہ ہے دختر رز تجھ بہشت مین

نامے کو چاک کر کہ کرے نامہ بر کو قتل
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین

درد و اندوہ مین ٹھہرا جو رہا مین ہی ہون
رنگ رو جسکے کبھی منھ نہ چڑھا مین ہی ہون

بدکہا مین نے رقیبون کو تو تقصیر ہوئی
کیون ہے بخشو بھی بھلا اب مین برا مین ہی ہون

اپنے کو چمین فغان جسکی سنو ہو ہر رات
وہ جگر سوختہ و سینہ جلا مین ہی ہون

خار کو جن نے لڑی موتی کی کر دکھلایا
اس بیابان مین وہ آبلہ پا مین ہی ہون

لطف آئیکا ہی گیا بس نہین اب تاب جفا
اتنا عالم ہی مین جاؤنہ کیا مین ہی ہون

قطعہ

اس ادا کو تو ٹک اک یہ کر انصاف کرو
وہ برا ہیگا بھلا دوستو یا مین ہی ہون

مین یہ کہتا تھا کہ دل جن نے لیا کون ہے وہ
یک بیک بول اٹھا اسطرف آ مین ہی ہون

جب کہا مین نے کہ تو ہی ہو تو پھر کہنے لگا
کیا کریگا تو مرا دیکھون تو جا مین ہی ہون

سنتے ہی ہنسکے ٹک اک سوچو گیا تو ہی تھا
جن نے شب وے کے سب احوال کہا مین ہی ہون

میر آوارۂ عالم جو سنا ہے تو نے
خاک آلودہ وہ اے باد صبا مین ہی ہون

شعلہ آتش درون سے پوچھو سے زبان مین
... آہ سوز دل اپنا نہ ...
پیر عشق ...
یارب کوئی تو واسطہ ...
...

قطعہ

ہم کھینچ کر ...
سو یان نہ دل مین تاب نہ طاقت ہے جان مین
غافل نہ رہیو ہم سے کہ ہم وے نہین رہے
ہوتا ہے اک شعلہ حال عجب ایک آن مین
وے دن گئے کہ آتش غم دل مین تھی نہان
سوزش رہی ہے اب تو ہر اک استخوان مین

کلیات میر ۷۸

... اے باعث حیات ...
دل بند و دیدہ ... ترا ...
... دن نہین ہین ہم
کھینچا نہ ... امتحان مین
ظالم ... صبر ...
پھاڑا ہزار جا سے ... کان مین
کیا کہہ کے نسیم ... چمن مین
زبان ادھر غنچہ سان اپنے دہن مین
...

جو اُسکے در کو جا نا ملے تو ہم بھی ضعف
ہزار سجدے بہ اک گام سر براہ کرین

ہوا میکدہ یہ ہو تو فوت وقت ہی ظلم
نماز چھوڑدین اب کوئی دن گناہ کرین

[illegible]یشہ کون تکلف ہے خوب دیون کا
گذار ناز سے ادھر بھی گاہ گاہ کرین

[illegible]گر او ٹھینگے اسی حال سے تو کہیو تو
جو روز حشر تجھی کو نہ عذرخواہ کرین

[illegible]ہی بلا ہین ستم کشتہ محبت ہم
جو تیغ برسے تو سر کو نہ کچھ پناہ کرین

اگرچہ سہل ہین پر دیدنی ہین ہم بھی میر
ادھر کو یار تامل سے گر نگاہ کرین

[illegible]اضی ہون گو کہ بعد زصد سال و ماہ دیکھون
اکثر نہین تو تجھکو مین گاہ گاہ دیکھون

[illegible]حی انتظار کش ہے آنکھون مین رہگذر پر
آجا نظر کہ کبتک مین تیری راہ دیکھون

[illegible]نکھین جو کھل رہی ہین مرنیکے بعد میری
حسرت یہ تھی کہ اُسکو مین اک نگاہ دیکھون

[illegible]دل وہ جا ہی جسمین دیکھا تھا تجھکو بستے
کن آنکھون سے اب اُجڑا اس گھر کو آہ دیکھون

[illegible]دیکھون تو چاند اب کا گذرے ہی تجھ کو گویا
دل ہی کہ تیرے منہ پر لے مہر و ماہ دیکھون

[illegible]چشم و دل و جگر یہ سارے ہوئے پریشان
کس کس کی تیرے غم مین حالت تباہ دیکھون

[illegible]نکھین تو تو نے دی ہین ای جرم بخش عالم
کیا تیری رحمت آگے اپنے گناہ دیکھون

قطعہ

آتے ہین مجھے خوب سے دونون ہنر عشق
رونے کے تئین آندھی ہون کڑھنے کو بلا ہون
اس گلشن دنیا مین شگفتہ نہ ہوا مین
ہون غنچۂ افسردہ کہ مردود صبا ہون
ہم چشم ہے ہر آبلۂ پا کا مرا اشک
از بسکہ تری راہ مین آنکھون سے چلا ہون
دامن نہ جھٹک ہاتھ سے میرے کہ ستمگر
ہون خاک سر راہ کوئی دم مین ہوا ہون
دلخواہ جلا اب تو مجھے اے شب ہجران
مین سوختہ بھی منتظر روز جزا ہون
گو طاقت و آرام و خور و خواب گئے سب
بارے یہ غنیمت ہے کہ جیتا تو رہا ہون
اتنا ہی مجھے علم ہے کچھ مین بھی ہون کہین
معلوم نہین خوب مجھے بھی کہ مین کیا ہون
تب گرم سخن کہنے لگا ہون مین کہ یک عمر
جون شمع سر شام سے تا صبح جلا ہون
سینہ تو کیا فضل الٰہی سے سبھی چاک
ہے وقت دعا میر کہ اب دلکو لگا ہون

قطعات ٧٦

عشق آتش بھی جو دیوے تو نہ دم ماریں ہم — شمع تصویر ہین خاموش جلا کرتے ہین
جائی ہے نہ مرض دل تو نہین اسکا علاج — اپنے مقدور تلک ہم تو دوا کرتے ہین
اسکے کوچے مین نہ کر شور قیامت کا ذکر — شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
بے بسی سے تو تری بزم مین ہم بہرے بنے — نیک و بد کوئی کہے بیٹھے سنا کرتے ہین
رخصت جنبش لب عشق کی حیرت سے نہین — مدتین گذری کہ ہم چپ ہی رہا کرتے ہین
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر — دل ہین پتھر کے انھونکے جو وفا کرتے ہین
تجھسے لگ جا کے یہ یون جا رہین مجھسے حیف — دیدہ و دل نے بچانا کہ دغا کرتے ہین
فرصت خواب نہین ذکر بتان مین ہم کو — رات دن رام کہانی سے کہا کرتے ہین
مجلس حال مین موزون حرکت شیخ کی دیکھ — غیر شرعی بھی دم رقص مزا کرتے ہین
یہ زمانہ نہین ایسا کہ کوئی زیست کرے — چاہتے ہین جو برا اپنا بھلا کرتے ہین
محض ناکارہ بھی مت جان ہمین تو کہ کہین — ایسے ناکام بھی بیکار پھرا کرتے ہین
تجھ بن اس جان مصیبت زدہ غمدیدہ پہ ہم — کچھ نہین کرتے تو افسوس کیا کرتے ہین

کیا کہین میر جی ہم تمسے معاش اپنی غرض
غم کو کھایا کرے ہین لوہو پیا کرتے ہین

مستوجب ظلم و ستم و جور و جفا ہون — ہر چند کہ جلتا ہون پہ سرگرم وفا ہون

[illegible]

جب

ا

قطعه

عیش و خوشی ہی شیب مین ہوگو وہ کہان
لذت جو ہی جوانی کی رنج و عنا مین

ین عمر خضر موسم پیری مین تو نہ لے
مرنا ہی اس سے خوب ہی عہد شباب مین

قطعه

نکلے تھی جو حضرت میر اسطرف کہین
مین نے کیا سوال یہ اونکی جناب مین

حضرت سنو تو مین بھی تعلق کرون کہین
فرمانے لاگے رو کے یہ اوسکی جواب مین

تو جان لیک تجھسے بھی آئی جو کل تھے یان
ہین آج صرف خاک جہان خراب مین

لے روی و زلف یار ہی رونے سے کام یان
دامن ہی منھ پہ ابر نمط صبح و شام یان

آوازہ ہے جہا مین ہمارا سنا کرو
عنقا کے طور زیست ہی اپنی بنام یان

وصف دہن سے اسکے نہ آگے قلم آگے
یعنی کیا ہی خامہ نے ختم کلام یان

غالب یہ ہی کہ موسم خط وان قریب ہے
آنے لگا ہے متصل اُسکا پیام یان

ست کھا فریب عجز عزیزان حال کا
پنہان کیے ہین خاک مین یارون نے دام یان

کوئی ہوا نہ دست بسر شہر حسن مین
شاید نہین ہے رسم جواب سلام یان

نا کام رہنے ہی کا تمہین غم ہی آج میر
بہتونکے کام ہوگئے ہین کل تمام یان

ردیف نون

بیکلی بیخودی کچھ آج نہین
ایک مدت سے وہ مزاج نہین

زر داگریہ ہے تو نے مجھے بس ہے
اب دوا کی کچھ احتیاج نہین

ہمنے اپنی سی کی بہت لیکن
مرض عشق کا علاج نہین

شہر خوبی کو خوب دیکھا میر
جنس دل کا کہین رواج نہین

وحشت مین ہو بلا گر وادی پہ اپنے آؤن
مجنونکی محنتین سب مین خاک مین ملاؤن

ہمسنگر کبھو بلایا تو برسون تک رولایا
اسکی ستم ظریفی کسکے تئین دکھاؤن

فریادی ہون تو ٹپکے لوہو مری زبان سے
نالے کو بلبلونکے خاطر مین بھی نہ لاؤن

پوچھو نہ دلکے غم کو ایسا نہو کہ یاران
مانند روضہ خوان مجلس کے رولاؤن

یکدم تو چونک بھی پڑ شور و فغان میر سے
اے بخت خفتہ کبتک تیرے تئین جگاؤن

از خویش رفتہ ہردم فکر وصال مین ہو
کتنا مین کھویا جاؤن یارب کہ تجکو پاؤن

عریان تنی کی شوخی وحشت مین کیا بلا تھی
تہ گرد کی نہ بیٹھی تا تن کے تئین چھپاؤن

اگلی خطون نے میرے مطلق اثر نہ بخشا
قاصد کی بدلے اب کی جادو مگر چلاؤن

دل لفتگی نے مارا مجھکو کہان مزہ دی
اک قطرہ آب مین اب آگ کو جلاؤن

کب آگے کوئی مرتا تھا کسی پر تعارف کیا رہا اہل چمن سے		جہان مین کرگئے رسم وفا ہم ہوئے اک عمر کے پیچھے رہا ہم

ہوا جسکے لیے اوسکو نہ دیکھا
نہ سمجھے میر کا کچھ مدعا ہم

اگر راہ مین اوسکے رکھا ہے گام دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئی مجھے دیکھ منھ پر پریشان کی زلف سر شام سے رہتی ہین کاشتین		گئے گذرے خضر علیہ السلام سخن یان ہوا ختم حاصل کلام غرض یہ کہ جاتو ہوئی اب تو شام ہمین شوق اُس ماہ کا ہے تمام

قطعہ

قیامت ہی یان چشم و دل سے رہی نہ دیکھے جہان کوئی آنکھون کی اور		چلے بس تو وان جاکے کریے قیام نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام

جہان میر زیر و زبر ہو گیا
خرامان ہوا تھا وہ محشر تمام

اگرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم کام کیا آتے ہینگے معلومات		لیک لگ چلنے مین بلا ہین ہم یہ تو سمجھے نہ کہ کیا ہین ہم

۳۷

اے بتان اسقدر جفا ہم پر
عاقبت [illegible] خدا ہین ہم
[illegible] سے جفا ہین ہم
[illegible] تن ہین ہم
[illegible] جنون سے بھی جدا ہین ہم
[illegible] کرتا ہین ہم
[illegible] ہمارا بین ہم
[illegible] بلا ہین ہم
جب جفا [illegible] ہوا ہے ہم
عذر کرتا وہ جب [illegible] نہین
ہمیشہ [illegible] صحبت [illegible]
جاہ کی [illegible] قتال [illegible]
کہان ہے تیغ و سپر [illegible] اب ہوا ہے ہم
وہ سر و مہ ہمارا ابھی [illegible]
نہ اٹھی دارو کی ظالم کہ اس خمار مین ہون
گئی جہان سے خورشید سان اگرچہ ہم
دیکھ مجلس دنیا مین اوسکی جا سے ہم
[illegible] عشق مین [illegible] سے ہم
[illegible] دل کا [illegible] سے ہم
بیابان [illegible] رہی جھانتا تمام
داغون ہی سے [illegible] باغ وفا سے ہم
بچے پھول [illegible] سے ہم کو جہان
غافل نہ اپنی دیدہ ورائی [illegible]
[illegible] ہین پر نہین [illegible] جہان سے ہم
اب یہ چلے ہین دو چار دن تو اوربھی [illegible] جہان سے ہم
[illegible] دعا کر کے ہم

رنگ شکستہ میرا بے لطف بھی نہیں ہے | ایک آدھ رات کو تو یاں بھی سحر کرو تم

تھی چشم داشت مجھکو ای دلبران یہ تمسے | دلکو مرے اڑا کر آنکھوں میں گھر کرو تم

اس نیم خوش کی محرم نا آشنا ہیں سارے | اسکو کہوں کہ وہ ٹک میری خبر کرو تم

ہے پیچدار از بس راہ وصال و ہجران | ان دو ہی منزلوں میں سو سو سفر کرو تم

یہ ظلم ہے تو ہم بھی اس زندگی سے گذرے | سوگند ہے تمھیں اب جو درگذر کرو تم

ہے سخن کیا سنگ عجز و نگی اور آخر | ہم بھی تو آدمی ہیں ٹک منہ ادھر کرو تم

قطعہ

ہو عاشقو نہیں اٹھ سکتے تم وکیر صاحب | گردوں کو اپنی ہوسے باریکتر کرو تم

کیا لطف ہے دگرنہ جسدم وہ تیغ کھینچے | سینہ سپر کریں ہم قطع نظر کرو تم

جانا کہ شغل رکھتے ہو تیر و کماں سے تم | پر مل چلا کرو بھی کسو خستہ جاں سے تم

ہم اپنی چاک جیب کو سی رہتے یا نہیں | پھاٹے میں پاؤں دینے کو آئے کہاں سے تم

اب دیکھتے ہیں خوب تو وہ بات ہے نہیں | کیا کیا وگرنہ کہتے تھے اپنی زباں سے تم

تنگی بھی تم ٹھہرے کہیں دیکھتے ہیں تنگ | چشم وفا رکھو نہ خسان جہاں سے تم

جاؤ نہ دل سے منظر تمہیں وہ ہے جا یہی | پچھتاؤ گے اٹھو گے اگر اس مکاں سے تم

۷۲

شرط یہ ہے ہم مین کہ رو دینگے کل	صبحگہ اوٹھتے ہی عالم کو ڈبو دینگے کل
آج آوارہ ہوئے بال اسیران قفس	بے گل و باغ و خیابان ہووینگے کل

وعدۂ وصل رہا ہے شب آئندہ پہ میر
بخت خوابیدہ جو ٹک جاگتے سووینگے کل

مندا ہے اختلاط کا بازار آج کل	لگتا نہین ہو دل کا خریدار آجکل
اس مہلت دو روزہ مین خطرہ ہزار ہین	اچھا ہو رہ سکو جو خبردار آجکل
اوباشون ہیگی گھر تجھے پانی لگے ہین روز	مارا پڑے گا کوئی طلبگار آجکل
ملنے کی رات داخل ایام کیا نہین	برسون ہوئی کہان ہمین بار آجکل
گلزار ہو رہی ہو مرے دم سے کوئی بار	ایک رنگ پر ہو دیدۂ خونبار آجکل
تاشام اپنا کام کھینچے کیونکہ دیکھیے	پڑتی نہین ہو جسکو جفا کار آجکل
کعبے تلک تو سنتے ہین ویرانہ و خراب	آباد ہے سو خانۂ خمار آجکل
ٹھوکر دلون کو لگتی لگے ہو خرام مین	لاویگی اک بلا تری رفتار آجکل
ایسا ہی غنچو نہین جو آتا ہو شیخ جی	تو چار ہو ہین جبہ و دستار آجکل
حیران ہین ہم حال کی تدبیر ہین نہین	ہر اک کو شہر مین ہے یہ آزار آجکل
اچھا نہین ہے میر کا احوال اندنون	غالب کہ ہو چکے گا یہ بیمار آجکل

ردیف میم

مقدور تک شراب سے رکھ انکھڑیون مین رنگ
یہ چشمک پیالہ ہے ساقی ہوای گل

یہ دیکھ سینہ داغ سے رشک چمن ہے یان
بلبل ستم ہوا نہ جو تونے بھی کھای گل

بلبل ہزار جی سے خریدار اوسکی ہے
اے گلفروش کریو سمجھکر بہاے گل

نکلا ہی ایسی خاک سی کس کس سادہ رو کی یہ
قابل درود بھیجنے کے ہے صفاے گل

باری سرشک سرخ کو داغو سر ان کو
بستر پر اپنے سوتے تھے بھی ہم بچھاے گل

ای عندلیب صلح کرین جنگ ہو چکی
ای زبان دراز تو سب کچھ سواے گل

گلچین سمجھ کے چیو گے گلشن مین میر کے
لخت جگر پڑے ہین نہین برگہاے گل

گل کی جفا بھی جانی دیکھی وفای بلبل
یکمشت پر پڑے ہین گلشن مین جاے بلبل

کر سیر جذب الفت گلچین نے گل چمن مین
توڑا تھا شاخ گل کو نکلی صدای بلبل

کھٹکے ہین خار ہو کر ہر شب دل چمن مین
آتی لب و دہن پر یہ نالہاے بلبل

یکرنگیو نکی راہین ٹھوکر کے مر گیا ہے
گلچین رنگین نہین ہین نقش ہای بلبل

آئی بہار و گلشن گل سے بھرا ہے لیکن
ہر گوشہ چمن مین خالی ہی جای بلبل

پیغام بغرض بھی سنتی نہین ہین خوبان
پہونچی نہ گوش گل تک آخر دعای بلبل

یہ دلخراش نالی ہر شب کے میر تیرے
کر دینگے بی نمک ہی شور نوای بلبل

[illegible]

ردیف کاف فارسی

یہی دردِ جدائی ہی جو اس شب
دکھائی دینگے ہم میت کے رنگون

تو آتا ہے جگر مژگان کے نزتک
اگر رہ جائینگے جیتے سحر تک

کہان پھر شور شیون جب گیا میر
یہ ہنگامہ ہے اُس ہی نوحہ گر تک

دست پامارے وقت بسمل تک
کعبہ پہونچا تو کیا ہوا اے شیخ
در پے محمل اوسکے جیسے جرس
بجھ گئے ہم چراغ سے باہر

ہاتھ پہونچا نہ پاے قاتل تک
سعی کر ٹک پہونچ کسی دل تک
مین بھی نالان ہون ساتھ منزل تک
کیھو اے باد شمع محفل تک

نہ گیا میر اپنی کشتی سے
ایک بھی تختہ پارہ ساحل تک

جاتی ہین بے خرابی کو سیل آسمان تلک
شاید کہ دیوے رخصت گلشن ہون بیقرار
قید قفس سے چھوٹ کے دلیھا جلا ہوا
اتنا ہون ناتوان کہ در دل سے اب گلہ
مین ترک عشق کرکے ہو اگوشہ گیر میر

طوفان ہی میری اشک ندامت سے ہا تلک
میری قفس کو لیچلو تو باغبان تلک
پہونچے نہوتے کاشکے ہم آشیان تلک
آتا ہی ایک عمر مین میری زبان تلک
ہوتا پھرون خراب ہما بمین کہان تلک

ردیف لام

٦٩

۶۸

خط آئے پہ ہو دن ہی سیہ تم سے ہمارا	جاتا نہیں اندھیر یہ سرکار سے ابتک
نکلا تھا کہیں وہ گل نازک شب مہ میں	سو کوفت نہیں جاتی ہی رخسار سے ابتک

دیکھا تھا کہیں ساتھ ترے قد کا چمن میں
ہین میر جی آوارہ یہ بوار سے ابتک

میر گم کردہ چمن زمزمہ پرواز ہے ایک	جسکے لب دام سے تا گوش آوازہی ایک
کچھ ہوا ہی مرغ قفس لطف نجاوی اُسسے	نوحہ یا نالہ سہر ایک بات کا انداز ہی ایک
ناتوانی سے نہیں بال فشانیکا دماغ	ورنہ تا باغ قفس سے مری پرواز ہی ایک
گوش کو ہوش کی ٹک کھولکے سن شور رحبان	سبکی آواز کے پردے مین سخن ساز ہی ایک

چاہے جس شکل سے تمثال صفت اُسمین در آ
عالم آئینے کے مانند در باز ہے ایک

بالین پہ میرے آ دیگا تو گھر سے جبتلک	کر جاؤنگا سفر ہی مین دنیا سے تب تلک
اتنا دن ورد سے طپش کرنے کا دین نہین	یہ مجملہ تمام ہی ہے آج شب تلک
نقاش کیونکہ کھینچ چکا تو شبیہ یار	کھینچون ہون ایک نازہی سکا ہین ابتلک
شب کو نہ اور قصہ مری جان کا دراز	الفصہ اب کہا کرون تجھسے مین کب تلک
باقی یہ داستان ہی اور کل کی رات ہی	گر جان میری میر نہ آپہونچی لب تلک

قطعہ

نہ سمجھا گیا ابر کیا دیکھکر	ہوا تھا مری چشم تر کیطرف
ٹپکتا ہے پلکون سے خون متصل	نہیں دیکھتے ہم جگر کیطرف
مناسب نہین حال عاشق سے صبر	رکھے ہے یہ دارو ضرر کیطرف
کسی منزل دلکش دہر مین	نہین میل خاطر سفر کیطرف

رگ جان کب آتی ہے آنکھو نمین میر
گئے ہین مزاج اس کمر کی طرف

ردیف قاف

درد ہے جور ہے بلا ہے عشق	شیخ کیا جانے تو کہ کیا ہے عشق
تو نہو وے تو نظم کل اٹھ جاے	سچے ہین شاعران خدا ہے عشق

ردیف کاف تازی

بے چین مجھکو چاہتا ہر دم ہو زیر خاک	چھاتی پہ بعد مرگ بھی دل الم ہو زیر خاک
آسودگی جو چاہو تو مرنے پہ دلکو رکھ	آشفتگی طبع بہت کم ہے زیر خاک
تنہا تو اپنی گور مین رہنے پہ بعد مرگ	مت اضطراب کر تو کہ عالم ہو زیر خاک
رویا تھا نزع مین مین اُسی یاد کر بہت	ابتک مری ہر ایک مژہ نم ہو زیر خاک
کیا آسمان پہ کھینچے کوئی میر آپ کو	جانا جہان سے سب کو مسلم ہو زیر خاک

شیخ ہو دشمن نہ ان رقاص
کیون نہ القاص لا یحب القاص

سالمین اپر بہاری تجھسے اکبار ہی ہے فیض
چشم نم دیدہ عاشق کی سدا جاری ہے فیض

سب سے آئینہ منظر رکھتے ہین خوبان اختلاط
ہوتی ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط

تنگ آیا ہو ہمین تنگ تنگ پوشی سے ترے
اس تن نازک سے یہ جامے کو چسپان اختلاط

غیر مجھکو جو کہتے ہین محفوظ
تجھسے ملتے ہین رہتے ہین محفوظ

سبق روشن ہی کہ شب مجلس مین جب آتی ہی شمع
اس بھبوکے سے کو میٹھا دیکھ جلجاتی ہی شمع

شیخ سیج خوب ہی بہشت کا باغ
جائینگے گر وفا کرے گا دماغ

ہم اور ترے گلے سے سفر دروغ دروغ
کہان دماغ ہمین اسقدر دروغ دروغ

تم اور ہمسے محبت تمہین خلاف خلاف
ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ

غلط غلط کہ رہین تمسے ہم تنک غافل
تم اور پوچھو ہماری خبر دروغ دروغ

فروغ کچھ نہین دعوی کو صبح صادق کے
شب فراق کو کب ہے سحر دروغ دروغ

کسو کے کہنے سے مت بدگمان ہو میر سے تو
وہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

ردیف فا

آجکل کاہیکو بتلاتی ہو گستاخی معاف
راستی یہ ہے کہ وعدے ہین تمہارے سب خلاف

آہ پیچی سی لگی تھی تیر سی نکلی طپش
ہجر کی شب مجھ گذری عزت روز مصاف
ایک دن مین سے نکلی تھا وہ سکو اپنا درد دل
آجتک جاتا نہین سینہ خامی سے کی شگاف
[illegible] اسرار و تھا زینت جھل
نیغ باندھی ہو بیان ہر مین خوش غلاف
صف آرائی جا عاشقونکی گزرے ابرو ہلین
ایکدم تلوار کے حلقے مین ہو وہ ملک صاف
تیغ نہ مت رو کش ہو سو نکالو تو اس حجاز
بیتاب سینے کو دھیلا تیری مل جاتی ہی ناف
عشق کے بازار مین سودا نہ کیجے تو تو ہم
مرکو جب وان پیچ کھاتے ہین تو ہو دست لاف
غالب ہو اوسکے عہد مین بیداد کیطرف
ہر خون گرفتہ جاوے ہی جلاد کیطرف
سیکن سے کیا ہے ہم نے محبت کے داد کیطرف
بہتا ہے کان ہی رکھا تیرو فریاد کیطرف
ہر تار زلف قیمت فردوس ہے ترا

قطعہ ۶۶
شعر

کرتا ہے کون طرہ شمشاد کی طرف
پیشانی زیبا ہی کہ ایک باب
سونے تو پہ نشان ہے سو صیاد کیطرف
پرواز کی ہمین ہے سو نقش ہم
عشق ہے شیرین کا فرہاد کیطرف
حیران کار عشق دیکھا نہین کسی طرف
[illegible]

[illegible]
وقطعہ

ردیف سین مہملہ

حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بھلا
احوال دل بہت ہے مجھے فرصت اک نفس

کیونکہ نکلا جائے بحر غم سے مجھ بے دل کے پاس
آکے ڈوبی جاتی ہو کشتی مری ساحل کے پاس

ہی پریشان دشت مین کسکا غبار ناتوان
گرد کچھ گستاخ آتی ہو چلی محمل کے پاس

گرم ہوگا حشر کو ہنگامۂ دعوی بہت
کاشکے مجھکو نہ لیجادین مری قاتل کے پاس

دور اس سے جون ہو دل پر بلا ہو مضطرب
اسطرح تڑپا نہیں جاتا کسو بسمل کے پاس

بوی خون آتی ہے باد صبحگاہی سے مجھے
نکلی ہو بے درد شاید ہو کسی گھایل کے پاس

آہ نالے مت کیا کر اس قدر بیتاب ہو
اے ستمکش میر ظالم ہے جگر بھی دل کے پاس

مرگیا مین ملا نہ یار افسوس
ہائے افسوس صد ہزار افسوس

ہم تو ملتے تھے جب ہاہا ہا
نرہا وہ بھی روزگار افسوس

یون گنواتا ہے دل کوئی مجھکو
یہی آتا ہے بار بار افسوس

قتل گر تو ہمین کریگا خوشی
یہ توقع تھی تجھسے یار افسوس

رخصت سیر باغ تک نہوئی
یون ہی جاتی رہی بہار افسوس

خوب بد عہد تو نہ مل لیکن
میرے تیرے تھا یہ قرار افسوس

قطعہ

قطعہ

مرگیا مین پہ مرے باقی ہین آثار ہنوز	ترہین سب سر کے لہو سے در و دیوار ہنو
دل بھی پر زرغ چمن ہے پر آ گیا کیجے	جی سو جاتی ہی نہین حسرت دیدار ہنو
بہ گیٔ عمر ہوے ابر بہاری کو ٹلے	لہو برسا رہے ہین دیدۂ خونبار ہنو
بدنہ لیجایئو پوچھون ہون تجھی سی یہ طبیب	نہ ہوا کوئی بھی اس درد کا بیمار ہنو
بارہا چل چکی تلوار تری چال پہ شوخ	تو نہین چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنو
ایکدن بال فشان تک ذرا تھو خوش ہو کر	ہین غم دل کی اسیری مین گرفتار ہنو
کوئی تو آبلہ پا دشت جنون سی گذرا	ڈوبا ہی جای ہو لوہو مین سر خار ہنو
منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنے یعنی	جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنو
اڑ گئے خاک ہو کتنے ہی تری کوچے سے	باز آتے نہین پر تیرے ہوادار ہنو

قطعہ

ایک بھی زخم کی جا جسکے نہو تن پہ کہین	کوئی دیتا ہی سنا دیسی کو آزار ہنو
تک تو انصاف کرا ہے دشمن جان عاشق	میان سو نکلی پڑے ہی تری تلوار ہنو

قطعہ

میر کو ضعف مین مین دیکھ کہا کچھ کہیے	ہی تجھے کوئی گھڑی قوت گفتار ہنو
ابھی کہ دم مین زبان چلتی ہو ہجای ہے	درد دل کیون نہین کرتا ہو تو اظہار ہنو

ردیف الف معجمہ

۶۲۳

جھمکے دکھا کے باعث ہنگامہ ہی رہے
برگھر سے در پہ آئے نہ تم بات مان کر

گتے نہ تھے کہ جان سے جاتے رہینگے ہم
اچھا نہیں ہے آنہ ہمیں امتحان کر

کم کو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہو گیا
اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر

ہم وے ہیں جنکے خون سے تری سب راہ ہے گل
مت کر خراب ہمکو تو اور وں نہیں بیان کر

کشتہ وفا جانے مجھے تمام خلق
تربت پہ میری خون سے میرے نشان کر

ناز و عتاب و خشم کہانتک اوٹھائیے
یارب کبھو تو ہمپہ اسے مہربان کر

افسانے ما و من کے تئیں میر کب تلک
چل اب سو وین منہ پہ ڈوپٹے تان کر

آزار دیکھے کیا کیا اُن پلکوں سے اٹک کر
جی لے گئے ہیں کانٹے دل میں کھٹک کھٹک کر

سرو و تدرو دونوں پھر اب ہیں نہ آئے
گلزار میں چلا تھا وہ شوخ لٹک لٹک کر

کب آنکھ کھول دیکھا تیرے تئیں سرہانے
ناچار مر گئے ہم سر کو پٹک پٹک کر

حاصل بجز کدورت اس خاکداں سے کیا ہے
خوش وہ کہ اوٹھ گئے ہیں دامان جھٹک جھٹک کر

یہ مشت خاک یعنی انسان ہی ہے روکش
ورنہ اٹھائی کن نے اس آسمان کی تک کر

دل کام چاہتا ہے اب وسکے گیسوں سے
دن مر گئے ہیں کتنے برسوں اٹک اٹک کر

تک منہ سے وسکے دی شب برقع سرک گیا تھا
جاتی رہی نظر سے مہتاب سی جھمک کر

سرکو کھینچے گا فلک تک یہ غبار آخر
آنکھو نسے جاتی رہیگی یہ بہار آخر

پست خاک اپنی جو پامال ہی یان سبہ بجا
چشم وا دیکھکے اُس باغ مین کیجو نرگس

اولِ کار محبت تو بہت سہل ہے میر
جی سے جاتا ہے دلے صبر و قرار آخر کار

موتی گویا جڑے ہین مینے پر
ایک دم کے لہو نہ پینے پر
سنگ باران ہے آبگینے پر
یکبار فو گم ہوا ہے سینے پر

خط مین کیا ہے سمان پسینے پر
کوئی ہوتا ہے دل طپش سے برا
دلسے بیری شکستین الجھی ہین
چاک سینے سے کھل گئے یان کے

جور دلبر سے کیا ہون آزردہ
میر اِس چار دن کے جینے پر

دستۂ داغ و فوج غم لیکر
آہ چلتی ہے یان علم لیکر
یعنی آگے چلین گے دم لیکر
غم دوری چلے ہین ہم لیکر
داغ یاس آہو حرم لیکر

ہم بھی پھرتے ہین یک حشم لیکر
دست کش نالہ پیش رو گریہ
مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
اُسکے اوپر کہ دل سے تھا نزدیک
بارہا صیدگہ سے اُسکے گئے

۶۲

قطعه

ایکو نکی کھال کھینچی ایکون کو دار کھینچا طاعت کوئی کرے ہے جب ابر آکے جھومے	اسرار عاشقی کا بچتا ہے یار کہکر اگر ہو سکے تو زاہد اسوقت مین گنہ کر

کیون تو نے آخر آخر اسوقت منہ دکھایا
دی جان میر نے جو حسرت سے اک نگہ کر

شیخی کا اب کمال ہے کچھ اور وعلے برسون کے کتنے دیکھے ہین سہل مت بوجھ یہ طلسم جہان تو رگ جان سمجھتے ہو گی نسیم نہ ملین گو کہ ہجر مین مر جائین گوشہ نشینی پہ شیخ کے مت جاؤ اسمین اوسمین بڑی تفاوت ہے	حال ہی اور فال ہے کچھ اور دم مین عاشق کا حال ہے کچھ اور ہر جگہ یان خیال ہے کچھ اور اوسکے گیسو کا بال ہے کچھ اور عاشقون کا وصال ہے کچھ اور اوس پہ بھی احتمال ہے کچھ اور کبک کی چال ڈھال ہے کچھ اور

میر تلوار چلتی ہے تو چلے
خوش خرامون کی چال ہے کچھ اور

جو دل اپنا ہوا تھا زخمی چور صبح اُس سرو مہر کے آگے	ضبط گریہ سے پڑ گئے ناسور قرص خورشید ہو گیا کافور

یارب طلب مین کوئی کب تلک پھرے
منظور ہو نہ پاس ہمارا تو حیف ہے
غالب دیوے قوت دل اس ضعیف کو
نکلینگے کام دل کے نہ کچھ اہل ریش سے

تسکین دیکے بیٹھ رہون پاؤن گاڑ کر
آئے ہین آج دور سے ہم تجھکو تاڑ کر
تنگے کو جو دکھاوے ہے پل مین پچھاڑ کر
کچھ ڈھیر کر چلین ہین سب آگے اکھاڑ کر

اس فن کے پہلوانون سے کشتی رہی ہے میر
بہتون کو ہم نے زیر کیا ہے پچھاڑ کر

مرتے ہین تیرے نرگس بیمار دیکھکر
افسوس وے کہ منتظر اک عمر تک رہے
ناخواندہ خط شوق لگی چاک کرنے تو
کوئی جو دم رہا ہی سو آنکھو نمین ہے پھر آب
دیکھین جدھر وہ رشک پری پیش چشم ہے
جاتا ہے آسمان لئے کوچے سے یار کے
تیرے خرام ناز پہ جاتے ہین جی چلے
طالع نے چشم پوشی کی یاتنک کہ ہمنشین

جاتے ہین جی سے کسقدر آزار دیکھکر
پھر مر گئے ترے تئین یکبار دیکھکر
قاصد تو کہیو ٹک کہ جفا کار دیکھکر
کریو ٹک ایک وعدہ دیدار دیکھکر
حیران رہ گئے ہین یہ اسرار دیکھکر
آتا ہے جی بھرا در و دیوار دیکھکر
رکھ ٹک قدم زمین پہ ستمگار دیکھکر
چھپتا ہے مجھکو دور سے اب یار دیکھکر

جی مین تھا اُس سے ملتے تو کیا کیا نہ کہئے میر

۶۰

دیکھو نہ چشم کم سے معمورۂ جہان کو
بنتا ہے ایک گھر یان سو صورتین بگڑ کر

قطعہ

ہر سحر ایک چلی تو ہے تو نسیم	اے بہ مست ناز تک ہشیار
شاخ شانے ہزار نکلین گے	جو گیا او سکی زلف کا اک تار

قطعہ

واجب القتل اسقدر تو ہون	کہ مجھے دیکھکر کہے ہے پکار
یہ تو آیا نہ سامنے میرے	لاؤ میرے میان سپر تلوار

قطعہ

آ زیارت کو قبر عاشق پر	اک طرح کا ہے یان بھی جوش بہار
نکلے ہی میری خاک سے نرگس	یعنی ابتک ہے حسرت دیدار

قطعہ

میر صاحب زمانہ نازک ہے	دونون ہاتھون سے تھامئے دستار
سہل سی زندگی پہ کام کے تئین	اپنے اوپر نہ کیجیے دشوار
چار دن کا ہے مجہلہ یہ سب	سب سے رکھئے سلوک ہے ناچار
کوئی ایسا گناہ اور نہین	یہ کہ کیجے ستم کسی پر یار

قطعہ

وان جہان خاک کے برابر ہے	قدر ہفت آسمان ظلم شعار

قطعہ

خدا جانے کہ کیا خواہش ہے جی کو
نظر اپنی نہین ہے اسکے دیکھین پر
پر افشانی قفس ہی کی ہے بس ہے
پرواز چمن قابل نہین پر

قطعہ

گداز عاشقی کا میر کے شب ذکر آیا تھا
جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہو گئی گھل کر

گر رحم ٹک کبھو تک ستم مجھ پر جفا کار اسقدر — ایک سینہ خنجر سیکڑون یکجان و آزار اسقدر
بھاگے مری صورت سے وہ عاشق ہین اُسکی شکل پر — ہین اسکے خواہان یان فلک وہ مجھسے بیزار اسقدر
منزل بہونچنا اکطرف ہے صبر ہی ہی سکون — اک قدم ہین آبلے پھر راہ پر خار اسقدر
ہے جای ہر دل ہین ترے اور گذرے وفا — گر رحم ٹک اسپر و ہو دل آزار اسقدر
جز کشمکش ہووی تو کیا عالم سے ہم کو فائدہ — یہ ذ قضا ہی اک قفس ہم ہین گرفتار اسقدر

قطعہ

غیر از بغل گیری تری عید ور ہمسے بھاگنا — ہم یار یون غمزدے خوش ہوئین اغیار اسقدر

طاقت نہین ہے بات کی کہتا تھا نعرہ مارنے
کیا جانتا تھا میر ہو جاویگا بیمار اس قدر

قیامت تھا اُس خشمگین پر — کہ تلوارین چلین ابرو کی چین پر
ندیکھا آخر اُس آئینہ رو کو — نظر سے بھی نگاہ واپسین پر
گئے دن عجز و نالیکے کہ اب ہے — دماغ نالہ چرخ ہفتمین پر
ہوا ہے ہاتھ گلدستہ ہمارا — کہ داغ خون بہت ہے آستین پر

ردیف ر

۵۸۰

مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کھوئی نہ جان تونے دل کو لگا لگا کر

نہو ہرزہ درا اتنا خموشی اے جرس بہتر
نہین اس قافلے مین اہل دل ضبطِ نفس بہتر

نہوناہی بھلا تھا سامنے اس چشم گریا کے
نظر اے ابر تر آپ ہی نہ آویگا برس بہتر

سدا ہو خار خار باغبان گل کا جہان مانع
سمجھ اے عندلیب اس باغ سے کنجِ قفس بہتر

بڑا ہی امتحان لیکن نہ سمجھے تو تو کیا کرئے
شہادتگاہ مین ہیچل سب اپنی بلہوس بہتر

سیہ کردونگا گلشن دود سے باغبان بھی
جلا آتش مین میرے آشیانکے خار و خس بہتر

کیا داغوں نے رشکِ باغ ای صد آفرین اے لعنت
یہ سینہ ہم کو بھی ایسا ہی تھا درکار بس بہتر

قدم تیرے چھوئے تھے جنسے دونو ہاتھ ہی سر پہ
مرے حقمین نہونا ہی تھا یا تنک دسترس بہتر

عبث پوچھے ہی مجھسے میر مین صحرا کو جاتا ہون
خرابی ہے یہ دل رکھا ہے جو تونے تو بس بہت

آشوب دیکھ چشم تری سر رہو ہین جوڑ
پلکو نکے صف بپھر گئین منہ کو موڑ موڑ

لاکھون جتن کیے نہو ا ضبطِ گریہ لیک
سنتے ہی نام آنکھ سے آنسو گرے کروڑ

زخم درون سے میرے نہ ٹک بیخبر رہو
اب ضبطِ گریہ سے تو ادھر ہی کو سب نچوڑ

گرمی سے برشگال کی پروا ہے کیا ہمین
برسون ہی ہے جہان کہ گریے کی یان مروڑ

۵۷

ردیف رای مهمله

موند آنکھین سفر عدم کا کر / بس ہے دیکھا نہ عالم ایجاد

فکر تعمیر مین نہ رہ منعم / زندگانی کی کچھ بھی ہے بنیاد

خاک بھی سر پہ ڈالنے کو نہین / کس خرابے مین ہم ہوے آباد

سنتے ہو ٹک سنو کہ پھر مجھ بعد / نہ سنوگے یہ نالہ و فریاد

لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم / خاک کس دل جلے کی دی برباد

بھولا جاے غم بتان مین جی / غرض آتا ہے پھر خدا ہی یاد

ترے قید نفس کا کیا شکوہ / نالے اپنو سے اپنی سی فریاد

ہر طرف ہین اسیر ہم آواز / باغ ہے گھر ترا تو اے صیاد

ہم کو مرنا یہ ہے کہ کب ہو کہین / اپنی قید حیات سے آزاد

ایسا وہ شوخ ہے کہ اوٹھتے صبح / جانا سو جائے اوسکے ہے معتاد

نہین صورت پذیر نقش اوسکا / یون ہی تصدیع کھینچے ہے بہزاد

قطعہ

خوب ہے خاک سی بزرگون کی / چاہنا تو مرے تئین امداد

نامراد ہوئی ہو جسپہ پروانہ / وہ جلاتا پھرے چراغ مراد

پر مروت کہان کی ہے اے میر / تو ہی مجھ دل جلے کو کر ارشاد

(۵۶)

۵۵

نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد
آخر کار کیا کہا قاصد

کوئی پہونچا نہ خط مرا اُس تک
میرے طالع ہین نارسا قاصد

سرنوشت زبون سے زر ہو خاک
راہ کھوئی نکر تو جا قاصد

گر پڑا خط تو تجھ پہ حرف نہین
یہ بھی میرا ہی تھا لکھا قاصد

یہ تو رونا ہمیشہ ہے مجھکو
پھر کبھو پھر کبھو بھلا قاصد

اب غرض خامشی ہی بہتر ہے
کیا کہون تجھسے ماجرا قاصد

شب کتابت کے وقت گریے مین
جو لکھا خط سو بہ گیا قاصد

کہنہ قصہ لکھا کرون تا کے
بھیجا کبتک کرون نیا قاصد

ہے طلسمات اوسکا کوچہ تو
جو گیا سو وہین رہا قاصد

یاد پرسے برات جسکا جواب
اوسکو گذرے ہین سالہا قاصد

نامہ میر کو اُڑاتا ہے
کاغذ باد گر گیا قاصد

ہون رہگذر مین سیر نقش پا ہی شتابہ
اوڑتی ہے خاک میری باد صبا شتابہ

طوف حرم مین بھی بھولا نہ تجھکو اے بت
آتا تھا یاد تو ہی میرا خدا ہے شتابہ

شرمندہ اجابت باطن مرا نہین ہے
وقت سحر ہے شاہد دست دعا ہے شتابہ

ساتھ ہو اِک بیکسی کے عالم ہستی کی بیچ
عرش تک ہی نمد پوشانِ الفت کا دماغ

تا زخواہ خون ہو میر اگو اسی بستی کی بیچ
اوج دولت کا ساہی یان فقر کی پستی کی بیچ

ہم سیہ کارون کا ہنسنا وہ ہی میخانے کی اور
آگئے ہین میر مسجد مین چلے مستی کے بیچ

ردیف حای حطی

ہونے لگا گذار غم یار بے طرح
اب کچھ طرح نہین ہے کہ ہم غمزدی ہون شاد

رہنے لگا ہے دلکو آزار بے طرح
کہنے لگا ہی منھ سے ستمگار بے طرح

جان بر تمھاری ہاتھ سے ہوگا نہ اب کوئی
فتنہ اوٹھیگا ورنہ نکل گھر سے تو شتاب

رکھنے لگے ہو ہاتھ مین تلوار بے طرح
بیٹھے ہین آکے طالب دیدار بیطرح

لوہو مین شور ہے دامان و جیب میر
بہرا ہے آج دیدۂ خونبار بے طرح

خاطر کرے ہی جمع وہ ہر بار ایک طرح
اور رقیب کو وہ کہن اب جو زبان مین

کرتا ہی چرخ مجھسے نیا یار ایک طرح
مارے گئے ہین سب یہ گنہگار ایک طرح

منظور اوسکو پردہ مین ہین بیحجابیان
سب طرح جین اوسکے اپنی نظر مین تھین کیا ہین

کس سے ہو دوچار وہ عیار ایک طرح
پر ہم بھی ہو گئے ہین گرفتار ایک طرح

ردیف دال مهمله

[illegible]

قطعه

[illegible]

واشد ہوئی دلکو فقیروں کے بھی ملے
کھلتی نہین گرہ یہ کسو کی دعا سے آج

جیتے ہین اختیار نہین ورنہ ہمنشین
ہم چاہتے ہین موت تو اپنی آج

ساقی ٹک ایک موسم گل کیطرف تو دیکھ
ٹپکا پڑے ہے رنگ چمن مین ہوا سے آج

تھا جی مین اس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر
پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج

ردیف جیم فارسی

کاش اٹھین ہم بھی گنہگارونکے بیچ
ہون جو رحمت کی سزاوارونکے بیچ

جی سدا ان ابرون ہی مین رہا
کی بسر ہم عمر تلوارون کے بیچ

چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر
منہ نظر آتا ہے دیوارونکے بیچ

ہین عناصر کی یہ صورت بازیان
شعبدے کیا کیا ہین ان چارونکے بیچ

جبسے نکلا ہے تو یہ جنبش حسن
پڑ گئی ہی دھوم بازارونکے بیچ

عاشقی و بیکسی و رفتگی
جی رہا کب ایسے آزارونکے بیچ

جو سرشک اوس ماہ بن جھمکے ہین شب
وہ چمک کاہیکو ہے تارونکے بیچ

اوسکے آتشناک رخسارون بغیر
لوٹے یون کتنک انگارونکے بیچ

بیٹھنا غیرون مین کب ہے ننگ یار
پھول گل بھی جاتی ہین خارونکے بیچ

قطعہ

پر زلفون مین منہ چھپا کے پوچھا
اب ہوئیگی میر کس قدر رات

جیتا ہو نہین ہو جسے آزار محبت
مایوس ہون نہین بھی کہ ہون بیمار محبت

امکان نہین جیتی جی ہو قید سے آزاد
مر جائیے تبھی چھوٹے گرفتار محبت

تقصیر نہ خوبانکی نہ جلاد کا کچھ جرم
تھا دشمن جانی مرا اقرار محبت

ہر جنس کے خوبان ملے بازار جہان مین
لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت

اس راز کو رکھ جی ہی مین تا جی بچے تیرا
زنہار جو کرتا ہو تو اظہار محبت

ہر نقش قدم تیرے سر بیچے ہین عاشق
ٹک سیر تو کر آج تو بازار محبت

کچھ مست ہین ہم دیدۂ پر خون جگر سے
آیا یہی ہے ساغر سرشار محبت

بیکار مزہ عشق مین تو روویسے ہرگز
یہ گریہ ہی ہے آب رخ کار محبت

مجھ سا ہی ہو مجنون سی یہ کب بانی ہے غافل
ہرگز نہین اے میر سزاوار محبت

جیسے ہے یاد رخ و زلف سیہ فام بہت
رونا آتا ہے مجھے ہر سحر و شام بہت

دست صیاد تلک بھی نہ مین پہنچا جیتا
بیقراری نے لیا مجھکو تہ دام بہت

ایک وحشتکدہ ہر گردش ساغر کہ کدام
سر چڑھی رہتی ہے یہ گردش ایام بہت

۵۱

آئے کنعان سے باد مصر لیے | نہ گئے تا بکلبۂ یعقوب

ین عصا شیخ یک قدم نہ رکھے | راہ چلتا نہین یہ خر بے چوب

اسیلے عشق مین سنے چھوڑا اتھا | تو بھی کہنے لگا بڑا کیا خوب

لی ہوئے تو لہو پیا ہون مین | محتسب آنکھون پر ہے کچھ آشوب

میر شاعر بھی روز کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

ردیف تا

ر دو نا نہ ملون یار سے یا شب ہو ملاقات | کیا فکر کر دین کسو ڈھب ہو ملاقات

ی بخت کی یاری ہو نہ کچھ جذب ہے کامل | وہ آپ ہی ملی تو ملے پھر جب ہو ملاقات

دور ہین کردن نالہ و فریاد کہا تنک | یکبار تو اُس شوخ سے یارب ہو ملاقات

جاتی ہے غشی بھی کبھو آتی ہین بخود بھی | کچھ لطف اوٹھو یاری اگر اب ہو ملاقات

وحشت ہے بہت میر کو مل آیئے چل کر
کیا جانیے پھر پانسے گئے کب ہو ملاقات

سب ہوئی نادم پئی تدبیر ہو جانان سمیت | تیر تو نکلا مری سینے سے لیکن جان سمیت

تنگ ہو جاویگا عرصہ خفتگان خاک پر | گر ہمین نہ پر زمین سونیا دل نالان سمیت

اب وہ نہین کہ آنکھین تھین پر آب روز و شب ‖ ٹپکا کرے ہے آنکھوں سے خوناب روز و شب

اک وقت رونیکا تھا ہمین بھی خیال سا ‖ آتے تھے آنکھوں سے چلے سیلاب روز و شب

اوسکے لیئے نہ پھرتے تھے ہم خاک چھانتے ‖ رہتا تھا پاس وہ دُر نایاب روز و شب

قدرت تو دیکھ عشق کی مجھسے ضعیف کو ‖ رکھتا ہے شاد بے خور و بیخواب روز و شب

سجدہ اُس آستانکا نہین یون ہوا نصیب ‖ رگڑا ہے سر میانہ محراب روز و شب

اب سم ربط اوٹھ ہی گئی ورنہ پیش ازین ‖ بیٹھے ہی رہتے تھے بہم احباب روز و شب

دل کسکے رو دموسے لگایا ہے میر نے ‖ پاتے ہین اُس جوان کو بیتاب روز و شب

رو یا کیے ہین غم سے ترے ہم تمام شب ‖ پڑتی رہی ہے روز سے شبنم تمام شب

رکنے سے دلکے آج بچا ہون تو اب جیا ‖ چھاتی ہی مین رہا ہے مرا دم تمام شب

یہ اتصال اشک جگر سوز کا کہان ‖ روتی ہے یون تو شمع بھی کم کم تمام شب

قطعہ

گذرا کسی جہانمین خوشی سے تمام دن ‖ کسکی گئی زمانہ مین بیغم تمام شب

شکوہ عبث ہے میر کہ کڑھتے ہین سارے دن ‖ یا دل کا حال رہتا ہے درہم تمام شب

سب گئے ہوش و صبر و تاب و تواں | دل سے ایک داغ ہی جدا نہوا
ظلم و جور و جفا ستم بیداد | عشق میں تیرے ہم پہ کیا نہوا
ہم تو ناکام ہی جہان میں رہے | یاں کبھی اپنا مدعا نہوا

میر افسوس وہ کہ جو کوئی
اوسکے دروازے کا گدا نہوا

یار عجب طرح نگہ کر گیا | دیکھنا وہ دل میں جگہ کر گیا
تنگ قبائی کا سماں یار کی | پیرہن غنچہ کو تہ کر گیا
جاتا ہو اس بزم سے آیا تو کیا | کوئی گھڑی گو کہ تو رہ کر گیا

وصف خط و خال میں خوبان کے میر
نامۂ اعمال سیہ کر گیا

آہ سحر نے سوزش دل کو مٹا دیا | اس باؤ نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا
سمجھی نہ باد صبح کہ آکر اوٹھا دیا | اس فتنۂ زمانے کو ناحق جگا دیا
پوشیدہ راز عشق چلا جائے تھا سو آج | بیطاقتی نے دل کی وہ پردہ اوٹھا دیا
اس موج خیز دہر میں ہم کو قضا نے آہ | پانی کے بلبلے کی طرح سے مٹا دیا
تھی آگ اوسکی تیغ کی ہم کو سو عشق نے | دونوں کو معرکے میں گلے سے ملا دیا

کلیات میر ۴۹

[illegible] عشق کا پوچھا جو میں نے [illegible] اوڑا دیا
[illegible] غبار ایک صبا نے [illegible] پانی ہوا [illegible]
[illegible] عشق نے [illegible] قضا نے دلا دیا
[illegible] عشق نے [illegible]

جب تو تیغ کھینچی تھی پڑی جلا سے ہم
شب بھی ایک دم میں تماشا دکھا دیا

ردیف بائے موحدہ

[illegible] ہم سے وعدہ ملنے کا یار اب
[illegible]

[illegible]

کہان تھا تو اسطور آئینے سے میرے
گلی مین ترے کل تماشا ہوا تھا

گریبان سے تب ہاتھ اوٹھایا تھا مین نے
مرے اور دامانِ صحرا ہوا تھا

زہے طالع اے میر اون نے یہ پوچھا
کہان تھا تو ابتک تجھے کیا ہوا تھا

آ گئی ہین دلِ حیران دغا کو سونپا
مین نے یہ غنچۂ تصویر صبا کو سونپا

تیری کوچے مین مری خاک بھی پامال ہوئی
تھا بیدرد مجھے جن نے وفا کو سونپا

اب تو جاتا ہی ہے کعبے کو تو بتخانے سے
جلد پھر پہونچیو اے میر خدا کو سونپا

گلہ نہین ہے ہمین اپنی جان گدازی کا
جگر یہ زخم ہوا اوسکی زبان درازی کا

سمندِ ناز نے اوسکی جہان کیا پامال
وہی ہو اب بھی اُسے شوق ترکتازی کا

ستم ہین قہر ہین لونڈے شراب خانے کے
اتار لیتے ہین عمامہ ہر نمازی کا

الٹ پلٹ مری آہ سحر کی کیا ہے کم
اگر خیال تمھین ہووے نیزہ بازی کا

بتاؤ ہمسے کوئی آن تمسے کیا بگڑی
نہین ہے تم کو سلیقہ زمانہ سازی کا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے وانکی بے نیازی کا

چلو ہو راہ موافق کہے مخالف کی
طریق چھوڑ دیا ہمنے دل نوازی کا

[illegible]

۷۴

[illegible]

قطعہ

ہو گیا دل مرا تبرک جب	درد نے قطعہ پیام کیا
دتی کے کج کلاہ لڑکون نے	کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہین آتا	ٹوپی والون نے قتل عام کیا

عشق خوبان کو میر مین اپنا
قبلہ و کعبہ و امام کیا

رات پیاسا تھا میرے لوہو کا	ہون دوانہ ترے سگ کو کا
شعلۂ آہ جون تون اب مجھکو	فکر ہے اپنے ہر بن مو کا
ہے مرے یار کے مسون کا رشک	کشتہ ہون سبزہ لب جو کا
بوسہ دینا مجھے نہ کر موقوف	ہے وظیفہ یہی دعاگو کا
شور قلقل کی ہوتی تھی مانع	ریش قاضی پہ رات مین تھوکا
عطر آگین ہے باد صبح مگر	کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا
ایک دو ہو تو سحر چشم کہون	کارخانہ ہے وان تو جادو کا

قطعہ

میر ہر چند مین نے چاہا لیک	نہ چھپا عشق طفل بدخو کا

[illegible]

قرار ٹھہرا وڑ گیا جسوقت سنگ محتسب آگے
ہوا مین ہوت سے سچا رہا اے شوخ تو جھوٹا

تمک مرا وعدہ ہی پہونچا تیرے آنیکے وعدے
بغل سے گر پڑا مینا و ساغر چور ہو پھوٹا

کف جانان سے کیا امکان ہائی میر کوئی ہو
اچنبھا ہی جو اوسکے ہاتھ سے رنگ حنا چھوٹا

برقع اٹھا تھا رخ سے مرے بدگمان کا
دیکھا تو اور رنگ ہو سارے جہان کا

مت مانیو کہ ہوگا یہ بیدرد اہل دین
گر آوے شیخ پہن کے جامہ قرآن کا

خوبی کو اوسکے چہرے کی کیا پہونچے آفتاب
ہے اسمین اوس مین فرق زمین آسمان کا

آبلہ ہو وے جو ہو وے خریدار گرگ خان
اس سودے مین صریح ہے نقصان جان کا

کچھ اور گاتے ہین جو رقیب اوسکے روبرو
دشمن ہین میری جان کے یہ جی ہے تان کا

تسکین اوسکی تب ہوئی جب مجھ چپ لگی
مت پوچھ کچھ سلوک مری بد زبان کا

قطعہ

یان بلبل اور گل پہ تو عبرت سے آنکھ کھول
گلگشت سرسری نہین اہل گلستان کا

گل یادگار چہرۂ خوبان ہے بے خبر
مرغ چمن نشان ہے کسو خوش زبان کا

تو برسو نہین کہے ہے ملونگا مین میر سے
یان کچھ کا کچھ ہے حال ابھی اوس جوان کا

غلط ہو عشق مین ای بوالہوس اندیشہ راحت کا
رواج اس ملک مین ہے درد و داغ و رنج و کلفت کا

زمین یک صفحہ تصویر بیہوشان ما نا ہی سے
یہ مجلس جب سے ہو اچھا نہین کچھ رنگ صحبت کا

جہان جلوے سے اس محبوب کے یکسر لبالب ہے
نظر پیدا کر اول پھر تماشا دیکھ قدرت کا

ہنوز آوارۂ لیلی ہے جان فتنہ مجنون کی
موئے پر بھی رہا ہوتا نہین وابستہ الفت کا

حریف بیجگر ہے صبر ورنہ کل کی صحبت مین
نیاز و ناز کا جھگڑا گرو تھا ایک جرات کا

نگاہ یاس بھی اس صید افگن پر غنیمت ہے
نہایت تنگ ہے ای صید بسمل وقت فرصت کا

خرابی دلکی اس حد ہو کہ یہ سمجھا نہین جاتا
کہ آبادی بھی یان تھی یا کہ ویرانہ تھا مدت کا

نگاہ مست نے ساقی کے لٹائی خانقہ ساری
پڑا ہو بر ہم اب تک کارخانہ زہد و طاعت کا

قدم ٹک دیکھ کر رکھ میر سر دل سے نکالیگا
پلک سے شوخ تر کانٹا ہے صحرائے محبت کا

جو اس شور سے میر روتا رہے گا
تو ہمسایہ کا ہے کو سوتا رہے گا

مین وہ رونیوالا جہان سے چلا ہون
جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح
تو کبتک مرے منہ کو دھوتا رہیگا

بس اے گریہ آنکھین تری کیا نہین ہین
کہان تک جہان کو ڈبوتا رہے گا

مرے دل نے وہ نالہ پیدا کیا ہے
جرس کے بھی جو ہوش کھوتا رہے گا

سر سبز ملک ہند مین ایسا ہوا کہ میر
یہ ریختہ لکھا ہوا تیرا دکن گیا

لخت جگر تو اپنے یک لخت رو چکا تھا
اشک فقط کا چمکا آنکھون سے لگ رہا تھا

دامن مین آج دیکھا پھر لخت مین سے آیا
ٹکڑا کوئی جگر کا پلکو ںمین رہ گیا تھا

اس قید جیب سے مین چھوٹا جنون کی دولت
ورنہ گلا یہ میرا جون طوق مین پھنسا تھا

منت نمک کی خاطر اسواسطے ہون حیران
گل زخم دل نہایت دلکو مرے لگا تھا

اے گرد باد مت دے ہر آن عرض وحشت
مین بھی کسو زمانے مین اسکام مین بلا تھا

بن کچھ کہے سنا ہے عالم سے مین نے کیا کیا
پر تو نے یہ نجانا اے بیوفا کہ کیا تھا

روتی ہے شمع اتنا ہر شب کہ کچھ نہ پوچھو
مین سوز دل کو اپنے مجلس مین کیون کہا تھا

قطعہ

سر مار کر ہوا تھا مین خاک اس گلی مین
سینے پہ مجکو اسکا مذکور نقش پا تھا

سو بخت تیرہ سے ہون پامال یے صبا مین
اس دن کے واسطے کیا خاک مین ملا تھا

قطعہ

یہ سرگذشت میری افسانہ جو ہوئی ہے
مذکور اسکا اسکے کوچے مین جابجا تھا

سنکر کسی نے وہ بھی کہنے لگا تھا کچھ کچھ
بیدرد کتنے بولے ہان اسکو کیا ہوا تھا

کھلا نشے میں جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا

کیا دن تھے جب کہ یاں بھی دل آرمیدہ تھا | رو آشیاں طائر رنگ پریدہ تھا
قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا | بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا
اک وقت ہم کو تھا سر گریہ دشت میں | جو خار خشک تھا سو وہ طوفاں رسیدہ تھا
جس صیدگاہ عشق میں یاروں کا جی گیا | مرگ اُس شکارگہ کا شکار رمیدہ تھا
مت پوچھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی | ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا
حاصل نپوچھ گلشن مشہد کا بوالہوس | یہاں پھل ہر اک درخت کا حلق بریدہ تھا

دل بیقرار گریۂ خونیں تھا رات میر
آیا نظر تو بسمل در خون طپیدہ تھا

کثرت داغ سے دل رشک گلستاں نہوا | میر دلخواہ جو کچھ تھا وہ کبھو یاں نہوا
جی تو ایسے کئی صدقے کئے تجھ پر لیکن | حیف یہ ہے کہ ٹک تو بھی پشیماں نہوا
آدمی کب کے کہ سرمایۂ دو زخ نہوئے | کون سا اشک مرا منبع طوفاں نہوا

قطعہ

گو توجہ سے زمانے کی جہاں میں مجھکو | جاہ و ثروت کا میسر سر و ساماں نہوا

دھوپ مین جلتی ہین غریب الوطنی کی لاشین
ابر نے کوچے مین مگر سایۂ دیوار نہ تھا

صد گلستان تہ یک بال تھی اوسکی صحبت
طائر جان قفس تن کا گرفتار نہ تھا

حیف سمجھا ہو نہ وہ قابل دان ورنہ
بے گنہ مارنے قابل یہ گنہگار نہ تھا

عشق کا جذب ہوا باعث سودا ورنہ
یوسف مصر زلیخا کا خریدار نہ تھا

نرم تر موم سے بھی ہم کو کوئی دیتی قضا
سنگ چھاتی کا تو یہ دل ہمین درکار نہ تھا

رات حیران ہون کچھ جب ہی مجھو تک گئی میر
درد پنہان تھے بہت پر لب اظہار نہ تھا

جی اپنا مین کیے تیرے لیے خوار ہو دیا
آخر کو جستجو نے تری مجھکو کھو دیا

بیطاقتی سکون نہین رکھتی ہے ہمنشین
رفتہ نے ہر گھڑی کے مجھے تو ڈ [illegible]

ای ابر اس چمن مین نہو گا گل امید
یان تخم یاس اتنک مین بھر کے ڈبو دیا

پوچھا جو مین نے درد محبت کے میر کو
رکھ ہاتھ اون نے دلپہ ٹک اک اپنے رو دیا

خط منہ پہ آئے جانان خوبی یہ جان دیگا
ناچار عاشقون کو رخصت کے پان دیگا

سارے رئیس اعضا ہین معرض تلف مین
یہ عشق ہمچا با کس کو امان دیگا

پائے پر آبلہ سے مین گم شدہ گیا ہون
ہر خار بادیے کا میرا نشان دیگا

ایسی ہیبت بے مہر سے ملتا ہے کوئی
دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا

دل جو زیر غبار اکثر تھا
کچھ مزاج اندنون مکدر تھا

اوس پہ تکیہ کیا تو تھا تسکین
رات دن ہم تھے اور بستر تھا

سرسری تم جہان سے گذرے
ورنہ ہر جا جہانِ دیگر تھا

دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم
یہ ہمارا ابھی ناز پرور تھا

بعد ایک عمر جو ہوا معلوم
دل اوس آئینہ رو کا پتھر تھا

بار سجدہ ادا کیا تہ تیغ
کب سے یہ بوجھ میرے سر پر تھا

کیون نہ ابر سیہ سفید ہوا
جب تلک عہد دیدہ تر تھا

اب خرابا ہوا جہان آباد
ورنہ ہر یک قدم پہ یان گھر تھا

قطعہ

بے زری کا نہ کر گلہ غافل
رہ تسلی کہ یون مقدر تھا

اتنے منعم جہان مین گذرے
وقت رحلت کے کس کنے زر تھا

صاحب جاہ و شوکتِ اقبال
اِک از انجملہ اب سکندر تھا

تھی یہ سب کائنات زیر نگین
ساتھ مور و ملخ سا لشکر تھا

لعل و یاقوت ہم زر و گوہر

یک قطرہ خون یہ دل طوفان ہے ہمارا

آدم خاکی سے عالم کو جلا ہے ورنہ
آئینہ تھا یہ ولے قابل دیدار نہ تھا

دھوپ

مطلق نہ اعتنا کی احوال پر ہمارے
نامے کا نامے پیچ و تاب نکلا
شان تغافل اپنی تو خط کی کیجیئن ہم
قاصد ولے نہ اسکے منہ سے جواب نکلا
کس کس کی گوشہ گیری تھی میر دو سجدے
محراب میں کہ زاہد مست و خراب نکلا

دامان کوہ میں جو میں دہاڑ مار رویا
اک ابر وان سے اوٹھ کے بے اختیار رویا

چوری میں دل کے وہ ہنر کر گیا	دیکھتے آنکھوں میں گھر کر گیا
دیر میں میں خاک بسر ہی رہا	عمر کو اس طور بسر کر گیا
دل نہیں ہے منزل سینہ میں اب	یہاں سے وہ بیچارہ سفر کر گیا
حیف جو وہ نسخۂ دل کے اوپر	سرسری سے ایک نظر کر گیا
کسکو مرے حال سے تھی آگہی	نالۂ شب سب کو خبر کر گیا
گو نہ چلا نامزہ تیر نگاہ	اپنے جگر سے تو گذر کر گیا

مجلس آفاق میں پروانہ سان
میر بھی شام اپنی سحر کر گیا

وہاں وہ تو گھر سے اپنے پیکر شراب نکلا	یہاں شرم سے عرق میں ڈوب آفتاب نکلا
آیا جو واقعے میں درپیش عالم مرگ	یہ جاگنا ہمارا دیکھا تو خواب نکلا
دیکھا جو اوڑ کے گلشن میں ہم تو آخر	گل کا وہ روی خندان چشم پرآب نکلا
پردے ہی میں چلا جا خورشید تو ہے بہتر	اک حشر ہے جو گھر سے وہ بیحجاب نکلا
کچھ دیر ہی لگے نہ دل کو تو تیر لگتے	اس صید ناتوان کا کیا جی شتاب نکلا
ہر حرف غم نے میری مجلس کے تئین رولایا	گویا غبار دل کا پڑھتا کتاب نکلا
روی عرق فشانکو مت پونچھ گرم مت ہو	اس گل میں کیا رہیگا جسکا گلاب نکلا

ردیف ن

۳۹

دشمن نہ کدورت سے مری سامنے جو ہو
تلوار سے لڑکے مرے کیجو حوالا

ناموس مجھو صافی طینت کی ہو ورنہ
رستم نے مرے تیغ کا حملہ نہ سنبھالا

دیکھے ہو نے مجھے دیدۂ پرخشم سے وہ میر
میرے ہی نصیبوں میں تھا یہ زہر کا پیالا

پل میں جہان کو دیکھتے میرے ڈبو چکا
اک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان رو چکا

افسوس میرے مردے پر اتنا نکر کہ اب
پچھتانا یون ہی سا ہی جو ہونا تھا ہو چکا

لگتی نہیں پلک سے پلک انتظار میں
آنکھیں اگر یہی ہیں تو پھر نیند سو چکا

یک چشمک پیالہ ہے ساقی بہار عمر
جھپکی لگی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا

ممکن نہیں کہ گل کرے ویسی شگفتگی
اس سرزمین میں تخم محبت میں بو چکا

پایا نہ دل بہایا ہوا سیل اشک کا
میں پنجۂ مژہ سے سمندر بلو چکا

ہر صبح حادثے سے یہ کہتا ہے آسمان
دے جام خون میر کو گر منھ وہ دھو چکا

دیر و حرم سے گذرے اب دل ہے گھر ہمارا
ہے ختم اس آبلے پر سیر و سفر ہمارا

پلکوں سے تیری ہم کو کیا چشم داشت یہ تھی
ان برچھیوں نے بانٹا باہم جگر ہمارا

دنیا و دین کی جانب میلان ہو تو کہیے
کیا جانیے کہ اس بن دل ہے کدھر ہمارا

لبریز شکوہ تھے ہم لیکن حضور تیرے
لے چشم نم رسیدہ پانی جوانی کوئی
یہ بخت سبزہ دیکھو باغ زمانہ مین ہے

کار شکایت اپنا گفتار تک نہ پہونچا
وقت اخیر اوسکے بیمار تک نہ پہونچا
پژمردہ گل بھی اپنی دستار تک نہ پہونچا

قطعہ

مستوری عبروئی دونون جمع ہو دین
یوسف سے لیکے تا گل پھر گل سے لیکے تا شمع

خوبی کا کام کسکی اظہار تک نہ پہونچا
یہ حسن کسکو لیکر بازار تک نہ پہونچا

افسوس میر ڈے جو ہوئے شہید آئے
پھر کام انکا اوسکی تلوار تک نہ پہونچا

اوسکا خیال چشم سے شب خواب لے گیا
کن نیند دن اتنو سوتی ہی چشم گریہ ناک
آوے جو بیخانہ مصطبع مین تعسن لوکہ رہ
سے نول رہا بجا ہی صبر و حواس ہوش
میری حضور شمع نے گریہ جو سر کیا
احوال اسکا شکار زبون ہی جارہ حرم

قسمے کہ عشق جی سے مری تاب لے گیا
مژگان تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا
واعظ کو ایک جام مے ناب لے گیا
آیا جو سیل عشق سب اسباب لے گیا
رویا مین اسقدر کہ مجھے آب لے گیا
جس ناتوان کو مفت نہ قصاب لے گیا

منہ کی جھلک سے یار کے بے ہوش ہوگئے

پند گودون نے بہت سینے کی تدبیریں کہیں / آہ تا اب بھی نہ نکلا یہ گریبان یکجا

تیرا کوچہ ہے ستمگار وہ کافر جاگہ / کہ جہان مارے گئے کتنے مسلمان یکجا

سر سو باندھا ہے کفن عشق میں تیرے یعنی / جمع ہمنے بھی کیا ہے سر و سامان یکجا

کیونکہ پڑتی ہے ترے پاؤن نسیم سحری / اوسکو جیسے صد گنج شہیدان یکجا

تو بھی رونیکو ملا دل ہے ہمارا بھی بھرا / ہو جی ہی لبریا یا نہیں گریبان یکجا

بیٹھ کر میر جہان خوب نہ رویا ہووے / ایسا کوچہ نہیں ہے تیرا ہی جانا یک جا

فلک کا منہ نہیں اس فتنہ کے اوٹھانیکا / ستم شریک ترا آمار ہے زمانے کا

ہماری ضعف کی حالت سے دل قوی رکھیو / کہیں خیال نہیں یہان بحال آنیکا

ترے ہی راہ میں مارے گئے سبھی آخر / سفر تو ہم کو بھی درپیش جیسے جانیکا

بسان شمع جو مجلس سے ہم گئے تو گئے / سراغ کیجو نہ پھر تو نشان پانیکا

چمن میں دیکھ نہیں سکتے تنک کہ چھبتا ہے / جگر میں برق کے کانٹا مجھ آشیانیکا

تنک آ تو تا سر بالین نہ کر تعلل کیا / تجھے بھی شوخ یہی وقت ہے بہانیکا

قطعہ

سرہانے ترا ہاتھ جن نے دیکھا زخم / شہید ہو نہیں تری زنغ کے لگانیکا

دکانین حسن کی آگے تری تختہ ہوئی ہونگی | جو تو بازار مین ہوگا تو یوسف کب بکا ہوگا
معیشت ہم فقیرون کی سی اخوان زمان سے کر | کوئی گالی بھی دے تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہوگا
خیال اس بیوفا کا ہمنشین اتنا نہین اچھا | گمان رکھتے تھے ہم بھی یہ کہ ہم سے آشنا ہوگا
قیامت کر کے اب تعبیر جسکو کرتی ہے خلقت | وہ اس کوچے مین ایک آشوب سا شاید ہوا ہوگا
عجب کیا ہے ہلاک عشق مین فرہاد و مجنون کے | محبت روگ ہے کوئی کہ کم اس سے جیا ہوگا
ہو کیون غیرت گلزار وہ کوچہ خدا جانے | لہو اس خاک پر کن کن عزیزون کا گرا ہوگا
بہت ہمسائے اس گلشن کے زنجیری رہا ہو نہین | کبھو تمنے بھی یہ شور نالون کا سنا ہوگا
نہین جز عرش جاگہ راہ مین لینے کو دم اسکی | قفس سے تن کے مرغ روح میر جب رہا ہوگا

کہین ہین میر کو مارا گیا شب اوسکے کوچے مین
کہین وحشت مین شاید بیٹھے بیٹھے اوٹھ گیا ہوگا

یان نام یار کس کا ورد زبان نہ پایا | پر مطلقاً کہین ہم اسکا نشان نہ پایا
وضع گزیدہ اسکی رکھتی ہے داغ سب کو | ینوتا کسو سے ہم وہ ابرو کمان نہ پایا
پایا نہ یون کہ کرے اوسکی طرف اشارہ | یون تو جہان مین ہمنے اوسکو کہان نہ پایا
یہ دل کہ خون ہووے بر جاتا تھا وگرنہ | وہ کونسی جگہ تھی اوسکو جہان نہ پایا
فتنے کہ گرچہ باعث آفاق مین وہی تھے | لیکن کمر کو اوسکی ہم درمیان نہ پایا

بار ہا گورِ دل جھکا لایا
اب کی شرطِ وفا بجا لایا

قدر رکھی نہتی متاعِ دل
سارے عالم مین مین دکھا لایا

دل کہ یک قطرہ خون نہین ہے بیش
ایک عالم کی سر بلا لایا

سب پہ جس بار نے گرانی کی
اوسکو یہ ناتوان اوٹھا لایا

دل مجھے اس گلی مین لیجا کر
اور بھی خاک مین ملا لایا

ابتدا ہی مین مرگئے سب یار
عشق کی کون انتہا لایا

اب تو جاتے ہین بتکدے سے میر
پھر ملین گے اگر خدا لایا

۳۵

کیا عجب پل مین اگر ترک ہو اس جا کا
ہو جو رحمی کسو برہم زدن مژگان کا

اوٹھتے پلکوں کے گری پڑتے ہین لاکھون آنسو
ڈول ڈالا ہے مری آنکھوں نے اک طوفان کا

جلوۂ ماہ نہ ابر تنک بھول گیا
ان نے سوتے مین ڈپٹے سے جو منھ کو ڈھانکا

لہو لگتا ہے ٹپکنے جو پلک مارون ہون
اب تو یہ رنگ ہے اس دیدۂ اشک افشان کا

اوٹھ گیا ایک تو اک مرنے کو آ بیٹھے ہے
قاعدہ ہے یہی مدت سے ہمارے یان کا

کار اسلام ہے مشکل ترے خال و خط سے
رہزن دین ہے کوئی دزد کوئی ایمان کا

چارۂ عشق بجز مرگ نہین کچھ اے میر

غافل نہ رہیو ہرگز نادان داغ دل سے — بھڑکے گا جب یہ شعلہ تب گھر جلا رہیگا
مرنے پر اپنے مت جا سالک طلب مین اُسکے — گو سر کو کھو رہیگا پر اوسکو پا رہیگا
عمر عزیز ساری دل ہی کے غم مین گذری — بیمار عاشقی یہ کس دن بھلا رہیگا
دیدار کا تو وعدہ محشر مین دیکھکر کے — بیمار غم مین تیری تب تک تو کیا رہیگا

کیا ہے جو اوٹھ گیا ہے پر بستہ وفا ہے
قید حیات مین ہے تو میر آ رہیگا

جو یہ دل ہے کیا سر انجام ہوگا — تہ خاک بھی خاک آرام ہوگا
مرا جی تو آنکھون مین آیا یہ سنتے — کہ دیدار بھی ایک دن عام ہوگا
نہ ہوگا وہ دیکھا جسے کبک تو نے — وہ اک باغ کا سرو اندام ہوگا
نہ نکلا کر اتنا بھی بے پردہ گھر سے — بہت اسمین ظالم تو بدنام ہوگا
ہزارون کی یان لگ گئین چھت سے آنکھین — تو اے ماہ کس شب لب بام ہوگا

جگر چاکی ناکامی دنیا ہے آخر
نہین آتے جو میر کچھ کام ہوگا

خواب مین تو نظر جمال پڑا — پر مرے جی ہی کے جنجال پڑا
وہ نہانے لگا تو سایۂ زلف — بحر مین تو کہے کہ جال پڑا

[illegible]

لکنت تری زبان کی سحر جس سے شوخ	یک حرف نیم گفتہ نے دل پر اثر کیا

بے شرم محض ہے وہ گنہگار جن نے میر
ابرِ کرم کے سامنے دامانِ تر کیا

ناکسی سے پاس میرے یار کا آنا گیا	بس گیا میں جان سو اب اُس سے یہ جانا گیا
کچھ نہ دیکھا پھر بجز یک شعلۂ پر پیچ و تاب	شمع تک ہمنے تو دیکھا تھا کہ پروانا گیا
ایک ہی چشمک تھی فرصتِ احباب کی	دیدۂ تر ساتھ لی مجلس سے پیمانا گیا
گل کھلے صد رنگ تو کیا بے پری رویے ای نسیم	مدتیں گذریں کہ وہ گلزار کا جانا گیا

دور تجھسے میر نے ایسا تعب کھینچا کہ شوخ
کل جو میں دیکھا اسے مطلق نہ پہچانا گیا

ہاتھ سے تیرے اگر میں ناتوان مارا گیا	سب کہینگے یہ کہ کیا اک جانسے مارا گیا
ایک نگہ سے بیش کچھ نقصان نہ آیا اسکے تئین	اور میں بیچارہ تو اے مہربان مارا گیا
وصل و ہجران ہی جو دو منزل ہیں راہِ عشق کے	دل غریب ان میں خدا جانے کہاں مارا گیا
دل نے سر کھینچا دیارِ عشق میں اے بوالہوس	وہ سراپا آرزو آخر جوان مارا گیا

کب نیاز عشق ناز حسن سے کھینچے ہے ہاتھ
آخر آخر میر سر بر آستان مارا گیا

[illegible]

ہوش جاتا نہیں رہا لیکن
جب وہ آتا ہے تب نہیں آتا

صبر تھا ایک مونسِ ہجران
سو وہ مدت سے اب نہیں آتا

دل سے رخصت ہوئی کوئی خواہش
گریہ کچھ بے سبب نہیں آتا

قطعہ

عشق کو حوصلہ ہے شرط ارنہ
بات کا کس کو ڈھب نہیں آتا

جی میں کیا کیا ہے اپنے اے ہمدم
پر سخن تا بہ لب نہیں آتا

دور بیٹھا غبارِ میر اس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

[illegible]

غافل

اگر دیوانہ تھا گل بھی کسو کا	کہ پیراہن میں سو جا گہ رفو تھا
کہیں کیا بال تیرے کھل گئے تھے	کہ جھوکا باؤ کا کچھ مشک بو تھا

ندیکھا میر آوارہ کو لیکن
غبار اک ناتوان سا کو بکو تھا

راہ دور عشق میں روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا
قافلے میں صبح کے اک شور ہے	یعنی غافل ہم چلے سوتا ہے کیا
سبز ہوتی ہی نہیں یہ سرزمین	تخم خواہش دل میں تو بوتا ہے کیا
یہ نشان عشق ہیں جاتے نہیں	داغ چھاتی کے عبث دھوتا ہے کیا

غیرت یوسف ہے یہ وقت عزیز
میر اوسکو رایگان کھوتا ہے کیا

رونا تک اک تھما تو غم بیکران بہا	دس دن رہو جہاں نہیں ہم بدھا وہاں
پہلو میں اک گرہ سے نہ خاک سا تھا ہے	شاید کہ مر گئے پہ بھی خاطر میں کچھ ہا
آنکھوں نے رازداری محبت کی خوب کی	آنسو جو آتے آتے رہے تو لہو بہا
آئے تھے ایک امید پہ تیری گلی میں ہم	سو آہ اس طرح چلے لو ہو میں نہا

کسی کسی طرح سے میر نے کاٹا ہے عمر کو

ردیف ی ۲۲

آج رہتی نہین خامہ کی زبان رکھیے معاف
حرف کا طوق بھی جو میر گھٹا یا نہ گیا

گلی مین اوسکی سے جو بو آئی تو آیا نہ گیا
ہمکو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا

آہ جو نکلی مری منہ سے تو افلاک کی پاس
اوسکی آشوب کے عہد بسے بر آیا نہ گیا

گل نے ہر چند کہا باغ مین رہ پر اس بن
جی جو اوچٹا تو کسیطرح لگایا نہ گیا

سر نشین بہ میخانہ ہون مین کیا جانون
رسم مسجد کے تئین شیخ کہ آیا نہ گیا

حیف ہے جنکی وہ اسوقت نہین پہنچا جسوقت
ان کہی حال اشارونسے بتایا نہ گیا

خطر راہ محبت کہین جو حرف سے
جس سے اوسطرف کو قاصد بھی چلایا نہ گیا

خوف آشوب سے غوغاء قیامت کیلیے
خون خوابیدۂ عشاق جگایا نہ گیا

میر مست عذر گریبان کے پھٹے رہنے کا کر
زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

ادھر آکر شکار افگن ہمارا
مشبک کر گیا ہے تن ہمارا

گریبان سے رہا کوتہ تو پھر ہی
ہمارے ہاتھ مین دامن ہمارا

گئی جون شمع اس مجلس مین جلتے
سبھون پر حال ہے روشن ہمارا

بلا جس چشم کو کہتے ہین مردم
وہ ہے عین بلا مسکن ہمارا

نمود کر کے وہین بحرِ غم مین بیٹھ گیا
کہے تو میر بھی اک بلبلا تھا پانی کا

ہوا ہین سجدہ مین پر نقش میرا یار رہا ۔۔۔ اُس آستان پہ مری خاک سی غبار ر...
جنون مین اکی مجھے اپنے دل کا غم ہی یہ حیف ۔۔۔ خبر لی جبکہ نہ جامے مین ایک تار ر...
بشر ہو وہ پہ کھلا جیسے اُسکا دام زلف ۔۔۔ سر رہ اُسکی فرشتے ہی کا شکار ر...
کبھو نہ آنکھون مین آیا وہ شوخ خواب کیطرح ۔۔۔ تمام عمر ہمین اُس کا انتظار ر...
شرابِ عیش میسر ہوئی ہے جسے یکشب ۔۔۔ پھر اوسکو روز قیامت تلک خمار ر...

قطعہ

بتان کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا ۔۔۔ وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار ر...
وہ دل کہ شام و سحر جیسے پکا پھوڑا تھا ۔۔۔ وہ دل کہ جسے ہمیشہ جگر فگار ر...
تمام عمر گئی اسپہ ہاتھ رکھتے ہمین ۔۔۔ وہ دردناک علی الرغم بیقرار رہا
ستم مین غم مین سر انجام اُسکا کیا کہیے ۔۔۔ ہزارون حسرتین تھین تسپہ جیسکو مار ر...
بہا تو خون ہو آنکھونکی راہ بہ نکلا ۔۔۔ رہا جو سینۂ سوزان مین داغدار ر...
سو اوسکو ہمسے فراموش کارون لیگئے ۔۔۔ کہ اس سے قطرۂ خون بھی نہ یادگار ر...

گلی مین اُسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر

وہ دن گئے کہ آنکھیں دریا سی بہتیاں تھیں	سوکھا پڑا ہے اب تو مدت سے یہ دو آبا
باہم ہوا کریں ہیں دن رات نیچے اوپر	یہ نرم شانے لونڈے ہیں مخمل دو خابا
ان صحبتوں میں آخر جانیں ہی جاتیاں ہیں	نے عشق کو ہے صرفہ نے حسن کو محابا
ہر چند ناتواں ہیں پر آ گیا جو جی میں	دینگے ملا زمیں سے تیر افلاک قلابا
منہ دھوتے وقت اسکے اگر تو کھائی دیکھے	خورشید سے رہا ہے اک روز آفتابا
اب شہر ہر طرف سے میدان ہو گیا ہے	پھیلا تھا اس طرح کا ہیکو یہاں خرابا

دل تفتگی کی اپنی ہجراں میں شرح کیا دوں
چھاتی تو میر میری جل کر ہوئی ہے تابا

دکھ اب فراق کا ہمسے سہا نہیں جاتا	پھر اس پہ ظلم یہ ہے کچھ کہا نہیں جاتا
ہوئی ہے اتنی تری عکس زلف کی حیران	کہ موج بحر سے مطلق بہا نہیں جاتا
نہیں گذرتی گھڑی کوئی مجھ خراب کی آہ	کہ جسمیں غم سے ترے جی ڈہا نہیں جاتا
ستم کچھ آج گلی میں ترے نہیں مجھپر	کہ آپ کو خونمیں میں یاں نہیں نہا جاتا

خراب مجکو کیا اضطراب دل نے میر
کہ ٹک بھی اس کنج اس بن رہا نہیں جاتا

سمجھے تھے میر ہم کہ ناسور کم ہوا	پھر اند نو نمیں دیدۂ خونبار نم ہوا

سوراخ ہے سینے مین ہر اک شخص کے تجھسے
اس دل کے تراتیر نگہ پار نہ پایا

مربوط ہین تجھسے بھی یہی ناکس و نااہل
اس باغ مین ہمنے گل بیجا رنہ پایا

دم بعد جنون مجھ مین نہ محسوس تھا یعنے
جامے مین مرے یارون نے اک تار نہ پایا

آئینہ بھی حیرت سے محبت سے ہوئے ہم
پر سیر ہو اس شخص کا دیدار نہ پایا

وہ کھینچکے شمشیر ستم رہ گیا جو میر
خون ریزی کا یان کوئی سزاوار نہ پایا

گیا مرے آسنے پہ تو اے بت مغرور گیا
کبھی اس راہ سے نکلا تو تجھے گھور گیا

لیگیا صبح کے نزدیک مجھے خواب اے وائے
آنکھ اسوقت کھلی قافلہ جب دور گیا

گو سے نالی نہین اوٹھتے تو نئے آئے تھی
جی گیا پر نہ ہمارا سر پر شور گیا

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا
ہمنے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

ناتوان ہم ہین کہ ہین خاک گلی کی اوسکے
اٹھو بیطاقتی سے دل کا بھی مقدور گیا

لے کہین منھ پہ نقاب اپنے کہ اے غیرت صبح
شمع کے چہرۂ رخشان سے تو آب نور گیا

نالۂ میر نہین رات سے سنتے ہم لوگ
کیا ترے کوچے سے اے شوخ وہ رنجور گیا

خواہ مجھسے لڑ گیا اب خواہ مجھسے ملگیا
کیا کہون اے ہمنشین مین تجھ سے حاصل لگیا

[illegible]

اب سعی کر سپہر کہ میری ہوس گئے	اُسکا مزاج مہر پہ آیا تو کیا ہوا
مت رنجہ کر کسیکو کہ اپنی تو اعتقاد	دل ڈھا بیکر جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا
مین صید ناتوان بھی تجھے کیا کرونگا یاد	ظالم اک اور تیر لگایا تو کیا ہوا
کیا کیا دعائین مانگی ہین خلوتمین شیخ یون	ظاہر جہانسے ہاتھ اوٹھایا تو کیا ہوا
وہ فکر کر کہ چاک جگر پاوے التیام	ناصح جو تونے جامہ سلایا تو کیا ہوا

جیتے تو میر اون نے مجھے داغ ہی رکھا
پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

گرچہ سردار مزونکا ہو امیری کا مزا	چھوڑ لذات کے تئین لے تو فقیری کا مزا
ایک آزادی تک چکھ نمک غم کباب	تو تو جانے کہ یہ ہوتا ہو اسیری کا مزا

ہمتو گمراہ جوانی کے مزون پر ہین میر
حضرت خضر کو ارزانی ہو پیری کا مزا

دل جو تھا اک آبلہ پھوٹا گیا	رات کو سینہ بہت کوٹا گیا
طائر رنگ حنا کی سی طرح	دل نہ اوسکے ہاتھ سے چھوٹا گیا
مین نہ کہتا تھا کہ منھ کر دل کی اور	اب کہان وہ آئینہ ٹوٹا گیا
دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے	یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

[illegible] ہوا ہوگا
دشمن [illegible] جو [illegible] ہوا ہوگا
اب تک [illegible] چمن میں [illegible] دیا ہین
[illegible] کیا ہوا ہوگا
وہ [illegible] گور غریبان [illegible] ہین
ان ظالم [illegible] ہوا ہوگا
یہ قاعدہ [illegible] ہوا ہوگا
دل [illegible] جو ہوا ہوگا

ردیف ی ۲۷

اس کہنہ خرابی مین آبادی نہ کر منعم
ایک شہر نہین یان جو صحرا نہوا ہوگا
آنکھون سے تری ہمکو ہے چشم کہ اب ہووے
جو فتنہ کہ دنیا مین برپا نہوا ہوگا
[illegible] کل تو حاصل [illegible]
ایک قطرہ [illegible] جو دریا نہوا ہوگا
صد نشتر مژگان کے لگنے سے نہ نکلا خون
آگے تجھے میر ایسا سودا نہوا ہوگا

عالم مین کوئی دل کا طلبگار نہ پایا
اس جنس کا یان ہمنے خریدار نہ پایا
حق ڈھونڈھنے کا آپکو آتا نہین ورنہ
عالم ہے سبھی یار کہان یار نہ پایا
[illegible]

[illegible]

قطعہ ۲۶۰

[illegible]

مطلع

[illegible]

رہی خیال تنک ہم بھی روسیاہون کا
لگے ہو خون بہت کرنے بیگناہون کا

نہین ستارے یہ سوراخ پڑ گئے ہین تمام
فلک حریف ہوا تھا ہماری آہون کا

گلیم بخت سیہ سایہ دار رکھتے ہین
لباس فقر ہے وان فخر بادشاہون کا

تمام زلف کے کوچے ہین مارپیچ اوسکے
تجھی کو آوے دلا چلنا ایسی راہون کا

اسی کی خوبی سے لائق نہیں تجھے قیامت ہین
تو حرف کن نہ کیا گوش دادخواہون کا

تمام عمر رہین خاک زیر پا اوسکے
جو زور کچھ چلے ہم عجز دستگاہون کا

کہان سے تہ کرین پیدا یہ ناظمان حال
کہ پوچ بافی ہی ہی کام ان جلاہون کا

حساب کاہیکا روز شمار مین مجھسے
شمار ہی نہین ہی کچھ مرے گناہون کا

تری جو آنکھین ہین تلوار کی تلے بھی ادھر
فریب خوردہ ہی تو میر کن نگاہون کا

اسکا خرام دیکھ کے جایا نہ جائیگا
ای کبک پھر بحال بھی آیا نہ جائیگا

ہم کشتگان عشق ہین ابرو و چشم یار
سر سے ہمارے تیغ کا سایا نہ جائیگا

ہم رہروان راہ فنا ہین برنگ عمر
جاوینگے ایسے کھوج بھی پایا نہ جائیگا

پھوڑا سا ساری رات جو پکتا رہیگا دل
تو صبح تک تو ہاتھ لگایا نہ جائیگا

اپنے شہید ناز سے بس ہاتھ اوٹھا کہ پھر
دیوان حشر مین اسے لایا نہ جائیگا

[illegible]

تلوار مارنا تو تمھین کھیل ہی ووے	جا نثار ہے نہ جان کسو بیگناہ کا
بدنام و خوار و زار و نزار و شکستہ حال	احوال کچھ پوچھیے اس روسیاہ کا
ظالم زمین سے لوٹتا دامن اوٹھا کے چل	ہوگا کمین مین ہاتھ کسو دادخواہ کا
اے تاج شہ نہ سر کو فرو لاؤن تیرے پاس	ہے معتقد فقیر نمد کی کلاہ کا

بیمار تو نہ ہووے اجی جب تلک کہ میر
سونے نہ دے گا شور تری آہ آہ کا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا	جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
ہر قدم پر تھی اوسکی منزل لیک	سر سے سودائے جستجو نہ گیا
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان	لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
دل مین کتنے مسودے تھے ولے	ایک پیش اوسکے رو برو نہ گیا

سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

گل و بلبل بہار مین دیکھا	ایک تجھکو ہزار مین دیکھا
جل گیا دل سفید ہین آنکھین	یہ تو کچھ انتظار مین دیکھا
آبلے کا بھی ہونا دامن گیر	ترے کوچے کے خار مین دیکھا

۲۵

قطعہ

دل سے مٹ جا کہ حیف اُسکا وقت
جو کوئی اِس مکان سے نکلا

اُسکی شیرین لبی کی حسرت مین
شہر پانی ہو نستان سے نکلا

نامرادی کی رسم میر سے ہے
طور یہ اِس جوان سے نکلا

گرمی سے مین تو آتش غم کی پگھل گیا
راتو نکو روتے روتے ہی جون شمع گل گیا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑھائی تو نے کہ یان جی نکل گیا

گرمئ عشق مانع نشو و نما ہوئی
مین وہ نہال تھا کہ اُگا اور جل گیا

مستی مین چھوڑ دیر کو کعبے چلا تھا مین
لغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا

ساقی نشے مین تجھسے لنڈھا شیشۂ شراب
چل اب کہ دخت تاک کا جوبن تو ڈھل گیا

ہر ذرہ خاک تیرے گلی کی ہے بیقرار
یان کونسا ستمزدہ ماٹی مین رل گیا

عریان تنی کی شوخی سے دیوانگی مین میر
مجنون کی دشت خار کا دامن بھی جل گیا

سنا ہے حال ترے کشتگان بیچارون کا
ہوا نہ گور گڑھا ان ستمزدہ کے یارون

ہزار رنگ کھلے گل چمن کے ہین شاید
کہ روزگار کے سر خون ہے ہزارون

ملا ہے خاک مین کس کس طرح کا عالم یان
نکل کے شہر سے ٹک سیر کر مزارون

سینکڑون خرچمن نکلے مین پھاڑ گئے انکلی لیک
عذر ہی چاہی چلا اُسکے دل ہر خواہ کا

گر کوئی پیرمغان مجکو آرے تو دیکھے پھر
میکدہ سارا بکا سارا ہی جو صرف اللہ کا

کاش تیری غم رسیدونکو بلاویں حشر مین
ظلم ہی اک خلق پر آشوب ونکی آہ کا

جو سنا ہشیار اس میخانہ مین تھا بیخبر
شوق ہی باقی رہا ہمکو دل آگاہ کا

باندھ مت رونیکا تار ای نافہم حسرت
اس سے پایا جای ہی سررشتہ جسکی چاہ کا

شیخ مت کر ذکر ہر ساعت قیامت کا کہ ہے
عرصۂ محشر نمونہ اوسکی بازی گاہ کا

شہر مین کس منہ سے آوے سامنے تیری کہ شوخ
چھائیون سے بھر رہا ہی سارا چہرہ ماہ کا

سرفرو لاتی نہین ہمت مری ہر اک کے پاس
ہون گدائے آستان میر حضرت شاہ کا

ایسی یہ گلی آیا شہر اسلام نہین رکھتا
جس کوچے مین وہ بت صد بدنام نہین رکھتا

آزار ندے اپنے کانونکے تئین اے گل
آغاز مرے غم کا انجام نہین رکھتا

ناکامی صد حسرت خوش لگتی نہین ورنہ
اب جی سے گذر جانا کچھ کام نہین رکھتا

ہو خستگی تو بہتر ہے وہ ہاتھ بہار نہین
مانند نے نرگس جو نام نہین رکھتا

مین اسکے ہم آغوشی نایاب نہین اسے
مدت سے بغل مین دل آرام نہین رکھتا

مین داڑھی تمہی اعظ مسجد ہی مین منڈواتا
پر کیا کرون تھا اپنی حجام نہین رکھتا

۲۳

قطعه

یون سنا جاہو کہ کرتا ہی سفر کا عزم جزم | ساتھ اب بیگانہ وضع نکے ہمارا آشنا
شعر صائب کا مناسب ہے ہماری ور سے | سامنے اوسکے پڑھو گریہ کوئی جا...
تا بجان با ہمہ ہم و تا بمنزل دیگران | فرق باشد جان ما از آشنا تا آشنا

داغ ہو تابان علیہ الرحمان کا چھاتی پہ میر
ہو نجات اوسکو بچارا ہم سے بھی تھا آشنا

گل کو محبوب ہم قیاس کیا | فرق نکلا بہت جو پاس کیا
دل نے ہم کو مثال آئینہ | ایک عالم کا روشناس کیا
کچھ نہیں سوجھتا ہمین اُس بن | شوق نے ہم کو بیحواس کیا
عشق مین ہم ہوئے نہ دیوانے | قیس کی آبرو کا پاس کیا
دور سے چرخ کے نکل نہ سکے | ضعف نے ہم کو مورطاس کیا
صبح تک شمع سر کو دھنتی رہی | کیا پتنگے نے التماس کیا

ایسے وحشی کہان ہین اے خوبان
میر کو تم عبث اوداس کیا

صفت آبروے زاہد علامہ لے گیا | اک مغبچہ اوتار کے عمامہ لے گیا

[illegible]

سر کے قابل ہے دل صد پارہ اُس نخچیر کا
جسکے ہر ٹکڑے مین ہو پیوست پیکان تیر کا

سب کھلا باغ جہان الا یہ حیران و خفا
جسکو دل سمجھے تھے ہم سو غنچہ تھا تصویر کا

بوی خون سے جی رکا جاتا ہے اے باد بہار
ہو گیا ہے چاک دل شاید کسو دلگیر کا

کیونکہ نقاش ازل نے نقش ابرو کا کیا
کام ہے اک تیرے منہ پر کھینچنا شمشیر کا

رہگذر سیل حوادث کا ہے بے بنیاد دہر
اس خرابی مین نکرنا قصد تم تعمیر کا

بس طبیب اٹھ جا مری بالین سے مت دے درد سر
کام جان آخر ہوا اب فائدہ تدبیر کا

نالہ کش ہین عہد پیری مین بھی سنتے ہیر درد پہ ہم
قد تم گشتہ ہمارا حلقہ ہے زنجیر کا

جو تری کوچے مین آیا پھر وہین گاڑا اُسے
تشنۂ خون ہون تو ہون اس خاک دامنگیر کا

نالہ کش ہین عہد پیری مین بھی سنتے پر درد پہ ہم
مفت مین جاتا رہا مرنا ایک بے تقصیر کا

لخت دل سے جو چھری پہلو تلی گوندھی ہے دل
فائدہ کچھ اے جگر اس آہ بے تاثیر کا

گور مجنون سے بجا دینگے کہین ہم مینوا
عیب ہے ہم مین جو چھوڑین ڈھیر اپنے پیر کا

کس طرح سے مانیے یارو کہ یہ عاشق نہین
رنگ اوڑ جاتا ہے ٹک چہرا تو دیکھو میر کا

شب درد و غم سے عرصہ مرے جی پہ تنگ تھا
آیا شب فراق تھی یا روز جنگ تھا

کثرت مین درد و غم کی نہ نکلی کوئی طپش
کوچہ جگر کے زخم کا شاید کہ تنگ تھا

[illegible]

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

قطعہ

[illegible]

سودائی ہو تو رکھے بازار عشق میں پا
سر مفت بیچتے ہیں یہ کچھ چلن ہے وانکا

سو کا ہی ایک چشمک اتنا سلوک تو ہے
اوباش خانہ جنگ اس خوش چشم بدزبان کا

ناحق یہ ظلم کرنا انصاف کیا ہے
[illegible]

[illegible]
طاعت سے سوبرس کی سجدہ اس آستان کا

[illegible]
احوال کیا لکھوں میں اس مجلس رواں کا

قطعہ

یاروں نے یاد والایا اپنی تو یون گذری
کیا ذکر ہم صفیران یاران شادمان کا

آخر کو مر گئے ہیں اُسکی ہی جستجو میں
جی کے تئین بھی کھویا لیکن اسے نہ پایا

لگتی نہیں ہے دارو ہیں سب طبیب حیران
اک روگ میں پھنسایا جی کو کہان لگایا

کہہ ہیچ اُسکے منھ کو جیسین ڈرا بہا نتو
یاری وہ شوخ اپنی خاطر میں کچھ نہ لایا

ہونا تھا مجلس آرا اگر غیر کا تجھے تو
مانند شمع مجکو کاہے کے تئین جلایا

تھی یہ کہان کی یاری آئینہ رو کہ تو نے
دیکھا جو میر کو تو بے ہیچ منھ بنایا

شکوہ کرون میں کبتک اُس اپنے مہربان کا
القصہ رفتہ رفتہ دشمن ہوا ہے جان کا

گریے پہ رنگ آیا قید قفس ہے شاید
خون ہو گیا جگر میں اب داغ گلستان کا

لے جھاڑو ٹوکرا ہی آتا ہے صبح ہوتے
جاروب کش مگر ہے خورشید اُسکے یان کا

دی آگ رنگ گل نے وان اے صبا چمن کو
یان ہم جلے قفس میں سن حال آشیان کا

ہر صبح میرے سر پر اک حادثہ نیا ہے
پیوند ہو زمین کا شیوہ اس آسمان کا

قطعہ

ان صید افگنون کا کیا ہو شکار کوئی
ہوتا نہیں ہے آخر کام اونکے امتحان کا

تب تو مجھے کیا تھا تیروں سے صید اپنا
اب کرتے ہیں نشانہ ہر میرے استخوان کا

فتراک جنکا اکثر لوہو میں تر رہے ہے
وہ قصد کب کرے ہے اس صید ناتوان کا

[illegible]

تھی عشق کی وہ ابتدا جو موج سی اٹھی کبھو	آبدیدہ تر کو جو تم دیکھو تو ہے گرداب سا
جھکے جو ہم مست آگئے سو بار مسجد سے اٹھا	واعظ کو مارے خوف کے کل لگ گیا جلاب سا

رکھ ہاتھ دل پر میر کے دریافت کر کیا حال ہے
رہتا ہے اکثر یہ جوان کچھ ان دنوں بیتاب سا

مرہتے جو گل بن تو سارا یہ خلل جاتا	نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا
پیدا ہے کہ پنہاں تھی آتش نفسی میری	میں ضبط نہ کرتا تو سب شہر یہ جل جاتا
میں گریۂ خونی کو روکے ہی رہا ورنہ	یکدم میں زمانے کا یاں رنگ بدل جاتا
بن پوچھے کرم سے وہ جو بخش نہ دیتا تو	پرسش میں ہماری ہی دن حشر کا ڈھل جاتا
استادہ جہاں میں تھا میدان محبت میں	واں رستم اگر آتا تو دیکھ کے ٹل جاتا
وہ سیر کا وادی کے مائل نہ ہوا ورنہ	آنکھوں کو غزالوں کی پاؤں تلے مل جاتا
بیتاب و تواں یوں میں کاہے کو تلف ہوتا	یاقوتی تر اس لب کی ملتی تو سنبھل جاتا
اس سیم بدن کو تھی کب تاب و تعب اتنی	وہ چاندنی میں شب کی ہوتا تو پگھل جاتا

مارا گیا تب گذرا بوسے ترے لب کے
کیا میر بھی لڑکا تھا باتوں میں بہل جاتا

سنیو جب وہ کبھو سوار ہوا	تا بروح الامین شکار ہوا

۱۹

شاید کسو کے دل کو لگی اس گلی مین چوٹ
میری بغل مین شیشۂ دل چور ہوگیا

اس ماہ چاردہ کا چھپے عشق کیونکہ آہ
اب تو تمام شہر مین مشہور ہوگیا

دیکھا یہ ناو نوش کہ نیش فراق سے
سینہ تمام خانۂ زنبور ہوگیا

پہونچا قریب مرگ کے وہ صید ناقبول
جو اس کی صیدگاہ سے ٹک دور ہوگیا

قسمت تو دیکھ شیخ کو جب لہر آئی تب
دروازہ شیرخانی کا معمور ہوگیا

اک چشم منتظر ہے کہ دیکھے ہے کب سے راہ
جون زخم تیری دوری مین ناسور ہوگیا

دیکھا جو مین نے یار تو وہ میر ہی نہین
تیرے غم فراق مین رنجور ہوگیا

نابلد ہوکے رہِ عشق مین پہونچو تو کہین	ہمرہِ خضر کو یان کہتے ہین گمراہ سنا
کوئی ان طور و نسی گذری ہو تری غم مین آہ	گاہ تونے نہ سنا حال مرا گاہ سنا

خوابِ غفلت مین ہین یان شب کو عبث جاگا میر
بیخبر دیکھا اونھین ہین جنھین آگاہ سنا

جب جنون سے ہمین توسل تھا	اپنی زنجیر پا ہی کا غل تھا
بسترا تھا چمن مین جون بلبل	نالہ سرمایۂ توکل تھا
یک نگہ کو وفا نہ کی گویا	موسم گل صفیر بلبل تھا
اُن نے پہچان کر ہمین مارا	منہ نکرنا ادھر تجاہل تھا
شہر مین جو نظر پڑا اس کا	کشتۂ نازیا تغافل تھا
اب تو دل کو نہ تاب ہے نہ قرار	یاد ایام جب تحمل تھا
جا پھسا دام زلف مین آخر	دل نہایت ہی بے تامل تھا
یون گئے قد کی خم ہوے جیسے	عمر اک رہرو سر پل تھا

خوب دریافت جو کیا ہم نے
وقت خوش میر نکہت گل تھا

آگے جمال یار کے معذور ہوگیا	گل اک چمن مین دیدۂ بے نور ہوگیا

فرہاد ہاتھ تیشے پہ ٹک رہ کے ڈالتا
پتھر تلے کا ہاتھ ہی اپنا نکالتا

بگڑا اگر وہ شوخ تو سنیو کہ رہ گیا
خورشید اپنی تیغ و سپر ہے سنبھالتا

[illegible] ۱۸

[illegible]

تھی

اس رنگ سے چمکے ہے پلک پر کہ کہے تو ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا
کل سیر کیا ہمنے سمندر کو بھی جا کر تھا دست نگر پنجۂ مژگاں کی تری کا
لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

منھ تکا ہی کرے ہے جس تس کا حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا
شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
تھے برے مغبچوں کے تیور لیک شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا
بحر کم ظرف ہے بسان حباب کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا
فیض اے ابر چشم تر سے اٹھا آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کسکو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

وہ اک روش سے کھولے ہوئے بال ہو گیا سنبل چمن کا مفت میں پامال ہو گیا
اولجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اوسکے عشق میں دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

استغنا کی چوگنی ان نے جوں جوں میں ابرام کیا	کام ہوے ہیں سارے ضائع ہر ساعت کی سماجت سے
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگوں نے تجھکو رام کیا	ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

جمال یار نے منھ اسکا خوب لال کیا	چمن میں گل نے جو کل دعوی جمال کیا
برنگ سبزۂ نورستہ پایمال کیا	فلک نے آہ تری رہ میں ہمکو پیدا کر
سو اسکی تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا	رہی تھی دم کی کشاکش گلے میں کچھ باقی
نہ کہہ کہ نیند میں ہے تو یہ کیا خیال کیا	مری اب آنکھیں نہیں کھلتیں ضعف سے ہمدم
چمن کو یمن قدم نے ترے نہال کیا	بہار رفتہ پھر آئی ترے تماشے کو
کسو نے حشر کو ہمسے اگر سوال کیا	جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہے وہ زلف

لگا نہ دل کو کہیں کیا سنا نہیں تو نے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

وابستہ تری مو کا پریشان رہیگا	دیکھیگا جو تجھ رو کو سو حیران رہیگا
اس دم تئیں مجھ میں اگر جان رہیگا	وعدہ تو کیا اس سے دم صبح کا لیکن
پر آپ کوئی رات ہی مہمان رہیگا	منعم نے بنا ظلم کی رکھ گھر تو بنایا

۱۶

کلیات ۱۵

اوسکا منھ دیکھ رہا ہوں سو وہی دیکھ رہا ہوں	نقش کا سا ہو سما میری بھی حیرانیکا

بت پرستی کو تو اسلام نہین کہتے ہین
معتقد کون ہے میر ایسی مسلمانی کا

جامۂ مستیٔ عشق اپنا مگر کم گھیر تھا	دامن تر کا مری دریا ہی کا سا پھیر تھا
دیر مین کعبے گیا مین خانقہ سو اب کی بار	راہ سو میخانیکی اُس راہ مین کچھ پھیر تھا

بلبلون نے کیا گل افشان میر کا مرقد کیا
دور سے آیا نظر تو پھولون کا اک ڈھیر تھا

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اُن نے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے	آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا
کبتک نہ ظلم آہ بھلا مرگ کے تئین	کچھ پیش آیا واقعۂ رحمت کو کیا ہوا
اسکی سنے پر ایسے گئے دیسے ہمنشین	معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کے کیا خجل	ای چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کیطرف	ای کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تھا مستعار حسن سے اوسکے جو نور تھا
ہنگام گرم کن جو دلِ ناصبور تھا
پہونچا جو آپ کو تو مین پہونچا خدا کی تئین
آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
مجلس مین رات ایک ترے پرتوے بغیر
منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا
ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر

خورشید مین بھی اُس ہی کا ذرہ ظہ
پیدا ہر ایک نالے سے شور نشو
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دو
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طو
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بھجو
اُس ندی کی بھی رات گذر گئی جو کہ
اُس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضر

قطعہ

گرد اسکے گرچہ ہوجاے بلند
پھر زمین و آسمانمین ہو حجاب

جاوے دشمن جون سگ پا سوختہ
وقت گرگ و میش نے منہ پر نقاب

داوری و منصفی سُن دلبران
چھوڑ دین عشاق پر کرنا عتاب

رفع بدعت چاہے تو پھر کیا مجال
اٹھ سکے جو نغمۂ چنگ و رباب

منع می ہووے تو پھر قدرت ہی کیا
جو گلے سے شیشے کی اوترے شراب

بحر کیا ہی جو کرے تہ سے سوال
کوہ یزدی علم کا کیا دے جواب

خوبیان ہین خوبیان سر تا قدم
تب کیا صانع نے تجکو انتخاب

لطف طبع صاحب مجلس کہون
یا لکھون پاکیزہ اس صحبت کا داب

نکلی مستعمل نہایت ورنہ شب
چاندنی کی جاے بچھتی ماہتاب

گر نہو ممدوح علم ظاہری
پر نہین ہوتی ہے یہ راے صواب

جو کہے تو چاہیے وہ لکھ رکھین
حرف ہر یک تیرے منہ کا ہی کتاب

کر دعا پر تیر اب ختم سخن
تو کہے جو کچھ کرے حق مستجاب

زیر دست اسکے رہین گردنکشان
تا قیامت وہ رہے مالک رقاب

دوست اسکے جوش زن جیسے محیط
خاک بر سر مدعی جیسے سراب

قصائد تمام شد

جو میدانِ جنگ کی ہو یہ اشہب — تو گھوڑا نہ کہیو کہ چیلِ ہمان ہے
لگی گر کہیں ٹاپ طبقِ زمین پہ — فلک صدمے سے آنسوے لامکان ہے
دعا پر کرون ختم اب یہ قصیدہ — کہا تک کہون تو جنین ہے چنان ہے
رہے وقت ایسا ہی روزِ جزا تک — کہ جو دوست تیرا ہے تو شادمان ہے
تری عمر ہو میری طولِ امل سے — کرم کا سا سر رشتہ اک تیری ہان ہے

قصیدہ در مدح آصف الدولہ بہادر

رات کو مطلق نہ تھی یان جی کو تاب — آشنا ہوتا نہ تھا آنکھو نسے خواب
لوٹتا تھا سوزِ غم سے آگ مین — دل جگر سکنے تھے دونون جون کباب
ہر زمان تھی ساتھ اپنے گفتگو — کیا کرون شہر اور مین دونون خراب
تھام کر شیوا جھونکا اوٹھ گئے — نیمتھے بیٹھے کھینچتے کبتک عذاب
چاہیے کسکے در او پر کون ہے — ملیے کس سے کون ملنے کا ہے باب
لے جوانی سے پھرے پیری تلک — امتحا نہین آ گئے سب شیخ و شاب
ناگہان مجھسے لگا کہنے سروش — رہگذر سے لطف کی کر کر خطاب
ہے کریم اب بھی وزیر ابن وزیر — آصف الدولہ فلک قدر و جناب
آسمان زینہ ہے جس کا آستان — ناز کر طالع پہ جو ہو بار یاب

مطلع ثانی

۱۲

بہت ہرزہ خوان ہیگا اے ہیر تو بھی	وظیفہ ترا کیا یہ ذکر زبان ہے
جو مرکوز خاطر ہے اُس پر بھی آجا	فراغت کا عرصہ بھی ہی زمان ہے
سُن اے ہمنشین شخص غائب کی خاطر	یہ مطلع کہ مطلب سے جو توامان ہے

مطلع ثالث

قلم چل ابھی چلتی تیری زبان ہے	کہ پھر بات کہنے کی فرصت کہان ہے
ولیکن تجاوز نہو وے ادب سے	کہ ممدوح اب شاہ ہندوستان ہے
دماغ اب نہین ہے جو تمہید کرلے	کہ کل رات ہو اور یہ داستان ہے
بھٹی تری تیجے یہ دل چاہتا ہے	تری شکر نعمت مین قاصر زبان ہے
ترا عہد یکسر خوشی ہی جو ہے بھی	گنہگار سا ایک غم بھوشان ہے
تری یان ہی سب راستی و درستی	مگر صدق سچ کا ہی خاندان ہے
زیارت کئی صدق آتا ہو جسکی	ترا جبہۂ راستان آستان ہے
لکھے کیا ثنا کوئی ہمت کو تیرے	جہان صبح اس خوان پر میہمان ہے
زیادہ ہو یہ وسعت رزق تیری	کہ مشرق سے تا غرب ستار خوان ہے
کرے ہمسری کیا وہ خورشید اوپر	فلک پاس کیا ہی سبھی ایک نان ہے
ترے ہاتھ کی ریزش جود آگے	خجالت سے یہ ابر قطرہ زنان ہے

مطلع رابع

۱۱ کلیات

وہ اس عرصے مین ایک سنگ گران ہے

مری آہ کیا برچھیان مارتی ہے
گرفتار کو مرغ چمن پر فشان ہے
ہجوم آوے سب سایہ برگ گل مین
کچھ پاس یک دل داغ دل سوزبان ہے
جو ہو زاد مرگ تشنہ بیان ہو کے جاوے
سخن کو کیا پیش کی کاروان ہے
یہین پس ماندہ قافلہ دل جلا ہون

تو مرجائیگا یون تو رستے ہی رہ کے
کہ اندوہ و غم آفت ناگمان ہے

غزل لطف کر میر صاحب کی کوئی
کہ اونکی زبان ہیچ سحر بیان ہے

کہا مین نے مطلع غزل کا یہ سنکر
کہ ہر ظرف سے جسکے بو ہو روان ہے

مطلع ثانی

ترے ہاتھ جبتک کہ تیر و کمان ہے
شکار زبون کی بھی خاطر نشان ہے

کیے آنکھ شکل مثالی ہون اپنے
مرا جسم اس لطف سے ناتوان ہے

تری اور اے سادہ رو بعد میرے
مرا نامہ نوشتہ ہر استخوان ہے

نہ پوچھ اس طلسمات عالم کی صنعت
کہ اس آشکارا مین کیا کیا نہان ہے

خوشامد گر بلبل کہ سائیمن گل کے
کہین مشت پر ہے کہین آشیان ہے

لگے ہو نہ اب عطر دان اوسکے منہ کو
نہ اس بوئے خوش ساتھ گل کا وہان ہے

غرور و خرابات چل شیخ دیکھین
جو ترسا بچہ ہے سو پیر مغان ہے

نہ کہ خانوادے تھے یان کیسے کیسے
خرابا ہی ہو خب فلک یہ جہان ہے

دم امتحان میر ہم کیا کرینگے
ہماری گرہ مین تو اک نیم جان ہے

چل اے طبع مشتاق وصف بتان پر
کہ غم انکا دل مین مرے یک جہان ہے

یہی شغل ہین خوب پیش فقیران
کہ ذکر خدا ہے کہ وصف بتان ہے

جلے ہے جو ہین داغ ہجران پریشان
گویا خزان دیدہ اک گلستان ہے
رخ زرد پر اشک سرخ آگئے ہین
ادھر بھی اک ابر بہاری سمان ہے
خط و زلف و کاکل مین دل جا کے الجھا
سمجھا یہ شاداں کہ ہندوستان ہے

قطعہ ۱۰

چمن زار عالم کی خوبی پہ مت جا
دل اس سے بتاتی پچھتر و زمان ہے
بیک رنگ یان کا نہین ہے قراری
بہار آئی اور پھر وہی فصل خزان ہے
فلان بن فلان ہے وہین فلان ہے

بسرد مہری شیرین بکینۂ خسرو | بگرم جوشی فرہاد سختی کہسار
بعشق دیر بطوف حرم بسعی تمام | بلوح مشہد عاشق بسوز شمع مزار
بآب و رنگ گلستان بہ بیکسی اسیر | کہ اسکو کنج قفس ہی رہے ہے باد بہار
بساغر مے گلگون بتوبۂ سنگین | بدلنوازی ساقی بابر دریا بار
بدستگیری چاک و بہ بیقراری جیب | بسینہ کاوی دشنہ بزخم دامن دار
بحسرت رخ جانا بچشم وا ماندہ | بسعی باطل ناخن بعقدۂ دل کار
بہ قلقل و بہ سبو و بلغزش ہر دم | بہ مستی مے ناب و بخاطر ہشیار
بہ پوچ گوئی بیتابی و بہ بے خوابی | بکم زبانی صبر و بدیدۂ بیدار
بدیر و برہمن و کفر و با صنم گوئی | بشیخ و مسجد و تسبیح و رشتۂ زنار
بسیل خانہ خراب و بوادی مجنون | بجرگہ جرگہ غزالان بدیدۂ خونبار
بخوشہ خوشۂ سرشک و بدار بست مژہ | بقطرہ قطرہ شراب و بجام دست یار
بضعف جسم نزار و بطاقت سرکش | بجان عاشق مسکین کہ یار پر ہو نثار
بخاک عاشق بے خانمان کہ باد صبا | نہیں دکھاتی اسے بعد مرگ کوچۂ یار
باضطراب چراغ و بدشمنی نسیم | بخاطر دل آخر کہ اس سے ہو بیزار
بدور گردی رنگ قبول و یاس دعا | باعتراز اجابت بحلقۂ اذکار

قصیدہ

جو ہو چکی قیامت تو آہ و فغان ہے
سے ہاتھ میں دامن آسمان ہے
کوئی آج سے ہے فلک مدعی کیا
ہمیشہ مرے حال پر مہربان ہے
کدورت بتان کی کیا کرون میں
یہ دل آرزو گلفت کا ایک کاروان ہے
جو رونا بھی ہون میں غبار دلی سے
تو آنسو کا سیلاب ریگ روان ہے
جو دل میں ہی آتا ہے کہنے میں بھی وہ
زبان میری دل کی ترجمان ہے

یعنی کہ دیکھون حضرت دہلی کی لواحج | معلوم ہو سوائے تری حاصل کلام
برگز نہو حلال عدو پر تری خوشی | ہو وے تمام تیرے محبون پہ غم حرام

قصیدہ در مدح امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام

فلک کے جور و جفانے کیا ہی مجکو تنکار | ہزار کوس یہ ہی جاے اگ تپیدن وُ اس
خراب کوہ و بیابان بیکسی ہو نمین | برنگ صورت جوسن طرف ہی میر الگذر
بغیر خوردن خون لب ہمار ٹوٹی ہے | سوا گریۂ صبح اب کہان ہی آب خار
نگین نہ داغ سو کیون چھپکے میر سینے پہ | نمک نہین نظر آتا بجز رخِ دلدار
سو وہ بھی دیکھنا ملتا نہین ہے گھر بیٹھے | مگر ہون ہند مین رسوا کوچہ و بازار
سوائے نالۂ جانسوز کون ہی دلسوز | بغیر آہ سحرگاہ کون ہے غمخوار
جنون مین جیسے خوش آیا لباس عریانی | نہین ہو دامن صحرا مین تب مجکو قرار
ہمیشہ ساتھ ہی دامن سوار لڑکون کے | مگر کہ خاکِ وفا سے بنا ہے میرا غبار
عجب ہی مجکو جو تو دیکھنے نہین آتا | رہا ہون ایک تری انکھڑیونکا مین بیمار
ہوا ہون جو فلک سے نپٹ ہی آرزو زار | پہونچیو یا خلف الصدقِ حیدرِ کرار
شہا غلام کو تیری یہ زور بازو ہے | کہ وقت جنگ جو لیکر کمان کو ہووے سوار

چشم طمع کو سی ہے ہما تو کہ جیتے جی
سرمہ ہوی دین بسکہ الم سی مری عظام

ای طبع اتنی ہرزہ درائی جرس کی طرز
اس گفتگو کا فائدہ کہ حاصل کلام

یعنی امیر شاہ نجف کی صفت پر آ
وہ شاہ جس پہ ساری کمالات ہین تمام

وہ شاہ ہی کہ بعد نبی کی وہی ہی جبر
وہ شاہ ہی کہ حق ہی وہی اولین امام

گر چاہی دل گرفت ہما نہین ہنو کوئی
کر دے یہ تنگ غنچۂ پیکان کو ابتسام

ورنہ شگفتگی پہ بلاے عظیم ہے
چھوڑے نہ زخم سینۂ عاشق تک التیام

مطلع ثانی

شاہا ترے گدا کا ہی مشہور احتشام
شاہان سرفراز سب اوسکے ہین پا کے نام

قطعہ

ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر
میدان کارزار مین ادنی ترا غلام

جولان کرے جدھر کو رہی سطر نہ غاف ل
اڑ جای خاک ودھر کی جدھر کو پھرے لگام

پامال سقدر ہون کہ معلوم بھی نہون
افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام

قطعہ

شمشیر اسکے خرمن اعدا کی ہی جو برق
آوی گر اسکے ہاتھ مین یک لحظہ دینا

جل جای اور تنگ صف اعدا کی اور کو
بے سر ہین پھر تو مد نظر تک بدن تمام

مطلع ثالث

قطعہ

قصیدہ در مدح حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام

زخم اسکے ہاتھ کا جو لگے یہ نہو کبھی	مٹ جای کائنات مگر تب ہو اندمال

قطعہ

تر ہو گئی ہی بسکہ لہو مین گل زمین	گر خشک ہووی خاک کہین بعد ماہ و سال
ہو پھر گذار باد صبا سے یہ واں کا رنگ	اڑتا ہی جیسے ہولی کی ایام مین گلال
میلان طبع مطلع ثالث کی اور ہے	تاخیر پر قصیدۂ عزا کا ہوتا ل

مطلع ثالث

لائق تری صفت کے صفت ہیں مری محال	آشفتہ طبع شاعر خستہ کی کیا مجال

قطعہ

تو وہ در مدینۂ علم علیم ہے	جس شخص کو نہ آوی الف بے تے دال ذال
آوے تری جناب مقدس مین ایکدام	کرتے ہین وان تو وقف سبھی طرز کی مقال
عالم ہو اسقدر کہ بیان کیا کرے کوئی	پھر بحث اس سے عقل فلاطون پہ ہو محال
لیتے ہین تیرے گھر سے گدا پوست تخت فقر	پاتی ہین تیرے در سے شہا مکنت و جلال
جبتک جیو نہین دلمین مرے آرزو ہے	ہون سر سے تیری زائر در کھا پامال
پھر بعد مرگ حوض پہ کوثر کے یا علی	جا گہ مری ہو حشر کی تیری صف نعال
جب ہو نہین گرم تیری سایہ مین یا شہا	ہو جای سرد آتش دوزخ کی اشتعال

کبتک صفت بتو نکی خدا سے تو خوف کر — اے طبع رہ نہ اتنی بھی پابند خط و خال

پڑھ منقبت نہ شاہ کی جس سے نجات ہو — وہ شاہ جسکی ایک گدا کو ہے یہ کمال

بخشش سے جسکی حرف طلب محو ہو گیا — کم اوسکے وقت مین ہے بہت نوبت سوال

ہے معن اسکی مطبخ عالی کا کاسہ لیس — دستار خوان کا اسکی ہے حاتم اک آشمال

آوے اگر عطا و کرم پردہ ایک دم — خسرو کی ہفت گنج تو پھر کیا ہین جز مال

کہتا ہون اب مین مطلع ثانی کہ ہون تنگ — وسعت رکھی ہے بسکہ یہ میدان قیل و قال

مطلع ثانی

اے نائب مصاحب دار بہمال — وہ مشورت شریک خدائے لایزال

تو ہے کہ تیری عدل کی نظم و نسق کو سن — اوٹھ جائے دفعۃً ہے مزاجونسے اختلال

قطعہ

چاہے خدا نخواستہ اسکا اگر تو زعم — تو منحرف مقام سے ہو خط اعتدال

شاہا ترا غلام ہو ایک اور ایکطرف — سنگین ہو فوج دشمن اگر کوہ کی مثال

تیر و کمان کو ہاتھ مین لے جب ہو سامنے — ہے اوسکو اپنے زور شجاعت سے یہ کمال

جسدم کہ زور بازو سے اگر لگا دے تیر — پھر مین دو سار ہو دین اگر آہنین جبال

چٹکی سے اسکی ہو کے جدا تیر یہ لگائے — جو اوسکے سامنے ہو اسے اڑکے لاگی بھال

قصیدہ در مدح حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام

اک شب کیا تھا یار تری زلف کا خیال

جنبش ہوئی ذرہ کو ادھر

کر کے سر گوشی جسے پوچھتی ہین بڑ گی ہوئے	آتی ہی غیب سے آواز ہوا وہ فیصل
یہ ہر یا خالی ہے میدان مگر اسکی تیغ	اڑدہا تھی کہ گئی خلق کو یکدم مین نگل
کیا بیان کیجیئے اب لشکر اعدا کی ...	مخرج خون ہی دہان زخم کا ہیگا مدخل
چھوٹے ہی زخم سے ہر ایک کے فوارۂ خون	ہر طرف دشت مین جاری ہی لہو کی جدول
سرخ تر چشم سے جا عان نظر آتی ہے	خون سے مسلخ قصاب کی خاک مقتل

قطعہ

کیا لکھون اسپ سکبیر کی اسکے تعریف	اوہم خامہ بھی لکھتے ہوئے جاتا ہی اچھل
جب عنان اسکی اُچک لیتا ہی اسکا ...	جلدی پویہ مین کہلاوہی کیا کیا چہل پل
اس فلک سیر کا میدان مقرر ہیگا	تگ و پو کے لئے آثنائے ابد و ازل
آ گیا اسمین نظر جانا کسو شخص کو تو	مارتے پل کے گیا اسکو جہلاوا سا چھل
قابو پانیکے لئے اُسکے سوار اسپہ سدا	کھینچ مین عی ایں اسپ تئین بار ...
اک اسکا کرے ہی سنکے تبسم یہ بات	یعنے ان کیدیونکی کچھہ ہی دماغو نمین خلل
جان یہ ہی تری گھونگٹ مین کہ تار فر خم	گرد کو اسکے نہ پہونچے گی کبھو اسکی اجل

وقت ہے اپنی نصیری کی مدد کا یا شاہ
روز و شب آتی ہے اس دل سے ہی خبگ و جدل

مطلع ثالث

ایکہ اک تو ہی ہوا عالم اسرار ازل
ایک سو جاننے عاشق ہے ترا حسن عمل

تیری وہ ذات مقدس ہے کہ لیتی ہے جو نام
منہہ سے ناخواستہ بھی صلّ علیٰ جاے نکل

تیری درگاہ مین جبرئیل بر کیون تجلین
یہین ہے نور جلالی خدا عز و جل

دو دراز لسبکہ کھنچا عرش سے رتبہ تیرا
حرف تیرا ہی تری شیعو نکی وحی منزل

مرحبا شاہی تری صلی علی جاہ ترا
کہ ہوا تخت ترا دوش نبی مرسل

فرش ہونا تری زائر کا سعادت ہی دلے
کیا کرے چادر مہتاب کہ تہی مستعمل

وہ نخستین خرد اے عالم اسرار آلہ
مانتے جسکو گئے دہر کو کامل اکمل

آخر اب آکے تری در سے مین یہ نکتہ کھلا
ناقص محض چلا جلئے تہا عقل اول

جی مین گذری بھی تو نکلے ہی ترے دور سے ہیچ
معنے تازہ سے بدلا ہوا لفظ مہمل

رفع بدعت پہ جب آوے تری طبع اقدس
کیا عجب شعلۂ آواز سے جل جاے زحل

لقمۂ ظلم نہین پچتا عدالت مین تری
باز نگلی ہوئی چڑیا کی تئین دیہی اگل

حالت نزع مین گر نام زبان پر ہو ترا
یک رمق جان حیا ابد سے ہو بدل

بسکہ غالب ہے ترا سعد ستارہ عجب
پہونچے گر حشر تلک نحبت شاہی زحل

۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد در منقبت وغیرہ

جب سے خورشید ہوا ہی چمن افروز حمل
رنگ گل جھلکے ہی ہر بات مین ہر گی اوجل

وقت وہ ہی کہ زبس شوق سی چشم بلبل
ہوئی دلکش ولی دیکھنے کو ہوا احول

جوش گل یہ ہی جہا تک کری ہی کام نظر
لالہ و نرگس گل سے ہین بہر دشت و جبل

لطف دیدگی مت پوچھ کہ مین شبہی ہون
تیرہ ظلمات ہی لب جو پہ کہ خواب مخمل

چشم رکھتا ہی تو چل فیض ہوا کو بہی دیکھ
نرگس اگتی ہی جہان بوئی تہی دہقان نے بصل

سیر کر تازگی و خرمی و شادابی
خشک بہی شاخ نے اب سبز نکالی کونپل

خون خمیازہ کش تشنگی غنچہ گل
دو نون نکلی ہین تہ خاک سے ابدست بغل

بعون صانع مکین و مکان بفضل خلاق زمین و آسمان

کلیات میر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بہ طبع مزین چھپا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے یہ فہرست بطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ ہین کتب کلیات و دواوین اردو کتب قصہ جات نثر و چند کتب فسانہ نظم درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کے اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہووے

کتب کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان - یہ نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علیخان مین بڑے مقرب حاضر جواب تھے -

کلیات نساخ - عمدہ کلیات جسمین ۱۰ در ناد رسائل شامل ہین - شاہد عشرت - ۲ - سخن شاعر - ۳ - اشعار نساخ - ۴ - مرغوب دل - ۵ - دفتر بے مثال - ۶ - گنج تواریخ - ۷ - چشمہ فیض - ۸ - قند پارسی - ۹ - زبان ریختہ - ۱۰ - قطعہ منتخب - از جلوہ گرہ طبع وقاد مولوی عبدالغفور خان بہادر

شاہد عشرت - ״

سخن شعرا - ״

اشعار نساخ - ״

مرغوب دل - ״

دفتر بے مثال - ״

گنج تواریخ - ״

زبان ریختہ - ״

قطعہ منتخب - ״

״

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعراء مرزا رفیع السودا -

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتابین ہین - ۱ - دیوان - ۲ - مثنوی عاشق صنم - ۳ - ٹھمریان - ۴ - شجرہ قادریہ

کلیات صنعت - کلام شعر مستند میان کریم الدین صنعت

کلیات ناسخ - دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی -

کلیات آتش - طبعزاد سخنور نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ -

کلیات نظام - کلام سخنور خوش فکر نواب مرزا علیخان نظام

کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے نتیجہ خوش فکری بان اور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی -

دیوان ذوق - میر محمد ابراہیم ذوق الکلام دہلی کا کلام ہے -

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام - چار جلد ہین -

کلیات مومن خان - جدید المطبع -

دیوان گویا - از طبع زاد رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر تنا و نازک خیالی -

بعون صانع مکین و مکان کا فضل خلائق زمین و آسمان

کلیات میر

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

باہتمام پنڈت شیام ناتھ منیجر اشاعت پائی

Mīr, Mīr Taqī

Kulliyāt-i Mīr